U33116

Title - ILM HAIWANI YAANI DUNIYA KE SHER KHWAR JAANWARON KA BAYAAN.

Author - Brajesh Bahadur.

Publisher - Hindustani Academy (Allahabad).

Date - 1932.

Pages - 599.

Subject - Haiwaniyaat.

عالم حیوانی

یعنی

دنیا کے شیرخوار جانوروں کا بیان

مؤلفہ

برجیس بہادر، بی، اے - ایل ایل، بی

الہ آباد

ہندوستانی اکیڈیمی، یو - پی

۱۹۳۲

Published by
The Hindustani Academy, U. P.,
Allahabad.

First Edition.

Price, Rs. 6. 8 As.

Book printed at the Hindustan Press,
and the cover at the
Minerva Press,
Daryabad, Allahabad.

فہرست مضامین

دیباچہ

دنیا حیوانات گوناگوں کے مظاہر حیات کی تماشہ‌گاہ ہے - سب اپنی قسم کے نرالے اور سب کی وضع اور ساخت انوکھی معلوم ہوتی ہے - اُن میں کوئی باہمی مشابہت نظر نہیں آتی - کہیں سونڈوالا لحیم شحیم ہاتھی ہے اور کہیں چھوٹا سا چوھا -

لیکن اگر تمام مخلوقات کو روبرو کھڑا کرکے ہم ان کی باطنی ساخت کی جانچ دقیق نظر سے کریں تو اُن میں جو مشابہت اور اختلافات ہیں وہ معلوم ہو جائیں - اگرچہ ہاتھی اور چوھا اپنی ظاہری صورت میں باہم بالکل غیرمشابہ ہیں تاہم ان میں کچھہ مناسبت کا بھی پتہ چلتا ہے کیونکہ دونوں کی جسم میں صلب یعنی ریڑھہ کی ہڈی موجود ہے اور وہ جسم کا ایک اہم حصہ ہے ؛ برخلاف اس کے مکھی اور مکڑی کے جسم میں صلب کا پتہ نہیں ' اس لئے یہہ دونوں ہاتھی اور چوھے سے بظاہر مختلف معلوم ہوتے ہیں -

حیوان اندرونی ساخت کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہیں - (۱) صلبی (Vertebrates) اور (۲) غیر صلبی (Invertebrates) - صلبی وہ ہیں جن کے جسم میں ریڑھہ ہوتی ہے جو پسلیوں کے ڈھانچے کا مرکز اور مجموعہ ہوتی ہے - غیر صلبی وہ ہیں جن کے جسم ' ریڑھہ کی ہڈی اور ڈھانچے سے آزاد ہیں -

حیوانات غیر صلبی کے بارے میں اتنا ہی ذکر کافی ہے کہ اُن کے ریڑھ اور ڈھانچا نہیں ہوتا ؛ اُن کی ہستی نہایت حقیر ہوتی ہے –

تمام حشرات‌الارض غیر صلبی جانور ہوتے ہیں –

روئے زمین پر جن جانوروں کا سب سے پہلے وجود ہوا تھا وہ سب غیر صلبی تھے – اُن میں سے کچھہ اب تک اپنی پہلی صورت پر پائے جاتے ہیں ؛ بعض کی ساخت میں تغیر اور تبدل ہو گیا ہے اور اکثر معدوم بھی ہو چکے ہیں –

غیر صلبی جانوروں سے بتدریج صلبی جانور پیدا ہوئے – ساخت اور قوائے جسمانی کے لحاظ سے اِن کو حیوانات غیر صلبی پر فوقیت ہے –

صلبی جانور پانچ قسموں میں منقسم ہیں ؛ یعنی—

(۱) مچھلی Fish.

(۲) خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے Amphibians.

(۳) رینگنے والے یا پیٹ کے بل چلنے والے Reptiles.

(۴) پرند Birds.

(۵) شیر خوار یا دودھہ پینے والے Mammals.

صلبی جانوروں میں سب سے پہلے مچھلی کا وجود ہوا – یہہ سب سے پہلا جانور تھا جس کے جسم میں ریڑھہ موجود تھی –

رفتہ رفتہ ایک ایسا زمانہ آیا کہ بعض مچھلیاں پانی سے نکل کر کنارے پر بھی آنے لگیں - جب خشکی سے اُن کا تعلق ہوا تو اُس کے مناسب اُن کے اعضا میں تغیر ہونے لگا اور رفتہ رفتہ وہ جانور عالم ظہور میں آئے جو خشکی اور پانی دونوں میں رہتے ہیں - مینڈک ان کی ایک واضح مثال ہے ' اس کی ابتدائی حالت تمامی آبی ہے - جسم مچھلی کی طرح ہوتا ہے اور پانی کے اندر سانس لینے کی طاقت بھی اُس میں ہوتی ہے - رفتہ رفتہ اُس کی جسمی حالت میں تغیر ہوتا جاتا ہے - ٹانگوں کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور وہ بڑھ کے ہاتھ پاؤں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ' تب وہ خشکی پر زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتا ہے ' ہاتھ پاؤں نکل آنا ایک خاص تبدیلی ہے -

اس کے بعد پیٹ کے بل چلنے والے جانوروں کا وجود ہوا - اُس جنس کے جانوروں کے ہاتھ پاؤں اتنے مختصر ہوتے ہیں کہ اُن کی رفتار دیکھ کر شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ پیٹ کے بل رینگ رہے ہیں -

ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے ہاتھ پاؤں نہیں ہوتے مثلاً سانپ - لیکن سانپ کی پیدایش بھی کسی ایسے جانور سے ہوئی ہے جس کے ہاتھ پاؤں ہوتے تھے اور اُن کے فنا ہو جانے کا سبب یہہ ہوا کہ اُس نے اُن سے کام نہ لیا - اجگر یا اژدھوں کے جسم میں ہاتھ پاؤں کے نشان اب بھی پائے جاتے ہیں - قدرت کا یہہ قانون ہے کہ جس عضو سے

کام لیا جائے اُس میں ترقی ہو اور جو عضو معطل اور بیکار رکھا جائے وہ رفتہ رفتہ کمزور ہو کر فنا ہو جائے ۔

ایک زمانہ تھا جب روئے زمین پر پیٹ کے بل چلنے والے جانور کثرت سے تھے ۔ اُن کے جسم کا طول چالیس پچاس فٹ تھا اور بہ اعتبار اپنی جسامت کے وہ تمام مخلوقات کے سردار تھے اور جس طرح چاہتے تھے دوسروں کے ساتھ پیش آتے تھے ۔ اُن کی شکلیں بھی ویسی ہی بھیانک تھیں جیسی کہ عادتیں تھیں ۔

زمانہ سابق کے یہہ خوفناک جانور دنیا سے فنا ہو چکے ہیں ، اُن کے مقابلے میں وہ پیٹ کے بل چلنے والے جانور جو فی زمانا روئے زمین پر موجود ہیں چھوٹے قد کے ہیں ، مثلاً کچھوا ، ناکا ، گرگٹ ، وغیرہ ۔

یہہ بات قابل توجہ ہے کہ تینوں مذکورہ بالا قسموں (مچھلی ، خشکی اور پانی میں رہنے والے ، اور پیٹ کے بل چلنے والے) جانوروں کے خون میں حرارت نہیں ہوتی ۔ ان کے بعد جن جانوروں کا وجود ہوا اُن کے خون میں حرارت پائی گئی ۔

پیٹ کے بل چلنے والوں کے بعد پرندوں کا وجود ہوا ، ابتداء پرندوں کی جسمانی ساخت میں رینگنے والے جانوروں کی بہت سی خصوصیتیں موجود تھیں ۔ وہ ہمارے موجودہ پرندوں کی طرح نہ تھے ، اُن کا ذریعہ پرواز جھلی کی تہ

تھی جیسا کہ اب ہم چمگادڑوں کے جسم میں دیکھتے ہیں ' جبڑوں میں بڑے بڑے دانت تھے اور دم گرگٹ کی طرح لمبی ہوتی تھی -

پرندوں کے بعد دودھ پلانے والے جانور عالم ظہور میں آئے - علم طبقات ارضیہ (Geology) سے پتا چلتا ہے کہ ترشیری (Tertiary) زمانہ کے آغاز میں کئی قسم کے دودھ پلانے والے جانور پیدا ہو چکے تھے - اِس کو ۲۰ لاکھ سال سے زائد ہو چکے -

دودھ پلانے والے جانوروں کی پیدائش پرندوں سے نہیں ہوئی بلکہ اُن جانوروں سے ہوئی جو خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے ہیں -

پھر دو شاخوں میں منقسم ہوئے - ایک شاخ سے پیدا ہو کر رینگنے والے جانور اور پرند بالترتیب ظہور میں آئے - دوسری شاخ نے تغیر و تبدل کا دوسرا ہی راستہ اختیار کیا اور ایک عرصہ کے بعد ان سے شیر خوار جانوروں کا وجود ہوا -

مشہور و معروف عالم علم حیوانات کورے صاحب (Cuvier) کا قول ہے کہ دودھ پلانے والے جانور عالم حیوانی کے سر تاج ہیں ' انسان خود اِسی جنس میں شامل ہے - دودھ پلانے والے جانور اپنی جسمانی ساخت اور قوی کی خوبیوں میں سب سے اعلیٰ ہیں - دنیا کے قدآور جانور جو کہ انسان کے لئے فائدہ بخش ہیں سب شیر خوار ہی ہیں ' مثلاً گائے '

بیل ' اونٹ ' گھوڑا وغیرا — انسانی مفاد کا اکثر حصہ اُنھیں پر منحصر ھے — دودھ اور گوشت غذا کے لئے ' اون وو بال پوشاک کے لئے اور چمڑا سیکڑوں ضروریات کے لئے اُنھیں سے ملتا ھے — کاشتکاروں کا اُنھیں پر دار و مدار ھے — باربرداری اور سواری کے لئے ھمارا انھیں پر انحصار ھے — لہذا شیرخوار جانوروں کے حالات ھمارے لئے دلچسپ ھونا قدرتی امر ھے —

دودھ پینے والے جانوروں کی خصوصیت کیا ھے ؟ اُن کی خاص شناخت جس کے ذریعہ سے وہ دوسرے جانوروں سے ممتاز ھو جاتے ھیں یہہ ھے کہ مادہ کے تھن ھوتے ھیں جن کے ذریعہ سے وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی ھے — کسی دوسری جنس کی اولاد کی پرورش کا ذریعہ دودھ نہیں ھے —

دودھ پینے والے جانوروں کو انگریزی اصطلاح میں (Mammals) کہتے ھیں جو لیٹن زبان کے لفظ میمی (Mammae) سے بنا ھے — میمی کے معنی سینہ یا تھن کے ھیں —

دودھ پینے والے جانوروں کے خون میں حرارت ھوتی ھے — مچھلی وغیرہ کی طرح اُن کا خون حرارت سے خالی نہیں ھوتا — جو پانی میں رھنے والے ھیں اُن کے خون کی حرارت قائم رکھنے کے لئے قدرت نے یہہ انتظام کر دیا ھے کہ جسم میں چربی کی موٹی تہ عطا کی ھے جس کی وجہ سے پانی کی برودت اثر نہیں کرنے پاتی اور حرارت کی ضروری مقدار محفوظ رھتی ھے —

دودھ پلانے والے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہیں (Viviparous) – وہ انڈے نہیں دیتے – صرف ایک قسم ایسی ہے جو اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ ہے –

دودھ پلانے والے جانوروں کے جسم میں تھوڑے بہت بال ضرور ہوتے ہیں اور بالوں کا وجود بھی ان کی خاص علامت ہے – جن کے جسم پر بال نہیں ہوتے، مثلاً – وھیل، ان کے منھہ پر دو چار ضرور ہوتے ہیں – بالوں کا خاص مقصد حرارت جسمی کی حفاظت ہے –

بعض ایسے ہیں کہ ان کے جسم پر صرف بال ہوتے ہیں، اُون نہیں، مثلاً بندر اور چمگادڑ، اور بعض پر اُون اور بال دونوں ہوتے ہیں –

اُون بھی ایک قسم کے بال ہی ہیں، فرق یہ ہے کہ اُون کے کنارے دندانےدار ہوتے ہیں اور بالوں کے ہموار – یہہ امتیاز خوردبین سے ظاہر ہوتا ہے – اُون اکثر سرد ملکوں کے جانوروں کے جسم پر بہت پایا جاتا ہے کیونکہ وہ جسم کی حرارت کو قائم رکھنے میں بالوں سے زیادہ مفید ہے –

بال دو قسم کے ہوتے ہیں – ایک وہ جو کبھی گرتے نہیں بلکہ تمام عمر بڑھتے رہتے ہیں، مثلاً گھوڑے کے ایال – دوسرے وہ جو ہر سال یا کسی معینہ وقت پر جھڑ جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے نکل آتے ہیں – شیرخوار جانوروں کے جسم پر اس دوسری قسم ہی کے بال اکثر ہوتے ہیں –

بعض کے جسم پر بجاے بالوں کے موٹے خار ہوتے ہیں، مثلاً ساہی - اور بعض بعض کے جسم پر سخت اور مضبوط چھلکوں کی تھالیں چڑھی ہوتی ہیں، مثلاً سال یا سالو -

ان خار اور تھالوں کی اصلیت وہی ہے جو بالوں کی ہے - بال، اُون اور خار میں مابہ‌الامتیاز صرف ان کی لمبائی موٹائی اور نرمی وغیرہ ہے - بھیڑ کا اُون، سور کے موٹے بال، آرمِن کا سمور، ساہی کے خار، اور سال کے سپر، سب ایک ہی اصل کی مختلف شکلیں ہیں - اُن میں باہم اتنا ہی فرق ہے جتنا باریک ململ اور موٹے کھدر میں -

دودھ پلانے والے جانوروں کے سر پر اکثر سینگ ہوتے ہیں جو زیادہ تر ہڈی کے بنے ہوتے ہیں - بعض کے سینگ ہر سال گر کر نئے نکلتے ہیں، مثلاً بارہ‌سنگھے کے - یہ عارضی سینگ (Antlers) کہلاتے ہیں، بخلاف دوسرے جانوروں کے کہ وہ مستقل (Horns) ہوتے ہیں اور تا زیست قائم رہتے ہیں، مثلاً گاے اور بکری کے - مستقل سینگ ہمیشہ دہرے ہوتے ہیں یعنی اندر ہڈی ہوتی ہے اور اوپر ایک خول چڑھا ہوتا ہے - اس خول کی حقیقت بھی وہی ہے جو بالوں کی ہے -

گینڈے کی ناک پر ایک یا دو سینگ ہوتے ہیں - اُن میں ہڈی نہیں ہوتی بلکہ اُن کی ساخت بالوں سے ہوتی ہے - بال ایک لعاب‌دار شے کی معاونت سے سینگ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں - گینڈے کا سینگ ناک کی ہڈی سے

علحدہ ہوتا ہے اور دونوں میں فاصل ایک موٹی کھال ہوتی ہے –

دودھ پلانے والے جانوروں کے مُنھہ میں اکثر کسی نہ کسی قسم کے دانت ہوتے ہیں گو بعض ایسے بھی ہیں جن کے کوئی دانت نہیں ہوتا – علماے علم حیوانات جانوروں کے دانتوں کو جسم کا ایک اہم حصہ تصور کرتے ہیں کیونکہ اُن کی تعداد ، شکل ، اور ساخت سے جانور کی نوعیت وغیرہ کا پتہ آسانی سے لگ جاتا ہے – مختلف جماعتوں (Families) اور نوعوں (Genera) کے اور بعض حالتوں میں مختلف اصناف (Species) کے بھی دانتوں میں فرق پایا جاتا ہے اور اُن سے جانوروں کی باہمی مشابہت اور تفریق آسانی سے ظاہر ہو جاتی ہے –

علاوہ اس کے جانوروں کے دانت اُن کی غذا کے لئے بھی آلہ ہوتے ہیں اور دانتوں پر غور کرنے سے ہر جانور کی نوع وغیرہ ہی کا نہیں بلکہ اُس کی غذا کا اور غذا کے ذریعہ سے اُس کی عادتوں کا بھی بہت کچھہ پتہ چل جاتا ہے –

دانت چار قسم کے ہوتے ہیں –

(۱) ثنایا یعنی کاٹنے والے دانت (Incisors)

(۲) انیاب یعنی کیلے (Canines)

(۳) نواجذ یعنی دودھہ ڈاڑھیں (Pre-molars)

(۴) طواحن یعنی ڈاڑھیں (Molars)

ثنایا وہ دانت ہیں جو غذا کو کاٹ لینے کے کام میں آتے ہیں اور سامنے ہوتے ہیں - یہہ چھینی کی طرح دھاردار ہوتے ہیں - ان کی تعداد اکثر چھہ سے زائد نہیں ہوتی - صرف بعض کیسہ‌دار جانوروں (Marsupials) میں یہہ آتھہ یا دس تک ہوتے ہیں -

جُگالی کرنے والے جانوروں کے اوپری جبڑے میں کاٹنے والے دانت نہیں ہوتے - ایڈنٹیٹ جانوروں میں (Edentates) نیچے یا اوپر کوئی دانت کاٹنے والا نہیں ہوتا -

اکثر دونوں جبڑوں میں کاٹنے والے دانتوں کی تعداد یکساں ہوا کرتی ہے مگر بعض جانور اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں' مثلاً چمگادڑ اور کانگرو جن کے اوپر نیچے کے کاٹنے والے دانتوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے -

انیاب یعنی کیلے (Canines) اکثر نکیلے ہوتے ہیں' کاٹنے والے دانتوں کی قطار کے دونوں جانب ایک ایک کیلا ہوتا ہے - اکثر یہہ کاٹنے والے دانتوں سے کچھہ فاصلے پر ہوتے ہیں' ان دانتوں کا کام شکار کو مضبوطی سے گرفت میں لے آنا ہے اس لئے شکاری جانوروں کے کیلے بالخصوص بڑے ہوتے ہیں -

بعض جانوروں کے کیلے نہیں ہوتے' مثلاً بعض جُگالی کرنے والے جانور' بعض میں صرف نر کے کیلے ہوتے ہیں مادہ کے نہیں ہوتے اور بعض کے کیلوں کا طول معمول کے خلاف ہوتا ہے' مثلاً سؤر کے مُنہہ سے باہر نکلے رہتے ہیں -

نواجذ یعنی دودھہ ڈاڑھیں (Pre-molars) - یہہ دانت کیلوں کے بعد ہوتے ہیں - ان میں اور اصل ڈاڑھوں (Molars or True Molars) میں فرق یہہ ہے کہ یہہ دودھہ کے دانتوں کے ساتھہ بھی نکلتی ہیں اور اصل ڈاڑھیں بعد میں نکلتی ہیں - دودھہ کے دانتوں میں صرف کاٹنے والے دانت ' کیلے اور دودھہ ڈاڑھیں ہوتی ہیں - جب یہہ دانت گر جاتے ہیں اور اُن کی جگہہ پر نئے اور مستقل دانت نکلتے ہیں اُس وقت اصل ڈاڑھیں بھی نکلتی ہیں -

دودھہ کی ڈاڑھوں کی شکل اور قد میں فرق ہوتا ہے - بعض پر ایک چوٹی اُٹھی ہوتی ہے اور بعض پر دو - سب سے پیچھے والی دودھہ ڈاڑھہ کو " قینچی نما ڈاڑھہ " کے نام سے موسوم کرتے ہیں (Flesh, Scissors or Carnassial Tooth) - جبڑوں کی تحریک سے یہہ قینچی نما ڈاڑھیں آپس میں قینچی کی طرح رگڑ کھاتی ہیں اور گوشت کو ریزہ ریزہ کرنے اور چبانے میں بہت کار آمد ہوتی ہیں - بلی (Felidœ) کی جنس میں یہہ ڈاڑھیں بالخصوص بڑی ہوتی ہیں -

بعض جانوروں کے دودھہ ڈاڑھیں نہیں ہوتیں' مثلاً کُترنے والے جانور - طواحن یا اصل ڈاڑھیں (Molars) - یہہ دانتوں کے قطار میں سب سے پیچھے ہوتی ہیں - اِن کی تعداد جانوروں کی غذا کے مطابق کم و بیش ہوتی ہے - جبڑوں میں کسی ایک طرف ان کی تعداد تین سے زائد نہیں ہوتی اور اِن کے جبڑوں کی تعداد چار تک ہوتی ہے -

سبزی خوار حیوانوں میں جن کو گھاس اور پتوں کی ایک کافی مقدار پیسنی پڑتی ہے ان ڈاڑھوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور وہ قد و قامت میں بھی کسی قدر بڑی ہوتی ہیں - بر خلاف اِس کے جو جانور گوشت خوار ہیں اُن کو ڈاڑھوں کی چنداں ضرورت نہیں اور اس لئے ان میں ڈاڑھوں کی تعداد بھی کم ہوتی ہے - مثلاً بلی اور اُس کی جنس کے جانوروں میں جبڑے کے دونوں طرف صرف ایک ڈاڑھہ ہوتی ہے -

دودھہ پینے والے جانوروں میں بعض ایسے ہیں جن کے ڈاڑھیں نہیں ہوتیں گو ان کی تعداد کم ہے -

دودھہ کی ڈاڑھوں کی طرح اصل ڈاڑھیں گرکر نئی نہیں نکلتیں - شیر خوار جانوروں میں اس قاعدہ سے ہاتھی کی ڈاڑھہ مستثنیٰ ہے - جب وہ گھس جاتی ہے تو اُس کے پیچھے دوسری ڈاڑھہ پیدا ہو جاتی ہے - پرانی ڈاڑھہ گر جاتی ہے اور اُس کے مقام پر دوسری ڈاڑھہ قبضہ کر لیتی ہے -

اکثر جانوروں میں چاروں طرح کے دانت پائے جاتے ہیں مگر بعض میں صرف ایک یا دو قسم کے ہوتے ہیں -

دانتوں کے متعلق بیان کا ایک مختصر قاعدہ ہے ، مثلاً بلی کے دانتوں کی تشریح اس طرح تحریر کی جاتی ہے کہ

کاٹنے والے دانت $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ ، کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ ، دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۳-۳}{۲-۲}$ ، ڈاڑھیں $\frac{۱-۱}{۱-۱} = ۳۰$ ،

اعداد شمار کنندہ اوپر کے جبڑے کی ہر دو پہلو کی تعداد اور اعداد نسب‌نما نیچے والے جبڑے کی دونوں پہلو کی تعداد ظاہر کرتے ہیں اور یہہ قاعدہ کلیہ تمام دانتوں کی اقسام ظاہر کرنے کے لئے بہتر نمونہ ہے -

اکثر دودھہ پینے والے جانوروں کے چار ٹانگیں ہوتی ہیں لیکن دریائی جانوروں میں صرف دو اگلی ھی ہوتی ہیں اور وہ بڑی کشتی کے ڈانڈوں کی طرح - اِن سے اُن کو تیرنے میں مدد ملتی ہے - پچھلی ٹانگوں کے بجائے اُن کی دُم کام کرتی ہے - بموجب قانون قدرت مذکورہ پچھلی ٹانگیں بیکار رہنے سے کمزور اور مضمحل ہو کر بالاخر فنا ہو گئیں - لیکن اب بھی بعض بعض میں (مثلاً وھیل) پچھلی ٹانگوں کے مقام پر پٹھوں میں پوشیدہ ھڈیاں ملتی ہیں جو ٹانگوں کے پہلے وجود کی دلیل ہیں -

شیرخوار جانوروں کے ہاتھہ پاؤں اُن کی ضروریات کے مناسب مختلف شکلوں کے بنائے گئے ہیں - بعض کی انگلیوں پر ناخون ہوتے ہیں اور یہہ ناخون سیدھے یا خمدار اور تیز یا کند ہوتے ہیں -

بلّی اور اُس کی جنس کے جانوروں کے ناخنوں میں یہہ خصوصیت ہے کہ اُن کی نوک عموماً گوشت کی گدی پر رکھی رہتی ہے اور چلنے پھرنے سے گھستی نہیں - ضرورت کے وقت پنجے کو حرکت دیتے ھی ناخن کی نوک فوراً باہر نکل آتی ہے - (Retractile Claws)

بعض کے ناخون لمبے اور مضبوط لیکن کند ہوتے ہیں، مثلاً بھالو یا بجو کے - یہہ زمین کھودنے کے لئے مفید ہوتے ہیں (Fossorial Claws)

سبزی‌خور جانوروں کو پنجوں اور ناخونوں کی ضرورت نہیں ہوتی اس لئے اُن کے ہاتھہ پاؤں کے آخر حصے میں کُھر ہوتے ہیں -

ان میں کچھہ وہ ہیں جن کے کُھر تعداد میں جفت ہوتے ہیں (Artiodactyl)، مثلاً سؤر، ہرن، ہپوپوٹیمس، وغیرہ - اِن کے ہر ایک کُھر میں دو یا چار حصے تہہ ہوتے ہیں - اور بعض طاق کُھر والے ہوتے ہیں (Perissodactyle) - اِن کے کُھروں کی تعداد (کم از کم پچھلے پاؤں کی تو ضرور) طاق ہوتی ہے یعنی ہر ایک پاؤں میں ایک یا تین یا پانچ کُھر ہوتے ہیں - ٹیپر، گینڈا، وغیرہ طاق کُھر والے جانور ہیں - گھوڑے کے ٹھوس اور غیر منقسم کُھر سُم کہلاتے ہیں - دوڑنے کے لئے یہہ ساخت نہایت موزوں ہے -

شیرخوار جانوروں میں صرف چمگادڑ ہوا میں اُڑ سکتے ہیں - اِن کے ہاتھوں کی انگلیاں پتلی اور نہایت لمبی ہوتی ہیں اور اُڑتے وقت یہہ چھاتے کی تیلیوں کی طرح پرواز کی جھلی کو پھیلا دیتی ہیں -

بعض دودھہ پلانے والے جانوروں کی انگلیاں چھوٹی ہوتی ہیں اور سب ایک ہی جھلی میں ملفوف ہوتی ہیں - ان کو

تہرلے میں بڑی سہولت ہوتی ہے اُن کی معاش اور حفاظت پانی پر منحصر ہے -

دودھہ پہلے والے جانوروں کے منہہ میں زبان ہوتی ہے جس سے اُن کو غذا کا ذایقہ حاصل ہوتا ہے - بعض کی زبان کُھر کُھری ہوتی ہے - بلی اور سیویٹ کی زبان پر تیز خار ہوتے ہیں جو ہڈی کے چسپاں گوشت کو چھڑا لینے میں کار آمد ہوتے ہیں -

بعض بعض کی زبان میں ربڑ کی طرح گھٹنے بڑھنے کا وصف ہوتا ہے - اُن کو حصول معاش میں زبان سے بہت مدد ملتی ہے - چیونٹی کھانے والے جانور کی زبان اس کا نمونہ ہے -

وہیل کی زبان مُنہہ میں چپکی ہوتی ہے اور باہر نہیں نکل سکتی - جُگالی کرنے والوں کی زبان میں قوت گرفت ہوتی ہے جو گھاس وغیرہ کو زبان سے پکڑ کے مُنہہ میں پہنچاتی ہے -

دودھہ پہلے والے جانوروں کے منہہ کے آگے اکثر گُد گُدے لب ہوتے ہیں اور بعض کے گالوں میں غذا کو عارضی طور سے جمع کر لینے کے لئے کیسے ہوتے ہیں -

اس جلس کے تمام جانور اپنے بچوں کی پرورش دودھہ پلا کر کرتے ہیں؛ اس لئے مادہ کے ہمیشہ تھن ہوتے ہیں جن کی تعداد کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہوتی ہے - تھن اکثر شکم پر ہوتے ہیں لیکن بعض کی رانوں کے درمیان اور بعض کے سینے پر ہوتے ہیں -

بچے کی پرورش رحم کے اندر ماں کے خون سے نال کے ذریعہ سے ہوتی ہے - اس قاعدہ سے صرف دو جماعتوں کے جانور مستثنیٰ ہیں - (۱) جماعت یکروزنہ (Monotremata) (۲) جماعت کیسہ‌دار (Marsupials) -

جماعت یکروزنہ کی مادہ انڈے دیتی ہے ان سے بچے نکل کر تھن سے پرورش پاتے ہیں - کیسہ‌دار جانوروں کے بچے ماں کے رحم سے ایک نامکمل حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور تب ماں کے کیسے میں تھنوں کے ذریعہ سے پرورش پاتے ہیں -

بعض دودھ پلانے والے جانوروں کے بچوں کی آنکھیں پیدایش کے وقت بند ہوتی ہیں - وہ لاچار اور بے بس پیدا ہوتے ہیں - کسی کے بچے جلد چلنے پھرنے لگتے ہیں اور اپنی روزی کی خود فکر کر لیتے ہیں بعض کے بچے کئی سال میں اس لائق ہوتے ہیں، کہ تلاش معاش کر سکیں -

اکثر نر اور مادہ کی صورت اور وضع میں بہت کم فرق ہوتا ہے بجز اس کے کہ نر کسی قدر قد اور جسامت میں بڑا ہوتا ہے، بعض کے نر اور مادہ کے رنگ میں فرق ہوتا ہے اور بعض میں نر کی گردن پر بال ہوتے ہیں - جگالی کرنے والوں میں اکثر نر کا سر بڑے بڑے سینگوں سے آراستہ ہوتا ہے اور مادہ کے یا تو سینگ ہوتے ہی نہیں یا ہوتے ہیں تو بہت چھوٹے -

بعض جانوروں کے جسم میں کہیں کہیں گلٹیاں ہوتی ہیں اور ان میں بدبودار رقیق مادہ پیدا ہوتا ہے - اکثر

گوشت‌خوار جانوروں کے دُم کے نیچے گلٹیاں ہوتی ہیں جن میں سے بہت بدبودار مادہ نکلا کرتا ہے - ہاتھی کی پیشانی میں گلٹیاں ہوتی ہیں جن میں موم کی شکل کا ایک مادہ پیدا ہوتا ہے - بعض جگالی کرنے والوں کی آنکھوں کے نیچے گلٹیاں ہوتی ہیں اور ان میں سے ایک کثیف مادہ نکلتا ہے - مشکی ہرن کی ناف میں ایک گلٹی ہوتی ہے ' اس میں مشک پیدا ہوتا ہے - بعض کی گلٹیوں کا مادہ ایسا مکروہ اور اس کا تعفن اس قدر ناقابل برداشت ہوتا ہے کہ کوئی اس کے قریب نہیں جا سکتا وہ اسی کی بدولت محفوظ رہتے ہیں' مثلاً امریکہ کے اسکنک (Skunk) نامی جانور کی گلٹیوں کا مادہ اس قدر بدبودار ہوتا ہے کہ اس کے سامنے دشمن لاچار اور بے بس ہو جاتا ہے -

دودھ پلنے والے جانوروں کی چال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض اپنی انگلیوں کی گدیوں پر چلا کرتے ہیں ' مثلاً شیر ' بلی ' کتا (Digitigrade) - برخلاف اس کے بعض اپنے پاؤں کے پورے تلوے کی امداد سے چلتے ہیں ' مثلاً بھالو (Plantigrade) -

بعض جانور اپنی رفتار میں دونوں کے مابین ہوتے ہیں - وہ نہ انگلیوں ہی پر چلتے ہیں نہ پاؤں کے پورے تلوے پر بلکہ تلوے کا کچھ حصہ زمین پر رکھتے ہیں ' مثلاً بجو ' عود بلاؤ اور سویٹ بلیاں -

قد اور قامت کے لحاظ سے دودھ پلنے والے جانوروں میں

ایک دوسرے سے بہت فرق ہے - چوہا ، ہاتھی اور وھیل سب اسی جنس کے جانور ہیں - دریائی جانور اکثر جسیم ہوتے ہیں کیونکہ ان کے لئے پانی تیرنے میں معین ہے اور ان کو اپنے بڑے جسم سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی - درختوں پر رہنے والے جانور زیادہ تر چھوٹے قد کے ہوتے ہیں -

تمام حیوانات میں دودھ پلنے والے جانوروں کا دماغ سب سے بڑا ہوتا ہے اور اُن کی عقل بھی اعلیٰ ہوتی ہے - انسان کی عقل سے حیوانوں کی عقل کا مقابلہ کرنا نامناسب ہے کیونکہ حیوانوں کی عقل صرف اپنی حفاظت ، حصول معاش ، قیام ، نسل اور خانہ سازی ہی تک محدود ہے -

اس جنس میں گوشت خوار (Carnivorous) ، سبزی خوار (Herbivorous) ، میوہ خوار (Frugivorous) ، اور کرم‌خوار (Insectivorous) جانور شامل ہیں ، اور بعض ایسے بھی ہیں جو ہر چیز بلا تکلف کھا کر اپنی زندگی بسر کر سکتے ہیں (Omnivorous) -

دودھ پلنے والے جانوروں کے قویٰ بمقابلہ دوسرے حیوانوں کے بہترین ہوتے ہیں - اُن کی قوت شامہ اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے - کمزور اور ناتوان جانوروں کی قوت شامہ آلۂ حفاظت ہے - ریگستان میں اونٹ اپنی قوت شامہ کے ذریعہ سے پانی کا پتا میلوں سے لگا لیتا ہے اور درندے بھی اِسی کی امداد سے اپنی غذا تلاش کر لیتے ہیں -

اُن کی قوت سامعہ بھی اکثر اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے '
اکثر جانوروں کے کان باہر نکلے ہوتے ہیں اور اُن میں مُڑنے
اور حرکت کرنے کی صفت ہوتی ہے ' اس سے اُن کو آواز
سنلے میں بڑی مدد ملتی ہے ' کیونکہ جس سمت سے آواز
آتی ہے جانور اُسی طرف کان موڑ لیتا ہے ' اکثر دیکھا جاتا
ہے کہ کمزور جانوروں کی قوت سامعہ بالخصوص تیز ہوتی ہے -

دودھہ پلانے والے جانوروں کی قوت باصرہ خراب نہیں ہوتی
اگرچہ بعض پرندوں کی یہہ قوت اُن کے مقابلہ میں قوی
ہوتی ہے -

چمگادڑ اور بعض کرم خوار جانوروں کی آنکھیں بہت
چھوٹی ہوتی ہیں اور آفتاب کی روشنی میں کھل نہیں
سکتیں - اِن جانوروں کی قوت لامسہ اکثر بڑھی ہوئی ہوتی
ہے - بعض گوشت خوار جانوروں کی آنکھیں تاریکی میں
بھی بخوبی دیکھتی نہیں -

اکثر دودھہ پلانے والے جانوروں کی قوت لامسہ نہایت ضعیف
فرق کو بھی محسوس کر لیتی ہے ' قوت لامسہ کا جسم میں
کوئی مستقل مقام نہیں ہے' گھوڑا اپنے لبوں سے' گوشت خوار موچھوں
سے ' ہاتھی سونڈ سے ' اور چمگادڑ پرواز کی جھلی سے ' یہہ کام
انجام دیتے ہیں - قوت لامسہ چمگادڑوں میں قدرت نے بہت
قوی رکھی ہے -

اس جلس کے جانوروں کا معدہ ایک سیدھی سادی تھیلی
کی شکل کا ہوتا ہے - صرف جُگالی کرنے والے جانوروں کا

معدہ چار حصوں میں منقسم ہوتا ہے ' یہہ اپنی غذا کو پہلے برائے نام چبا کر نگل جاتے ہیں اور معدہ کی سب سے بڑی تھیلی میں جمع کر لیتے ہیں ' اور پھر بفراغت جُگالی کرتے ہیں ' غذا اُن کے معدہ کی دوسری تھیلی میں گولوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور یہہ یکے بعد دیگرے پھر مُنھہ کی طرف عود کرتے ہیں - جانور باطمینان اس کو جُگالی کے ذریعہ خوب باریک کر کے معدے کی تیسری تھیلی میں پہنچاتا ہے ' وہاں سے غذا آخری تھیلی میں داخل ہو کر هضم ہو جاتی ہے -

جانوروں کے مختلف رنگوں میں قدرت نے آرایش اور زینت کے علاوہ اُن کے فائدہ کا بڑی خیال رکھا ہے - حفاظت جان اور تلاش معاش یہی دو امر جانوروں کے لئے مہتم بالشان ہیں جن میں وہ ہمہ وقت غلطاں اور پیچاں رہتے ہیں - رنگ اِن دونوں اُمور میں زبردست معین اور مددگار ہے -

قدرت نے جانوروں کے رنگ کو اُن کی جاے بود و باش کے ہم رنگ بنایا ہے اور همرنگی اُن کے لئے دو طریقے سے مفید ہے - جو جانور کہ کمزور ہوتے ہیں دشمن ان کی جائے بود و باش کی همرنگی سے مشتبہ ہو کر اُن کو دور سے دیکھہ نہیں سکتا اس لئے وہ محفوظ رہتے ہیں - اس مشابہت کو " مشابہت حفاظت عامہ " (Protective General Resemblance) کہنا بجا ہے -

دوسرے اُن جانوروں کو جو قوی ہیں حصول معاش میں

مشابہت اس طرح معین ہے کہ جو جانور اُن کی غذا ہوں وہ دھوکا کھا کر ان کے قریب پہونچ جاتے ہیں یا اُس تری جانور کا اپنے قریب آنا محسوس نہیں کرتے اور اُس کو اپنی غذا حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے - اِس مشابہت کو "مشابہت عامہ بطشی" (Aggressive General Resemblance) کہنا زیبا ہے -

شیر ببر کا رنگ ہندوستان کے مغربی اور شمالی خشک اور ریتیلے میدانوں کے رنگ سے ملتا جلتا ہے اور وہ اپنے شکار کو دور سے نظر نہیں آتا ' اس لئے وہ بلا نظر آئے اپنے شکار کے پاس پہنچ جاتا ہے ' اُس کا رنگ مشابہت عامہ بطشی کی مثال ہے -

اسی طرح دھاری‌دار زیبرا اپنے جسم کی دھاریوں کے باعث اپنے ملک کی لمبی اور اونچی گھاس اور نرکل وغیرہ کی جھاڑیوں میں ایسا مل جاتا ہے کہ درندے اُس کو دور سے دیکھ نہیں سکتے ' یہہ مشابہت حفاظت عامہ کی مثال ہے -

قادر مطلق کی غیر محدود حکمتوں کا اندازہ کرنے میں ہماری محدود اور محدود عقل معطل ہے ' لہذا اگر بادی‌النظر میں مسئلۂ مشابہت عامہ ہم کو قابل یقین نہ معلوم ہو تو کوئی حیرت کی بات نہیں - تفتیش سے ہمارے شکوک رفع ہو سکتے ہیں - ایک عالم سیاح نے اپنا ذاتی تجربہ اس طرح بیان کیا ہے :—

" بڑے شیرخوار جانوروں کے رنگ اور روپ کا اپنے مقام

بود و باش سے ہم شکل ہونے سے ضرور حیرت ہوتی ہے - مثلاً ہارٹ بیسٹ (ایک قسم کا ہرن) کی شناخت اُن مٹی کے سرخ انباروں سے نہیں کی جا سکتی جو چیونٹیاں کھود کر جمع کر دیا کرتی ہیں ' اور جو ہر جانب بے شمار نظر آتے ہیں - اِسی طریقے سے زرافہ بھی ' حالانکہ وہ ایک بہت قدآور جانور ہے اس میں اور مموسہ نامی درخت میں کوئی تفریق نہیں کی جا سکتی - مٹیلی بھورے رنگ کی گھاس اور کانٹےدار جھاڑیوں میں زیبرا بوجہ ہمرنگی کے نظر نہیں آتا ' اور اُن درختوں میں جو زمین پر گر جاتے ہیں اُن میں اور کھلتے کے رنگ میں کوئی تفاوت نہیں رہتا " - (۱)

اکثر جانوروں کے جسم پر دھاریاں یا گل ہوتے ہیں ' ان دھاریوں یا گلوں سے جانوروں کو چھپنے میں مدد ملنا ایک تعجب خیز بات معلوم ہوتی ہے لیکن فی‌الواقع ان دھاریوں اور گُلوں کی وجہ سے وہ تھوڑے فاصلے سے بھی نظر نہیں آتے -

پروفیسر ایوارٹ صاحب نے خود آزمائش کر کے دیکھا کہ یک رنگ گھوڑا اندھیری رات میں تیس چالیس گز کے فاصلے پر صاف نظر پڑ جاتا ہے ' اوسی گھوڑے پر اگر زیبرا کی سی دھاریاں نیکہ سے ڈال دی جائیں تو وہ اُتنے فاصلے پر نظر نہیں آتا - شب تاریک میں زیبرا دس گز کے فاصلے پر بھی نظر نہیں آتا -

---

"Across East African Glaciers", by Dr. Hans Meyer, (1)

بچہ اپنی پیشانی کی چوڑی سفید دھاری کی وجہ سے سامنے سے آتا ہوا نظر نہیں آتا ' اسی طرح جب چیتل بارہسنگے اور تھلدرے درختوں کے نیچے کھڑے ہوتے ہیں اور سورج اپنی کرنیں چھانتا ہوا زمین پر ڈالتا ہے تو ایسی حالت میں وہ تھوڑے ہی فاصلے سے نظر نہیں آتے - باگھہ کے جسم کی دھاریوں کے بارے میں ایک مصنف کا قول ہے کہ :—

" باگھہ کے جسم کی چمکتی ہوئی کالی یا کتھئی دھاریوں کو دیکھہ کر محسوس ہوتا ہے کہ اُن کی وجہ سے اُس کو چھپنے میں مدد نہ ملتی ہوگی ' لیکن جن لوگوں نے باگھہ کو اُس کے جائے بود و باش میں دیکھا ہے جہاں نرکلوں اور اُونچی اُونچی گھاس کی وجہ سے کہیں آفتاب کی روشنی اور کہیں سایہ ہوتا ہے وہ یقین دلاتے ہیں کہ واقعی وہ اپنے رنگ کے باعث تھوڑے سے فاصلے پر بھی نظر نہیں آتے " -

مشہور شکاری مسٹر گارڈن کملگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ دنیا کا سب سے اونچا جانور زرافہ ہے جس کے شوخ نارنگی رنگ، پر کالے یا سیاہی مائل گل پڑے ہوتے ہیں - وہ درختوں میں ایسا مل جاتا ہے کہ صاحب موصوف کے ساتھہ کے باربردار تک جو وہیں کے ساکن تھے دھوکا کھا جاتے تھے اور زرافہ کو دیکھہ کر درخت اور درخت کو دیکھہ کر زرافہ بتلانے لگتے تھے -

اکثر جانوروں کے رنگ موسم کی مناسبت سے تبدیل ہو جاتے ہیں ' موسم گرما میں ان کا رنگ اُن کے مقام بود و باش

سے ملتا جلتا ہے لیکن موسم سرما آتے ہی جب برف گرتا ہے تو ان کے بال بھی گر کر نئے نکل آتے ہیں جن کا رنگ بالکل سفید ہوتا ہے - سرد ملکوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ موسم سرما میں خرگوش کا رنگ سفید ہوتا ہے اور ساتھہ ہی لومڑی بھی جو اس کی دشمن ہے سفید ہو جاتی ہے کیونکہ مشابہت عامہ جیسی خرگوش کو لومڑی سے پناہ پانے کے لئے ضروری ہے ویسی ہی لومڑی کو حصول رزق کے لئے ضروری ہے ، قانون قدرت دونوں کے لئے یکساں منتظم ہے -

از روے سائنس جانوروں کی پوری واقفیت حاصل کرنا اُس وقت آسان ہے جب اُن کی تقسیم کسی مناسب قاعدے کے ماتحت کر لی جائے - فروعات حیوانی کی تقسیم کے لئے حسب ذیل اصطلاحات کام میں لائی جائیں گی :-

(۱) حصہ Division (۲) جلس Class (۳) طبقہ Order (۴) جماعت Family (۵) نوع Genus (۶) صنف Species (۷) فرد Variety -

یہہ یہاں کہا جا چکا ہے کہ دنیا کے حیوان دو بڑے حصوں میں تقسیم ہیں—(۱) صلبی اور (۲) غیر صلبی - پھر صلبی یعنی ریڑھہ والے جانور پانچ حصوں میں منقسم ہوتے ہیں : (۱) مچھلی ، (۲) خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے ، (۳) پیٹ کے بل چلنے والے ، (۴) پرند ، (۵) دودھہ پینے والے -

ہر جلس بعض خصوصیتوں کی وجہ سے طبقوں میں منقسم ہے -

مثلاً دودھ پینے والوں میں جُگالی کرنے والے ، کھُردار ، گوشت‌خوار وغیرہ علحدہ علحدہ طبقے ھیں -

اس کے بعد ھر طبقے میں چند جنسیں ھوتی ھیں - گوشت‌خوار جانوروں کا طبقہ بلّی کی جنس ، کتے کی جنس ، بھالو ، وغیرہ پر منقسم ھے - اگرچہ ان سب جماعتوں کے گوشت خوار ھیں تاھم اُن کی تفریق بہ آسانی کی جا سکتی ھے -

ھر جماعت میں علحدہ علحدہ نوع کے جانور شامل ھیں اور باوجود اتحاد جماعت کے اُن میں باھمی تفاوت بھی پایا جاتا ھے ، مثلاً بلّی ، شیر ببر ، باگھ ، تیندوا وغیرہ نوع کے کے جانور داخل ھیں -

اسی طرح باوجود اتحاد نوعی کے جانوروں میں باھمی تفریق پائی جاتی ھے ، مثلاً لکربگھے - یہہ دو قسم کے ھوتے ھیں ، ایک کے جسم پر دھاریاں ھوتی ھیں اور وہ قد میں چھوٹا ھوتا ھے اور دوسری قسم کے بڑے ھوتے ھیں اُن کے جسم پر تل یا دھبے ھوتے ھیں ، یہہ دھاری‌دار جانور لکربگھا نوع کی اصناف مانی جاتی ھیں -

پھر ایک ھی صنف کے جانوروں میں بوجوہ چند رنگ ، شکل ، صورت اور قد وغیرہ میں کم و بیش فرق ھو جاتا ھے - آب و ھوا ، عادتوں ، کمی یا بیشی خوراک ، وغیرہ کے فرق سے اس طرح کے اختلافات ھو جایا کرتے ھیں - ان اختلافات کی بنا پر ایک ھی صنف میں دو یا زیادہ افراد پائے جاتے ھیں -

گو دنیا کے تمام جانور تغیر پذیر ہیں مگر پالتو جانوروں میں طرح طرح کی تبدیلیاں بہت جلد ہو جاتی ہیں کیونکہ مختلف مقاموں میں ان کی حالت ، خوراک ، اور بود و باش کے طریقے میں بہت فرق ہوتا ہے - لیسٹر شیر کی بھیڑوں کے دو گروہ جو اولاً یکساں تھے اور جن میں دوسرے قسم کی کوئی بھیڑیں ملنے نہ پائیں صرف پچاس سال میں اس قدر مختلف ہو گئے کہ وہ علحدہ علحدہ فرد کے جانور معلوم ہونے لگے -

اکثر انسان پالتو جانوروں کے نئے نئے افراد اپنی ضرورتوں کے مطابق پیدا کر لیتا ہے ، مثلاً عرب میں ایک ہی صنف کے اونٹوں سے دو نسلیں قائم کی گئی ہیں - ایک فربہ جو سبک رو ہیں اور باربرداری کے کام آتے ہیں ، دوسرے لمبے اور دبلے جن کی اولاد تیز روی اور سواری کے کام میں لائی گئی - دونوں نسلوں کے مذکورۂ بالا اوصاف سلسلہ بہ سلسلہ منتقل ہو کر ان کی اولاد میں مستقل پائے جانے لگے ہیں -

فروعات تقسیم کی مذکورۂ بالا اصطلاحات انسانی ایجاد ہیں ، قدرتی نہیں ، کیونکہ قدرت نے جانوروں کو اس طرح منقسم نہیں کیا تھا - گمان غالب یہہ ہے کہ تمام حیوانی مخلوق اولاً ایک ہی قسم کے یا کچھہ خاص قسموں کے پیدا ہوئے تھے جن کی جسمانی ترکیب نہایت ادنیٰ اور سادہ تھی - پھر قدرت نے ترقی کے مدارج طے کرا کے ادنیٰ کو اعلیٰ مرتبہ پر پہونچا دیا - جانوروں کی ابتدائی حالت نے رفتہ

رفتہ نئی نئی شکلیں اور صورتیں اختیار کیں - اُن کے قوی میں بھی فرق ہوا اور طرح طرح کے حواس باطنی اور اجزاے جسم سے قدرت نے ان کو آراستہ کیا - ترقی کے لئے یہہ مدارج اب بھی جاری ہیں -

الغرض انتظام قدرت ان کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ہمیشہ منتقل کرتا رہتا ہے - ماہران فن نے حیوانات کے ان تغیرات اور تبدیلیوں کو دیکھہ کر مذکورالصدر اصطلاحیں وضع کیں -

علماے فن نے حیوانی قامت کے لئے مختلف اعضا سے امداد لی ہے ' مثلاً انگریزی پروفیسر اوین (Professor Owen) نے دماغ کی ساخت اور ترکیب سے ' سوئیڈن کے ایک عالم لنی (Linne) نے ہاتھہ پاؤں کی ساخت سے ' اور فرانسیسی عالم کوویے (Cuvier) نے دانتوں کی ساخت اور ترتیب سے ان کو منقسم کیا ہے -

دودھہ پینے والے جانوروں کی مفصل تقسیم کا طریقہ جو ہم نے اختیار کیا ہے حسب ذیل ہے -

شیرخوار جانور اولاً دو بڑے حصوں میں منقسم ہیں (۱) پلےسنٹل (Placental) - اور (۲) اِمپلےسنٹل (Implacental) یہہ دونوں الفاظ پلےسنٹا لفظ سے بنے ہیں ' جس کے معنی نال ' کے ہیں - امپلےسنٹل وہ جانور ہیں جن کے بچے ماں کے رحم میں نال کے ذریعہ سے پرورش نہیں پاتے ' یا

ایک نا مکمل حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور بعد ولادت ماں کے دودھ سے پرورش پاتے ہیں – اس حصے میں صرف دو طبقے ہیں : (۱) یک روزنہ (Monotremata) اور (۲) کیسہ دار (Marsupialia) –

اپلےسنتل جانوروں کے علاوہ باقی ممالیہ جانوروں کے دانتوں کی بناوٹ پر توجہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض کے منھ میں چاروں قسم کے دانت ہوتے ہیں – یہ ٹائپوڈانشیا (Typodontia) کے نام سے موسوم کئے گئے ہیں – ان کو ٹائپ (نمونہ) کہنے کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] طرح کی ہے جیسی کہ ہونا چاہئے – ٹائپوڈانشیا کی قسم میں بندر، چمگادڑ اور [illegible] شامل ہیں – یہ جانور [illegible] اعلی ہوتے ہیں – [illegible] از دلچسپی نہ ہوگا کہ [illegible] شیر خوار حیوان ہے –

[illegible]

[illegible]

اور اس قسم کو آیسوڈانشیا (Isodontia) کہا گیا ہے — اس قسم میں وھیل ' پارپس ' وغیرہ دریائی جانور ہیں —

دانتوں کی بناوٹ کے لحاظ سے تھال پروردہ جانوروں کی تین قسمیں کرکے ان میں سے ہر قسم کے علحدہ علحدہ طبقے (Orders) قائم کئے گئے ہیں —

ٹائیپوڈانشیا کی قسم میں بندر اور چمگادڑ کے جسم پر صرف ایک تہہ بالوں کی پائی جاتی ہے ' نہ تو ان کے جسم پر اون ہوتا ہے نہ کوئی بالوں کی دوسری تہہ — ان کے آلۂ تناسل کا وجود علحدہ ممتاز ہوتا ہے ' جلد میں پوشیدہ نہیں ہوتا — انسان میں بھی یہی خصوصیت ہے — اور سب جانور اس کیفیت سے مستثنی ہیں — ان کو "اعلی مخلوق" (Primates) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے — اعلی مخلوق کی تقسیم میں (علاوہ انسان کے) دو طبقے ہیں (۱) چہار دستی ' (Quadrumana) اور (۲) چمگادڑ —

چہار دستی طبقے میں آن ماکس ' بندر اور لیمر (Lemur) کی قومیں شامل ہیں — ان کو اعلی مرتبہ دئے جانے پر یہ وصف بھی شاہد ہے کہ ان کا انگوٹھا انگلیوں سے مل سکتا ہے اور ہاتھوں کا مدار اسی پر منحصر ہے —

چمگادڑوں کے ہاتھ اور بازو ایک جھلی سے ملحق ہوتے ہیں جس کے ذریعہ سے ان میں پرواز کی طاقت پیدا ہوتی ہے —

تالیوڈان‌شیا کے باقی ماندہ جانور جو اعلیٰ [illegible]

(Secondates) کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں — ان کے جسم پر دو قسم کے بال ہوتے ہیں — اوپر کے موٹے بالوں کے علاوہ اُن کے نیچے ایک تہہ چھوٹے بالوں کی اور پائی جاتی ہے — ادنیٰ مخلوقات بھی دو طبقوں میں منقسم ہیں یعنی (۱) گوشت‌خوار اور (۲) کرم‌خوار —

طبقۂ گوشت‌خوار (Carnivora) میں خشکی [illegible] درندے شامل ہیں — مضبوط کیلے اور [illegible] ان کے دانتوں کی خصوصیت ہے —

کرم‌خوار طبقے میں کچھ چھوٹے جانور [illegible] ان کی خوراک کیڑے مکوڑے ہیں — [illegible] ہوتی ہے کہ اُن پر چھوٹی چھوٹی [illegible] ہیں اور دانتوں کی تعداد [illegible] ہے —

ڈیلوڈان‌شیا قسم کے جانور [illegible] کی بنا پر چار طبقوں میں منقسم ہیں یعنی [illegible] (Rodentia) — (۲) بلا دانت والے ([illegible]) [illegible] والے (Ruminantia) [illegible] —

کُترنے والے جانور [illegible] ان کے صرف دو قسم کے دانت [illegible] کی طرح دھاردار [illegible]

بلا دانت والے جانوروں میں [illegible] کے نہیں ہوتے [illegible]

ہوتا – سامنے کوئی دانت نہ ہونے کی وجہ سے ان جانوروں کا منھ چونچ سا معلوم ہوتا ہے –

ڈیاپوڈانیشیا کی بقیہ دونوں قوموں کے ناخون اور پنجے نہیں ہوتے بلکہ کُھر ہوتے ہیں – کُھردار جانور دو طرح کے ہیں :—

جُگالی کرنے والے – ان کی خصوصیت جگالی کرنا ہے – ان کے کُھر میں دو حصے ہوتے ہیں – بجز اونٹ کے ان میں اوپر کے جبڑے میں کاٹنے والے دانت کسی کے نہیں ہوتے ، اور ڈاڑھیں چپٹی ہوتی ہیں –

غیر جگالی والے – اس طبقے میں وہ جانور داخل ہیں جن کے کُھر ہوتے ہیں مگر جُگالی نہیں کرتے – بجز اس کے کہ یہ صاحب نعل ہیں ان میں شکل اور صورت یا قد و قامت میں کوئی مشابہت نہیں ہے بلکہ بہت اختلاف ہے – کوئی ذاتی خصوصیت ان میں ایسی نہیں ہے کہ جس کی بنا پر وہ سب ایک طبقے میں داخل کئے جائیں –

تیسرے حصہ اکسوڈانیشیا میں وہ دریائی جانور ہیں جو گوشت خوار ہیں – ان کے کل دانت ایک ہی شکل کے ہوتے ہیں ، اس حصہ میں صرف ایک ہی طبقہ سٹیشیا (Cetacea) کا ہے –

نوٹ :— وہ دریائی جانور جو سائرینیا (Sirenia) کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں ان کو بعض سٹیشیا کے طبقے میں

شمار کرکے سبزی‌خور قرار دیتے ہیں اور بعض ان کو جداگانہ دبیز رانوں میں شامل کرتے ہیں - اور نیز جدا پنی‌پیڈیا (Pinnipedia) کو جو کہ دریا کے گوشت‌خوار جانور ہیں خشکی کے گوشت خواروں میں شمار کئے جاتے ہیں -

لیکن اکثر ان دونوں قسم کے جانوروں کو اب علیحدہ علیحدہ طبقوں میں شامل کرتے ہیں -

تفرعات تقسیم مندرجہ بالا کا ایک مختصر خاکہ حسب ذیل پیش کیا جاتا ہے -

دودھ پلانے والے جانور

[illegible]

اس کتاب کی ترتیب میں جہاں تک ہم نے رسائی کی ہے یہہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ اسفل سے اعلیٰ کی طرف ترقی کی جائے - اگرچہ عالم حیوانی میں یہہ طے کرنا نہایت دشوار ہے کہ کسی دو گروہوں میں تحقیقاً کس کو ترجیح دی جائے تاہم جو ترتیب اختیار کی گئی ہے اُس سے ہمارا مدعا پورا ہوگا -

رازہاے ہستی میں انسان کے عقل کی رسائی نہیں - تاہم حیوانوں کی زندگی پر سرسری نظر ڈالنے سے اور مطالعۂ فطرت و مشاہدۂ قدرت میں تھوڑا وقت صرف کرنے سے عجیب عجیب کرشمے نظر آتے ہیں - مخلوق میں متضاد حالت پائی جاتی ہے - حفاظت ہستی کے لئے جد و جہد برپا ہے - ایک دوسرے کی جان کا خواہاں ہے - پرند باز کا نوالہ ہے تو باز کے لئے بلّی نئی مصیبت ہے - کتّا بلّی کی جان کا خواہاں ہے تو تیندوا کتّے کے خون کا پیاسا - علیٰ ہذا ان سب کے اوپر ایک اور مخلوق ہے جو حضرت انسان کے نام سے موسوم ہے - وہ اس خونخوار جانور کا بھی جانی دشمن ہے - ہر سمت ایسے واقعات دیکھہ کر ہمکو مغالطہ ہو جاتا ہے کہ قدرت کے قانون زور اور زبردستی پر مبنی ہیں اور جہان میں زبردست اور طاقتور ہی عروج پاتے ہیں مگر عقل سلیم کو اس خیال کے تسلیم کرنے میں پس و پیش ہوتا ہے کہ صانع ازل نے اس جہان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اُس میں جنگ و جدل کشت و خون ' مظالم و تشدّد اور جور و جفا کا بازار گرم رہے اور

کمزور اور ناتواں ستائے جائیں اور ظالموں کے دست ظلم کا شکار بنیں - المختصر ہر زورآور غالب اور ہر کمزور مغلوب رہے -

وسیع النظری کا باب وا کرکے فطرت کے مناظر پر نظر ڈالنے سے صریح انکشاف ہو جاتا ہے کہ بالآخر اس جہان میں محض طاقتور ہی کامیاب نہیں ہوتا - حفاظت ہستی کی جد و جہد میں غالب کی فتح بظاہر کچھ ہی عرصہ کے لئے ہوتی ہے - قدرت کے رحم و کرم کا انکشاف ہونے پر اِس کا کامل یقین ہو جاتا ہے - یہہ ضرور ہے کہ اُس رحیم و کریم کے اظہار صفت کے لئے ایک زمانہ درکار ہو لیکن یہہ امر مسلّم ہے کہ اُس کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں - آخرالامر غیر ایذا رساں اور مغلوب ہی کا عروج ہوتا ہے اور ظالم نہایت ذلت کے ساتھہ دنیا سے اُٹھہ جاتا ہے -

عالم حیوانی میں اِس قسم کی مثالوں کی کمی نہیں ہے - کتنے ہی لحیم شحیم اور خونخوار حیوان اس جہان سے فنا ہو چکے - زمانۂ سابق کے وہ قوی ہیکل پیٹ کے بل چلنے والے جانور جو عالم حیوانی کے سردار بنے گھومتے تھے اور چھوٹے عاجز حیوانات کے لئے موت کا پیغام تھے آج اُن کا جہاں میں نام و نشان تک نہیں - وہ باگھہ جن کے تلوار کی شکل کے کیلے ان کے خونخوار ہونے کا ثبوت دیتے تھے آج نظر نہیں آتے - زبردست اور قدآور میمتھہ (ایک قسم کا ہاتھی) کی آج صرف ہڈیاں ہی بکھری ملتی ہیں - ایک صدی

قبل شیر ببر شمالی ہند میں بنارس کے قرب و جوار میں پائے جاتے تھے لیکن آج وہ سندھ اور کاٹھیاواڑ کے خشک میدانوں میں محدود ہیں اور روز بروز اُن کی تعداد گھٹ رہی ہے -

برعکس اِس کے غیر ایذا رساں گھوڑا لاکھوں سال سے اپنی ترقی کرتا ہوا روے زمین پر آج تک موجود ہے - تھیر ، گینڈا ، ہپوپوٹیمس باوجود اپنے بھاری اور بوجھل جسم کے آج تک اس جہان میں عیش کر رہے ہیں - ہرن اور بارہسنگوں کو جو ہمیشہ خوفناک درندوں کے مُنھ کا نوالا رہے ہیں کوئی نیست و نابود نہ کر سکا - متحمل اونٹ زمانۂ قدیم سے بہ آرام زندگی بسر کر رہا ہے -

حامیان مسئلہ اِرتقاء (Theory of Evolution) کا قول ہے کہ حیوانات روئے زمین سے صرف اِس وجہ سے نیست نابود ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے طریقۂ زندگی کو انقلاب عالم کے ساتھ تبدیل نہیں کر سکتے - یہہ صحیح ہے - لیکن قدرت کے اوصاف رحم و کرم سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جابر اور خونخوار جانوروں کو انقلاب عالم کے ساتھ تغیر نہیں ہونے دیتے -

طبقۂ یکروزنہ

(Order of Monotremata)

دودھ پلانے والوں میں اس طبقے کے جانور سب سے ادنی ہیں - اُن کے بچے انڈے سے پیدا ہوتے ہیں -

یکروزنہ جانور اپنی موجودہ شکل پر اُس زمانے سے قائم ہیں جب دنیا میں پیٹ کے بل چلنے والے مہیب جانور کثرت سے تھے - باوجود تغیّرات زمانہ کے یکروزنہ حیوان لکیر کے فقیر بنے رہے ہیں ' نہ ساخت میں کوئی ترقی کی اور نہ اپنی وضع میں کوئی تبدیلی - اگرچہ دودھ پلانے والوں کی بعض خصوصیتیں انہوں نے اختیار کرلی ہیں تاہم پیٹ کے بل چلنے والے اور پرندوں کے بھی کچھہ اوصاف اُن میں موجود ہیں - واقعی اُن کی جسمانی ساخت ایک معمہ ہے -

اس طبقے کو یکروزنہ کے نام سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہہ ہے کہ دودھ پلانے والے جانوروں میں صرف اس طبقے ہی میں ایک ممتاز صفت یہہ ہے کہ اُن کی دونوں سبیلوں کے لئے قدرت نے ایک سوراخ رفع حاجات کے لئے رکھا ہے -

یہہ جانور آسٹریلیا میں اور تاسمانیہ اور نیوگنی کے جزیروں میں ملتے ہیں - اس طبقے میں صرف دو نوعیں ہیں ' ایک ڈک بل (Duckbill) ' اور دوسری ایکڈنا (Echidna) -



ص ۳۶

ڈک بل

(Duckbill platypus)

ڈک بل بطخ کی چونچ کو کہتے ھیں - اس جانور کو ڈک بل کے نام سے اس لئے موسوم کرتے ھیں کہ اُس کا ملھہ بطخ کی چونچ سے بالکل مشابہ ھے -

ڈک بل ایک چھوٹا سا جانور ھے جسم کا طول $1\frac{1}{2}$ فٹ اور دم چھہ انچ کی ھوتی ھے ' مادہ کا قد بہ نسبت نر کے کچھہ چھوٹا ھوتا ھے ' جسم کے اوپری حصے کا رنگ بھورا سیاھی مائل اور نیچے بھورا ھوتا ھے ' دُم چوڑی اور چپٹی ' ٹانگیں چھوٹی چھوٹی لیکن مضبوط اور اگلے پلنجوں میں سیدھے اور نکیلے ناخون ھوتے ھیں - اگلے پلنجوں کی انگلیاں سب ایک ھی جھلّی میں ملتھی ھوتی ھیں اور جھلّی ناخنوں سے آگے جھالر کی طرح لٹکتی ھے ' اُس کے اگلے پاؤں اور چپٹی دم تیرنے میں بڑی مدد دیتی ھیں -

پچھلے پاؤں کی انگلیوں پر جھلّی ملتھی نہیں ھوتی اور اُن پر خمدار بڑے بڑے ناخون ھوتے ھیں - چونچ پر سیاہ ملائم کھال ھوتی ھے - دانت کسی قسم کے نہیں ھوتے بلکہ اُن کے مقام پر ھڈی کی پٹریاں جڑی ھوتی ھیں جن پر کہیں کہیں گھلتیاں ھوتی ھیں جو دانتوں کا کام انجام دیتی ھیں -

نر کی پچھلی ایڑیوں پر ایک کھوکھلا خار ھوتا ھے -

یہہ پوچھہ کی طرف ایک نلی میں جڑا ہوتا ہے جس کا کہ ران تک تعلق ہوتا ہے - نلی کے آخر میں ایک گرہ ہوتی ہے جس میں ایک رقیق مادہ پیدا ہوتا ہے جس کو ڈک‌بل اپنی اس نلی اور خار کے اندرونی خلا کے ذریعہ دور تک چھڑک سکتا ہے - آسٹریلیا کے قدیم باشندے بتلاتے ہیں کہ اگر انسان کے جسم پر یہہ رقیق مادہ پڑ جائے تو ورم آ جاتا ہے -

ڈک‌بل کی سب سے بڑی خصوصیت یہہ ہے کہ اس کی مادہ انڈے دیتی ہے اور بچّہ انڈے سے پیدا ہوتا ہے - یہاں ناظرین کو یہہ خیال گذرے گا کہ اُس کو شیرخوار جنس میں کیوں شامل کیا گیا ہے - وجہ یہہ ہے کہ اُن کے بچوں کا ذریعہ پرورش شیرخواری ہے جو اُس جنس کی خاص خصوصیت ہے -

اہل یورپ جب تک اس خصوصیت سے ناواقف تھے تو قدماء آسٹریلیا سے سنا کرتے تھے کہ ڈک بل کی مادہ انڈے دیتی ہے اور ساتھہ ہی بچوں کو دودھہ بھی پلاتی ہے - علماے فن اس بیان کو محض ضعف اعتقاد مانتے تھے لیکن آخر کار اُس کی سچائی ثابت ہو گئی -

ڈک بل کی کئی ہڈیاں پرندوں کی ہڈیوں سے بہت مشابہ ہوتی ہیں اور جسمانی ساخت میں ڈک بل پیٹ کے بل چلنے والے جانوروں سے بھی بہت مشابہت رکھتا ہے - بمقابلہ دوسرے شیرخوار جانوروں کے ڈک بل کے خون میں بہت کم حرارت

ہوتی ہے - غرض کہ پرند' پیٹ کے بل چلنے والے ' اور شیرخوار تینوں قسم کے حیوانات سے وہ بظاہر تعلق رکھتا ہے - فی الواقع اُس کی جسمانی ساخت حیرت‌انگیز ہے - ایک ماہر فن اس عجیب‌الخلقت حیوان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ " آسٹریلیا جہاں ہر بات خلاف قاعدہ نظر آتی ہے کہ باد شمالی گرم اور بادجنوبی سرد ہوتی ہے - ناسپاتی کا موٹا حصہ شاخ کی جانب اور بیر کا تخم باہر ہوتا ہے وہیں یہہ عجیب و غریب جانور بھی پیدا ہوتا ہے - جب یہہ عجیب‌الخلقت حیوان یورپ میں لایا گیا تو لوگوں کو یہہ خیال گذرا کہ کسی مسخرے نے کسی نامعلوم جانور کے منھہ میں بڑی ہوشیاری کے ساتھہ بطخ کی چونچ لگا دی ہے " -

ڈک بل زیادہ تر پانی میں رہتا ہے اور کسی چشمے یا جھیل کے ڈھالو کنارے پر بل کھود لیا کرتا ہے - بل کا دھانہ پانی کے اندر ہوتا ہے اور دھانے سے اُوپر کی جانب سرنگ کھود کر آخر حصے میں وہ ایک بڑی کھوہ تیار کرتا ہے جس میں اُس کی مادہ انڈے دیتی ہے - انڈوں کی تعداد چار تک ہوتی ہے -

ڈک بل کیڑے مکوڑے کھایا کرتا ہے -

ایکڈنا

(The Echidna)

ڈک بل کے ہم سلسلہ جانوروں میں روئے زمین پر صرف

ایک ایکڈنا موجود ہے - اس کا جسم فربہ اور ٹانگیں نہایت مختصر ہوتی ہیں - پنجوں میں مضبوط ناخن ہوتے ہیں چونچ ایک لمبی نلی کی طرح ہوتی ہے ' زبان لمبی اور پتلی اور باہر دور تک نکل سکتی ہے -

ایکڈنا بھی شیرخوار جانور ہے - انڈے سے نکل کر اس کے بچے کی پرورش بھی دودھ سے ہوتی ہے - ایکڈنا کے جسم پر ساہی کے مانند کانٹے ہوتے ہیں - نوع ایکڈنا میں تین اصناف (Species) ہیں جو آسٹریلیا اور اس کے قریب دوسرے جزیروں میں ملتے ہیں -

دیسی ساہی

(Echidna aculeata)

ایکڈنا نوع کی یہ صنف دیسی ساہی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے کیونکہ اس کے جسم پر ساہی کے مانند کانٹے ہوتے ہیں جن کا رنگ پیلا لیکن نوکیں سیاہ ہوتی ہیں - جسم پر موٹے موٹے بال بھی ہوتے ہیں مگر وہ کانٹوں کی وجہ سے نظر نہیں آتے -

زمین کھودنے کی طاقت ایکڈنا میں بہت ہوتی ہے - اس کے پنجے مشین کی طرح چلتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دلدل میں بسرعت پیوست ہوتا جا رہا ہے - آنکھ جھپکنے کی دیر کہ وہ بل کھود کر زمین کے اندر داخل ہو جاتا ہے - سخت سے سخت زمین کو بھی ریت کی طرح

کھود ڈالتا ہے - اُس کو مقید رکھنے کے لئے پتھر یا لکڑی کا فرش ضروری ہے ورنہ رات ہی رات میں غائب ہو جاتا ہے -

ایکڈنا کی خوراک بھی کیڑے مکوڑے ہی ہیں - تمام کرم خوار جانوروں کی زبان لمبی ہوتی ہے چنانچہ ایکڈنا کی زبان کی بھی یہی کیفیت ہے اور اُس پر ایک قسم کا لعاب بھی ہے - قدرت کی نیرنگی حکمت کا تماشا دیکھئے ' اس نے زبان باہر نکالی نہیں کہ سیکڑوں چیونٹیاں اس پر چپک کر مُنہہ میں پہونچیں -

دشمن کے سامنے ایکڈنا ساہی کی طرح گیند کے مانند گول ہوکر خاروں کو کھڑا کر لیتا ہے -

—:o:—

کیسہ‌دار جانور

(The Marsupialias)

شیرخوار حیوانات میں جب ہم ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف بتدریج ترقی کرتے ہیں تو یکروزنہ کے بعد طبقۂ کیسہ‌دار کو جگہ دینی پڑتی ہے اور اِس کی بود و باش بھی اُسی سرزمین آسٹریلیا کی ہے جہاں کہ تمام امور عجائبات سے خالی نہیں – وہاں نباتات ، موسم ، اور حیوانات اور تمام روئے زمین سے مختلف ہیں – حیرت کی بات یہہ ہے کہ کیسہ‌دار جانوروں کی صرف ایک دو انواع ہی نہیں بلکہ بجز چاند جانوروں کے تمام مخلوق حیوانی کیسہ‌دار جانوروں کی ہی ہے – وہاں نہ تو کھردار جانور ہیں ، نہ بندر ، نہ وہ گوشت‌خوار جن سے ہم واقف ہیں – شیر ببر ، باگھہ ، بھیڑیا – گیدڑ ، ہرن اور بارہ سنگے وہاں نظر سے نہیں گذرتے اور ایک نئی مخلوق نظر آتی ہے جس میں گوشت‌خوار ہیں اور کیسہ‌دار ، سبزی‌خوار ہیں اور کیسہ‌دار اور کرم‌خوار ہیں اور کیسہ‌دار –

یہہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ برّاعظم آسٹریلیا قدیم زمانے میں دوسرے برّاعظموں سے علحدہ نہ تھا بلکہ کرّۂ زمین کے جنوب میں ایک وسیع برّاعظم تھا جو آسٹریلیا کو جنوبی امریکہ سے ملاتا تھا – علم تاریخ سے قبل کیسہ‌دار جانور تقریباً تمام کرّۂ ارض پر پائے جاتے تھے چنانچہ انگلینڈ اور فرانس میں کیسہ‌دار جانوروں کے مدفونہ ڈھانچے (Fossils)

طبقات ارضیہ میں پائے جاتے ہیں - جنوبی امریکہ میں کیسہ‌دار نوع آپوسم (Opossum) کے جانور اب بھی موجود ہیں اور یہہ اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ آسٹریلیا اور جنوبی امریکہ کسی زمانے میں ضرور ملے ہوئے ہونگے -

پھر ایک ایسا زمانہ آیا کہ آسٹریلیا کی سر زمین وسیع بحروں کے حائل ہو جانے سے تمام دوسرے برّاعظموں سے علحدہ ہو گئی - رفتہ رفتہ روئے زمین کے اکثر حصوں میں اعلی درجے کی ساخت کے بڑے اور خوفناک حیوانوں کا وجود ہوا اور قدیم حیوانات کو اپنی ہستی کی حفاظت کے تمام ذرائع بہت دشوار ہو گئے اور آہستہ آہستہ شمالی برّاعظموں سے کیسہ‌دار جانور بالکل نیست و نابود ہو گئے لیکن آسٹریلیا پر تمام کیسہ‌دار حیوانات اپنا قبضہ جمائے رہے - طبقۂ شیرخوار کے سب سے ادنی حیوانات اپنی سابقہ شکل اور صورت کے ساتھہ وہاں اب بھی موجود ہیں - چنانچہ پکروزنہ اور کیسہ‌دار جانور روئے زمین کے سب سے قدیمی شیرخوار جانوروں میں ہیں -

یہہ امر بھی قابل‌توجہ ہے کہ آسٹریلیا اور ایشیا کے درمیان ایک خط مستقیم کھینچا جا سکتا ہے جو دونوں برّاعظموں کی مخلوق حیوانی کو علحدہ کر دیتا ہے - اِس کو والیس لائن (Wallace Line) کہتے ہیں - خط کے ایک جانب تمام حیوان ایشیائی ہیں اور دوسری جانب آسٹریلیا کے - اُس کے نزدیک ایک طرف بالی نام کا ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اور دوسری طرف خط سے ملحق جزیرہ لومبک ہے - گو بالی اور لومبک

ایک دوسرے سے نہایت قریب هیں تاهم دونوں کی مخلوق حیوانی میں زمین آسمان کا فرق ھے - بالی میں صرف ایشیائی جانور ملتے هیں لیکن لومبک میں صرف کیسەدار جانور نظر آتے هیں، بجز اُن کے دوسرے شیرخوار جانور نظر سے بھی نہیں گذرتے -

مارسوپیل یعنی کیسەدار جانوروں میں یہہ خصوصیت ھے کہ اُن کے پیٹ پر دو لمبی لمبی اور پتلی هڈیاں هوتی هیں اور مادہ میں انہیں هڈیوں کے سہارے پر کھال کی ایک تھیلی هوتی ھے، اس تھیلی کی وجہ سے اس طبقے کو مارسوپیل (Marsupial) کا خطاب دیا گیا ھے - مارسیوپیم کے معنی کیسہ هیں اور اُسی سے لفظ مارسوپیل یعنی کیسەدار بنا ھے -

مگر یہہ یاد رکھنا چاهئے کہ اِس طبقے میں بعض جانور ایسے بھی هیں جن کے کیسہ نہیں هوتا - کیسەدار جانور رحم مادر سے ایک نامکمل اور کمزور حالت میں پیدا هوتے هیں - وہ انڈے نہیں دیتے - اس لئے یہہ طبقہ پکروزنہ سے کسی قدر فوقیت رکھتا ھے - اُن کی پیدائش گویا دو مرتبہ هوتی ھے اول رحم مادر سے اور دوسری جب وہ پرورش پاکر ماں کی تھیلی سے باهر آتے هیں -

جب وہ رحم مادر سے اس دنیا میں قدم رکھتے هیں تو اپنے نامکمل اعضاء کی وجہ سے نہایت بے بس اور گوشت کے لوتھڑے کے مانند پیدا هوتے هیں اور اُن میں اتنی طاقت بھی نہیں هوتی کہ هاتھ پاؤں کو حرکت دے سکیں - بھیڑ کی برابر کانگرو کا بچّہ پیدایش کے وقت تقریباً ایک انچ کا هوتا ھے - بڑے قد کے

کانگرو کے بچے صرف چار یا پانچ ہفتے رحم مادر میں رہتے ہیں ـ پھر سات یا آٹھ مہینے تک ماں کے کیسے میں پرورش پاتے ہیں ـ

مادہ کے تھن کیسے کے اندر ہوتے ہیں ـ بچّوں کے پیدا ہوتے ہی ماں اگلے پنجوں سے کیسے کی کھال کو دونوں طرف کھینچ کر کشادہ کر لیتی ہے اور ایک ایک بچّے کو مُنھہ میں دبا کر کیسے کے اندر پہنچا دیتی ہے اور ہر بچّے کا مُنھہ ایک ایک تھن سے لگا دیتی ہے ـ بچّوں میں اتنا ہوش یا طاقت نہیں ہوتی کہ تھن کو لبوں سے خود پکڑ سکیں ـ لہذا قدرت نے یہہ انتظام کیا ہے کہ تھن کی نوک سخت بنائی ہے کہ بچّے کے مُنھہ میں وہ بہ آسانی داخل ہوکر پھول جائے اور پھر باہر نکل نہ سکے ـ جب تک بچّے کے اعضار کی ساخت مکمل نہیں ہوتی اُس وقت تک وہ تھن کو منھہ سے دابے رہتا ہے ـ اگر کوئی بچّہ اتفاقیہ تھن سے علحدہ ہو جاتا ہے تو وہ زندہ نہیں رہتا ـ

چونکہ اِن بچّوں میں خود تو اتنی طاقت ہوتی نہیں کہ دودھہ تھن سے نکال سکیں اس لئے قدرت نے تھن کے اندر ایسے پٹھے پیدا کر دئے ہیں کہ اُن کو حرکت دئے جانے سے دودھہ بچّے کے مُنھہ میں خود بخود ٹپکنے لگتا ہے ـ رفتہ رفتہ بچّے کا جسم قوی ہوتا جاتا ہے اور کچھہ عرصے میں اُس میں اس قدر طاقت آ جاتی ہے کہ وہ دودھہ کو خود کھینچ لے اور تھن سے مُنھہ ہٹاکر پھر پکڑ سکے ـ

آٹھویں مہینے میں وہ تھیلی کے باہر سر نکال نکال کر بچے اِدھر اُدھر کا تماشا دیکھنے لگتے ہیں - پھر وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ کیسے سے باہر آکر کھیلیں کودیں اور گھاس چرتے رہیں - لیکن ماں سے دور کبھی نہیں جاتے اور ذرا آہٹ ہوئی کہ فوراً کود کود کر ماں کے کیسے میں گھس گئے -

اس طبقے میں جن جانوروں کے تھیلی نہیں ہوتی اُن کے بچّے بھی نامکمل حالت میں پیدا ہوتے ہیں لیکن بجائے کیسہ کے ماں کے پیٹ پر بالوں میں چھپے ہوئے تھنوں سے لٹکے رہتے ہیں -

آسٹریلیا اور اُس کے قرب و جوار کے جزائر سے باہر کیسہ‌دار جانوروں کی صرف ایک نوع (Genus) پائی جاتی ہے ' یعنی آپوسم جو امریکہ کا جانور ہے -

کیسہ‌دار جانور چھہ قسموں میں منقسم ہے

(۱) جماعت کانگرو - Macropodidæ

(۲) " تیسیوریڈے - Dasuridæ

(۳) " پرامی لیڈے - Peramelidæ

(۴) " ڈائی ڈیل فیڈے - Didelphidæ

(۵) " فیلنجر - Philangas'idæ

(۶) " فیس کولومائڈے Phascolomydæ



جماعت کانگرو

(The Macropodidæ)

اس جماعت میں تین نوعیں (Genera) ہیں (۱) میکروپس - (۲) ڈینڈرولیگس - اور (۳) پاٹوروز -

میکروپس (Macropus) نوع کی سب اصناف (Species) زمین پر رہتی ہیں اور اُن کی اگلی ٹانگیں نہایت مختصر اور پچھلی بہت لمبی ہوتی ہیں -

ڈینڈرولیگس (Dendrolagus) نوع کے جانور درختوں پر بود و باش رکھتے ہیں اور اُن کی اگلی پچھلی ٹانگوں میں زیادہ فرق نہیں ہوتا -

پاٹوروز (Potoroos) چھوٹے چھوٹے کانگرو ہیں اور کانگرو چوہے کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں -

میکروپس کانگرو

(Macropus)

جماعت کانگرو میں یہی خاص نوع ہے جو آسٹریلیا کی سر زمین میں ہر جگہ ملتی ہے - میکروپس کانگرو کا آسٹریلیا سے ویسا ہی گہرا تعلق ہے جیساکہ اونٹ کو عرب سے اور ہاتھی کو ہندوستان سے - نو آبادی آسٹریلیا کا خیال آتے ہی اس عجیب و غریب جانور کی تصویر نظر کے سامنے پھر جاتی ہے -

کانگرو کو دیکھہ کر سب سے پہلے ہماری توجہ اس کی انمل بےجوڑ اگلی اور پچھلی ٹانگوں کی طرف مبذول ہوتی ہے کیونکہ پچھلی نہایت لمبی ، مضبوط اور طاقتور مگر اگلی کمزور اور چھوٹی ہوتی ہیں ۔ دونوں کا مقابلہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اگلی ٹانگیں کسی مرض سے خشک ہوکر پورے معیار کو نہیں پہونچ سکیں ۔

کانگرو کے جسم کی پوری طاقت پچھلے حصّے میں ہوتی ہے ۔ جسم کا اگلا حصّہ اور اگلی ٹانگیں نہایت کمزور ہوتی ہیں ۔

اگلے پنجوں میں پانچ پانچ انگلیاں ہوتی ہیں جن پر خمدار ناخن ہوتے ہیں ۔ پچھلے پاؤں کی انگلیوں کی کیفیت عجیب ہے ۔ اُن میں سے ایک تو نہایت دراز اور مضبوط ہوتی ہے جس پر نکیلا بھیانک ناخن ہوتا ہے ۔ دشمن پر حملہ کرنے میں کانگرو اسی ہتھیار کو استعمال کرتا ہے ۔

اس انگلی کے پاس باہر کی جانب جو انگلی ہوتی ہے وہ کسی قدر چھوٹی ہوتی ہے ۔ اور اندر کی طرف دو چھوٹی چھوٹی کمزور انگلیاں اور ہوتی ہیں ۔ ان دونوں سے اُٹھنے بیٹھنے اور اُچھلنے میں بظاہر کوئی مدد نہیں ملتی ۔

کانگرو کی دم لمبی اور موٹی ہوتی ہے اور یہہ اس کے جسم کا ایک کارآمد عضو ہے ۔ کانگرو کی نشست سے اس عضو کا فائدہ ظاہر ہوتا ہے ۔ دونوں پچھلی ٹانگوں کو اُن کے جوڑوں پر توڑ کر وہ دم کو ٹیک لیتا ہے اور تپائی سی بناکر بیٹھہ جاتا ہے ۔

کانگرو کے دانتوں کی ساخت اور شمار حسب تفصیل ذیل ہے :—

کاٹنے والے دانت $\frac{۳-۳}{۱-۱}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۰-۰}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۲-۲}{۲-۲}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴} = ۳۴$

دودھہ پینے والے جانوروں میں کاٹنے والے دانتوں کی شمار دونوں متقابل جبڑوں میں یکساں ہوا کرتی ہے ' لیکن کانگرو کے اوپر والے جبڑے میں اُن کی تعداد چھہ ہوتی ہے اور نیچے صرف دو - یہہ دونوں نیچے کے دانت باہر کی طرف بھالے کی طرح نکلے رہتے ہیں - کیلے صرف اوپری جبڑے میں ہوتے ہیں اور وہ بھی نہایت مختصر - ڈاڑھیں گھاس وغیرہ کو پیسنے کے لئے موزوں ہوتی ہیں -

کانگرو کا سر چھوٹا اور چہرا سلامی‌دار ہوتا ہے - کان بڑے اور استادہ ہوتے ہیں - ٹانگ اور دم پر ملائم بال اور باقی کل جسم پر اُون ہوتا ہے -

کانگرو جماعت کے کل جانور سبزی‌خوار ہیں اور گھاس وغیرہ پر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں -

جب اُس کو کسی قسم کا خوف نہ ہو تو وہ چاروں پاؤں پر چلتا ہے لیکن اگلی اور پچھلی ٹانگوں کے طول میں کثیر فرق ہونے کی وجہ سے اس طرح چلنے میں اُس کو آسانی نہیں ہوتی اور جسم کا پچھلا حصہ اُٹھہ جانے سے وہ نہایت بھدّا معلوم ہوتا ہے -

کانگرو دوڑتا نہیں بلکہ اپنی اگلی اور پچھلی ٹانگوں کی امداد سے چھلانگیں مارتا ہوا ایسا تیز جاتا ہے کہ تیز دوڑنے والے جانوروں کے ہمپایہ ہو جاتا ہے - ہر چھلانگ میں پچیس تیس فٹ فاصلہ طے کر لینا کانگرو کے لئے معمولی بات ہے اور نو دس فٹ بلند جھاڑیاں وہ بہ آسانی کود جاتا ہے - پتھّر، چٹّانوں، اور بلند جھاڑیوں کو پار کرتے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی ٹانگوں میں کمانیاں لگی ہیں اور وہ اپنے اگلے پاؤں زمین سے نہیں اٹھاتا حالانکہ وہ اُنہیں پر گرتا ہے اور فوراً پچھلی ٹانگوں کو آگے کھینچ کر دوسری چھلانگ مار جاتا ہے -

یہہ خیال بھی غلط ہے کہ چھلانگیں بھرنے میں اُس کی مضبوط دم امداد دیتی ہے کیونکہ بھاگتے وقت اُس کی دم سیدھی پھیلی رہتی ہے اور اس کو تلے رہنے میں مدد دیتی ہے -

کانگرو بزدل ہوتا ہے اور کسی کے لئے ایذا رساں نہیں - تھوڑا عرصہ گذرا وہ اپنے ملک میں بڑے عیش و آسایش سے زندگی بسر کرتا تھا کیونکہ آسٹریلیا کے وسیع میدانوں میں گھاس کی کمی نہیں ہے اور اس کے گروہ جا بجا نظر پڑتے تھے جن میں پچاس ساٹھ یا اس سے بھی زیادہ تعداد ہوتی تھی لیکن جب سے اہل یورپ نے وہاں قدم رکھا ہے اور گائے بیل اور بھیڑ بکریوں کے گلے رکھنا شروع کئے ہیں اُس وقت سے کانگرو کو اپنے ہی گھر میں امن نہیں ملتا - آسٹریلیا

کی نوآبادی کے باشندے اُس کو نیست و نابود کرنے میں ہر ممکن ذریعہ کام میں لاتے ہیں - شکاری کتّوں سے احاطوں میں گھیر کر، یا زہر دیکر اُن کو ہلاک کرتے ہیں - غرض کہ وہ زمانہ عنقریب ہے کہ روئے زمین پر کانگرو کا نام ہی باقی رہ جائیگا - اس حد تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ آسٹریلیا کے شہروں کے رہنے والوں میں اکثر ایسے ہیں جن کو مقید کانگرو کے علاوہ جنگلی اور آزاد کانگرو کے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا ہے -

اگر جان پر آ بنتی ہے تو یہہ سیدھا اور بے ضرر جانور بھی غصے میں آکر مقابلے کو تیار ہو جاتا ہے - جب شکاری کتّے اس کا تعاقب کرتے ہیں اور وہ بالکل مایوس ہو جاتا ہے تو کسی درخت یا چٹان سے پشت لگا کر کھڑا ہو جاتا ہے - اس طرح سہارا لے لینا کانگرو کے لئے ضروری امر ہے کیونکہ دشمن پر دونوں پچھلی ٹانگوں کو وہ ایک ساتھہ چلاتا ہے - ایسے وقت پر صرف وہی کتے کام دے سکتے ہیں جن کو اُس کا مقابلہ خاص طور پر سکھایا گیا ہے - جو کتے اس کے حملے کے طریقے سے ناواقف ہوتے ہیں وہ خود اپنی جان دے بیٹھتے ہیں کیونکہ وہ اپنی جہالت سے اُس کے قریب چلے جاتے ہیں اور وہ اُن کو ہاتھوں سے پکڑ کے پچھلے پاؤں کے ناخنوں سے اُن کا پیٹ چاک کر ڈالتا ہے -

کبھی کبھی کانگرو اپنی حفاظت بڑی تعجب‌خیز فہم و فراست سے کرتا ہے - کسی چشمے یا تالاب میں گھس کے وہ

کھڑا ہو جاتا ہے اور جو کتّا اُس کے پاس پہونچا اسی کا سر پکڑ کر پانی میں ملت دو ملت دابے رہتا ہے اور کتے کا کام تمام ہو جاتا ہے - دوسرے شکاری کتّے اپنے ساتھی کا یہہ انجام دیکھہ کر دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں (۱) -

تعاقب کے وقت ماں اپنے بچوں کو کیسے میں بٹھا کر بھاگتی ہے اور جب اُس کو یہہ محسوس ہوتا ہے کہ کتے قریب آ پہونچے تو بچوں کو یکے بعد دیگرے جھاڑیوں میں بغرض حفاظت ڈالتی جاتی ہے اور تنہا تمام مصائب کا مقابلہ کرتی ہے - کتّے بچّوں کا خیال چھوڑکر صرف اُن کی ماں کے تعاقب میں لگے رہتے ہیں - مادری شفقت بھی کتنی زبردست ہے -

کانگرو بہ آسانی پالا جا سکتا ہے - اُس کا گوشت عمدہ اور چمڑا بہت کارآمد ہوتا ہے - آسٹریلیا کے قدیم غیرمہذب باشندے اُس کا شکار کرنے میں ایک عجیب آلہ استعمال کرتے ہیں - یہہ لکڑی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا ہے جس کو خم دیکر ہلال کی شکل کا بنا لیتے ہیں - اُن لوگوں کے ہنرمند ہاتھوں میں اِس ناچیز لکڑی کے ٹکڑے میں عجیب طاقت آجاتی ہے - یہہ آلہ بومرینگ (Boomerang) کہلاتا ہے - قدیم آسٹریلیا والے اس کو کئی طرح سے چلاتے ہیں - کبھی اُس کو ہوا میں سو سو دو دو سو گز کا ایسا تیز چکّر دیتے ہیں کہ پھر اُنہیں کے ہاتھہ میں واپس آ جاتا ہے - اگر اتفاق سے کانگرو کسی

(1) Gould's "Mammals of Australia."

جھاڑی یا چٹان کے پیچھے ھوتا ھے تو یہہ وحشی بومرینگ کو اس ھوشیاری سے پھینکتے ھیں کہ وہ جھاڑی کے اسی طرف زمین پر ٹکّا کھاکر جھاڑی کو پار کرتا ھوا کانگرو کے جا لگتا ھے - یہہ چھوٹا سا آلہ کانگرو کو ایسا بیکار کر دیتا ھے کہ وہ حرکت تک سے معذور ھو جاتا ھے -

کانگرو سبزی خوار ھے اور اُس کی زندگی کا سہارا گھاس ھے ، اُس کے چھوٹے چھوٹے گروہ کسی سن‌رسیدہ نر کی سرداری میں رہا کرتے ھیں - نروں میں باھمی جنگ و جدل ہوی رھتی ھے -

اب تک تحقیقات سے آسٹریلیا - نیوگنی اور وان ڈیمنس لینڈ میں کانگرو کی تقریباً تیس اصناف (Species) کا پتہ چل چکا ھے - ان میں بعض بڑی قسم کے بھیڑ کے برابر اور چھوٹے چوھوں سے بڑے نہیں ھوتے -

---

بھورا بڑا کانگرو

(Macropus giganteus)

میکروپس نوع کی سب سے مشہور صنف بھورے رنگ کا بڑا کانگرو ھے جو آسٹریلیا میں ھر جگہ پایا جاتا ھے -

مہذب دنیا کو کانگرو کا پتا اسی صنف کے ایک جانور سے چلا تھا اور اُس کا قصّہ دلچسپ ھے - ایک مشہور سیاح کپتان جیمس کُک صاحب سنہ ۱۷۷۰ع میں آسٹریلیا کے نیو ساؤتھہ ویلز نامی صوبے میں ایک ندی کے دھانے میں لنگر ڈالے اپنے

جہاز کی مرمت کر رہے تھے - کچھہ ملّاح خشکی پر کبوتر کے شکار کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور اُن کو اتفاق سے ایک بڑا بھورا کانگرو نظر پڑا - واپسی پر اُن ملاحوں نے اُس عجیب و غریب جانور کے حالات سنائے اور سب کے دل میں اُس کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا - اتفاق سے سر جوزف بینکس نامی عالم علم حیوانات بھی اُس جہاز پر تشریف‌فرما تھے اور یہہ جانور اُن کی نظر سے بھی گذرا - اُن کے روزنامچے کے شائع کنندہ فرماتے ہیں کہ "سر جے بینکس سے کہا گیا تھا کہ ایک جانور جو تازی کتّے کے برابر اور چوہے کے رنگ کا تھا اور نہایت تیز دوڑتا تھا دیکھا گیا ہے - پھر وہ اُن کی نظر سے بھی گذرا - اُن کو یہہ دیکھہ کر نہایت تعجب ہوا کہ وہ صرف دو ٹانگوں سے دوڑتا تھا اور جربوبہ (Jerboa) چوہے کے مانند چھلانگیں مارتا تھا - اِس کے بعد ایک کانگرو جہاز کے افسر گورم نے مار بھی لیا - اہل یورپ کو کانگرو کا علم اسی جانور کی کھال سے ہوا (۱) -

بھورے بڑے کانگرو کا طول تقریباً پانچ فٹ ' دم تین فٹ ' اور وزن ڈھائی من تک ہوتا ہے - جسم پر چھوٹے چھوٹے گھنے اونی بال ہوتے ہیں جن کا رنگ بھورا بادامی ہوتا ہے - جنگلوں اور میدانوں میں اُن کے بےشمار گروہ نظر آتے تھے لیکن اب ان کی تعداد کمی پر ہے -

---

(1) Journal of Rt. Hon'ble Sir Joseph Banks, edited by S. J. Hooker.

اُس کا گوشت خوش ذایقہ نہیں ہوتا لیکن قدیم اہل آسٹریلیا اس کو بڑی رغبت سے کھاتے ہیں - وہ لوگ اِس کو "کورا" کے نام سے موسوم کرتے ہیں - یہہ جانور پانی میں بھی بڑی صفائی سے تیرتا ہے -

اس کی ایک صنف تاسمانیہ میں بھی پائی جاتی ہے -

بڑا سرخ کانگرو

(Macropus rufus)

میکروپس نوع میں سرخ کانگرو قد میں سب سے بڑا ہوتا ہے - اُس کا طول ساڑھے پانچ فٹ اور دم ساڑھے تین فٹ تک ہوتی ہے - نر کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے جو اُس کے جائے‌تھام سے ہمرنگ ہے - یہہ کانگرو وسط آسٹریلیا میں ملتا ہے اور ایک ایک نر کے ہمراہ کئی مادہ رہتی ہیں -

وَلّارو

(Macropus fasciatus)

یہہ پہاڑوں پر اور پتھریلے مقاموں میں ملتا ہے - اِن کی دم گاؤدم نہیں بلکہ اوپر سے نیچے تک ایک سی ہوتی ہے - یہہ جانور غاروں اور کھوؤں میں رہا کرتا ہے اور دوسری قسموں کی طرح سیدھا نہیں ہوتا - گولڈز تحریر کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اس جانور کو ایسے مقاموں میں پایا ہے جہاں کوسوں پانی کا پتا نہیں ہوتا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرصے تک بلا پانی کے رہ سکتا ہوگا -

ڈینڈرولیگس

(Dendrolagus)

اِس نوع کی بہت کئی اصناف ہیں - یہہ درختوں پر رہنے والے کانگرو ہیں اور شاخوں پر بڑی تیزی سے اچھلتے کودتے ہیں -

درختوں پر بود و باش رکھنے کے باعث اُن کی ٹانگوں میں تغیر ہو گیا ہے اور اگلی اور پچھلی ٹانگوں کے طول میں اُس درجہ کا فرق نہیں ہوتا جیسا کہ زمین کے رہنے والے کانگرو میں پایا جاتا ہے اور نہ اگلی ٹانگیں اُتنی کمزور ہوتی ہیں -

یہہ نہایت خوبصورت ہوتے ہیں اور صرف گھنے جنگلوں میں رہتے ہیں -

چوہے کانگرو

(Potoroos)

اس نوع کی تقریباً دس اصناف ہیں جو چھوٹے خرگوش کے برابر ہوتی ہیں اور آسٹریلیا اور تاسمانیہ میں پائی جاتی ہیں - گھاس پھوس پر ان کا گذر ہے - چوہے کانگرو اگلے پنجوں سے جڑیں بھی کھود لیتے ہیں -

معمولی چوہے کانگرو

(Potoroos tridactylus)

اس صنف کی اگلی اور پچھلی ٹانگوں میں کم فرق

ہوتا ہے - یہہ درختوں کے نیچے گھاس کا گھونسلا بنا لیتے ہیں اور دن میں انہیں میں وقت گذارتے ہیں - یہہ کانگرو چاروں پاؤں سے سرپٹ دوڑا کرتے ہیں -

بے تانجیا

(Potoroos bettongia)

چوہے کانگرو کی یہہ ایک مشہور صنف ہے - اِن میں ایک خاص خصوصیت یہہ ہے کہ دم میں قوت گرفت ہوتی ہے اور وہ ہاتھہ کی طرح کام دیتی ہے ' چنانچہ دم ہی سے پکڑ کر وہ گھاس اُکھاڑ لیتا ہے اور منھہ تک لے جاتا ہے -

ڈیسیوریڈے

یعنی

کیسہ‌دار گوشت خوار جانور

(The Dasyuridæ)

ہمارے یہاں کے گوشت‌خوار جانوروں کے بجائے آسٹریلیا میں ڈیسیوریڈے جماعت کے جانور ہیں - یہہ آسٹریلیا کے علاوہ نیوگنی اور تاسمانیہ کے جزیروں میں بھی پائے جاتے ہیں - اُن کے اگلے پنجوں میں پانچ پانچ اور پچھلے میں چار چار ناخون ہوتے ہیں - اوپری جبڑے میں ہر دو جانب چار اور نیچے والے میں تین کاٹنے والے چھوٹے چھوٹے دانت ہوتے ہیں - ڈاڑھوں اور دودھہ ڈاڑھوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے -

اِس جماعت میں مندرجہ ذیل نوعیں ہیں :-

(۱) ڈیسیورس (Dasyurus)

(۲) تھائی لے سینس (Thylacenus)

(۳) فیس‌کوگیل (Phascogale)

(۴) مرمی کوب (Myremecobe)

ڈیسیورس

اس نوع کے جانوروں کو آسٹریلیا کی بلّیاں سمجھنا چاہئے - جماعت بلی کی جنس کی طرح یہہ بھی پکے گوشت‌خوار ہیں اور

چھوٹے چھوٹے جانوروں کو مارتے اور کھاتے ہیں - یہہ مچھلیاں بھی کھاتے ہیں - دن میں درختوں کے کھوکھلوں یا چٹانوں میں پوشیدہ رہتے ہیں صرف رات میں باہر نکلتے ہیں -

شیطان تاسانیہ

(Dasyurus ursinus, or The Tasmanian Devil.)

نوع ڈیسیورس کی یہہ ایک مشہور صنف ہے جس کو اُس کی خوفناک خصلتوں کے باعث شیطان کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اس کی شکل اور صورت کچھہ کچھہ بھالو کی طرح ہوتی ہے اور قد و قامت بجّو کے مانند - بالوں کا رنگ سیاہ مگر بعض کے جسم پر سفید گل بھی ہوتے ہیں -

اس خون‌خوار جانور کی کھوپری اور چہرہ اتنا چوڑا ہوتا ہے کہ اُس کی شکل نہایت بھیانک معلوم ہوتی ہے -

آسٹریلیا میں اُون کا بڑا کار و بار ہے اور کاشتکار بھیڑوں کے بےشمار گلے رکھتے ہیں - یہہ شیطان بھیڑوں کا بڑا دشمن ہے - اسی لئے آسٹریلیا کے کاشتکار بھی حتی‌المقدور اس مضرت رساں جانور کی بربادی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے -

تھائی لے سینس

(Thylacenus)

یہہ ایک مشہور جانور ہے جو " آسٹریلیا کے باگھہ " کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - وہ نہایت بدشکل اور لاغر کتّے

کی طرح ہوتا ہے – جسم کے پچھلے حصے پر چلد سیاہ دھاریاں ہونے کی وجہ سے عوام‌الناس اُس کو باگھہ کہتے ہیں – پالو جانوروں کا یہہ بھی خون کرتا ہے –

فیس‌کوگیل
(Phascogale)

اس نوع کے جانور قد میں بڑے چوھے کے برابر ہوتے ہیں – اس کی اکثر اصناف (Species) آسٹریلیا اور اُس کے قرب و جوار کے جزیروں میں پائی جاتی ہیں – یہہ سب کرم‌خوار ہیں اور اُن کے دانتوں کی ساخت کرم‌خوار جانوروں کی طرح ہوتی ہے – کیلے چھوٹے چھوٹے اور ڈاڑھوں پر کُھلڈیاں ہوتی ہیں – ان میں بعض درختوں پر رہتے ہیں اور بعض زمین پر –

مرمی‌کوب
(Myrmecobe)

جس طرح آسٹریلیا کے فیس‌کوگیل ہمارے چوہوں کے مانند ہیں اُسی طرح مرمی‌کوب یہاں کی گلہری کی طرح ہوتے ہیں – اِن کے جبڑوں میں دانتوں کی تعداد ۵۴ تک ہوتی ہے :-

کاٹنے والے دانت $\frac{۴-۴}{۳-۳}$ – کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ دردھہ ڈاڑھیں – $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ –

ڈاڑھیں $\frac{۵-۵}{۵-۵}$ یا $\frac{۶-۶}{۶-۶}$ = ۵۰ یا ۵۴ –

چیونٹی‌خوار مرمی کوب

(Myrmecobe fasciatus)

یہہ آسٹریلیا کے مغرب اور جنوب میں ہوتا ہے - رنگ کتھئی اور پیٹھہ پر چوڑی چوڑی سفید دھاریاں ہوتی ہیں - اس کا جسم اور دم گلہری کی طرح ہوتا ہے - زبان نہایت لمبی اور گوشت بڑھہ سکتی ہے اور اُس سے وہ سیکڑوں چیونٹیوں کو فوراً غذا بنا لیتا ہے -

اگرچہ یہہ کیسہ‌دار جانور ہے تاہم مادہ کے پیٹ پر تھیلی نہیں ہوتی - لیکن اُس کے بھی بچّوں کی پرورش کیسہ‌دار جانوروں ہی کی طرح ہوتی ہے - چیونٹی‌خوار درختوں پر کبھی نہیں چڑھتا -

---

پرامی لیڈے

(Peramelidæ)

یہہ ہمارے یہاں کے خرگوشوں کے مانند ہیں - جماعت میں خاص نوع پرامیلیز (Perameles) ہے - آسٹریلیا میں عوام اُن کو بیلڈی‌کوٹ کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اُن کی اگلی اور پچھلی ٹانگوں کے طول میں خرگوش کی طرح فرق نہیں ہوتا - کان لمبے لمبے خرگوش کی طرح ہوتے ہیں - جسم کا طول تقریباً چودہ انچ اور دم چھہ انچ ہوتی ہے - پنجوں میں مضبوط ناخون ہوتے ہیں جن سے بیلڈی‌کوٹ زمین کھود

لیتے ہیں یا کبھی کسی غار میں پتّوں وغیرہ میں چھپے رہتے ہیں - آہٹ ہوتے ہی خرگوش کی طرح جھاڑیوں سے نکل نکل کر بھاگتے ہیں -

اُن کی خوراک گھاس، جڑیں، کیڑے مکوڑے وغیرہ ہیں -

مادہ کے پیٹ پر کیسہ ہوتا ہے جس کا مُنھہ دم کی طرف ہوتا ہے - اس نوع کی ایک مشہور صنف چھوٹی ناک کا بیلتی کوٹ کہلاتا ہے (Perameles obesula) - یہہ آسٹریلیا اور تاسمانیہ میں ملتا ہے - کاشتکاروں کو بہت نقصان پہنچاتا ہے -

---

جماعت ڈائی ڈیل فیڈے

(Didelphidae)

کیسہ دار طبقے میں صرف یہی جماعت ہے جس کے جانور آسٹریلیا سے باہر ملتے ہیں - یہہ جنوبی امریکہ میں اور شمالی امریکہ کے جنوبی حصے میں پائے جاتے ہیں - عوام ان کو آپوسم کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

آپوسم کا جسم بلّی کی طرح ہوتا ہے لیکن بعض بعض قد و قامت میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں - اُس کی دم نہایت مفید ہے کیونکہ اُس میں قوت گرفت ہوتی ہے - اُس کو وہ شاخ میں لپیٹ کر لٹک جاتا ہے اور مادہ جب ایک درخت سے دوسرے پر کودتی ہے تو دم سے بچّے کو پکڑ کر پیٹھہ پر بیٹھا لیتی ہے - وہ اپنے پچھلے پیروں کے انگوٹھے کو انگلیوں

سے مل سکتا ہے - ان پر ناخن نہیں ہوتے - اگلے پاؤں کے انگوٹھوں پر ناخن ہوتے ہیں مگر وہ انگلیوں سے مل نہیں سکتے -

آپوسم گوشت‌خوار ہے اور عموماً اُس کی خوراک پرند، انڈے اور کیڑے مکوڑے ہیں -

اس کے بچّے بہت ہوتے ہیں، ایک بار اس کے دس سے پندرہ تک بچّے ہوتے ہیں، بعض نوع کی مادہ کے شکم پر کیسہ ہوتا ہے اور بعض کے نہیں - اس کا گوشت سفید ہوتا ہے اور کھایا بھی جاتا ہے -

آپوسم کو جب غصّہ آتا ہے تو اُس کے جسم سے بدبو نکلنے لگتی ہے - وہ بڑا سخت جان ہے - اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہڈی پسلی چور ہونے پر بھی بھاگ اُٹھتا ہے -

---

ورجینیا کا آپوسم

(Didelphys Virgiana)

اس مشہور نوع کے جانور ورجینیا ریاست کے قصبوں اور اور بستیوں میں ملتے ہیں - مکانوں کی چھتوں پر اور موریوں میں چھپا رہتا ہے اور مرغیوں کا بڑا دشمن ہے -

ان کے بچّے ماں کے رحم میں صرف دو ہفتہ رہتے ہیں پھر کیسہ میں پرورش پاتے ہیں - اُن کے کم سے کم چھہ اور زیادہ سے زیادہ بارہ بچّے تک ایک دفعہ میں پیدا ہوتے ہیں -

جماعت فلین جر

(Philangastidæ)

یہہ ہمارے یہاں کی اُڑنے والی گلہریوں کی طرح ہوتے ہیں - اس جماعت کے اکثر جانوروں میں یہہ خصوصیت ہے کہ جسم کے دونوں طرف کھال لٹکی ہوتی ہے اور پیڑ پر سے چھلانگ بھر کے وہ ان کھالوں کے ذریعہ سے ہوا میں تیرتے ہوئے بہت دور تک جا سکتے ہیں - سر چوڑا اور چپٹا اور دم لمبی ہوتی ہے - ان میں اکثر میوہ اور سبزی کھانے والے ہیں مگر بعض کرم‌خوار بھی ہیں -

اس جماعت کے انواع آسٹریلیا ، ڈاسمانیہ اور نیوگنی میں پائے جاتے ہیں -

---

لومڑی فلین جر

(Phalangista Vulpecula)

اس نوع کے جانور آسٹریلیا میں ہر جگہ ہوتے ہیں - جسم کی ساخت اور قد و قامت میں لومڑی کی طرح ہوتا ہے - رنگ بھورا ، کان سفید ، دُم سیاہ اور جسم پر گھنے اُونی بال ہوتے ہیں - یہہ دن میں درختوں پر پوشیدہ رہتے ہیں - رات میں باہر نکل کر ملائم پتّیاں اور پھل کھایا کرتے ہیں - کھال کی غرض سے یہہ بہت شکار کئے جاتے ہیں - دم کو وہ درخت کی شاخ میں ایسا لپیٹ لیتا ہے کہ بعض

اوقات مر جانے پر بھی ویسا ھی لٹکا رھتا ھے - آسٹریلیا کے جنگلی کتے اُس کے بڑے دشمن ھیں اور اگر کبھی زمین پر نظر آیا تو اُس کی زندگی دشوار ھو جاتی ھے -

---

کوالا

(The Koala, or Phascolarctes cinereus)

اس کو آسٹریلیا کا بھالو بھی کہتے ھیں کیونکہ اس کا جسم بڑے بڑے بھورے بالوں سے ڈھکا ھوتا ھے - موٹا پیٹ اور بالوں کی وجہ سے وہ واقعی چھوٹا سا بھالو معلوم ھوتا ھے - جسم کا طول تقریباً دو فٹ ' کان بہت بڑے اور دم قطعی نہیں ھوتی - اگلے پاؤں کی دو اندر کی طرف انگلیاں ایک جھلی میں ملتی ھوتی ھیں اور خم دئے جانے پر وہ اور انگلیوں سے ملائی جا سکتی ھیں - یہی وجہ ھے کہ وہ شاخوں کو بڑی مضبوطی سے پکڑ سکتا ھے -

دانتوں کی تفصیل حسب ذیل -

کاٹنے والے دانت $\frac{۳-۳}{۱-۱}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۰-۰}$ دودھ ڈاڑھیں $\frac{۱-۱}{۱-۱}$

ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴}$ = ۳۰ -

کوالا بڑا بھولا اور سیدھا جانور ھے - کسی کو ایذارسانی تو درکنار اپنی ھی حفاظت کے لئے وہ عقل اور ھمت نہیں رکھتا - پست ھمتی کا یہ حال ھے کہ وہ دشمن کے سامنے

سے بھاگ جانے کی بھی کوشش نہیں کرتا - لیکن ہوتا نہایت سخت‌جان ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ گولیوں سے جسم چھلنی ہو جانے پر بھی وہ نہیں مرتا -

کوالا بھی درختوں‌ہی پر رہتا ہے - درختوں کے جانوروں میں دم نہ ہونا خلاف معمول ہے -

کوالا صرف مشرقی آسٹریلیا میں ہوتا ہے -

فیس کولو مائڈے

(Phascolomydæ)

اس جماعت کے جانور بھی چھوٹے چھوٹے بھالو کی طرح ہوتے ہیں - ٹانگیں چھوٹی لیکن موٹی اور اگلے پاؤں میں پانچ پانچ انگلیاں ہوتی ہیں جن پر لمبے مضبوط اور خم‌دار ناخن ہوتے ہیں - پچھلے پاؤں کے انگوٹھے بہت چھوٹے اور ان پر ناخن ہوتے ہیں - انگوٹھوں کے بعد تین انگلیاں ایک جھلی میں ملئی ہوئی ہیں - دم بہت مختصر ہوتی ہے -

دانتوں کی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سبزی خور ہیں :—

کاٹنے والے دانت $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ - کیلے $\frac{-\,-}{-\,-}$ - دودھ ڈاڑھیں $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴}$

اس جماعت میں صرف ایک نوع فیس‌کولومس کی ہے جس کی کئی اصناف ہیں - فیس‌کولومس کو عوام وامبٹ (Wombat) کہتے ہیں -

معمولی وامبت

(Phascolomys Mitchelli)

یہہ جانور آسٹریلیا اور تاسمانیہ میں ملتا ہے - بالوں کا رنگ بعض میں سیاہ اور بعض میں زرد ہوتا ہے - بال نہایت موٹے اور کھرکھرے ہوتے ہیں -

وامبت کی چال ڈھال بھالو کی طرح بھدی اور لڑکھڑاتی ہوئی ہوتی ہے - وہ بھالو ہی کی طرح پورا تلوا زمین پر رکھتا ہے - پنجوں میں مضبوط ناخون ہوتے ہیں جو زمین کھودنے کے لئے نہایت کارآمد ہوتے ہیں -

وامبت زمین کے اندر بلوں میں رہتا ہے اور درختوں پر کبھی نہیں چڑھتا - عادت کا سیدھا اور بزدل ہوتا ہے - روشنی میں باہر نہیں نکلتا - اُس کے جسم کا طول تقریباً تین فٹ ہوتا ہے -

طبقۂ سٹےشیا

پہلی

گوشت خوار دریائی شیر خوار حیوان

(Order of Cetacea)

سٹےشیا طبقے میں وھیل اور اُس کے ہمشکل دریائی دودھ پلانےوالے حیوان ہیں – یہہ سب گوشت‌خوار ہیں –

ہم اکثر وھیل کو وھیل‌مچھلی کہا کرتے ہیں – وجہ یہہ ہے کہ اول تو وہ دریائی جانور ہے اور دوسرے وھیل وغیرہ کی ظاہری بناوٹ مچھلی کی طرح ہوتی ہے – لیکن دونوں میں بڑا فرق ہے – سٹے شیا طبقے کے جانور شیرخوار ہیں – اُن کے بچوں کی پرورش تھنوں سے ہوتی ہے – مچھلی شیرخوار نہیں ہے – اِس کے علاوہ وھیل وغیرہ اور مچھلی کی اندرونی ساخت میں بھی فرق ہوتا ہے – سٹےشیا جانوروں کو تھوڑے تھوڑے عرصے پر سانس لینے کی غرض سے پانی کی سطح پر آنا پڑتا ہے بخلاف مچھلی کے کہ قدرت نے اُن کو ایک ایسا عضو سانس لینے کے لئے عطا کیا ہے کہ وہ پانی کے اندر ہی آکسیجن گیس کو جس پر زندگی کا دار و مدار ہے کھینچ لیتی ہے – غرض کہ یہہ خیال بالکل غلط ہے کہ وھیل اور اس کے ہمشکل جانور مچھلی ہیں –

اس طبقے کے اکثر حیوان دنیا کے تمام جانوروں سے جسیم

هیں - اُن کا سر بڑا اور مچھلی کے مانند ' آنکھہ نہایت چھوٹی اور جلد پر بال نہیں ہوتے ' اگلی ٹانگیں ڈانڑوں کی طرح ہوتی ہیں ' تیرنے میں وہ اپنی دم سے امداد لیتے ہیں ' چونکہ پچھلی ٹانگوں سے کوئی فائدہ نہ تھا اور اُن سے کام نہ لیا گیا اس لئے وہ آخرکار فنا ہو گئیں - اُن کی جگہ گوشت کے اندر ہڈیاں ملتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ھے کہ کسی زمانے میں ان کے پچھلی ٹانگیں ہوا کرتی تھیں -

اس طبقے کے بعض جانوروں کی ریڑھہ کے دونوں جانب اور ہر دو پسلیوں کے درمیان کچھہ خانے ہوتے ہیں جو تازہ خون سے لبریز رہتے ہیں اور اس خون کی اکسیجن گیس اُن کو پانی میں غوطہ لگانے پر دیر تک زندہ رکھہ سکتی ھے -

سٹےشیا جانوروں کی قوت شامہ تیز نہیں ہوتی لیکن قوت سامعہ اچھی ہوتی ھے - اُن کے منھہ میں یا تو دانت ہوتے ہی نہیں اور اگر ہوتے ہیں تو سب ایک ہی شکل کے - بعض کی پشت پر سفّے ہوتے ہیں لیکن وہ ریڑھہ سے غیرمتعلق ہوتے ہیں اور ان میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں ہوتی - مادہ کے دو تھن ہوتے ہیں جن میں اکثر ایسے پٹھے ہوتے ہیں کہ ماں اُن کی امداد سے بچوں کے منھہ میں خود دودھہ پہنچا سکتی ھے -

یہہ طبقہ تین جماعتوں میں منقسم ہوتا ھے -

(۱) بالینڈے - (Balænidæ)

(۲) فسٹیرایڈے - (Physteridæ)

(۳) ڈیلفی نیڈے - (Delphinidæ)

جماعت بالینڈے

(The Balænidæ)

اس جماعت میں کئی قسم کے وھیل ہوتے ہیں جو دنیا میں سب سے بڑے جانور ہیں - اُن کے سر بڑے اور دانت نہیں ہوتے - تالو سے بہت سی هڈیاں لٹکی رهتی هیں جن کو " بالین " کہتے ہیں - اِن کا مفصل حال آگے بیان کیا جائیگا -

اگرچہ اس جماعت کے کسی قسم کے دانت نہیں ہوتے تاهم اُن کے بچوں کے مسوڑھوں کے اندر جب وہ ماں کے رحم میں ہوتے هیں نکیلے دانت ہوتے ہیں لیکن یہہ دانت مسوڑھوں کو پھاڑ کر باهر کبھی نہیں نکلتے بلکہ کچھہ عرصے میں اندر هی اندر فنا هو جاتے هیں - اس سے ثابت هوتا هے کہ کسی زمانے میں اُن کے دانت هوتے تھے - علم حیوانات کا یہہ طے شدہ مسئلہ هے کہ هر جانور کی ساخت کی وہ خصوصیت جو تغیر اور ارتقا کی وجہ سے اب فنا هو گئی هے اُس کی زندگی میں کسی نہ کسی وقت ضرور ظہور میں آ جاتی هے (Law of Recapitulation) -

جماعت بالینڈے میں دو نوعیں هیں -

(۱) بالینا (Balæna)

(۲) بالینوپٹیرا (Balænoptera)



وھیل

(The Whale)

برٹش عجائب گھر کے ڈائٹر گرے نے نوع بالینا میں چار اصناف مانی ھیں اور اُن میں سب سے مشہور "گرین لینڈ کا وھیل" ھے - اس صنف کا مفصل بیان حسب ذیل ھے -

گرین لینڈ کا وھیل

(Balæna mysticetus)

یہہ بحر ظلمات میں اور بحرالکاہل کے شمالی حصوں میں ملتا ھے - گو سٹےشیا کے طبقے میں یہہ سب سے بڑا جانور نہیں ھے پھر بھی بڑا جسیم ھے - اُس کا طول عموماً ساٹھہ فٹ سے اسی فٹ تک ھوتا ھے - اگر جسم کے طول سے ناظرین کو اُس کے قد و قامت کا اندازہ نہ ھو سکے تو اُس کے وزن پر غور کریں کہ تقریباً ڈیڑھہ سو ٹن یعنی چار ھزار دو سو من ھوتا ھے اور بعض بعض کا اس سے بھی زیادہ - بلا دیکھے ایسے قدآور جانور کا اندازہ کرنا دشوار ھے - وزن جانچنے کی غرض سے اگر میزان کے ایک پلڑے میں وھیل رکھی جائے تو اُس کے مقابل ڈیڑھہ ڈیڑھہ من کے دو ھزار چھہ سو چھیاسٹھہ آدمی ھم‌پلہ ھو سکیں گے -

وھیل جیسے عظیم‌الجثہ جانور کو خشکی پر رھنا نہایت دشوار تھا اس لئے کہ جسم کے مناسب اُس کی ٹانگوں کا ھونا بھی لازمی تھا جو خشکی کے لاکھوں جانوروں اور کیڑوں

کی پامالی اور بربادی کا باعث ہوتیں – قدرت نے اِس لئے اُس کو پانی کی پرد و باش عطا فرمائی – فطرتاً وھیل کھلاڑی طبیعت کا ہوتا ہے اور گھنٹوں تک پانی میں کھیل کود کیا کرتا ہے – وہ ایک چھوٹی مچھلی کی طرح آسانی سے کبھی تیرتا کبھی غوطہ لگاتا اور پھر سطح پر آتا ہے –

اکثر مقاموں میں سمندر کی گہرائی ایک میل یا اِس سے بھی زائد ہوتی ہے اور وھیل تھیلتا کودتا پانی کی تہہ میں پہنچ جاتا ہے – ذرا اندازہ کیجئے کہ ایک میل کی گہرائی میں وھیل کے جسم پر پانی کا کتنا وزن ہوتا ہے –

ایک مکعب فٹ پانی کے وزن سے پتا چلتا ہے کہ وھیل کے تمام جسم پر ایک میل کی گہرائی میں دو لاکھ گیارہ ہزار دو سو ٹن کا وزن ہوتا ہے – ایک ٹن تقریباً ۲۸ من کے برابر ہے اس لئے وھیل کے جسم پر تقریباً ساٹھ لاکھ من پانی کا دباؤ پڑتا ہے اور فی مربع فٹ پر ایک سو سینتیس ٹن یعنی تین ہزار آٹھ سو چھتیس من کا وزن ہوتا ہے –

بظاہر پانی کے اتنے وزن سے وھیل کی ہڈیاں تک چور چور ہو جانی چاہئیے لیکن وھیل کو قدرت نے آبی زندگی کے لئے مکمل طور سے تیار کر دیا ہے – اس کے جسم کی اکثر ہڈیاں پسلیوں میں ڈھیلی اور جوڑوں پر لچکدار اور نرم (Cartilaginous) ہوتی ہیں – لہذا پانی کے دباؤ سے وہ لچک جاتی ہیں ٹوٹتی نہیں – علاوہ اِس کے اُس کے تمام

جسم پر پلدرہ بیس انچ دبیز چربی کی تہہ چڑھی ہوتی ہے جو کمانیوں کا کام دیتی ہے اور اُس کے جسم کو محفوظ رکھتی ہے -

وھیل کا سر جسم کے پورے ایک تہائی حصے میں ہوتا ہے - دنیا کے تمام جانوروں میں وھیل کا ملھہ سب سے بڑا ہے - جبڑے کی لمبائی تقریباً سولہ فٹ اور چوڑائی سات فٹ ہوتی ہے - جب وہ اپنے ملھہ کو کھولتا ہے تو زبان اور تالو کے درمیان بارہ فٹ کا فاصلہ ہوتا ہے - اُس کے ملھہ میں ایک خاصی کشتی معہ ملاحوں کے بہ آسانی داخل ہو سکتی ہے اور ملھہ کے اندر دو قدآور آدمی تلے اوپر کھڑے ہو سکتے ہیں -

زبان کا طول تقریباً آٹھہ گز ہوتا ہے - زبان کی جسامت اور وزن کا اندازہ ناظرین مندرجہ ذیل واقعہ سے کر سکیں گے - ایک وھیل دریائے ٹیمس میں پکڑا گیا - کچھہ دن وہ کنارے پر پڑا رہا اور گرمی کی وجہ سے اُس کی زبان پھول گئی - ایک صاحب کو وھیل کے ملھہ کے اندر جاکر اُس کا نظارہ دیکھنے کا شوق ہوا - بلیوں کے ذریعہ اُس کا ملھہ کھول کر حضرت اندر داخل ہوئے تو زبان میں اُن کے پاؤں دلدل کی طرح پیوست ہونے لگے حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوا کہ اُن کی قبر اسی میں بنےگی - تب باہر سے ایک اور بلی ڈالی گئی جس کو اُنہوں نے مضبوطی سے پکڑ لیا اور باہر کھینچ لئے گئے -

وھیل کی قوت سامعہ تیز ہوتی ہے - اگرچہ اُس کے کان

باہر نہیں ہوتے پھر بھی وہ پانی کے اندر آواز بڑی خوبی سے سن سکتا ہے - اگر کان بنائے جاتے تو ضرور تھا کہ اُس کے جسم کے مناسب کئی گز کے ہوتے اور تھوڑے میں حارج ہوتے - قدرت نے اُس کے ہر عضو کی ساخت ایسی صنعت اور کاریگری سے کی ہے کہ وہ پانی میں آرام سے زندگی بسر کر سکے -

سر کے اوپری حصے میں اُس کی ناک کے سوراخ ہوتے ہیں - نتھنوں کا اِس جگہ ہونا وھیل کے لئے نہایت مفید ہے کیونکہ سانس لیتے وقت اُس کو جسم کا کوئی اور حصہ پانی سے باہر نہیں نکالنا پڑتا -

وھیل کے سانس لینے کا نظارہ قابل دید ہے - جوں ہی وہ پانی کی سطح پر آتا ہے تو گرداب سا پڑ جاتا ہے - اور دونو نتھنوں سے کئی گز بلند سفید دھاریں نکلنے لگتی ہیں - سانس کو وہ ایسی تیزی سے نکالتا ہے کہ سیٹی کی طرح آواز پیدا ہوتی - اور بہت فاصلے تک سنائی دیتی ہے اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ اُن دھاروں میں جو اس کی ناک سے نکلتی ہیں پانی ہوتا ہے جو اُس کے شکم میں غوطہ لگانے پر بھر جاتا ہے - یہہ خیال غلط ہے - اصل یہہ ہے کہ پھیپھڑے کی فاسد ہوا کے ساتھہ پانی کی بھاپ ہوتی ہے جو سردی کی وجہ سے منجمد ہو جاتی ہے اور یہہ محسوس ہونے لگتا ہے گویا پانی کی دھاریں نکل رہی ہیں -

سطح پر آکر آٹھہ یا دس منٹ تک وہ پھیپھڑوں میں بار بار صاف اور تازہ ہوا بھرتا اور نکالتا ہے پھر غوطہ لگا جاتا

ہے اور دس بیس منٹ تک پھر اس کو سانس لینے کی ضرورت نہیں ہوتی - لیکن ایسے واقعات بھی دیکھے گئے ہیں کہ زخمی ہو جانے پر وھیل تقریباً ایک گھنٹے تک بغیر سانس لئے پانی کے اندر ہی رہا - اتنے عرصے تک بلا سانس لئے وہ پانی کے اندر کس طرح رہ سکتا ہے ؟ کوئی دودھ پینے والا جانور پانی کے اندر اتنے عرصے تک نہیں رہ سکتا - حسب بیان سابق اس کے خون کے دو حصے ہوتے ہیں - ایک جسم میں دورہ کرتا رہتا ہے اور دوسرا پسلیوں کے خانوں میں پورا رہتا ہے - جب پہلا غلیظ ہو جاتا ہے تو دوسرا حصہ اس کو زندہ رکھتا ہے -

آبی جانوروں کو ٹانگوں کا کام نہیں پڑتا اس لئے وھیل کے بھی اب ٹانگیں نہیں رہیں - بلکہ اگلے حصے میں دو چھوٹے چھوٹے عضو ہوتے ہیں جو کشتی کے دانڈوں کا کام دیتے ہیں - اگرچہ اُن میں انگلیاں نہیں ہوتیں پھر بھی ہاتھ اور بازو کی ساری ہڈیاں پٹھے نسیں وغیرہ موجود ہوتی ہیں - ماہران فن کا خیال ہے کہ وھیل کسی زمانے میں بڑا چوپایہ تھا اور اُس کا جسم بالوں سے ڈھکا رہتا تھا - اس وقت وہ کلیتاً آبی جانور نہ تھا بلکہ خشکی پر بھی گذر اوقات کرتا تھا - امریکہ میں اکثر جگہ اب بھی وھیلوں کے ڈھانچے گڑے ہوئے ملتے ہیں اور اتنی کثرت سے کہ کاشتکار اُن کو اُکھیڑ کر کھیتوں کے باڑے بنانے کے کام میں لاتے ہیں - انگلینڈ کے جنوبی ساحل پر ایک مرتبہ ایک پہاڑی کی چوٹی طوفان میں گر گئی

تو اس کے نیچے ایک نو فٹ لمبی ہڈی گڑی ملی - جانچ کئے جانے پر معلوم ہوا کہ وہ کسی وھیل کی ہڈی تھی جو ستر فٹ سے زاید لمبا ہوگا اور جس کو مرے ہزارہا سال گذر چکے ہونگے -

وھیل کی آنکھیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں - گائے بیل کی آنکھوں سے بڑی نہیں ہوتیں اور اُن کی جگہ بھی معمول کے خلاف ہوتی ہے یعنی سر کی گولائی کے پیچھے دونوں جبڑوں کے جوڑ کے قریب وہ اس طرح چھپی ہوتی ہیں کہ تلاش کئے جانے پر بھی بدقت نظر آتی ہیں - آنکھوں کے اوپر سر کی گولائی دیوار کی طرح حائل ہو جاتی ہے اور ہر آنکھ کو ایک ہی جانب کا نظارہ ملتا ہے -

وھیل کی دم نہایت کار آمد ہوتی ہے - یہ مچھلیوں کی دم کی طرح کھڑی نہیں بلکہ آڑی ہوتی ہے - اس کا طول تقریباً اٹھارہ فٹ ہوتا ہے - تیرتے وقت وہ اپنی دم کو نصف دائرے میں پہلے ایک جانب پھر دوسری جانب گھماتا ہے اور وہ پانی کو بالکل اسی طرح پھاڑتی ہے جیسے کہ جہاز کا پنکھا - اور جب وہ غوطہ لگانا چاہتا ہے یا تہہ سے اوپر کی طرف آنا چاہتا ہے تو دم کو اوپر نیچے چلاتا ہے اور کتنی ہی گہرائی پر وہ کیوں نہ ہو صرف دو چار مرتبہ دم کی تحریک سے اوپر آ جاتا ہے - وھیل کے اس بڑے عضو میں طاقت بھی بے نظیر ہوتی ہے - کسی کا مقولہ ہے کہ تمام حیوانات میں نہن عضو سب سے زیادہ مہذب اور طاقتور

هیں یعنی شہر کا پلچھہ ، زرافہ کا کُھر اور وھیل کی دُم -

وھیل کے شکار میں سب سے زیادہ خوف اس کی دم سے ہوتا ہے کیونکہ موقع مل جانے پر وہ کشتی کو معہ ملاحوں کے اپنی دم سے دھکا دیکر گزوں اونچا اُچھال دیتا ہے -

اُس کی موتی کھال بہت چکنی رهتی هے اور اس لئے اُس کو تیرنے میں آسانی هوتی هے - کھال کا رنگ جسم کے اوپری حصے پر سیاہ چمکتا ہوا اور نیچے بھورا ہوتا هے - جلد پر بال نہیں هوتے -

جلد کے نیچے ایک دبیز تہہ چربی کی هوتی هے جو بعض جگہ چوبیس انچ تک هوتی هے - گرین‌لینڈ وھیل کے جسم سے تقریباً پندرہ ٹن یعنی چار سو بیس من چربی نکلتی هے اور بعض میں اس سے بھی زائد - چربی کی تہہ وھیل کے لئے نہایت مفید هے - وہ اُس کو سرد پانی میں گرم رکھتی هے - پانی کے وزن سے جسم کو نقصان نہیں پہنچنے دیتی اور جسم کو تیرنے کے لئے نہایت هلکا بنا دیتی هے -

وھیل کے منھہ میں کسی قسم کے دانت نہیں هوتے بلکہ اُس کے تالو سے صدها گاؤدم هڈی کی پٹریاں سی لٹکی رهتی هیں جو " وھیل بون " (Whale-bone) کے نام سے مشہور هیں - یہہ پٹریاں تالو کی طرف سخت اور موتی هوتی هیں اور رفتہ رفتہ گاؤدم هوتی جاتی هیں - اُن کے ایک کنارے پر بالوں کی سی جھالر هوتی هے ، تالو کے دونوں

جانب اِن کی ایک قطار اور تعداد تقریباً چار سو ہوتی ہے - اِن کا وزن تقریباً ڈیڑھ ٹن یعنی بیالیس من ہوتا ہے - یہہ پتریاں بہت کام کی ہیں اور ایک وہیل کی پتریاں تین چار ہزار روپیہ میں فروخت ہوتی ہیں -

غور طلب امر یہہ ہے کہ قدرت نے وہیل کو یہہ پتریاں کس غرض سے عطا کی ہیں - اِس سوال کو حل کرنے سے پہلے یہہ ضروری ہے کہ اس امر پر توجہ کی جاے کہ اُس کی غذا کیا ہے اور کس طرح دستیاب ہوتی ہے -

حیوانی اجسام اور اعضاء کا مطالعہ کرنے سے ہم کو صدہا عجائبات کا علم حاصل ہوتا ہے لیکن ان تمام عجائبات میں شاید ہی کوئی مثال اِس سے عجیب نظر سے گزرے کہ وہیل کے منہہ کے وسیع غار کے اندر جس میں کہ ایک کشتی بہ آسانی داخل ہوسکتی ہے گلے کا سوراخ اتنا تنگ ہوتا ہے کہ اُس میں انسان کی مٹھی بھی نہیں داخل ہو سکتی اور وہ راستہ جس سے شکم میں غذا پہنچتی ہے اس سے بھی زیادہ تنگ ہوتا ہے -

اگرچہ سمندروں کے ہزاروں بڑے قسم کے جانوروں سے وہیل غذا حاصل کر سکتا تھا لیکن گلے کی تنگی اور دانت نہ ہونے کی وجہ سے وہ سب اُس کے کسی مطلب کے نہیں - لہذا وہیل کو مجبوراً سمندر کے نہایت چھوٹے چھوٹے جانوروں پر زندگی بسر کرنی ہوتی ہے - اُس کی خاص غذا ایک قسم کے چھوٹے گھونگے ہیں جو سائنس میں کلایو بوریالس (Clio borealis) کے

نام سے موسوم کئے جاتے ہیں ' اِن کا جسم صرف سوا انچ لمبا ہوتا ہے ' ظاہر ہے کہ اگر قدرت کسی خاص حکمت سے کام نہ لیتی تو ایسے چھوٹے ناچیز گھونگوں سے وھیل اپنی شکم پری ہرگز نہ کر پاتا اور بھوکا مرتا -

وھیل کے منھہ کی پتریوں کا فائدہ اب بہ آسانی سمجھہ میں آسکتا ہے - ماہر فن ڈاکٹر تھیرمسلن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ قدرت نے اِن گھونگوں کو اس کثرت سے پیدا کیا ہے کہ سمندروں میں اکثر جگہہ اُن کے گروہ تیس تیس چالیس چالیس میل کی لمبائی اور کئی کئی میل کی چوڑائی میں پائے جاتے ہیں - وھیل اُن کے گروہ کے بیچ سے منھہ پھاڑ کر تیرتا ہوا نکلتا ہے اور گھونگوں کی ایک کثیر تعداد معہ پانی کے اُس کے منھہ میں بھر جاتی ہے - تب زبان کا دباؤ تالو اور پتریوں کی قطاروں پر دےکر وہ جھالروں کے ذریعہ سے کل پانی باہر نکال دیتا ہے مگر گھونگے جھالروں ہی میں پھنسے رہ جاتے ہیں - غرض کہ پتریاں اور اُن کی جھالر ماہی‌گیر کے جال کی طرح کام دیتی ہیں ' پھر وہ رفتہ رفتہ گھونگوں کو نگل جاتا ہے -

وھیل کے صرف ایک بچہ پیدا ہوتا ہے جو پیدا ہوتے ہی پانی میں چکر لگانے لگتا ہے ' لیکن دودھہ پینا نہیں جانتا ؛ اس لئے ماں کروٹ لےکر تھن کو اس کے منھہ میں دینے کی کوشش کرتی ہے - جب تھن اُس کے منھہ میں لگ جاتا ہے تو وہ اپنے آبی بستر پر لیٹا ہوا بہ‌آرام ماں کا دودھہ پینے لگتا ہے -

دو ماہ کے اندر بچے کے ملھہ میں بھی پٹریاں نکل آتی ھیں - پھر وہ خود اپنی خوراک تلاش کرکے حاصل کر لیتا ھے -

قادر مطلق نے حیوانوں میں شفقت مادری بھی عجیب چیز پیدا کی ھے - بالخصوص وھیل کو ایسی محبت اپنے بچے سے ھوتی ھے کہ جو دوسرے جانوروں میں نہیں پائی جاتی - دشمن کے سامنے تمام مصائب اور خطروں کا خود مقابلہ کرتے ھوئے وہ اپنے بچے کی حفاظت کرتی ھے اور یا تو اُس کو کسی محفوظ مقام میں پہنچا دیتی ھے یا اپنے سینے میں اُس کو چپٹاکر بھاگتی ھے اور اُس کی جان بچا لیتی ھے - اگر کہیں اتفاق سے بچہ مارا جاتا ھے تو اُس کے غم اور بےقراری کی حد نہیں ھوتی - وہ بچے کے پاس ھی پھڑپھڑاتی پھرتی ھے یہاں تک کہ خود آپ دشمن کا شکار بن جاتی ھے - اِسی لئے شکاری پہلے بچے ھی پر حملہ‌آور ھوتا ھے کیونکہ ایک تو اُس میں تیزی نہیں ھوتی اور دوسرے ماں کا شکار بھی بہ‌آسانی ھو جاتا ھے - علاوہ اس کے نر کو بھی اپنی مادہ سے بڑی محبت ھوتی ھے اور وہ بھی خطرے کے وقت وھیں چکر لگاتا رھتا ھے اور اُس کو تنہا چھوڑکر نہیں جاتا -

وھیل کی چربی اور وھیل کا بون دونوں قیمتی اشیاء ھیں اور ھر وھیل سے ایک کافی مقدار چربی کی اور سیکڑوں پٹریاں دستیاب ھوتی ھیں اس لئے اُس کا اکثر شکار کیا جاتا ھے -

اکثر وھیل دیکھے گئے ھیں جن کا طول وغیرہ اوسط سے بہت زیادہ تھا - مثلاً ایک کے جسم کی لمبائی پوری ایک سو بتیس،

لمبی تھی اور وزن دو سو ٹن یعنی تقریباً پانچ ہزار چھہ سو من تھا - اُس کے منھہ کے اندر اتنی گنجایش تھی کہ ایک سو بارہ لوگ ایک ساتھہ اُس میں کھڑے ہو جاتے تھے - ایک اور وھیل دیکھا گیا ہے جس کا وزن دو سو چالیس ٹن یعنی چھہ ہزار سات سو بیس من - گوشت دو ہزار تین سو اسی من اور ہڈیوں کا وزن نو سو اسی من تھا - اس کی چربی سے چار ہزار گیلن روغن نکالا گیا تھا اور اُس کی پٹریوں کی تعداد آٹھہ سو تھی - اُس کی عمر اندازاً ایک ہزار سال سے کم نہ تھی -

وھیل کا شکار کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ اس میں جان کا اندیشہ ہوتا ہے اور بڑی دلیری اور ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے - لیکن روپیہ کا لالچ انسان کو ہر قسم کا خطرہ برداشت کرنے کو تیار کر دیتا ہے - سنہ ۱۸۸۶ع میں صرف انگلینڈ کے وھیل مارنے والے جہازوں نے چونتیس وھیل مارے تھے - اُن میں تین سو بیس ٹن چربی اور تین سو ستر ہنڈریڈویٹ وزن کی پٹریاں نکلیں - اِن دونوں اشیاء کی قیمت تخمیناً ساڑھے تین لاکھہ روپیہ ہوئی (1) -

وھیل کے شکار کے لئے چھوٹے چھوٹے چار سو یا پانچ سو ٹن کے جہاز خاص طریقے کے تیار کئے جاتے ہیں جو نہایت مضبوط ہوتے ہیں - اُن میں بہت سے حوض جن میں دو سو تہائی سو من تیل کی گنجایش ہو بنائے جاتے ہیں - سمندر میں

---

(1) *Vide* The Encyclopaedia Britannica.

اس مقام پر پہنچ کر جہاں وھیل ملتے ھیں ایک ملاح دیکھہ بھال کی غرض سے کسی اونچے مقام پر بٹھا دیا جاتا ھے - جب ملاح کو کسی وھیل کا پتہ چلتا ھے تو وہ اطلاع دے دیتا ھے اور جہاز سے کشتیاں فوراً پانی میں چھوڑ دی جاتی ھیں -

ملاحوں کے علاوہ ھر کشتی پر ایک بھالا چلانے والا بھی رھتا ھے اور وہ ھاتھہ میں بھالا لے کر تیار ھو جاتا ھے - بھالے کا طول تقریباً آٹھہ فٹ ' وزن پانچ سیر اور اس کی نوک تیر کی طرح ھوتی ھے - تجربہ‌کار اس کو بہت دور تک پھینک لیتے ھیں -

یہہ بھالا ایک رسی میں بندھا ھوتا ھے جس کی درازی تین چار ھزار فٹ ھوتی ھے اور جو ایک چرخی پر لپٹی رھتی ھے -

بھالا پھینکنے‌والا نہایت دلیر ھونا چاھئے - اس کو اپنے کام میں نہایت ھوشیاری ' صبر ' استقلال اور ھمت سے کام لینا ھوتا ھے - بسا اوقات دیکھا گیا ھے کہ وھیل کے قریب پہنچتے ھی ایسا خوف‌زدہ ھو جاتا ھے کہ آنکھوں کے سامنے تاریکی چھا جاتی ھے جسم کانپنے لگتا ھے اور بھالا ھاتھہ سے چھوٹ کر گر جاتا ھے - بھالا پھینکنے‌والے ھی کی ھمت اور ھنرمندی پر کامیابی منحصر ھوتی ھے - اگر کبھی وہ چوک جاوے ' دیر کر دے ' یا پوری طاقت سے نہ مارے تو تمام محنت رائگاں جاتی ھے - اگر بھالا چربی کی تہہ میں رہ جائے اور

گوشت اور پٹھوں تک نہ پہنچے تو وھیل جسم کو حرکت دیکر نکال دیتا ہے اور پھر اُس کا کہیں پتہ نہیں چلتا -

فرض کہ کشتی' اب وھیل کے پاس پہونچ رہی ھے - اُس کی پشت دکھائی پڑ رہی ھے اور نتھنوں سے بھاپ کی دھاریں نکل رہی ھیں - بھالا پھینکنےوالا اور اس کے ساتھہ ھرشخص نظر جمائے اپنے اپنے کام کے لئے تیار ھے - افسر کی زبان سے حکم نکلا کہ بھالا سنسناتا ہوا بجلی کی طرح وھیل تک پہونچا اور چربی کو پھاڑ کر گوشت میں پیوست ہوکر پٹھوں اور نسوں میں جا اٹکا -

اس آفت ناگہانی سے وھیل گھبرا کر پہلے بھالے کو نکالنے کی کوشش کرتا ھے مگر جب اُس کے نکلنے کی کوئی تدبیر سمجھہ میں نہیں آتی تو غصے میں بھر جاتا ھے ' اس حالت اضطراب میں جو کشتی وھیل کے قریب پہنچ جائے اُسی کو وہ اپنی طاقتور دم کے دھکے سے ٹکڑے ٹکڑے کردے ' آخر کار درد سے بےچین ہوکر بڑی تیزی سے غوطہ لگاکر سمندر کی تہہ تک پہونچتا ھے - جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں - وھیل کو اس وقت کچھہ نظر نہیں آتا - چنانچہ ایک وھیل نے بھالا کھا کر ایسا غوطہ لگایا کہ سمندر کی تہہ سے ٹکرا کر اپنے جبڑے کی مضبوط ہڈی تک چور چور کرلی -

جب وھیل غوطہ لگاتا ھے تو رسی کی چرخی ریل کے پہئے کی طرح گھومتی ھے اور اگر رسی کے کھلنے میں برائے نام بھی رکاوٹ ہو تو کشتی فوراً پلٹ جائے - کبھی کبھی ایسے

حسرتناک واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ کسی بدقسمت کا ہاتھ پاؤں رسی کے لپیٹ میں آ گیا اور عضو رگڑ کھا کر جسم سے ایک لمحہ میں علحدہ ہو گیا -

کچھ ہی عرصے کے بعد وھیل سانس لینے کو پھر اوپر آتا ہے - اس کا جسم شکاریوں کو پھر نظر آیا کہ دوسرا بھالا مارا گیا - اس طرح جتنی مرتبہ وہ اوپر آتا ہے بھالوں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی ہے -

ہوشیار شکاری بھالے کو ایسے نشانے پر مارتے ہیں کہ جلد سے جلد وھیل ختم ہو جائے - اگر بھالے بےنشانہ لگائے جائیں تو اُس پر کوئی اثر باقی نہیں رہتا اور پریشانی کم ہو جانے پر بجائے تہہ کی طرف غوطہ لگانے کے وہ سیدھا بھاگنا شروع کر دیتا ہے ' جس سے کشتیاں تک کھنچی چلی جاتی ہیں اور ایسے وقت پر شکاریوں ہی کی جان پر آ بنتی ہے -

جب وھیل کی ناک سے خون کی دھاریں جاری ہونے لگیں تو اس کی موت کا وقت قریب سمجھنا چاہئے - جلد ہی وہ دو ایک بار پھڑ پھڑا کر جان دے دیتا ہے - جان نکلتے ہی اُس کا جسم پلٹ کر سر لٹک جاتا ہے اور نعش سطح پر آ جاتی ہے -

اُس کے مرنے پر پہلا کام یہہ ہوتا ہے کہ فوراً چھُرے پھاڑ کے چربی وغیرہ نکال لی جاتی ہے ورنہ سمندر کے ہزارہا پرند اُس کا گوشت نوچنے اور کھانے لگتے ہیں -

رارکوال

(Balænoptera, or The Rorqual)

بالنیڈے جماعت میں یہہ سب سے بڑی نوع ہے اور اِس کے جانور گرین‌لینڈ وھیل سے بھی بڑے ہوتے ہیں -

رارکوال کی پشت پر صرف ایک سنّا ہوتا ہے - منھہ کی پٹریاں چھوٹی اور کسی‌قدر چوڑی ہوتی ہیں لیکن بہ‌نسبت گرین‌لینڈ وھیل کے اِس کا سر چھوٹا ہوتا ہے اور شکم کی کھال میں بہت سی بڑی بڑی جھرّیاں ہوتی ہیں -

رارکوال وھیل گرین‌لینڈ وھیل کی طرح سیدھا نہیں ہوتا - اُس کے جسم میں چربی کم ہوتی ہے اس لئے کوئی اُس کا شکار نہیں کرتا اور اُس کا شکار ہے بھی بہت مشکل -

بحر ہند میں اور بالخصوص ساحل مالابار پر رارکوال کے جھنڈ کے جھنڈ نظر آتے ہیں - چٹاگاں بندر کے ساحل پر ایک رارکوال آ پڑا تھا جس کی لمبائی پوری نوے فٹ اور جسم کا دور بیالیس فٹ تھا - ساحل مالابار پر اس نوع کا ایک اور جانور ملا تھا جس کی لمبائی پوری ایک سو فٹ تھی -

اکثر رارکوال یورپ اور امریکہ کے ساحلوں کے قریب بھی ملتے ہیں -

جماعت فسٹیرائڈے

(The Physteridæ)

سٹےشیا طبقے کی دوسری جماعت فسٹیرائڈے کے نام سے

موسوم ہے - اِن کی خصوصیت یہہ ہے کہ بالینئے کے خلاف نیچے والے جبڑے میں ایک کثیر تعداد نکیلے دانتوں کی ہوتی ہے - جماعت کی خاص نوع کیچیلاٹ وھیل ہے جو تقریباً ہر سمندر میں پائی جاتی ہے -

---

کیچیلاٹ

(Cachalot, or Sperm Whale—Physter macrocephalus)

اس کے جسم کا طول پچاس یا ساٹھہ فٹ ہوتا ہے لیکن مادہ بہت چھوٹی ہوتی ہے - اس کا سر نہایت مہیب اور بدشکل ہوتا ہے - نیچے کا جبڑا بہت پتلا ہوتا ہے لیکن اوپری جبڑے اور سر کی اونچائی مل کر ایک چبوترے کے مانند نظر آتی ہے جس کی لمبائی بیس فٹ سے کم نہیں ہوتی -

نیچے کے جبڑے میں چالیس پچاس نکیلے دانت ہوتے ہیں - وزن میں ہر دانت دو پونڈ سے چار پونڈ تک ہوتا ہے - اوپری جبڑے میں ہر دانت کے مقابل ایک گڈھا ہوتا ہے اور اگر یہہ گڈھے نہ ہوں تو کیچیلاٹ اپنے دانتوں کی تیز نوکوں کی وجہ سے منھہ بند نہ کر سکے - سر پر سامنے کی طرف نتھنے ہوتے ہیں - وسیع کھوپڑی کے اندر ایک حوض میں سفید چمکدار روغن بھرا ہوتا ہے - کیچیلاٹ کو مار کر اُس کے سر کا ڈھکنا توڑ ڈالتے ہیں اور اس تیل کو نکال لیتے ہیں - ایک چونسٹھہ فٹ لمبے کیچیلاٹ کے سر میں

سو بڑے پیپے تیل کے نکلے تھے - بعض میں سو ٹن تک روغن نکل آتا ہے جس کی قیمت فی ٹن تقریباً دس پونڈ ہوتی ہے - اس طرح ایک کیچیلاٹ سے تقریباً پندرہ ہزار روپیہ کا روغن دستیاب ہو جاتا ہے -

اس روغن کی موم بتی مشہور ہیں اور کلوں کے باریک پرزوں میں دئے جانے کے لئے اُس سے بہتر کوئی شے آج تک ایجاد نہیں ہوئی ہے -

کیچیلاٹ کی آنتوں سے ایک اور مفید اور بیش بہا شے جس کو عنبرگرس (Ambergris) کہتے ہیں نکلتی ہے - اس سے طرح طرح کے عطریات اور خوشبودار اشیاء تیار کی جاتی ہیں - ایک کیچیلاٹ سے پچاس پونڈ تک عنبر گرس دستیاب ہو جاتا ہے جس کی قیمت بارہ یا پندرہ ہزار روپیہ سے کم نہیں ہوتی -

علاوہ ازیں اُس میں دو یا تین سو من چربی بھی نکلتی ہے - بخلاف ستیشیا کے دوسرے جانوروں کے اِس کی چربی میں ایک خاص وصف یہہ ہوتا ہے کہ بدبودار نہیں ہوتی -

کیچیلاٹ بڑے بڑے گروہ کے ساتھہ زندگی بسر کرتا ہے جن میں دو سو یا تین سو کی تعداد ہوتی ہے - وہ سمندروں میں دور دور تک چکر لگایا کرتے ہیں اور باوجود اپنی جسامت کے لمبے لمبے سفر طے کر لیتے ہیں چنانچہ ایک کیچیلاٹ جو بحر ظلمات سے زخمی ہو کر بھاگا تھا بحرالکاہل میں پکڑا گیا -

خلیج بنگال میں اور لنکا کے گردونواح نیز جاپان اور کوریا کے قریب اِس کا بہت شکار کیا جاتا ہے - ایسے بیش بہا جانور کو بھلا انسان کب چھوڑنےوالا تھا - مگر یہہ گرینلینڈ وھیل کی طرح بزدل نہیں ہوتا بلکہ شکاری کے خلاف عجیب و غریب تیزی اور بےباکی سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے - وہ اپنے سر سے ٹکر مار کے کشتی کو پلٹ دیتا ہے -

جنگجو خصلتوں کے باعث بالخصوص مستی کے زمانے میں نر آپس میں لڑتے بھڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو مار بھی ڈالتے ہیں -

مادہ سے دس گیارہ فٹ لمبا بچہ پیدا ہوتا ہے - ماں بچے کی پرورش بڑی محبت سے کرتی ہے اور اس کی حفاظت کرنے کو ہمیشہ تیار رہتی ہے -

ڈیلفینیڈے جماعت

(The Delphinedæ)

ستیشیا طبقے میں بہ نسبت مذکورہ بالا جانوروں کے اس جماعت کے جانور قد میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں - ان کے ملھہ میں نکیلی شکل کے بہت سے دانت ہوتے ہیں اور صرف ایک ہی نتھنا ہوتا ہے - تقریباً کوئی سمندر ان کے گروہوں سے خالی نہیں اور بعض جگہ بڑے دریاؤں میں بھی پہنچ جاتے ہیں - یہہ گوشت خوار جانور ہوتے ہیں -

ڈیلفینیڈے جماعت میں مندرجہ ذیل انواع داخل ہیں :-

(۱) ڈالفن (۲) پارپس (۳) گریمپس (۴) سونس (۵) ناروال اور (۶) سفید وھیل -

ان سب کی ظاہری شکل مچھلی کی طرح ہے لیکن یہہ شیرخوار ہیں اور مچھلی کے خلاف ان کے بچوں کی پرورش دودھ پر منحصر ہے ان کو سانس لینے کی غرض سے بھی تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد سطح پر آنا پڑتا ہے -

ڈالفن

(The Dolphin)

ڈالفن تقریباً سب سمندروں میں ملتا ہے - اس کے جسم کا طول قریب قریب آٹھہ فٹ ہوتا ہے - دونوں جبڑے پرندوں کی چونچ کی طرح لمبے ہوتے ہیں اور اُن میں ایک بڑی

تعداد نکیلے دانتوں کی ہوتی ہے - ڈالفن کی خصلت تنہائی پسند نہیں ہے اور وہ بڑے بڑے گروہوں میں رہتا ہے - آبی جانوروں میں اِن سے زیادہ کھلاڑی کوئی جانور نہیں ہوتا - وہ گھنٹوں تک ایک دوسرے پر اُچھلتے کودتے اور کھیل تماشے کا لطف اُٹھاتے ہیں - کوئی جہاز نظر آتے ہی سارا گروہ اُس کے ہمراہ ہو لیتا ہے اور میلوں تک ساتھ نہیں چھوڑتا اور اُن کا تماشہ دیکھنے کی غرض سے جہاز کے ملاح اور مسافر سب جمع ہو جایا کرتے ہیں - ڈالفن کی خوراک چھوٹی چھوٹی مچھلی اور گھونگے ہیں -

---

پارپس

(The Porpoise)

اِن کے چونچ نہیں ہوتی بلکہ جبڑہ مچھلی کی طرح گول ہوتا ہے - یہہ خوش‌نما اور خوبصورت جانور ستے‌شیا طبقے میں سب سے چھوٹا ہے - جسم کا طول پانچ فٹ سے زائد نہیں ہوتا - اِس کے جبڑوں میں تقریباً سو چھوٹے چھوٹے دانت ہوتے ہیں -

پارپس کی ایک مشہور صنف (Phocæna Communis) بحر ظلمات کے شمالی حصے میں بحرالکاہل میں اور یورپ کے ساحلوں کے قریب بہت پائی جاتی ہے - گروہ کا گروہ دفعتاً پانی کی سطح سے اچھلتا ہوا کناروں سے نظر آیا کرتا ہے -

اکثر یہہ ماھی‌گیروں کے جال میں بھی پھنس جاتے ھیں لیکن اُن کا گوشت خوش ذائقہ نہیں ھوتا -

گریم‌پس

(The Grampus, or Orca gladiator)

گریم‌پس ایک قدآور اور طاقتور جانور ھے جس کے جسم کی لمبائی تقریباً بیس فٹ ھوتی ھے - گرین‌لینڈ سے آسٹریلیا تک یہہ خوفناک جانور تمام سمندروں میں ملتا ھے - آبی جانوروں میں گریم‌پس کے مانند بلاشبہ کوئی دوسرا حیوان نہیں ھے - اُس کی خصلت ایسی خونی ھوتی ھے کہ اُس کو بحری بھیڑیا کہیں تو بجا ھے - بڑی بڑی مچھلیوں اور دوسرے آبی جانوروں کو مسلم ھی نگل جاتا ھے اور کبھی شکم سیر نہیں ھوتا -

ایک ماھرفن کا بیان ھے کہ اُنہوں نے ایک گریم‌پس کی نعش پائی جس کے شکم میں تیرہ پارپس اور چودہ سیلوں کی نعشیں موجود تھیں - باوجود اس کے وہ ایک اور سیل کے نگلنے کی کوشش میں تھا ' گنجایش نہ ھونے کے باعث وہ سیل گلے ھی میں اٹکی رہ گئی اور اُس کی موت کا باعث ھوئی -

وھیل کا یہہ جانی دشمن ھے - گروہ کے گروہ وھیل پر حملہ‌آور ھوتے ھیں اور سب اُس کو کاٹنا نوچنا شروع کرتے ھیں یہانتک کہ بالآخر بیچارے کا خاتمہ کر دیتے ھیں اور عظیم‌الجثہ وھیل کو اُن کے سامنے عاجز ھو جانا پڑتا ھے -

سونس

(The Gangetic Porpoise—Platanista Gangetica)

سونس بھی ایک شہرخوار جانور ہے - اس کو کہیں سونس کہیں سوَنس یا سونسا کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

یہہ اکثر دریاے گنگ اور اُس کے معاون دریا مثلاً جمنا اور گھاگرا وغیرہ میں ملتا ہے - برہم پتر میں بھی ہوتا ہے لیکن ہندوستان کی جنوبی ندیوں میں نہیں ملتا - یہہ جانور بالخصوص دو دریاؤں کے اتصال پر اکثر ملتا ہے کیونکہ وہاں مچھلیوں کی کمی نہیں ہوتی اور خوراک بہ‌آسانی دستیاب ہو جاتی ہے - اکثر بڑے بڑے شہروں کے قریب بھی اِن کے گروہ نظر آتے ہیں -

ڈاکٹر جرڈن تین سونسوں کا طول ۶ ‘ - ۶$\frac{1}{2}$ ‘ اور ۷ فٹ تحریر فرماتے ہیں - اُس کا رنگ سیسے کی طرح کچھہ سیاہی مائل ہوتا ہے لیکن ضعیفی میں جسم پر کچھہ ہلکے ہلکے دھبے بھی نظر آنے لگتے ہیں - اوپری جبڑے میں چھبیس اور نیچے اٹھائیس دانت ہوتے ہیں - کانوں کے سوراخ اور آنکھیں نہایت چھوٹی ہوتی ہیں - قوت باصرہ اس قدر کمزور ہوتی ہے کہ چھچھوندر کی طرح وہ بھی آفتاب کی روشنی میں دیکھہ نہیں سکتا اور یہی وجہ ہے کہ سونس کو گدلے پانی میں اوڑنا پسند ہے -

ڈالفن کی طرح سونس کے بھی جبڑوں کے آگے چونچ نکلی ہوتی ہے جس کی لمبائی ایک فٹ سے سوا فٹ تک اور بعض کی اس سے بھی زائد ہوتی ہے - چونچ سے مچھلیاں گھونگے وغیرہ کیچڑ میں سے کھود کر کھایا کرتا ہے -

سونس نہایت بھدا اور سست جانور ہے - ڈھاکہ کے قرب و جوار میں گرواڑو ذات کے لوگ اکثر اس کا بھالوں سے شکار کر لیتے ہیں - یہہ لوگ اُس کا گوشت کھاتے ہیں اور چربی جلاتے ہیں -

سونس کی ایک صنف دریاے اندس میں بھی ملتی ہے جو گنگا کے سونس کے کچھہ بڑی ہوتی ہے -

اس کی مادہ اکثر جانوروں کے خلاف نر سے بڑی لمبی ہوتی ہے -

ناروال

(The Narwhal or Monodon Monoceros)

ستیےشیا طبقے کا یہہ چھوٹا سا جانور شمالی سرد سمندروں میں ملتا ہے - طفولیت کے زمانے میں ناروال کے اوپری جبڑے میں صرف دو دانت ہوتے ہیں - ان میں سے ایک نروں کے ملھہ کے سامنے برچھی کی طرح نکل کر سات آٹھہ فٹ تک بڑھتا رہتا ہے - یہہ اندر کھوکھلا اور اُس کے اوپر پیچدار چوڑیاں ہوتی ہیں ' اس دانت کے مفاد کے متعلق جو کچھہ لوگوں نے

خیالات ظاہر کئے ہیں وہ محض قیاسی ہیں بظاہر کوئی مدعا سمجھہ میں نہیں آتا -

جسم کا طول دس بارہ فٹ ہوتا ہے - ناروال گروہ میں رہتا ہے - موسم گرما کے شروع ہوتے ہی ان کے گروہ شمالی سمندروں کی جانب جاتے ہوئے نظر آیا کرتے ہیں - ایک ایک گروہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہیں - وہ قطاروں میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے تیرتے اور غوطہ لگاتے ہیں گویا فوج کا منظر ہوتا ہے -

ناروال کا دانت ہاتھی دانت سے زیادہ قیمتی سمجھا جاتا ہے لیکن کھوکھلا ہونے کی وجہ سے اُس سے صرف چھوٹی چھوٹی چیزیں بنائی جا سکتی ہیں -

ناروال بڑی طاقت سے جہاز میں ٹکر مارتا ہے - ممکن ہے کہ جہاز کو وہ کسی بڑے قسم کا حیوان سمجھہ لیتا ہو - اُس غلطفہمی کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ دانت جہاز میں گڑ کر ٹوٹ جاتا ہے - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شکار میں بھی اس دانت سے کام لیتا ہے اور جانور کے جسم میں اس کو گھسا کر جکڑ لیتا ہے -

اہل گرین لینڈ اس کا گوشت کھاتے ہیں اور چربی بھی کام میں لاتے ہیں -

سفید وھیل

(Beluga catadon)

ڈیلفینیڈے جماعت کا یہہ ایک مشہور جانور ہے جس کے

خوبصورت سفید جسم کا طول بارہ فٹ سے سولہ فٹ تک ہوتا ہے - جزیرہ گرین‌لینڈ کے قرب و جوار میں یہہ جانور بہت ملتا ہے - اس کا گوشت خوش‌ذائقہ اور چربی عمدہ ہوتی ہے - اہل گرین‌لینڈ اس کا گوشت کھاتے ہیں اور خشک کرکے بھی رکھہ لیتے ہیں -

سفید وھیل کی آواز نہایت سریلی اور سیٹی کی طرح ہوتی ہے اور اُس کو سن کر شبہہ ہو جاتا ہے کہ کوئی پرند بول رہا ہے -

اس کی بھی غذا مچھلی اور گھونگے ہیں -

سائی رینیا طبقہ

(The Sirenia)

سائی رینیا طبقے میں بھی پانی کے دودھ پلانے والے جانور ہیں لیکن بخلاف سٹےشیا یہہ گوشت خوار نہیں ہیں بلکہ دریائی گھاس وغیرہ پر بسر اوقات کرتے ہیں -

اِن کی ہڈیاں نہایت ٹھوس اور وزنی ہوتی ہیں - ہر جانور کی ساخت پر غور و خوض کرنے سے قدرت کی غیر محدود حکمتوں کا ثبوت ملتا ہے - ان کو گھاس وغیرہ کی غرض سے اکثر سمندروں کی تہہ میں رہنا ہوتا ہے اس لئے اگر اُن کی ہڈیاں ٹھوس اور مضبوط نہ ہوتیں تو حسب بیان سابق وہ پانی کے بار عظیم کو برداشت نہ کر سکتے -

اِن کا سر گول ، آنکھیں چھوٹی اور کان باہر نہیں ہوتے ، ہڈیوں کے وزن کے باعث ان کو تہہ تک غوطہ لگانے میں نہایت آسانی ہوتی ہے - جسم میں دبیز تہہ چربی کی بھی ہوتی ہے -

اس طبقے میں صرف ایک جماعت ہے جس میں دو نوعیں ہیں ، میلےٹی اور ڈیوگانگ -

ایک تیسری نوع حال ہی میں روئے زمین سے فنا ہو چکی ہے - اس کو رائی‌ٹینا (Rhytina) کے نام سے موسوم کرتے تھے اور یہہ جانور بحر بیرنگ (Behring Sea) کے قریب ملتا تھا - رائی‌ٹینا کے کسی قسم کے دانت نہ تھے - اُس کے لذیذ گوشت کی وجہ سے لوگوں نے اس قدر شکار کیا کہ

سنه ۱۷۸۹ ع میں اس نوع کا قطعی خاتمہ ہو گیا اور اس کا نام ہی نام رہ گیا -

---

میني تی
(The Manatee.)

یہہ ایک بھدا اور کاہل ' پانی میں رہنےوالا شیرخوار جانور ہے - جسم مچھلی کی طرح گو دم اور اگلی ٹانگیں چپٹی اور انسان کے تلوے کے مشابہ ہوتی ہیں - ہر پاؤں میں تین چپٹے ناخون ہوتے ہیں لیکن انگلیوں کا کوئی نشان نہیں ہے - ٹانگوں کو وہ آسانی سے جس طرف چاہے حرکت دے سکتا ہے - پچھلی ٹانگیں نہیں ہوتیں اور نہ اُن کا کوئی نشان ہی ہے - آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور ان کے پیچھے کانوں کے سوراخ ہوتے ہیں - سر کے آگے گول گدگدی تھوتھنی ہوتی ہے - منہہ کی ساخت ایک خاص طریقے کی ہے - اوپری لب نہایت موٹا اور دو برابر حصوں میں منقسم ہوتا ہے جن پر چھوٹے چھوٹے اور موٹے بال ہوتے ہیں - لب کے یہہ دونوں حصے میني تی کے لئے مفید عضو ہیں کیونکہ اِن دونوں کو وہ اُنگلیوں کی طرح ملا سکتا ہے - اور گھاس وغیرہ کو پکڑ کر منہہ میں پہنچا سکتا ہے - دونوں حصے بالوں کی وجہ سے ایسے کھردرے ہوتے ہیں کہ اُن کی گرفت سے گھاس وغیرہ کبھی چھوٹنے نہیں پاتی -

اپنے چپٹے ہاتھوں سے تیرنے میں امداد لینے کے علاوہ وہ غذا بھی پکڑ کر منہہ تک لے جاتا ہے -

زمین پر مچھلےتی بہ‌مشکل برائے نام گھسٹ سکتا ہے - مچھلےتی
نہایت بےضرر اور گروہ میں ساتھہ ساتھہ مل کر رھنےوالا جانور
ہے - نر اور مادہ کی باھمی محبت قابل تحسین ہے -
دشمن کے سامنے مادہ کو چھوڑ کر نر کبھی نہیں بھاگتا - بچے
کے ساتھہ ماں کی محبت کا بھی یہی عالم ہے - یہی وجہ
ہے کہ تجربےکار شکاری پہلے بچے ھی پر کانٹا مارتا ہے - اس
کو زخمی دیکھہ کر نر اور مادہ دونوں امداد کے لئے دوڑتے ھیں
اور سارا کنبہ شکاری کے ھاتھہ لگ جاتا ہے -

اکثر ملکوں میں ایک قدیمی کہاوت مشہور ہے کہ سمندر
میں ایک قسم کی دریائی عورتیں (بنت‌البحر) ھوا کرتی
ھیں جن کا نصف جسم خوبصورت عورت کا اور نصف مچھلی
کا ھوتا ہے اور باوجود مچھلےتی کے بھدے جسم کے اسی کو
بنت‌البحر کے نام سے موسوم کرتے ھیں - اس کی وجہ تسمیہ
بظاھر یہہ ہے کہ اُس کے تھن عورت کی طرح سینہ پر ھوتے ھیں
اور وہ اپنے بچے کو گود میں لے کر عورتوں کی طرح دودھہ
پلاتی ہے چنانچہ دم کے سہارے سیدھی کھڑی اور بچے کو دودھہ
پلاتے ھوئے کنارے سے نظر آتی ہے -

اس کے جسم کی قریب قریب ھر چیز انسان کے کار آمد ہے
اس لئے لوگ اس کے شکار پر کمر بستہ رھتے ھیں - ایسے
کاھل‌الوجود اور کم عقل جانور کا دنیا میں رھنا دشوار ہے -
بدقسمتی سے اُس کے نہ کاٹنے کے لئے دانت ' نہ حملے کے لئے
سینگ ' اور نہ بھاگنے کے لئے ٹانگیں ھوتی ھیں - حفاظت

کا کوئی ذریعہ قدرت نے اُس کو عطا نہ کیا -

میلےتی کی دو اصناف پائی جاتی ھیں :—

(۱) امریکہ کا میلےتی (Manatis Australis) جزائر ویسٹ انڈیز کے قرب و جوار میں - امریکہ کے ساحل پر اور دریائے بریزیل میں ہوتا ھے -

(۲) افریقہ کا میلےتی (Manatis Senegalensis) افریقہ کے ساحلوں پر ملتا ھے -

دونوں نوعیں شکل و صورت اور عادتوں میں بہت مشابہ ھیں - اُن کے دانتوں کی ساخت قابل توجہ ھے - جبڑوں میں سامنے کی طرف بجائے کاٹنے والے دانتوں کے ھڈی کی پتریاں جڑی ہوتی ھیں جو کہ سینگ کی ھڈی کے مشابہ ھیں - کیلے نہیں ہوتے اور سبزی کھانے والوں کو کیلوں کی ضرورت بھی نہیں - گالوں میں چوڑی چکلی ڈاڑھیں ہوتی ھیں جو سبزی کو پیسنے کے لئے نہایت کارآمد ھیں -

---

ڈیوگانگ

(The Dugong--Halicore)

یہہ ساریلیا کی دوسری نوع ھے - اس کے اگلے پاؤں میں میلےتی کی طرح ناخن نہیں ہوتے - اوپری جبڑے میں دو کاٹنے والے دانت ہوتے ھیں جو بہت بڑے اور ڈھالو ہوتے ھیں - موٹے اور بھاری لبوں کی وجہ سے یہہ دانت باھر سے نظر نہیں آتے - زبان کی نوک پر موٹا چھلکا چڑھا ہوتا ھے -

ان کے بھی جبڑوں میں سامنے کی طرف بجائے دانتوں کے پٹریاں جڑی ہوتی ہیں -

تلّاماھا

(Halicore dugong)

یہہ اندمن اور لنکا کے جزیروں کے قریب اور هندوستان کے مالابار ساحل پر پایا جاتا ہے - لنکا میں اس کو تلاماھا کہتے ہیں - جسم کی لمبائی عموماً چھہ سات فٹ مگر بعض بعض اس سے زیادہ لمبے ہوتے ہیں - جلد کا رنگ ہلکا نیلا اور آنکھیں نہایت چھوٹی ہوتی ہیں - طلوع آفتاب کے وقت اکثر ڈیوگانگ کنارے پر دھوپ میں پڑے نظر آتے ہیں -

آسٹریلیا کا ڈیوگانگ

(Halicore Australis)

اس کا گوشت عمدہ اور ذائقہ‌دار ہوتا ہے اور چربی بھی صاف اور بدبو سے پاک ہوتی ہے - چربی کی غرض سے اس کا بڑی بہت شکار کیا جاتا ہے - سینہ کے امراض کے لئے اس کی چربی ویسی ہی بیان کی جاتی ہے جیسے کہ کاڈ مچھلی کا روغن -

طبقہ پینی پیڈیا

(Order of Pinnipediæ)

علم حیوانات کے مطابق اس طبقے کے جانوروں کو خشکی کے گوشت‌خوار جانوروں میں (Carnivora) شمار کرنا چاہئے - ساخت وغیرہ کی بعض خصوصیتوں کی وجہ سے در اصل وہ بلی (Felidæ) اور عودبلاؤ (Lutra) کی جماعتوں کے درمیان ہیں - لیکن دریائی ہونے کی وجہ سے اُن کو ایک علحدہ طبقے میں شمار کیا جاتا ہے -

ان کی جسمانی ساخت دریائی زندگی کے لئے نہایت موزوں ہے - جسم گاؤدم ہوتا ہے ' لیکن ستےشیا طبقے سے یہہ بظاہر مختلف ہیں کیونکہ شتےشیا بالکل مچھلی کے ہم‌مشابہ ہوتے ہیں اور پنی‌پیڈیا کے سر اور جسم کے درمیان گردن ہوتی ہے اور بخلاف ستےشیا کے ان کے چاروں ٹانگیں بھی ہوتی ہیں -

انگلیوں پر جھلی ملتھی ہوتی ہے جس سے اُن کو تیرنے میں بہت مدد ملتی ہے - لیکن زمین پر اُن کے ہاتھہ پاؤں قطعی بےکار ہیں اور ان کو حرکت کرنا بھی دشوار ہے - بچوں کی پیدائش کے وقت وہ ہمیشہ زمین پر آ جاتے ہیں اور دھوپ کے لئے بھی کنارے پر نظر آتے ہیں -

ان کی غذا مچھلیاں اور دیگر گھونگے وغیرہ ہیں - اس طبقے کی تین جماعتیں ہیں :-

(۱) والرس جماعت (Trichechidæ)

(۲) سیل بلاگوش (Phocidæ)

(۳) سیل باگوش (Otariidæ)

والرس جماعت

(The Walrus)

اس جماعت میں والرس ہی ایک نوع ہے (Trichechus rosmarus) - یہہ شمالی برفستان میں ہوتا ہے اور دنیا کے عظیم‌الجثہ جانوروں میں ہے - جسم کا طول پندرہ سولہ فٹ ہوتا ہے اور وزن تقریباً ایک ٹن - برفستانی ساحلوں پر ان کے گروہ دھوپ میں لوٹتے نظر آتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا بھری ہوئی مشکیں پڑی ہوں -

اگلی ٹانگوں کا بالائی حصہ جسم کے اندر اور باقی نصف باہر لٹکتا رہتا ہے - بازو کی ہڈی کھال کے اندر صاف نظر آتی ہے - پچھلی ٹانگوں کا بھی کچھہ حصہ جسم کے اندر اور باقیماندہ پیچھے کو سیدھا پھیلا ہوتا ہے - ان کو دیکھہ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مرض سے بالکل بےحس ہو گئی ہیں -

والرس کے کل چونتیس دانت ہوتے ہیں جن میں سے بعض مسوڑوں کے اندر ہی رہ جاتے ہیں باہر نہیں نکلتے اور بعض بچپن میں گر جاتے ہیں - جو دانت کار آمد ہوتے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :—

کاٹنے والے $\frac{1-1}{0-0}$ - کیلے $\frac{1-1}{1-1}$ - دوھہ ڈاڑھیں $\frac{4-3}{3-3}$ - ۱۸
اوپری کیلے بہت بڑھ جاتے ھیں اور منہہ کے باہر ہاتھی کے دانتوں کی طرح نکلے رھتے ھیں - اُن کی لمبائی تقریباً بیس انچ ہوتی ھے - کنکر پتھر اور بالو میں گڑے ہوئے گھونگے وہ انہیں سے کھود لیتا ھے اور ڈھالو کناروں پر چڑھنے میں بڑی وہ اُن سے مدد لیتا ھے -

والرس نہایت سیدھا اور بےضرر جانور ھے اور اگر کنارے پر گھیر لیا جاتا ھے تو اُس سے کچھہ کرتے نہیں بنتا - اپنے بوجھل جسم کی وجہ سے نہ تو اس میں بھاگنے کی قوت ھے اور نہ دشمن پر حملہ کرنے کی قابلیت - مجبوراً غصے کی حالت میں گرجتا اور کیلوں سے زمین کھود ڈالتا ھے - مثل مشہور ھے کہ قہر درویش بر جان درویش -

لیکن پانی میں اِس طول طویل جانور میں نہایت تیزی آ جاتی ھے خصوصاً زخمی ہونے پر وہ غضبناک ہوکر دشمن کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ھے - اور اپنے کسی ساتھی کو مصیبت میں دیکھہ کر سب کے سب نہایت جوش خروش سے اس کی امداد کو آ پہونچتے ھیں - اکثر وہ کشتی کو گھیر لیتے ھیں اور اپنے قوی دانتوں سے اس کو توڑ ڈالنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے - بعض مرتبہ جسم سے دھکا دیکر کشتی کو اُلٹ دیتے ھیں -

والرس بڑے جنگجو ہوتے ھیں اور لڑائیوں کی وجہ سے

نروں کے جسم سے اکثر بال اُڑ جاتے ھیں اور نشان باقی رہ جاتے ھیں -

اس کے کھلوں کی ھتی کار آمد ھے اور پرانی ہونے پر پھلی نہیں پڑتی - کھال دبیز اور مضبوط ھوتی ھے جس کے جوتے کے تلے اور کاٹھیاں وغیرہ بنائی جاتی ھیں - لیکن سب سے قیمتی شے جو والرس کے جسم سے دستیاب ھوتی ھے اس کی چربی ھے - ایک والرس سے دس بارہ من عمدہ چربی نکلتی ھے -

اکثر شکاری اِن کے گروھوں کو کنارے پر گھیر کر نہایت بےرحمی سے تھوڑی ھی دیر میں صدھا کی جان لے لیتے ھیں - اور وہ اس قدر مارے جا چکے ھیں کہ اب اُن کی تعداد بہت کم ھو گئی ھے -

گرین لینڈ اور اُس کے قرب و جوار کے باشندوں کی بسر اوقات والرس ھی پر ھے - سیل اور والرس دو ھی جانور ھیں جو اُس برفستانی حصے میں ملتے ھیں - ایسکیمو لوگ اُن کا گوشت کھاتے ھیں - کھال کے لبادے ' خیمے ' اور اُن کتوں کی کاٹھیاں جو سلیج میں جوتے جاتے ھیں بناتے ھیں - چربی جلاتے اور ھڈیوں کے ھتیار بناتے ھیں - غرضکہ اگر ایک والرس بھی ایسکیمو کے ھاتھ لگ جاتا ھے تو تمام خاندان کی کل ضروریات رفع ھو جاتی ھیں -

کپتان پیری (Captain Parry) کو جو بغرض دریافت حالات قطب شمالی اکثر برفستان میں سیاحت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایسکیمو لوگوں کے ساتھ شب میں قیام کرنے کا

اتفاق ہوا تھا - گاؤں کے تمام مرد والرس کے شکار کو گئے تھے - برف گر رہا تھا اور سردی بہت تھی - رات نہایت خوفناک اور تکلیف دہ ہو رہی تھی - عورتوں نے مہمانوں کی خاطر تواضع کی - جب کہ وہ گانے بجانے میں مصروف تھیں تو ایک لڑکے نے آکر خبر دی کہ شکاریوں نے برف پر کسی جانور کو مار لیا ہے اور تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ایک شخص گوشت کا بڑا ٹکڑا لئے ہوئے گاؤں میں داخل ہوا - اس نعمت عظمی کو دیکھہ کر تمام گاؤں کو بڑی مسرت ہوئی اور عورتیں ایک دوسرے کو خوش‌خبری سنا سنا کر گلے ملنے لگیں - گوشت سب میں تقسیم ہوا اور چربی سے تمام گاؤں چراغاں بنایا گیا - شکاری گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے لیکر برابر پہونچتے رہے - یہہ سلسلہ آدھی رات تک جاری رہا اور باقی گوشت سلیج پر لاد کر لایا گیا - اُس کی تقسیم کے وقت اُن لوگوں کی خوشی کا عالم قابل دید تھا -

اس واقعہ سے ناظرین کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسکیمو کے لئے والرس کتنا بیش بہا اور مفید جانور ہے -

---

جماعت فوسیڈے

یعنی

سیل بلا گوش

The Phocidæ,

جسم کی ساخت میں سیل جماعت کے جانور والرس کے مشابہ ہیں - ان کی اگلی اور پچھلی ٹانگوں کی وہی کیفیت ہے جو والرس کی ٹانگوں کی ہوتی ہے مگر سیل کے دانت والرس کی طرح باہر نہیں نکلے ہوتے -

سیل دریائی جانور اور گوشت خوار ہیں - ان کا سر گول تھوتھڑی کتے کی طرح اور منھ پر بڑے بڑے بال ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ اُن میں قوت لامسہ ہو - پاؤں میں پانچ انگلیاں ہوتی ہیں جن پر جھلی منڈھی ہوتی ہے - پچھلی ٹانگیں والرس کی طرح پھیلی ہوتی ہیں لیکن اُن کا بالائی نصف حصہ جُڑا ہوا ہوتا ہے -

اِس کی دو نوعیں ہیں - فوکا اور ہاتھی سیل -

فوکا

(Phoca)

شمال میں خاص کر یورپ کے شمالی ساحل پر اس نوع کے جانور ملتے ہیں فوکا سیل بالکل دریائی جانور ہے - سمندر میں جب طوفان آتا ہے اور بڑی بڑی لہریں اُٹھتی ہیں

تو ایسے وقت میں اِس کو پانی میں کھیل کود کرنے میں بہت خوشی حاصل ہوتی ہے - اگرچہ سیل ایک چھوٹی سی مچھلی کی طرح تیرتا اور غوطہ لگاتا ہے تاہم وہ اکثر کنارے پر بھی نکل آتا ہے - زمین پر اُس کو چلنا پھرنا نہایت دشوار ہے - اُس کی رفتار کا یہہ طریقہ ہے کہ پچھلی ٹانگوں کو اونچا اُٹھا دیتا ہے اور اگلے پاؤں سے زور لگا کر آگے بڑھتا ہے -

سیل کے تمام قوائے جسمانی سست اور کمزور ہوتے ہیں - ہاں ' قوت باصرہ کچھہ اچھی ہوتی ہے لیکن وہ بھی زیادہ روشنی میں کام نہیں دیتی - اس نوع کے کان باہر نہیں ہوتے لہذا اُس کی قوت سامعہ بھی کمزور ہوتی ہے -

اُس کی غذا طرح طرح کی مچھلیاں ہیں اور اُن کو وہ بہ‌آسانی پکڑ لیتا اور مسلم ہی نگل جاتا ہے ' اس وجہ سے خیال ہوتا ہے کہ شاید اُس کی زبان میں قوت ذایقہ بھی نہیں ہوتی - بعض کے پیٹ میں کنکر پتھر نکلتے ہیں - بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کنکر پتھر ارادۃً نگل جاتا ہے تاکہ جسم وزنی ہو جائے اور غوطہ لگانے میں آسانی ہو - مگر یہہ قیاس ہی قیاس ہے ' ممکن ہے کہ محض نافہمی اور کم عقلی ہی کا یہہ نتیجہ ہو -

جب ان کا گروہ کنارے پر آکر سوتا ہے تو اُن میں سے ایک بڑی خوبی سے نگرانی اور چوکیداری کرتا ہے - اُن کے دو جانی دشمن ہیں ' ایک انسان ' دوسرا قطب کا بھالو - اور پہرے والے کو کہیں اِن دشمنوں کا کھٹکا ہوتے ہی وہ فوراً شور مچاکر سب

کو ہوشیار کر دیتا ہے اور سب پانی میں فوراً داخل ہو جاتے ہیں -

ہر سال اس کے ایک یا دو بچے پیدا ہوتے ہیں - ماں وضع حمل کے وقت خشکی پر آ جاتی ہے - پیدایش کے وقت بچوں کے جسم پر سفید ملایم بال ہوتے ہیں لیکن یہ جلد گر جاتے ہیں - یہ عجیب بات ہے کہ بچے پہلے، پانی سے خوف زدہ ہوتے ہیں - پہلے پہل وہ نئے تیراک کی طرح پھڑپھڑاتے اور ہاتھ پاؤں کو ناواقفوں کی طرح چلاکر فوراً ہی کنارے پر واپس آجاتے ہیں - مگر دو ہی چار بار کی مشق میں وہ پورے تیراک ہو جاتے ہیں اور پھر تو پانی ہی ان کا ماویٰ اور ملجا بن جاتا ہے -

ہر سال ایک معینہ وقت پر نروں کے طور و طریق عجیب ہو جاتے ہیں - یہ عالم مستی کا زمانہ ہے ان کا نر کئی مادہ کو گھیر کر دو تین ماہ تک اپنے قبضے میں رکھتا ہے اور اپنی جائے قیام تک کسی دوسرے نر کو نہیں آنے دیتا - اس زمانے کی کیفیت ایک مصنف نہایت دلچسپ پیرائے میں تحریر فرماتے ہیں جو پیش ناظرین ہے -

" جون کے شروع میں ہر نر کنارے کے قریب کوئی مناسب موقع جو تقریباً دس گز مربع ہوتا ہے تلاش کرکے اپنے قبضے میں کر لیتا ہے - شروع میں جگہ ملنے میں کسی کو دقت نہیں ہوتی مگر جب مناسب موقعے سب گھر چکتے ہیں تو ہر جگہ کے لئے آپس میں بڑی جنگ آزمائی ہو کر جس کی

لاٹھی اُس کی بھینس کا مصداق بن کر جو فتحیاب ہوتا ہے اُس پر قبضہ کر لیتا ہے - بسا اوقات ان جنگوں میں بعض ہلاک تک ہو جاتے ہیں -

گو عموماً قاعدہ تو یہی ہے کہ کسی نر کے مقبوضہ مقام پر کوئی دوسرا نہیں جاتا لیکن جنگ اس قانون کو بالائے طاق رکھہ دیتی ہے - جو اپنے حقوق کی حفاظت زور بازو سے نہیں کر سکتے اُن کے ساتھہ کوئی قاعدہ قانون نہیں برتا جاتا -

چنانچہ میں نے ایک نر کو جس نے اپنے لئے ایک مناسب موقع تلاش کر رکھا تھا دیکھا کہ اُس نے اپنی جگہ کی محافظت کے لئے پچاس ساتھہ لڑائیاں لڑیں اور بیحد زخمی ہو گیا - ایک آنکھہ تک پھوٹ گئی لیکن اپنے مقبوضہ قیام کو ہاتھہ سے نہ جانے دیا اور پانچ بیس مادہ کو گھیرے رہا -

تقریباً تین ماہ تک نر اپنے مقبوضہ مقام سے نہیں ہٹتا اور اپنی مادہ کو ایک لمحہ کے لئے نہیں چھوڑتا - اس دوران میں اِن کو بلا کھائے پیئے زندگی بسر کرنی ہوتی ہے - یہہ نہایت حیرت انگیز ہے - اکثر حیوان جاڑے کے موسم میں بے حس و حرکت پڑے رہتے ہیں اور مہینوں تک کچھہ نہیں کھاتے مگر وہ کوئی محنت بھی نہیں کرتے اور آرام سے پڑے رہتے ہیں - اس کے خلاف سیل کو فاقہ کشی کی مصیبت کے ساتھہ ہر وقت ہوشیار رہنا اور سخت سے سخت لڑائیاں لڑنی پڑتی ہیں -

مادہ کے آنے پر ہر نر کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ

اسی کے قبضے میں آ جائے - اس لئے نر نہایت خاطر و مدارات کے ساتھ ہر مادہ کا استقبال کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے مادہ کو جبراً گھسیٹ لے جانے میں بھی کوئی عار نہیں ہوتا -

ذرا کسی نر کی آنکھ چوکی کہ اُس کے ہمسایہ نے دست درازی کی اور کسی نہ کسی مادہ کو دانت سے دبا کر لے گیا ! فوراً شور و غل شروع ہو جاتا ہے اور قرب و جوار کے تمام نر یکجا ہوکر جنگ آزمائی شروع کر دیتے ہیں - اکثر ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے کہ آپس میں جنگ ہوتے دیکھ کر کوئی اور چالاک چور اُسی مادہ کو جس کے لئے یہہ خون خرابا ہو رہا ہے لے بھاگتا ہے اور اُسی پر قبضہ کر بیٹھتا ہے (۱) -

ایسکیمو لوگوں کے لئے سیل بھی والرس کی طرح بڑھ بہا ہے - اُن کا بچہ بچہ سیل کا بڑا شکاری ہو جاتا ہے - راستہ چلتے ایسکیمو کو جہاں معلوم ہوتا ہے کہ برف کے نیچے سیل ہے وہ فوراً اُس کے شکار کی دھن میں وہیں بیٹھ جاتا ہے اور پھر کتنا ہی وقت کیوں نہ صرف ہو سیل کو مارے بغیر نہیں ہٹتا - اُس انتہائی سردی کو جب کہ تھرمامیٹر کا پارہ صفر سے بھی تیس چالیس ڈگری نیچا ہوتا ہے ایسکیمو برابر دس بارہ گھنٹے تک برداشت کرتا ہے - بالآخر جہاں

---

(۱) "History of North American Pinnipeds," by Mr. A. J. Allen.

سیل نے منھہ نکالا اُس نے پوری طاقت سے بھالا چلایا اور اُس کو مار ھی لیا -

سیل کا گوشت ، چمڑا اور چربی تو کارآمد ہوتی ہیں علاوہ ازیں ایسکیمو اس کا خون بھی پی جاتے ہیں اور پتلی پتلی ھڈیوں کی سوئی اور نسوں کے ڈورے بنا لیتے ہیں -

ایسکیمو بیچارے بہ مشکل تمام ایک دو سیل اپنی گذر اوقات کے لئے مار لیا کرتے ہیں لیکن مہذب دنیا کے شکاری نئے نئے ہتھیار اور اوزاروں سے مسلح ہوکر صرف دو چار ہفتوں میں جہاز کو سیلوں کی نعشوں سے بھر کر واپس آ جاتے ہیں - ایک جہاز ایک مرتبہ بیالیس ہزار سیلوں جن کی قیمت اندازاً تین لاکھ اٹھائیس ہزار روپئہ سے زائد تھی لایا تھا -

سیل نہایت سیدھا ہوتا ہے اور پالے جانے پر مالک سے محبت کرتا ہے - چنانچہ پادری وڈ صاحب ایک پالتو سیل کا ذکر کرتے ہیں جو اپنے مالک کے ہاتھہ سے لکڑی چھین کر اور منھہ میں داب کر پانی میں خوب کھیلتا کودتا تھا - کبھی کنارے کی طرف آتا اور جب مالک لکڑی چھیننے کی کوشش کرتا تو پھر تیزی سے دور تیر جاتا اور بسا اوقات مچھلیاں بھی شکار کرکے اپنے مالک کو دے دیتا تھا -

فوکا سیل کی کئی نوعیں ہیں -

معمولی سیل (Phoca vitulina) بحر ظلمات اور بحرالکاہل کے شمالی حصوں میں ہوتا ہے - رنگ زردی مائل اور جسم پر کالے دھبے ہوتے ہیں -

گرین لینڈ کا سیل (Phoca greenlandica) — قد میں یہہ جانور پہلی نوع سے دو چند ہوتا ھے اور گرین لینڈ جزیرے کے قریب و جوار میں ملتا ھے -

---

ھاتھی سیل

(The Elephant Seal, or Cystophora proboscidea.)

سیل کی دونوں جماعتوں میں اس جانور سے بڑا کوئی نہیں ہوتا - قد و قامت اور وزن میں ھاتھی بھی اِس سے مقابلہ نہیں کر سکتا - اس کا طول بیس سے تیس فٹ تک اور جسم کا دور تقریباً پندرہ سولہ فٹ ہوتا ھے - ایک ھاتھی سیل سے تقریباً تیس من گوشت اور ستر کُپّاں صاف روغن نکل آتا ھے - اُس کے جسم میں چربی اس قدر ہوتی ھے کہ ذرا سی حرکت کرتے ھی جسم کا حصہ حصہ ھلنے لگتا ھے -

اِس کے منہہ کے آگے ایک چھوٹی سی سونڈ بھی ہوتی ھے - ھاتھی سیل کسی پر حملہ نہیں کرتا اور اگر کرنا بھی چاھے تو جسیم ہونے کی وجہ سے معذور ھے - اس لئے اُس کے شکار میں کسی قسم کی دقت پیش نہیں آتی اور شکاری بےخوف اس کے پاس چلے جاتے ھیں - بے انتہا شکار کئے جانے کی وجہ سے یہہ اب صرف جنوبی امریکہ کے جنوبی گوشے میں راس ھارن کے قرب و جوار میں باقی رہ گئے ھیں -

---

آٹوریڈے جماعت

یعنی

سیل باگوش

(The Otariidæ)

اس جماعت کی خصوصیت یہہ ہے کہ ان کے کان ہوتے ہیں ' سر گول ' آنکھیں بڑی اور انگلیاں ایک کھال میں ملتھی ہوتی ہیں جو سامنے جھالر کی طرح لٹکتی ہے - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے -

کاٹنے والے $\frac{۳-۳}{۲-۲}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ یا $\frac{۲-۲}{۱-۱}$

جماعت میں دو نوعیں ہیں ' (۱) بحری شیر اور (۲) بحری بھالو -

بحري شیر

(Otaria Stelleri, or the Sea Lion)

اس کو شیر کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ صرف یہہ ہے کہ گردن پر شیر ببر کی طرح بال ہوتے ہیں جو کندھوں تک لٹکے رہتے ہیں - یہہ جزیرہ‌نما الاسکا اور قرب و جوار جزیروں کے ساحلوں پر ملتا ہے -

---

بحری بھالو

(Otaria ursina, or the Sea Bear.)

یہہ الاسکا کے قریب شمال میں اور خط استوا سے قطب جنوبی تک ملتے ہیں - اس کی کھال پر نہایت گھنے ' ملائم ' اور ریشم کی طرح بال ہوتے ہیں اور وہ بڑے داموں کو بکتی ہے - کھال تیار کرنے والے جب اُس کے سمور کو سیاہ رنگ دیتے ہیں تو اُس سے زیادہ خوبصورت اور گرم شاید ہی کسی جانور کی کھال ہو -

اکثر یہہ جانور پانی میں کنارے سے بہت فاصلے پر رہتے ہیں اور موسم بہار شروع ہوتے ہی بیرنگ سمندر کی طرف چلے جاتے ہیں اور وہاں سنسان جزیروں پر اُن کے بچے پیدا ہوتے ہیں - وہاں وہ دو تین ماہ تک قیام کرتے ہیں - ایک ایک نر کئی مادہ کے ساتھہ زمین پر بیخوف رہتا ہے - اب سے قبل ان جزیروں پر ان کے گروہ کے گروہ نظر آتے تھے -

اگست کے اختتام پر اُن کے گروہ جزیروں سے واپس ہوکر وسط بحر اعظم میں آ جاتے ہیں اور اُن کے ہمراہ ہزارہا چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں -

اِس کی کھال سے نہایت بیش‌بہا جاکٹیں تیار کی جاتی ہیں جو تین چار ہزار روپیہ کو فروخت ہوتی ہیں - اس لئے ہزارہا انسان کا ذریعۂ معاش اُن ہی کی کھال ہے - قدرتاً اُن کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے حتیٰ کہ اب صرف

ایک جزیرے پر ان کی قلیل تعداد بطور نمونے کے رہ گئی ہے - امریکہ کی سرکار بڑی کوشش کر رہی ہے کہ باقی‌ماندہ کا کوئی شکار نہ کرنے پائے لیکن جن کو موقع مل جاتا ہے وہ کب چھوڑتے ہیں -

---

حیوانات جلد دبیز

(The Pachydermata)

عالم علم حیوانات کو وے صاحب کی طرز تقسیم کے مطابق اور بلحاظ سہولت اس کتاب میں دنیا کے کھردار جانور دو طبقوں میں تقسیم کئے گئے ہیں -

(۱) دبیز جلدوالے (The Pachydermata)

(۲) جگالی کرنےوالے (The Ruminants)

دیباچے میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ اُن جانوروں میں جو دبیز جلد والے طبقے میں شامل ہیں کوئی ذاتی خصوصیت نہیں ہے ' نہ اُن میں کسی قسم کا کوئی باہمی تعلق ہی کا پتہ چلتا ہے - شکل اور صورت ' رنگ ' خصلت اور ساخت میں اُن میں کوئی مشابہت نہیں ہے - ہاتھی ' گھوڑا ' گینڈا ' ہیپو وغیرہ سب انوکھے نظر آتے ہیں -

انگلستان کے عالم پروفیسر اوین (Prof. Owen) نے کھردار جانوروں کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر طبقے میں کوئی نہ کوئی اعلیٰ شناخت بتائی ہے ' یعنی

(۱) پروبوسائڈے (Proboscidæ) - اس طبقے میں سونڈدار جانور ہاتھی شامل ہیں -

(۲) پیریسوڈیکٹائل (Perissodactyle) - اس جماعت میں اُن جانوروں کو جگہ دی گئی ہے جن کے چاروں پاؤں

میں نہیں تو پچھلے میں تو ضرور کھروں کی تعداد طاق ہوتی ہے - اس میں گھوڑا ، گینڈا اور تیپر شامل ہیں -

آرٹیوڈیکٹائل (Artiodactyle) - اس طبقے کے جانوروں میں کھروں کی تعداد جفت ہوتی ہے - سؤر ہپوپوٹیمس اور تمام جگالی کرنےوالے جانور اس میں داخل ہیں -

دبیز جلد والے حیوان سب سبزی خور ہیں - ان کو تیز ناخوں اور خوفناک پنجوں کی ضرورت نہ تھی لہذا قدرت نے ان کے کھر یا سم بنائے ہیں - کھر ہڈی کی طرح سخت ہوتے ہیں اور ان میں نہ قوت گرفت ہوتی ہے نہ قوت لامسہ -

دبیز جلد والوں کے سر پر سینگ نہیں ہوتے اور جگالی کرنے والوں کے اکثر ہوتے ہیں اور اس شناخت کے ذریعہ سے ان میں بہ آسانی تفریق کی جا سکتی ہے -

خشکی کے بہت سے قدآور جانور اس طبقے میں شامل ہیں -

دانتوں کی ساخت ان کے سبزی‌خوار ہونے پر کافی روشنی ڈالتی ہے - دونوں جبڑوں کے کاٹنے والے دانت مضبوط اور چھینی کی طرح دھاردار ہوتے ہیں جو گھاس وغیرہ کو دبا کر کاٹنے کے لئے نہایت موزوں ہیں - کیلے اول تو ہوتے ہی نہیں اور اگر ہوتے ہیں تو بہت مختصر - ڈاڑھیں چوڑی چکلی اور چپٹی ہوتی ہیں اور گھاس وغیرہ کو پیسنے میں چکی کی طرح کام دیتی ہیں -

یہہ طبقہ حسب ذیل جماعتوں میں منقسم ہے —

(۱) ہاتھی (Proboscidæ)

(۲) ہپو (Hippopotamidæ)

(۳) گینڈا (Rhinocerotidæ)

(۴) ٹیپیر (Tapiridæ)

(۵) ہائریکس (Hyracidæ)

(۶) گھوڑا (Equidæ)

(۷) سؤر (Suidæ)

(۸) پیکری (Dicotylcdæ)

ہاتھی کی جماعت

(The Proboscidæ)

اس جماعت میں ایک ہی نوع ہے یعنی ہاتھی ۔ قدرت نے بجز ہاتھی کے کسی جانور کو سونڈ نہیں دی ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہہ عظیم‌الشان جانور سب سے نرالا اور انوکھا ہے ۔ خشکی کے تمام جانوروں میں ہاتھی کو سب سے عظیم‌الجثہ ہونے کا فخر حاصل ہے ۔

ہاتھی کی صرف دو قسمیں روئے زمین پر ہیں ۔

(۱) ہندوستان کا ہاتھی (Elephas indicus)

(۲) افریقہ کا ہاتھی (Elephas africanus)

دونوں کی ساخت میں کچھہ فرق ہوتا ہے ۔ افریقہ کا ہاتھی بہ نسبت ہندوستان کے ہاتھی کے قد میں بڑا ہوتا ہے اور طاقتور بھی ہوتا ہے ۔ اس کے کان اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ جب وہ اُن کو پیچھے لے جاتا ہے تو اُس کے شانے بالکل پوشیدہ ہو جاتے ہیں ۔ بعض کے کان ساڑھے تین فٹ لمبے اور ڈھائی فٹ چوڑے ہوتے ہیں اور اُس کی پیشانی چھوٹی اور ڈھالو ہوتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کچھہ بد شکل معلوم ہوتا ہے ۔ ہندوستان کے ہاتھی کی پیشانی نہایت فراخ اور بلند ہوتی ہے جس سے ہوشمندی کے نشان ظاہر ہوتے ہیں ۔

افریقہ کے ہاتھی کی پشت برابر اور ایک سطح میں ہوتی

ہے لیکن ہند کے ہاتھی کی کول اور درمیان میں کسی قدر اونچی ہوتی ہے - افریقہ کے ہاتھی کی کھال بھی نہایت ناہموار ہوتی ہے اور اس میں بڑی بڑی جھریاں پڑی ہوتی ہیں -

ایک تجربہکار شکاری نے جس کو دونوں اصناف کے دیکھنے کا اکثر اتفاق ہوا تھا اُن کے پورے قد کا ناپ اس طرح بیان کیا ہے -

	افریقی		ہندوستانی	
	فٹ	انچ	فٹ	انچ
شانوں تک اونچائی	۱۳	۲	۱۰	۸
سر کی اونچائی	۱۲	۹	۱۱	۱۰
جسم کا دور	۱۷	۲	۱۵	۰
اگلی ٹانگوں کا دور	۵	۴	۴	۸
جسم کی لمبائی	۱۲	۴	۱۰	۱۰
دانتوں کی لمبائی	۷	۲	۵	۱۰
دانتوں کا وزن	۲۲۶ پونڈ		۱۸۳ پونڈ (1)	

افریقہ میں ہاتھی صحرا ریگستان کے جنوب سے کیپ کالونی کے شمال تک ملتا ہے - ہندوستان کے جنگلوں میں ہاتھی اب بھی کثرت سے ہیں - ترائی میں بھوٹان سے کھارہ

(1) "Sport in Many Lands," by Major Leveson.

دون تک – وسط هند میں مغربی گھاٹ پہاڑوں پر اور جنوب میں اینملی پہاڑی پر ' کاپم بٹور ' والے ناد اور نیل‌گری پر ' نیز کرگ ' میسور ' کناڑا ' آسام اور لنکا میں ان کے گروہ پائے جاتے ہیں – ہندوستان کے علاوہ ہاتھی ملایا میں سماترا اور جاوہ میں بھی ہوتا ہے –

ہماری توجہ قدرتاً ہاتھی کی سونڈ کی طرف مبذول ہوتی ہے کیونکہ اُس جسم میں وہی سب سے عجیب و غریب چیز ہوتی ہے – سونڈ محض ہاتھی کا اوپری لب ہے جو کئی فٹ کی لمبائی تک بڑھتا چلا جاتا ہے – سونڈ میں دو نلیاں ہوتی ہیں اور اوپر ہر نلی کے اختتام پر نتھنے کا سوراخ ہوتا ہے – نیچے کا حصہ قدرت نے ایسا بنایا ہے کہ اُس کا سرا انگلیوں کا کام دیتا ہے – سرے پر ایک طرف انگلی کی شکل کا ایک چھوٹا پٹھا اور اُس کے مقابل ایک گول گھنڈی سی ہوتی ہے جو مل کر انگلی اور انگوٹھے کا کام دیتی ہیں –

ہاتھی کی سونڈ اس کے تمام معیار زندگی کا عجیب و غریب عضو ہے – کبھی وہ قوت شامہ ہے تو کبھی لامسہ کا کام دیتی ہے – کبھی وہ اُس سے پانی پیتا ہے اور کبھی منھ تک غذا پہنچانے کے لئے وہ ہاتھ کا کام دیتی ہے – جب وہ اس کو لپیٹ کر اس سے زبردست دھکا مارتا ہے تو قوی سے قوی جانور اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا اور باہمی لڑائی میں بھی اسی سے دھمکاتا اور مارتا ہے – گیہوں کے دانے یا گھاس کے تنکے کی سی چھوٹی چیزوں کو وہ بہ‌آسانی

اس سے اُٹھا لیتا ہے ۔ جزیرۂ لنکا کا ایک واقعہ اُس پر کافی روشنی ڈالتا ہے کہ ایک ہاتھی کو روزانہ ہسپتال جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور وہ مریضوں کو دوا کھاتے دیکھتا تھا ۔ ایک دن اتفاقاً کسی مریض کے ہاتھ سے ایک چھوٹی سی گولی گر پڑی ۔ ہاتھی نے وہ گولی فوراً سونڈ سے اٹھا کر مریض کے منھ میں ڈال دی اور پھونک مار کر گلے سے اُتار دی ۔

سونڈ کی لمبائی چھ فٹ سے آٹھ فٹ ہوتی ہے ۔ عالم فن کوے صاحب بتلاتے ہیں کہ اُس میں چالیس ہزار پٹھے ہوتے ہیں جو باہم ایک دوسرے سے اِس طرح بالترتیب چسپاں ہوتے ہیں کہ وہ اُس کو جہاں سے چاہے جھکا لے، موڑ لے یا گول لپیٹ لے ۔ سر یمرسن ٹینلنٹ فرماتے ہیں کہ "میں نے دیکھا کہ ہاتھی چھوٹی سے چھوٹی ٹہنی کو صاف چھیل ڈالتا ہے ۔ گھاس کو سونڈ سے پکڑ کر بہ آسانی اکھاڑ لیتا ہے اور جب گھاس وغیرہ کا گرد و غبار دور کرنے کے لئے اُس کو اپنے پیروں پر مارتا ہے تو اُس کی نفاست قابل دید ہوتی ہے ۔ ناریل کے سخت خول کو توڑنے کے لئے وہ پہلے پاؤں سے رگڑتا ہے اور تب سونڈ سے اس کے ٹکڑوں کو علحدہ کر کے ڈاڑھ سے کچل ڈالتا ہے اور رس کو بڑے ذائقے سے چوستا ہے" ۔

ہاتھی پانی اپنی سونڈ میں بھر کر اُس کے سرے کو منھ میں ڈال کر پانی کو شکم میں پہونچا دیتا ہے اور جس طرح سونڈ سے پانی اندر پہونچاتا ہے اُسی طرح

اندر سے باہر بھی نکال لاتا ہے - موسم گرما میں تھوڑی دیر پر وہ پیٹ سے پانی نکال کر اپنے جسم پر چھڑکتا چلتا ہے - عجیب بات یہہ ہے کہ وہ پانی جو اندر سے نکلتا ہے صاف ہوتا ہے اور اُس میں کسی قسم کی بدبو نہیں ہوتی -

اس کی سونڈ جسم کے تمام اعضا میں اتنا نازک عضو ہے کہ اُس پر کسی قسم کا زخم وہ برداشت نہیں کر سکتا - دشمن کے سامنے اپنی سونڈ کی حفاظت کا اُس کو بے حد خیال ہوتا ہے اور وہ فوراً اُس کو گول لپیٹ کر منھہ کے اندر چھپا لینے کی کوشش کرتا ہے - تربیت‌یافتہ ہاتھی بھی جو شیر ببر وغیرہ کا سامنا بڑی دلیری سے کیا کرتے ہیں سونڈ پر ایک ہی بار زخم کھا کر ہمیشہ کے لئے بزدل اور خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور پھر درندوں کی بو پاتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں -

ہاتھی کے منھہ میں صرف دو کاٹنے والے دانت ہوتے ہیں جو کھانے کے کام کے نہیں بلکہ بڑھہ کر ہاتھی کے بڑے دانت بن جاتے ہیں - یہہ دودھہ کے دانتوں کے ساتھہ نکلتے ہیں اور تقریباً ایک سال کے اندر گر جاتے ہیں - پھر اور نئے نکلتے ہیں جو تا زیست بڑھتے رہتے ہیں - یہی اُس کی زینت ' یہی آلۂ حرب اور یہی ذریعۂ حفاظت ہیں - اُنھیں کے اندر وہ بیش بہا شے پیدا ہوتی ہے جو ہاتھی دانت کے نام سے مشہور ہے -

افریقہ کے ہاتھی کے دانت بہت بڑے ' وزنی اور عمدہ ہوتے ہیں - افریقی ہتھنیوں کے بھی دانت ہوتے ہیں بخلاف ہندوستانی کے کہ برائے نام باہر نکلے ہوتے ہیں - اور لنکا میں نر اور مادہ دونوں کے دانت نہایت مختصر ہوتے ہیں - اُن کی لمبائی دس بارہ انچ سے زائد نہیں ہوتی اور دور صرف ایک دو انچ کا ہوتا ہے - اِن کو مکنا ہاتھی کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

ہاتھی کے دانت بہت وزنی ہوتے ہے - سر سیمویل بیکر لکھتے ہیں کہ میرے پاس ایک ہاتھی کا دانت تھا جس کا وزن ۱۸۳ پونڈ تھا - شہر خرطوم میں انہوں نے ایک جوڑا دیکھا جس کا وزن آٹھ سو پونڈ تھا - اور ایک دوسرے مقام پر دیکھا کہ ایک دانت ۱۷۲ پونڈ کا تھا -

سنہ ۱۸۷۴ع میں لندن کے ہاتھی دانت کے بازار میں ایک دانت فروخت ہوا جس کا وزن ۱۸۸ پونڈ تھا ' اوسطاً ایک پورے افریقی نر کے دانتوں کا وزن ایک سو چالیس پونڈ ہوتا ہے -

ہاتھی دانت سے ہزاروں قسم کے زیورات اور دیگر اشیاء زیب و زینت بنائی جاتی ہیں - اور اب بلیرڈ کی گولیوں کے لئے بھی اس کی بہت تلاش رہتی ہے - افریقی ہاتھی دانت کی غرض سے ہر سال اس قدر شکار کئے جاتے ہیں کہ اغلب گمان یہہ ہے کہ وہ زمانہ بہت نزدیک ہے کہ ہاتھی کا وجود بھی سوائے ہڈیوں کے روئے زمین پر باقی نہ رہے -

چنانچہ اس وقت ایسے مقامات موجود ہیں جہاں اُن کے گروہ کے گروہ پہلے نظر آتے تھے لیکن اب نام و نشان تک باقی نہیں رہا - ہزارہا ہاتھیوں کے دانت بلہرۃ کی گیندوں کی شکل میں میزوں پر لڑھکتے پھرتے ہیں -

ایک مصنف کا بیان ہے کہ "دس سال سے صرف اینٹورپ بندرگاہ پر اٹھارہ ہزار پانچ سو ہاتھیوں کے دانت سالانہ فروخت ہوتے ہیں - اس بندرگاہ پر صرف کانگو صوبے سے ہاتھی کے دانت پہنچے جاتے ہیں اور یورپ میں اِس بندرگاہ کی طرح ہاتھی دانت کی فروخت کے لئے کئی منڈیاں ہیں" -

مشہور شکاری مسٹر سیلوس نے ۱۸۶۸ع میں تنہا ۹۵ ہاتھی مارے جن سے اُن کو دو ٹن ہاتھی دانت دستیاب ہوا (۱) -

مسٹر پرانہرو تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار تین بوئر صاحبان نے ایک بڑے گروہ کو جس میں ایک سو چار ہاتھی تھے ایک دلدل میں پھنسا لیا - ہاتھی اپنے جسم کے وزن کی وجہ سے نکل کر بھاگ نہ سکے اور رات ہوتے ہوتے شکاریوں نے گروہ کا ایک جانور بھی حتیٰ کہ مادہ اور بچوں تک کو نہ چھوڑا - ایسی ہی جرات اور بہادری کا شکاریوں نے اکثر جگہ ثبوت دیا ہے - چنانچہ سر یمرسن ٹینننٹ فرماتے ہیں کہ لنکا میں صرف ایک شکاری کے ہاتھ سے چودہ سو ہاتھیوں کا خون ہوا تھا -

---

Life of F. C. Selous, D. S. O., by J. G. Millai, F. Z. S. (۱)

ہاتھی کی پچھلی ٹانگوں میں ایک خصوصیت ہے جو دوسرے جانوروں میں نہیں ہوتی - جانوروں کی پچھلی ٹانگیں جوڑ پر پیچھے کو جھکی ہوتی ہیں اور بیٹھنے کے وقت وہ اُن کو کھینچ کر جسم کے نیچے دبا لیتے ہیں بخلاف ہاتھی کے کہ وہ پچھلی ٹانگوں کو آگے جھکاتا ہے اور بیٹھنے پر جسم کے نیچے دابنے کے بجائے پیچھے سیدھی طرح پھیلا لیتا ہے -

کیا کبھی ناظرین نے غور کیا ہے کہ گھوڑے کو بیٹھ کر اُٹھنے میں کس قدر مشکل پیش آتی ہے - اور اگر ہاتھی کے لئے بھی یہی صورت ہوتی تو اُس کا اُٹھنا نا ممکن نہیں تو کم از کم نہایت دشوار ہو جاتا -

قدرت کی اس عطا کردہ خوبی کی وجہ سے وہ اُن پہاڑی ڈھالوں پر نہایت خوبی سے چڑھتا اُترتا ہے جہاں گھوڑا ہمت بھی نہیں کر سکتا - پہاڑ سے اُترتے وقت وہ پچھلی ٹانگوں کو پیچھے پھیلا کر جسم کے پچھلے حصے کو نیچا کر لیتا ہے اور اگلی ٹانگوں کو سیدھا رکھتا ہے - بر خلاف اس کے چڑھائی پر وہ اگلی ٹانگوں کو توڑ لیتا ہے اور پچھلی کو سیدھا رکھتا ہے -

قدرت نے اُس کی ٹانگیں بوجھل اور اُس کے وزنی جسم کے مناسب بنائی ہیں - رات میں سونے کے وقت اس کی ٹانگیں ستونوں کا کام دیتی ہیں جن کی وجہ سے وہ گرنے سے بےخوف ہو کر کسی درخت سے سہارا لگا کر بہ آرام سو

جاتا ھے - اس کے متعلق سر یمرسن تہلنت ایک حیرت انگیز واقعہ سناتے ھیں کہ ایک ھاتھی کے ایسے مقام پر گولی لگی کہ فوراً اُس کی جان نکل گئی لیکن اُس کا جسم مردہ ھو جانے پر سیدھا ھی کھڑا رھا -

ھاتھی کے پاؤں پانچ حصوں میں منقسم ھوتے ھیں اور سب ایک دبیز کھال میں منڈھے ھوتے ھیں - ھر حصے پر ایک چھوٹا کھر ھوتا ھے - تلووں پر گوشت کی موتی گدیاں ھوتی ھیں جن کی وجہ سے وہ تلوے پر چلنے والا جانور (Plantigrade) معلوم ھوتا ھے لیکن واقعی وہ انگلیوں پر چلتا ھے (Digitigrade) -

جسم کے مقابلے میں اُس کی آنکھیں بہت چھوٹی ھوتی ھیں اور قوت باصرہ بھی تیز نہیں ھوتی - لیکن قوت شامہ اچھی ھوتی ھے اور بینائی کی کمی کو پورا کر دیتی ھے - اُس کے ذریعہ سے وہ انسان اور درندوں کا پتہ دور دراز فاصلے سے بخوبی لگا لیتا ھے جہاں کہیں کسی انسان کا گذر ھو جاتا ھے اس کو فوراً بو مل جاتی ھے - ایک شکاری کا بیان ھے کہ اُنھوں نے ایک مرتبہ پہاڑ سے دیکھا کہ جیسے ھی ایک گروہ کی رہ نما مادہ جو حسب معمول سب کے آگے آگے چل رھی تھی ایک پگڈنڈی پر پہنچی جس پر یہہ شکاری مع اپنے ھمراھیوں کے دو دن پیشتر نکلے تھے تو سارا گروہ فوراً بھاگ چلا - اکثر دیکھا جاتا ھے کہ نابینا ھاتھی قوت شامہ سے اپنے راستے کا پتہ لگا لیتا ھے -

ہاتھی کی قوت ذایقہ اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے اور وہ اُن حیوانوں میں نہیں ہے جن کو محض شکم پُری ہی سے تسلی ہو جائے بلکہ وہ ایک چٹورا اور خوش خور جانور ہے - خوش ذایقہ غذا کی جستجو میں ہر قسم کی تکلیف گوارہ کر کے دور دراز تک چکر لگایا کرتا ہے - جس درخت کی پتی یا پھل کا اس کو شوق ہوتا ہے اس کو وہ شب کی تاریکی میں بھی گھنے جنگلوں میں تلاش کر لیتا ہے - گنا ، کیلا ، ناریل اور خصوصاً شیریں اشیاء اُس کو نہایت مرغوب ہیں - پالا ہوا ہاتی کبھی کبھی شراب پینا بھی سیکھ جاتا ہے - کیلے کے تلے وہ نہایت ذایقے سے کھاتا ہے - اُس کو پاؤں سے دبا کر پوست کو بڑی صفائی سے اُتار لیتا ہے اور لمبی لمبی دھجیاں اپنے جسم پر پھینکتا جاتا ہے اور اس طرح چھیل کر وہ کیلے کا اندرونی ملائم حصہ کھا لیتا ہے -

افریقہ کا ہاتھی اکثر درختوں کی رسیلی جڑیں کھود کر کھایا کرتا ہے خصوصاً موسہ نامی درخت جہاں کہیں نظر پڑتا جائے وہ بغیر اکھاڑے نہیں مانتا - یہی وجہ ہے کہ اس کا سیدھا دانت بہت گھس جاتا ہے - چنانچہ اس کا بایاں دانت ہمیشہ زیادہ قیمت میں فروخت ہوتا ہے -

جس جنگل میں ہاتھی کے گروہ کا ایک روز بھی گذر ہو جائے سمجھ لیجئے کہ اس کے درختوں کا خاتمہ ہوا - شاخوں کو بیکار توڑ توڑ کر وہ ڈال دیتے ہیں اور چھوٹے

چھوٹے درختوں کو خواہ مخواہ ہی گرا دیتے ہیں - اِس بربادی کی وجہ سے جنگل میں فوراً پتا چل جاتا ہے کہ ہاتھی کا گروہ یہاں سے گذرا ہے -

ہاتھی کی قوت حافظہ قابل تحسین ہوتی ہے - مدت تک وہ بات کو نہیں بھولتا اور خصوصاً نیکی اور بدی کو تو بخوبی یاد رکھتا ہے - فیل‌بان کے ظلم و ستم کا بدلا لئے بغیر نہیں چھوڑتا - کون پھل کس موسم میں اور کس مقام میں ہوتا ہے یہہ وہ بخوبی یاد رکھتا ہے - لنکا کے جنوبی حصے میں بیل کے درختوں کے جنگل ہیں چنانچہ جب اُن کی فصل آتی ہے تو ہاتھی کے گروہ کے گروہ وہاں پہنچ جاتے ہیں -

ہاتھی اور درزی کی مشہور کہانی اس کی قوت حافظہ اور بدلا لینے کی عادت کی بدیہی مثال ہے - ایک فیل‌بان اپنے ہاتھی کو روزانہ ایک خاص سڑک پر پانی پلانے کی غرض سے لے جاتا تھا - ہاتھی ہر مکان کے دروازے اور کھڑکی میں سونڈ ڈالتا چلتا تھا اور لوگ تماشے کے لئے کوئی پھل یا کوئی اور کھانے کی چیز اس کو دے دیا کرتے تھے - ایک روز ایک درزی نے یہہ حرکت کی کہ اُس کی سونڈ میں سوئی بھونک دی - ہاتھی اس وقت خاموش رہا اور آگے بڑھ گیا - لیکن واپسی میں وہ سونڈ میں گندہ پانی اور کیچڑ بھر کر لایا اور درزی کی کھڑکی پر پہنچ کر اس کے کمرے میں کیچڑ کا چھڑکاؤ کر دیا -

اُس کی عمر بہت بڑی ہوتی ہے - بعض پالے ہوئے ہاتھی سو سال تک زندہ رہے ہیں اس لئے جس ہاتھی کو آزادانہ زندگی بسر کرنے کا موقع ملتا ہے اس کی عمر اندازاً ڈیڑھ سو سال سے کم نہ ہوتی ہوگی -

بچہ رحم مادر میں تقریباً اکیس ماہ تک رہتا ہے اور چالیس سال میں جوان ہو جاتا ہے ہتھنی کے تھن تمام جانوروں کے خلاف اگلی ٹانگوں کے درمیان ہوتے ہیں - بچہ اپنی سونڈ اٹھاکر تھن منہہ سے دبا لیتا ہے -

اپنے طویل جسم اور خصوصاً سیاہ رنگ کی وجہ سے ہاتھی دھوپ برداشت نہیں کر سکتا لہذا طلوع آفتاب ہوتے ہی گھنے جنگلوں میں پناہ لیتا ہے اور آفتاب غروب ہونے کے بعد باہر نکلتا ہے -

اگرچہ وہ اتنا لحیم شحیم ہے تاہم اس میں سستی اور کاہلی نام کو نہیں - شب میں چرتے چرتے ہاتھی کے گروہ کہیں سے کہیں نکل جاتے ہیں -

وہ دوڑ نہیں سکتا لیکن جب جھپٹ کر چلتا ہے تو اس کی رفتار دوڑنے سے کم بھی نہیں ہوتی - اُس کی جھپٹ کا اندازہ اُس وقت ہو سکتا ہے جب کہ وہ غصے میں کسی پر حملہ‌آور ہوتا ہے - اندازاً سو گز تک تو وہ ایسی تیزی سے جھپٹتا ہے کہ شاید ہی کوئی انسان بھاگ کر اپنی جان بچا سکے - مگر ہانپ جانے پر اس کی رفتار میں کمی واقع ہو جاتی ہے -

اپنے وزنی جسم کی وجہ سے ہاتھی اُچھل کود بالکل نہیں سکتا اور اگر کوئی چھوٹا سا غار بھی اس کے راستے میں پڑ جاتا ہے تو مجبوراً رک جاتا ہے - پاؤں پر موٹی موٹی گدیاں چڑھی ہونے سے اس کی چال میں قطعاً آہٹ نہیں ہوتا -

جنگلی ہاتھی سیدھا اور بے ضرر جانور ہے - کہیں اُس کے مزاج میں تندی اور ایذا رسانی ہوتی تو بڑی مشکل کا سامنا ہوتا - اُس کی خصلت قدرتاً کچھ ایسی بزدل ہوتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے جانوروں سے بھی جن سے نا واقف ہوتا ہے خوف‌زدہ ہو جاتا ہے - ایک سیاح کا بیان ہے کہ ہاتھیوں کے گروہ رات میں اُن کے کیمپ کے پاس آ جاتے تھے لیکن ایک چھوٹے سے کتے کے بھونکتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے تھے -

جنگلی ہاتھی اُتنا عقیل اور فہیم نہیں ہوتا جتنا کہ تربیت یافتہ ' اہل لنکا دھاں کی کاشت کی حفاظت کی غرض سے چھوٹی چھوٹی شاخوں اور ٹہنیوں کے گھیر بنا دیتے ہیں جن کی اونچائی پانچ چھہ انچ سے زائد نہیں ہوتی - کھیتوں کے درمیان کاشتکار چوڑے چوڑے راستے ہاتھیوں کے لئے جو رات میں پانی پینے کو گذرتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں - ہاتھی اُن گھیروں سے خوف‌زدہ ہوکر کھیتوں میں کبھی نہیں گھستے - جب فصل کاٹ لی جاتی ہے تو ہاتھی کھیتوں میں جاکر چاول کے دانے تلاش کرتے پھرتے ہیں -

جنگلی ہاتھی کی نیک خصلت کا یہہ کافی ثبوت ہے کہ اُن کے گروہوں کے ساتھہ دوسرے جانور بھی رہتے سہتے ہیں اور ہاتھی ان کو کوئی ایذا نہیں پہنچاتے - مسٹر نیومین تحریر کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ہاتھیوں کے ساتھہ زیبرا اور غزالہ ہرن رہتے دیکھے ہیں - جرمن شکاری ہرسکلنگس نے ایک بڑے زرافہ کے نر کو اُن کے ساتھہ دیکھا ہے -

گروہ میں رہنا ہاتھی کو بھی نہایت مرغوب ہے لیکن اکثر یہہ دیکھا جاتا ہے کہ گروہ میں صرف ایک ہی نسل کے ہاتھی ہوتے ہیں - کوئی دوسرا ہاتھی جس سے اتفاقیہ ملاقات ہو گئی ہو اُس میں کبھی شامل نہیں کیا جاتا - ساخت پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ سب ایک ہی مورث کی اولاد ہیں - سنہ ۱۸۲۴ع میں ایک گروہ گرفتار کیا گیا تھا جس میں اکیس ہاتھی تھے اور سب کی سونڈ کی لمبائی معمول سے بہت زیادہ تھی اور یہہ خصوصیت بھی تھی کہ اُن کی موٹائی میں اوپر سے نیچے تک بہت کم فرق تھا - ایک دوسرا گروہ پینتیس ہاتھیوں کا پکڑا گیا تھا - اُن سب کی آنکھہ کا رنگ ایک سا تھا -

گروہ میں جو سب سے بڑا ' طاقتور ' اور تجربہ‌کار ہوتا ہے وہ بہ اتفاق‌رائے سردار مقرر کر لیا جاتا ہے اور سب اُس کی فرمانبرداری دل و جان سے کرتے ہیں - یہہ سردار اکثر کوئی نر ہوتا ہے - لیکن اگر اس عہدے کے لایق کوئی ذی‌عقل مادہ تصور کی جاتی ہے تو اُس کے حکم کی

پابندی میں بھی کسی کو عار نہیں ہوتا اور اُس کی عزت ایک نر سردار ہی کی طرح کی جاتی ہے -

گروہ کے سب جانور اپنے سردار کی حفاظت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں - اگر کہیں بھاگ کر جان کی حفاظت کرنے کا موقع نہیں ملتا تو سب اپنے سردار کو اِس طریقے سے گھیر لیتے ہیں کہ اُس کو زخمی کرنا دشوار ہو جاتا ہے اور شکاری کو سردار کے مارنے کے لئے پہلے کئی ہاتھیوں کی جان خواہ مخواہ لینی ہوتی ہے - ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب میجر راجرس نے ایک نر سردار کو سخت زخمی کیا تو اُس کے ساتھیوں نے اس کو فوراً گھیر لیا اور اپنے شانوں کا سہارا دے کر اس کو جنگل بھگا لے گئے - (1)

وفاداری کی اس سے بہتر مثال نہیں مل سکتی کہ اُن کو اپنے سردار کی حفاظت کے لئے اپنی جان دینے میں دریغ نہیں ہوتا اور اُس کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے ہیں - شاید ہی کسی فوج نے اپنے سپہ سالار کی حفاظت کے لئے ایسی آمادگی ظاہر کی ہوگی -

ہاتھی کی طرزِ معاشرت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن میں کچھ قواعد اور قوانین ہیں جن کی پابندی گروہ میں ہر ایک پر لازمی ہوتی ہے اور اگر کوئی خلاف ورزی کرتا

"Natural History of Ceylon," by Sir J. E. Tennent. (1)

ہے تو برادری سے خارج کر دیا جاتا ہے - اِس مجرم کو کوئی دوسرا گروہ بھی اپنی ہمراہی میں جگہ نہیں دیتا اور وہ اکیلا رہکر زندگی بسر کرتا ہے - ایسے ہاتھی اس قدر بد طینت ہو جاتے ہیں کہ خواہ مخواہ انسان اور دوسرے جانوروں پر حملہ‌آور ہوتے ہیں -

ہاتھی کے لئے بھی سال بھر میں ایک وقت مستی کا ہوتا ہے - اُس وقت وہ ایسا بے چین اور بے قرار ہوتا ہے کہ کبھی جھومتا اور سر ہلاتا ہے اور کبھی پاؤں سے زمین کھودتا ہے - اُس کی عمر بھر کی تربیت اور خصائل حمیدہ ایک دم میں کافور ہو جاتی ہیں - اِس وقت انسان کو مار ڈالنے میں اُس کو ذرا دریغ نہیں ہوتا - اکثر وہ زنجیریں توڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور گرد و نواح میں ایک مصیبت کا عالم برپا کر دیتے ہیں - لیکن یہہ حالت کچھہ ہی عرصے کے بعد رو باصلاح ہو جاتی ہے اور وہ پھر مطیع اور منقاد بن جاتے ہیں -

افریقہ کا ہاتھی اب کہیں نہیں پالا جاتا - ہاں ' پہلے زمانے میں اہل کارتھیج اُس کو پالتے تھے اور جنگ میں بھی اُس سے امداد لیتے تھے -

ہندوستان میں ہاتھی ہمیشہ سے انسان کا غلام اور مددگار رہا ہے - میدانِ کارزار میں ہاتھیوں کی کثیر تعداد فوج کے ہمراہ رہتی تھی - لیکن بعض مرتبہ اُن سے نفع کے بدلے بہت نقصان پہنچ گیا ہے - راجہ پورو نے سکندر کا جب

پنجاب میں مقابلہ کیا تھا تو پورو کی فوج کے همراہ دو سو هاتهي تھے جو میدان جنگ میں دو دو سو گز کے فاصلے پر کھڑے کئے گئے تھے - تاریخ نویس ایرین (Arrian) اِس جنگ کا بیان کرتے ہوئے تحریر کرتا ھے کہ بہ مقابلہ دشمن کی فوج کے ہاتھیوں نے خود اپنی فوج کا زیادہ نقصان کیا - میدان جنگ سے خوف زدہ ہو کر وہ ایسے بے تحاشہ بھاگے کہ دوست کو دشمن سے ممتاز نہ کر سکے اور دونوں ہی کو پامال کیا - فیل‌بانوں کے مارے جانے پر ہاتھی زخموں کی تکلیف سے تمام میدان میں دوڑتے پھرے اور دوست اور دشمن پر حملہ آور ہوکر اُن کو پاؤں سے کچلا اور دانتوں سے چھیدا -

مہاراجہ چندر گپت کی فوج میں بھی نو ہزار ہاتھی تھے - (۱)

تاریخ سے پتہ چلتا ھے کہ ایک زمانے میں علاوہ ہندوستان کے دوسرے ملکوں میں بھی ہاتھی سکھائے جاتے تھے - یونان میں سب سے پیشتر ہاتھی کو اینٹی پیٹر (Antipator) ہندوستان سے لے گیا تھا - یورپ میں سب سے پہلے اہل کارتھیج نے ہاتھی کو جنگ آزمائیاں سکھائی تھیں - جب روما (Rome) کے باشندوں نے پرس (Phyrrus) کی فوج میں ہاتھی دیکھے تو اُن کو چلتی پھرتی کلیں تصور کر کے بہت خوف زدہ ہوئے - الین اور پلنی نے تحریر کیا ھے کہ

---

(۱) Vincent Smith's "Early History of India."

روما (Rome) میں افریقہ سے ہاتھی لائے جاتے تھے اور اُن سے تماشہ کرایا جاتا تھا -

سلطان جولیس سیزر نے جب انگلینڈ پر فوج کشی کی تو ایک مقام پر اُس کی فوج کو تھمس دریا عبور کرنے کی ضرورت ہوئی - دوسرے کنارے پر برطانیہ کا بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ مقابلے کے لئے کھڑا تھا - سیزر نے ایک بہت بڑا ہاتھی دریا میں ڈال کر دشمن کی طرف بڑھایا - اس کو دیکھ کر برطانیہ کی فوج خوف زدہ ہوکر بھاگ اُٹھی اور سیزر دریا پار کر گیا -

یہہ مسلمہ امر ہے کہ ہاتھی کو تعلیم اور تربیت دینے کا رواج ہندوستان سے ہی جاری ہوا اور مصر وغیرہ کے باشندوں نے ہندوستانیوں سے اس کی تربیت کا سبق سیکھا -

انسانی تعلیم و تربیت سے ہاتھی بڑا عقیل اور فہیم ہو جاتا ہے اور مشکل مشکل اور نئے نئے کام اپنی عقل سے کر دکھاتا ہے - سر یمرسن ٹینینٹ لنکا میں کینڈی شہر کے قریب جنگل میں ایک گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ دفعتاً موڑ پر ایک بہت بڑا پالتو ہاتھی جس کے دانتوں پر ایک بڑا شہتیر تھا نظر پڑا - اُن کا گھوڑا چونکا اور رک گیا - گھوڑے کو خوف‌زدہ دیکھ کر ہاتھی شہتیر کو ایک طرف ڈال کر پیچھے ہٹ گیا - جب گھوڑے کو پھر بھی خوف زدہ پایا تو جنگل کی جھاڑیوں کو کچلتا ہوا اور بھی پیچھے ہٹا - تب گھوڑا آگے بڑھ گیا - نئی عقل

ھاتھی اس وقت باھر نکلا جب کہ گھوڑا کچھہ دور نکل گیا اور شہتیر اُتھا کر اپنا راستہ لیا - ایک حیوان کو دوسرے کی تکلیف کا اس قدر خیال ھونا قابل تحسین اور تعجب ھے -

ھندوستان میں شیر کی شکار کے لئے لوگ ھاتھی پر جایا کرتے ھیں اور اکثر ایسے اتفاقات پیش آتے ھیں کہ شکار کی کامیابی کے علاوہ خود شکاری کی خیریت ھاتھی کی فہم و فراست پر منحصر ھوتی ھے - ایسے موقعوں پر اگر اُس کی کار گذاری صرف اُنھیں کاموں تک محدود رھے جن کی اُس کو تربیت دی گئی ھے اور وہ خود اپنے ھوش و حواس سے کام نہ لے تو مالک کی زندگی دشوار ھو جائے -

کپتان فارسائتھہ صاحب نے صوبہ متوسط میں ھاتھیوں کا بہت تجربہ حاصل کیا - آپ کی ایک تحریر کا ماحصل پیش ناظرین ھے :—

" شکار میں ھاتھی اور شکاری کے درمیان ایک قسم کی محبت پیدا ھو جاتی ھے - ھاتھی کو چڑیا خانے میں یا وزن گھسیتتے دیکھہ کر لوگ اُس کو ایک محض عظیم الجثہ ' بے عقل ' اور سبکرو ' حیوان قیاس کر لیتے ھیں - لیکن وھی ھاتھی شکار میں شکاری کے ھاتھہ پیر بن جاتا ھے اور اپنی فہم و فراست کا ایسا اعلیٰ ثبوت دیتا ھے جو کسی دوسرے جانور سے امید نہیں کی جا سکتی -

جس کی نظر سے شکار کا نظارہ نہیں گذرا اُس اکو یہہ سن کر بڑی حیرت ہوگی کہ ایک تربیت یافتہ ہاتھی شیر کے قریب کس طرح پہنچتا ہے - وہ خشک پتوں، تہنیوں اور گول گول پتھروں کو جو راستوں میں ہوتے ہیں کس ہوشیاری سے ہٹاتا اور راستہ صاف کرتا چلتا ہے تاکہ اُن کی کھڑکھڑاہٹ سے چلنے والے کا پتہ نہ لگے - یہہ دیکھہ کر حیرت ہوتی ہے جب مالک کو جھاڑیوں میں پھینکنے کے لئے پتھر کی ضرورت ہوتی ہے تو اُٹھا اُٹھا کر دیتا چلتا ہے - اور جس وقت اُس خوفناک درندے کے قریب پہنچتا ہے یا اُس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ درندہ کہاں پوشیدہ ہے تو وہ مالک کو سونڈ کے اشارے سے یا اُس کو پٹک پٹک کر آگاہ کر دیتا ہے کہ درندہ کہیں قریب ہی پوشیدہ ہے - اور جب شیر جس کا کہ اُس کو فطرتاً خوف ہوتا ہے نظر کے سامنے آ جاتا ہے اُس وقت اس کا صبر اور استقلال قابل دید ہوتا ہے - ایسے موقعوں پر ہاتھی کا یہہ کام ہے کہ چٹان کی طرح بے حس و حرکت کھڑا ہو جائے چاہے شیر اُچھل کر اس کے سر ہی پر آ گرے - چنانچہ تربیت یافتہ ہاتھی ایسا ہی کر کے دکھا دیتے ہیں - "

وہ فطرتاً بھی سمجھہدار پیدا کیا گیا ہے - بعض موقعوں پر وہ ایسی اعلیٰ سمجھہ سے کام کر دکھاتا ہے کہ انسان حیرت سے انگشت بہ دنداں رہ جاتا ہے - چنانچہ ایک ہاتھی ایک دیوار کے قریب بندھا تھا، کسی نے ایک پھل

اُس کے پاس پھینکا - وہ ہاتھی سے کچھہ دور گرا اور اُس اُس کی سونڈ پھل تک نہ پہنچی - تب اس نے سانس بھر کے زور سے پھوک ماری کہ پھل دیوار سے ٹکرایا اور لوٹ کر اُس کے پاس آ گیا - (۱)

جناب چارلس ڈارون صاحب تحریر فرماتے ھیں کہ "میں نے دیکھا ھے کہ جب کوئی چھوٹی شے ایک ہاتھی کے پاس پھینکی جاتی تھی اور وہ اتنے فاصلے پر رہ جاتی تھی کہ اُس کی سونڈ نہیں پہنچ سکتی تھی تو وہ اُوپر سے اس طرح پھوک مارتا تھا کہ سانس چاروں سمت میں پھیل کر اُس شے کو ہاتھی کی طرف کھینچ لاتی تھی - "

وہ ایسا مطیع و منقاد ھوتا ھے کہ مالک کے اشاروں پر کام کرتا ھے اور حکم کی حرف بحرف پابندی کرنے پر تیار رھتا ھے - اگر یہہ وصف اُس میں کامل نہ ھوتا اور ایک قدم بھی غلط اٹھاتا تو بڑے بڑے جلوس اور میلوں کے اژدھام دم زدن میں درھم برھم ھو جاتے -

انگلینڈ کے ایگزیٹر چینج (Exeter Change) نامی مقام میں ایک مُسن ہاتھی تھا - سنہ ۱۸۳۹ع میں کسی وجہ سے اُس کا ہلاک کر دیا جانا طے ھوا چنانچہ گولی مارنے کے لئے چند سپاھی اُس کے سامنے کھڑے کئے گئے - ہاتھی کے جسم میں پوری ایک سو بیس گولیاں ماري جا چکی تھیں لیکن اس

Jesse's "Gleanings in Natural History," Vol. I. (۱)

کی سخت جان نہ نکلتی تھی نہ نکلی - نہ ہاتھی اپنی پیشانی گولی چلانے والوں کی طرف موڑتا تھا نہ مناسب مقام پر گولی لگتی تھی - بالآخر فیل بان نے ہاتھی کا نام لےکر آواز دی - ایسی جان کنی کی حالت میں بھی اپنی مالوف آواز سنتے ہی اس طرف زانو ٹیک کر متوجہ ہو گیا اور سپاہیوں کو اُس کی پیشانی کو نشانہ بنانے کا موقع مل گیا -

ہاتھی اپنے فیل‌بان کے تمام خاندان اور رشتےداروں سے بخوبی واقف ہو جاتا ہے اور اُن سے بھی محبت سے پیش آتا ہے - فیل‌بان کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی اُس کے ساتھ بے خوف و خطر کھیلتے رہتے ہیں - ہاتھی اُن کو سونڈ سے اُٹھا کر کبھی پیٹھ پر بیٹھا لیتا ہے اور کبھی آہستہ سے پھر نیچے اُتار دیتا ہے -

بیمار ہو جانے پر کڑوی سے کڑوی اور بدذایقہ دوائیں پی لینا اور پھوڑا پھنسی پر نشتر لگوانے کی سخت تکلیف کو بخوشی گوارا کرنا بھی اس کی فہم و فراست پر دال ہے - چنانچہ ایک ہاتھی کی پشت پر بہت بڑا پھوڑا ہوگیا تھا اور ایک ڈاکٹر صاحب سے اس میں نشتر لگانے کی درخواست کی گئی - جب ڈاکٹر صاحب کو کامل اطمینان دلا دیا گیا کہ نشتر کی تکلیف سے ہاتھی کوئی شرارت نہ کرے گا تو وہ نشتر لگانے کو تیار ہو گئے - فیل‌بان نے اُس کو دو زانو بیٹھا دیا اور اُس کے ہاتھ پاؤں تک نہ باندھے -

ڈاکٹر صاحب نے ایک ہتی کاٹنے والے نشتر سے پھوڑے کو چیرا پھاڑا لیکن بجز آہستہ آہستہ کراہنے کے وہ بالکل بےحس و حرکت بیٹھا رہا - یہہ واقعہ بھی کافی شہادت دیتا ہے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اُس کی اصلاح کا بجز تکلیف برداشت کرنے اور صبر و استقلال کے کوئی چارہ کار نہیں -

پادری جولیس ئیگ اپنے والد مسٹر چارلس ئیگ کی سوانح میں اسی مُسن ہاتھی کا جو ایگزیٹر چینج میں مارا گیا تھا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں - یہہ ہاتھی سنہ ۱۸۱۰ع میں انگلینڈ پہنچایا گیا اور کان‌ویلنٹ گارڈن نامی ناٹک کمپنی نے اس کو خرید لیا - کسی کھیل کی مشق کرائی جارہی تھی - اسٹیج پر ایک چھوٹا سا پل بنایا گیا تھا اور اُس پر سے ہاتھی کو گزارنے کی کوشش کی جا رہی تھی - ہاتھی پل پر نہ چڑھا اس لئے اُس دن کھیل بند کر دیا گیا - دوسرے دن ہاتھی پھر پل پر بڑھایا جانے لگا مگر پل کو پاؤں سے ٹٹول کر وہ پھر رک گیا - اِس پر مالک کمپنی نے فیل‌بان کو حکم دیا کہ مارو - اس نے صدہابار آنکڑے مارے اور خون کی ندی سی بہنے لگی - اتفاقاً چارلس‌ئیگ بھی پہنچ گئے - ہاتھی کو اس بےرحمی سے مارنے کو اُنھوں نے منع کیا اور فیل‌بان کا ہاتھہ پکڑ لیا - اسی دوران میں کپتان ہے (Captain Hay) بھی آ گئے - یہہ اُس جہاز کے کپتان تھے جس پر کہ ہاتھی انگلینڈ لایا گیا تھا - ہاتھی کی اُن سے بھی بڑی محبت ہو گئی

تھی چنانچہ اُن کو اُس نے فوراً پہچان لیا اور سونڈ سے اُن کا ہاتھ پکڑ کر اپنے زخم پر رکھا جیسے کہ وہ ان کو دکھانا چاہتا ہو کہ لوگ اُس کو کس بے رحمی سے مار رہے تھے – ہاتھی کا یہہ عمل دیکھہ کر ظالموں اور سنگ دلوں کے بھی دل پگھل گئے اور مالک کو بھی رحم آیا – وہ باہر گیا کچھہ سیب خرید کر لایا اور ہاتھی کو دئے مگر ہاتھی نے سیب لے کر پاؤں سے کچل ڈالے – اس اثنا میں چارلس نیگ بھی کچھہ سیب خرید لائے تو ان سے سیب لے کر ہاتھی نے فوراً کھا لئے –

اپنی عزت آبرو کا ہاتھی کو بہت خیال رہتا ہے اور کسی طرح کی بے عزتی کو پسند نہیں کرتا – چنانچہ ایک شخص اپنے ہاتھی کو روزانہ اپنے پہلے سے قبل شراب پلاتا تھا اور خود بعد میں پیتا تھا – ایک دن یہہ کہہ کر کہ روز تم پہلے پیتے تھے آج میں پہلے پیوں گا مالک نے اپنا پیالہ پہلے بھر لیا – ہاتھی نے اِس کو اپنی بے عزتی خیال کرکے اس دن شراب کا پیالہ قبول نہ کیا –

قید ہو جانے پر ہاتھی کے اولاد نہیں ہوتی ' لہذا جو ہاتھی ہم دیکھتے ہیں وہ سب جنگل سے پکڑ کر لائے جاتے ہیں – لنکا ' آسام ' ریاست میسور ' وغیرہ میں ہاتھی "کھیدا" کے ذریعہ سے پکڑے جاتے ہیں –

کھیدا کے لئے موٹے لمبے لٹھوں کا ایک بڑا گھیر بنا لیا جاتا ہے جس کا طول تقریباً پانچ سو فٹ اور

عرض ڈھائی سو فٹ کے قریب ہوتا ہے - یہہ لٹھے قریب قریب تین فٹ زمین میں گاڑ دئے جاتے ہیں اور بقیہ بارہ فٹ یا کچھہ زائد زمین سے اوپر رھتے ھیں - اور ان پر آڑے آڑے لٹھوں کے پشتے لگا کر گھیر کو نہایت مضبوط اور مستحکم کر لیا جاتا ہے - اُس میں ایک پھاٹک ایسا بنایا جاتا ھے کہ جس وقت ضرورت ھو فوراً اُٹھا لیا جائے یا گرا دیا جائے - ھاتھی کی قدرتی طاقت کے مقابلے میں اِس گھیر کا استحکام کچھہ ھستی نہیں رکھتا کیونکہ اگر وہ بہ اتفاق اُس کی کسی دیوار میں ٹکر بھی مار دیں تو لٹھے اکھڑ جائیں اور گھیر ٹکڑے ٹکڑے ھو جائے تاھم خوش قسمتی سے نہ تو ھاتھی کو اپنی طاقت کا اندازہ ھوتا ہے نہ اتفاق کر لینے کی سمجھہ -

گھیر تیار ھو جانے پر کھیدے کے کارکن جن کی تعداد دو تین ھزار تک ھوتی ھے ھاتھی کے ایک گروہ کو تین سمت سے گھیر لیتے ھیں - یہہ لوگ کئی میل کے دور میں پھیل جاتے ھیں اور اُن کا مقصد صرف یہہ ھوتا ھے کہ گروہ اُن کی صف پھاڑ کر نکلنے نہ پائے بلکہ گھیر کی طرف رفتہ رفتہ بڑھے - یہہ لوگ گروہ کو روز دو ایک کوس گھیر کی طرف بڑھا دیتے ھیں بعض مرتبہ گھیر تک پہنچنے میں ایک یا دو ماہ صرف ھو جاتے ھیں کیونکہ نہایت ھوشیاری اور سہولت سے کام لینا پڑتا ھے - ھاتھیوں کا یکایک خائف ھو جانا اور جوش میں آ جانا ساری محنت

کو رائگاں کر دیتا ھے - اِسی سے ظاھر ھوتا ھے کہ ایک کھیدے میں کتنا روپیہ اور وقت صرف ھوتا ھے اور کس قدر صبر اور استقلال کی ضرورت ھے -

رفتہ رفتہ جب ھاتھی کھیر کے سامنے پہنچ جاتے ھیں تو وہ وقت بڑی نہایت فکر کا ھوتا ھے کھیر سے ھاتھی قدرتاً خائف ھوتے ھیں اور اگر وہ ایک ساتھہ بھاگ پڑیں تو تمام امیدوں پر پانی پڑ جائے - چنانچہ باوجود اس کے کہ جنگل میں ھزارھا آدمی موجود ھوتے ھیں چاروں طرف ایک خاموشی کا عالم طاری ھوتا ھے - ادنی اور اعلی تمام کارکنان کمر بستہ اپنے اپنے مقام پر آخری اشارے کے منتظر تیار کھڑے رھتے ھیں -

یکایک ھر سمت سے ایک زبردست شور برپا ھوتا ھے - ھانکا کرنے والوں کی چیخ ' ڈھولوں کی گڑگڑاھٹ ' اور بندوقوں کی اوازیں زمین اور آسمان کو سر پر اُٹھا لیتی ھیں اور تمام جنگل گونج اُٹھتا ھے - ھاتھی کے دل میں جب تک بےحد خوف طاری نہ ھو کھیر میں ھرگز نہیں داخل ھوتا - اکثر یہہ آخری ھانکا شب میں کیا جاتا ھے کیونکہ آگ اور مشعلوں سے ھاتھی کو ڈرانا آسان ھے -

ھاتھی گھبرا کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگتے ھیں اور آدمیوں کی صفوں کو چیر کر نکل جانے کی کوشش کرتے ھیں لیکن بیچارے جدھر رخ کرتے ھیں ادھر ھی سے مشعل وغیرہ سے ڈراکر بھگا دئے جاتے ھیں - نا امید ھوکر گروہ کا سردار پھاٹک

کی طرف قدم بڑھاتا ہے - پھر پھاٹک پر ٹھٹک کر ایک دو لمحہ سوچتا سمجھتا ہے - جب کوئی اور صورت سمجھ میں نہیں آتی تو بدرجہ مجبوری گھیر میں داخل ہو جاتا ہے - سردار کے گھستے ہی سارا گروہ اُس کے پیچھے دوڑ پڑتا ہے اور پھاٹک فوراً گرا دیا جاتا ہے -

گھیر میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھے بھاگتے چلے جاتے ہیں مگر جب کوئی راستہ نہیں ملتا تو پھر پھاٹک پر واپس آتے ہیں اور اُس کو بند پاکر نہایت مضطرب اور پریشان ہوکر اِدھر اُدھر چکّر لگانے لگتے ہیں -

تمام کارکنان گھیر کا محاصرہ کر لیتے ہیں اور بھالوں وغیرہ سے ڈرا کر ہاتھیوں کو لٹھوں سے ٹکر نہیں مارنے دیتے - جب اس دوا و دوش سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو کبھی کسی مقام پر ٹھہر جاتے ہیں اور کبھی جوش امید میں پھر آزادی کے لئے کسی دوسری جانب رخ کرتے ہیں - آزادی بھی ہر ذی روح کا پیدائشی حق ہے جس کے لئے یہہ متوحش جانور بھی اپنی انتہائی کوشش ختم کر لیتے ہیں - جب کوئی چارہ‌کار نظر نہیں آتا تو مجبور ہوکر حسرت و اندوہ کے عالم میں کسی مقام پر سر جھکاکر کھڑے ہو جاتے ہیں -

اس کے بعد گروہ کو دو ایک روز برابر فاقہ دیا جاتا ہے - پھر تربیت‌یافتہ ہاتھیوں کی امداد سے اُن کے پاؤں میں پھندا ڈال کر ایک ایک باہر نکالا جاتا ہے -

ایک کھیدے کا دلچسپ بیان کرتے ہوئے سر پمرسن ٹھلنٹ لکھتے ہیں کہ "دوسرے روز پالتو ہاتھیوں کو اندر لے جانے کی تیاری کی گئی - پھاٹک آہستہ سے اُٹھایا گیا اور دو تجربےکار اور تربیت‌یافتہ ہاتھی معہ اپنے اپنے فیل‌بانوں اور دو ملازموں کے اندر داخل ہوئے - ان کے ساتھ ایک بوڑھا پھندا ڈالنےوالا اور اُس کا بیٹا رنگھانی بھی تھا - پھندا ڈالنے میں یہ باپ بیٹے اپنے عصر کے اُستاد تصور کئے جاتے تھے -

پالتو ہاتھیوں میں ایک کی عمر سو برس سے بھی زیادہ تھی اور دوسری ایک ہتھنی تھی جس کا نام شری ویدی تھا - شری ویدی اپنے آزاد بھائی بندوں کے گرفتار کرانے میں بڑی کامل مہارت رکھتی تھی اور اِس کام میں اُس کو ایک عجیب لطف حاصل ہوتا تھا - وہ نہایت ہی ہوشیاری سے آگے بڑھی اور جیسے ہی وہ گروہ کے قریب پہنچی تو سب ہاتھی اُس کی طرف بڑھے - گروہ کا سردار پاس آیا اور اُس کے سر پر اپنی سونڈ پھیری - اِس کے بعد وہ واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑا ہو گیا - شری ویدی بھی اُس کے پیچھے لگ گئی تاکہ پھندا ڈالنے والے کو پھندا ڈالنے کا موقع ملے - جنگلی ہاتھی نے فوراً محسوس کر لیا کہ اُس کے پاؤں میں پھندا ڈالے جانے کی فکر کی جا رہی ہے اور پاؤں کو جھٹکا دےکر وہ پھندا ڈالنے والے پر حملہ کرنے کی غرض سے گھوما - شری ویدی نے فوراً اپنی

سونڈ اُٹھاکر اُس کو دھمکایا اور پیچھے ہٹا دیا - اس دوران میں بوڑھے پھندا ڈالنے والے کے کچھ چوٹ بھی آ گئی لہذا وہ فوری باہر پہنچا دیا گیا اور اس کے بیٹے نے وہ کام انجام دینا شروع کر دیا -

اب جنگلی ہاتھی ایک ہی مقام پر ایک دوسرے سے ملکر کھڑے ہو گئے - پالتو ہاتھی سب سے بڑے نر کے پاس پہونچائے گئے اور یہ دونوں جنگلی ہاتھی کو بیچ میں کرکے کھڑے ہو گئے - اُس وقت اُس جنگلی ہاتھی کا اضطراب اور بے چینی قابل دید تھی - کبھی وہ ایک پاؤں پر اور کبھی دوسرے پر کھڑا ہوتا تھا - ادھر رنگھانی چور کی طرح پھندا لے کر آگے بڑھا - پھندے کی رسی کا ایک سرا شری ویدی کی گردن میں بندھا تھا - جیسے ہی ہاتھی نے پاؤں اٹھایا رنگھانی کو موقع مل گیا اور اُس نے پھندا ڈال دیا - دونوں پالتو ہاتھی فوراً پیچھے ہٹے اور جنگلی ہاتھی شری ویدی کے ساتھ گھسٹنے لگا - جب شری ویدی جنگلی ہاتھی کو لئے جا رہی تھی تو دوسرا پالتو ہاتھی گروہ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تاکہ اُن میں سے کوئی اپنے ساتھی کی حالت زار دیکھ کر شری ویدی کے کام میں مُخل نہ ہونے پائے -

جنگلی ہاتھی نے اب بڑی شرارت شروع کی - کبھی چینختا چنگھاڑتا اور کبھی چھڑاکر بھاگنے کی کوشش کرتا - جس درخت سے وہ باندھا جانے کو تھا وہ بیس تیس گز کے فاصلے

رو تھا - شری ویدی نے درخت کے چاروں طرف گھوم کر رسّی کا ایک پھیر ڈال دیا - دوسرا پھیر ڈالنا ممکن نہ تھا کیونکہ درخت کی رگڑ کی وجہ سے جنگلی ہاتھی کو اور زیادہ کھینچنا اُس کی طاقت سے باہر تھا - لہذا دوسرا پالتو ہاتھی اب امداد کے لئے آ پہنچا اور جنگلی ہاتھی کے سر اور شانوں سے اپنا سر اور شانے لگاکر اس کو پیچھے ہٹایا اور اس طرح دوسرا پھیر بھی ڈال دیا گیا -

اس کے بعد دونوں پالتو ہاتھی جنگلی کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے اور رنگھانی نے چھپکر دونوں اگلی ٹانگوں میں بھی پھندے ڈال دئے - ان پھندوں کی رسّیاں بھی درختوں سے باندھ دی گئیں -

پالتو ہاتھیوں کے ہٹتے ھی جنگلی نے وہ شور و غلّ مچایا اور آزادی کے لئے وہ وہ کوششیں کیں کہ دیکھہ کر ہیبت ہوتی تھی - کبھی چنگھاڑتا، کبھی پھندوں کی گرہ کھولنے کی کوشش کرتا، یا رسّوں کو کھینچتا، اور تانتا تھا - بالاخر تھک کر ایک پہلو پر گر گیا - سر اور پاؤں زمین پر ٹیک کر بندشیں توڑنے کے لئے ایک ایسا انتہائی زور کیا کہ پچھلی ٹانگیں اونچی اُٹھہ گئیں - اس کی حالتِ زار پر رحم آتا تھا - کئی گھنٹے تک وہ ایسی ہی کوششیں کرتا رہا پھر مجبور ہوکر خاموش کھڑا ہو گیا -

اسی طرح یکے بعد دیگرے سب ہاتھی باندھ دئے گئے -

یہہ عجیب بات تھی کہ جنگلی ھاتھی فیل‌بانوں کی طرف رُخ بھی نہ کرتے تھے -

پھر اسی طرح ایک دوسرا گروہ پھانسا گیا - اِس میں ایک مست ھاتھی تھا جس نے بڑی آفت برپا کی - پھندا ڈال‌کر جب وہ کھینچا گیا تو سونڈ سے اس نے ایک بڑا درخت پکڑ لیا اور لپٹ گیا - اُس کو درخت سے چھڑانے کے لئے تین ھاتھی لگانا پڑے - جب ایک پاؤں میں پھندا پڑ گیا تو دوسرے کو وہ جسم کے نیچے چھپاکر بیٹھہ گیا - بالاخر جب اُس کے چاروں پیروں میں پھندے پڑ گئے تو اُس نے وہ آہ‌ونالہ کیا کہ سننے‌والوں کے دل دہلتے تھے - زمین پر پڑا وہ آہ‌وزاری کر رھا تھا اور دونوں آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہ رھے تھے -

اس میں کلام نہیں کہ بغیر پالتو ھاتھیوں کے آزاد ھاتھیوں کو پکڑنا ناممکن ھے - بلکہ اگر وہ کافی تربیت‌یافتہ نہ ھوں اور بجائے خود اپنی عقل پر زور دےکر کام کرنے کے ھر موقع پر حکم کے منتظر رھیں تو جنگل کے ھاتھی ھرگز گرفتار نہ کئے جا سکیں -

ان نو گرفتاروں کو غسل کے لئے یا پانی پلانے کے لئے جب لے جاتے ھیں تو دو تربیت‌یافتہ ھاتھی اور ایک بھالے‌والا ساتھہ ھوتا ھے - تقریباً دو ماہ کے بعد اُن کو تنہا لے جانے کی کوشش کی جاتی ھے -

میمتھ ھاتھی

(The Mammoth or Elephas primigenus)

اگرچہ یہ کتاب صرف اُن ھی جانوروں کے بیان تک محدود ھے جو فی زمانتا پائے جاتے ھیں لیکن میمتھ کا مختصر ذکر خالی از دلچسپی نہیں - آج میمتھ کو عالم وجود سے معدوم ھوئے غالباً لاکھوں سال گزر چکے لیکن اب تک اُن کے ڈھانچے اور دانت اتنی کثرت سے ملتے ھیں کہ اگر اُس کا وجود بھی کسی حیثیت میں مان لیا جائے تو خلاف‌رائے نہ ھوگا -

ملک سائبیریا میں سردی کے اثر کی وجہ سے اِس وقت تک اُس کی نعشیں ' گوشت ' کھال ' اور بال ' وغیرہ اُسی حالت پر پائے جاتے ھیں جیسے کہ زندگی میں ھوں گے -

میمتھ ان موجودہ ھاتھیوں سے بڑا ھوتا تھا - اُس کا طول پندرہ فٹ سے اٹھارہ فٹ تک ھوتا تھا - وہ دنیا کے شمالی حصّوں میں جہاں کہ زمین ھمیشہ برف سے ڈھکی رھتی ھے پایا جاتا تھا اور سردی سے پناہ دینے کی غرض سے قدرت نے اُس کے جسم کو بڑے بڑے بال عطا کئے تھے جن کا رنگ سُرخی‌مائل ھوتا تھا - اُن کے دانت دائرے کی طرح ھوتے تھے جن کی بیرونی سطح کی پیمایش نو دس فٹ سے کم نہ ھوتی تھی -

میمتھہ ھندوستان کے ھاتھی کے بہت مشابہ تھا اور اصحاب فن کا خیال ھے کہ دونوں کی پیدایش ایک ھی نسل سے معلوم ھوتی ھے -

میمتھہ کے ڈھانچے اور دانت نصف کرۂ ارض شمالی میں پائے جاتے ھیں - انگلینڈ ' وسط یورپ ' روس اور سائبیریا ' وغیرہ میں کبھی یہہ جانور پایا جاتا تھا - لندن کے نیچرل ھسٹری عجائب خانے میں میمتھہ کی ایک پوری کھوپڑی معہ دانتوں کے ھے جو شہر اِلفرڈ کے قریب ایک کھیت میں دفن ملی تھی - (۱)

روس کی دارالسلطنت پیٹروگراڈ (یا لینن‌گراڈ) کے عجائب خانے میں میمتھہ کا ایک پورا ڈھانچہ ھے جس کو سنہ ۱۸۰۶ ع میں ماسکو کے مسٹر ایڈمس لائے تھے - اُنھوں نے سائبیریا جاکر نعش کی جانچ کی - میمتھہ کا گوشت ' بال اور کھال ' سردی کے باعث اپنی اصل حالت پر قایم تھے لیکن بدقسمتی سے لوگوں نے اس کا کچھہ گوشت کاٹ کاٹ کر گھریلو کتّوں کو کھلا دیا تھا - بھالوؤں نے بھی اُس کے جسم کے اکثر حصے کھا لئے تھے - صرف گردن کی کھال اور بال محفوظ تھے اور بالوں کی ایک بہت بڑی مقدار چاروں طرف پھیلی ھوئی تھی -

اس بات کی تحقیق تو قدامت پسند حضرات ھی کر سکتے

---

(۱) Sir Ray Lankester's "Extinct Animals."

هیں کہ اس جانور نے اس جہانِ‌فانی میں کب قدم رکھا ہوگا اور مرنے پر اُس کی نعش کتنی مدت تک وہاں دبی رہی ہوگی - نہ‌معلوم اس زمانۂ دراز میں کتنی قوموں کا عروج اور زوال ہوا اور کتنے ملک سرسبز اور شاداب ہوکر برباد ہوگئے -

یہ امر بالتحقیق نہیں کہا جا سکتا کہ میمتھ کب عالم‌وجود میں آیا اور پھر کب فنا ہوکر پردۂ عدم کو پہونچا - ہاں طبقات ارضیہ کے پلسٹوسین (Pleistocene) طبقے میں میمتھ کے دفن شدہ ڈھانچے ملتے ہیں - یہہ طبقہ سطح ارض سے تقریباً دو سو فٹ گہرائی تک چلا گیا ہے - گلےشیل زمانے (Glacial Period) میں اور اُس کے بعد بھی میمتھ کا وجود برطانیہ میں تھا - اِس لئے اغلب گمان ہے کہ اِس کو ایک لاکھ سال گزرے ہونگے کہ اُس نے عدم‌آباد کا راستہ لیا - اُس وقت انسان حیوانوں کے مانند کھوہ میں رہا کرتا تھا اور لکڑی پتھر کے بھالے اور تیر بنایا کرتا تھا -

فرانس میں ایک تصویر ملی ہے جس کو اسی قدیم زمانے کے دستکار نے میمتھ کے دانت پر کندہ کیا تھا - اِس تصویر کی بابت ایک مصنف تحریر کرتے ہیں کہ "ایک قدیم زمانے کی قبر میں جب کہ انسان دھاتوں سے قطعی ناواقف تھا اور پتھر کے اسلحہ بناتا تھا میمتھ کے دانت کا ایک ٹکڑہ ملا ہے جس پر میمتھ کا نقش کندہ ہے - اُس

نقش میں اُس کے موتے موتے بال بھی دکھائے گئے ھیں - چقماق اور معمولی پتھر کے اسلحہ بھی اُس قبر کے اندر نکلے - یہ سب ثبوت دیتے ھیں کہ وہ شخص جو اُس قبر میں دفن کیا گیا تھا یا تو مہمتھہ کا کوئی بڑا شکاری تھا یا کوئی مشہور دستکار تھا - (۱)

جماعت ھپوپوتیمس

(The Hippopotamidæ).

خشکی کے تمام عظیم‌الجثہ جانوروں میں ھاتھی کے بعد ھپوپوتیمس (دریائی گھوڑے) شمار کیا جاتا ھے - ھپو ایک بھاری، بھدا اور بد وضع جانور ھے اور اُس زمانے کی یادگار ھے جب کہ آج کل کے خوش وضع اور خوش قطع حیوانوں کا وجود بھی نہ تھا - کسی نے بہت خوب کہا ھے کہ چڑیا خانے میں طرح طرح کے خوش‌نما اور تیز جانوروں میں ھپو کا وجود ایسا معلوم ھوتا ھے جیسے کہ آج کل کے خوش پوشاک اور مزین اسلحہ سے آراستہ سپاھیوں کے درمیان ایک پرانی وضع و تراش کا دقیانوسی سپاھی ڈھال اور مُگدر باندھے آکر کھڑا ھو گیا ھو -

---

(۱) "The Puzzle of Life," by Arthur Nichols, F. R. G. S.

ہندوستان میں ہپو کو اکثر دریائی گھوڑے کے نام سے موسوم کرتے ہیں لیکن گھوڑے اور ہپو میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ دن اور رات میں – ہپو کو گھوڑا کہنا ایک خوبصورت خوشنما گھوڑے کی توہین کرنا ہے – مصر میں ہپو کو دریائی سؤر کہتے ہیں –

اس قدآور جانور کی اونچائی تقریباً ساڑھے پانچ فٹ اور جسم کا طول معہ دُم کے بارہ سے چودہ فٹ تک ہوتا ہے – ہپو کا جسم اس قدر چربی والا ہوتا ہے کہ اُس کے پیٹ کا دَور بھی قریب قریب جسم کی لمبائی کے برابر ہوتا ہے – ٹانگیں نہایت مختصر ہونے کی وجہ سے اس کا شکم زمین سے ملا ہوا نظر آتا ہے اور اس کی اونچائی کا پورا اندازہ نہیں ہوتا – ہپو کا وزن تقریباً سو من ہوتا ہے –

خشکی کے جانوروں میں اس قدر وسیع اور کشادہ منہ کسی کا نہیں ہوتا اور جب وہ منہ کھولتا ہے تو اپنے خوفناک دانتوں کی وجہ سے نہایت مہیب معلوم ہوتا ہے –

نیچے والے جبڑے کے کاٹنے والے دانت مسوڑوں سے نکل کر حسب معمول سیدھے نہیں ہوتے بلکہ باہر کی طرف خمیدہ ہوتے ہیں – اُس کے خونناک کولے بھی باہر کو جھکے ہوئے اور گول ہوتے ہیں – ان کی لمبائی تقریباً تیس انچ ہوتی ہے جس کا ایک تہائی حصہ مسوڑے کے باہر ہوتا ہے – ایک ایک کولے کا وزن چار پونڈ سے سات پونڈ تک

ہوتا ہے - ہپو اپنے کھلوں سے پودھوں کو معہ جڑ کے اس طرح اکھاڑ لیتا ہے جیسے کاشتکار اپنے اوزاروں سے -

ہپو کا اوپری لب باہر کو لٹکا ہوتا ہے اور تھوتھڑی کے اُوپری حصے میں نتھنے ہوتے ہیں جو پانی میں غوطہ لگاتے وقت بند کئے جا سکتے ہیں - اتنے عظیم جسم کے مقابلے میں اس کے کان نہایت چھوٹے ہوتے ہیں اور دُور کی آوازیں سننے کے لئے وہ ان کو برابر حرکت دیتا رہتا ہے - غوطے کے وقت وہ کانوں کو بھی اس طرح بند کر لیتا ہے کہ اُن میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں جا سکتا - آنکھیں کانوں کے قریب چہرے کی سطح سے اُوپر اُٹھی ہوتی ہیں - جسم میں بعض بعض جگہ دو انچ موٹی چربی ہوتی ہے - کھال کا وزن تقریباً پانچ ہنڈریڈویٹ یعنی سات من کے قریب ہوتا ہے - دُم لمبائی میں آٹھ یا نو انچ اور نہایت بدنما ہوتی ہے - نر کا رنگ گہرا بھورا اور مادہ کا کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے -

ہپو کی وسیع کھوپڑی میں چھوٹا سا دماغ ہوتا ہے اور جسم میں بد وضع اور بھدّا ہونے ہی کے مطابق وہ عقل میں بھی کمزور ہوتا ہے - جو تھوڑی سی عقل بیچارے کے حصے میں آئی ہے وہ تلاش معاش ہی میں صرف ہو جاتی ہے - مگر ہپو عقل سے اس قدر خالی بھی نہیں ہے کہ اپنی جان کی حفاظت نہ کر سکے -

افریقہ کے قدیم باشندے ہپو کو اکثر گھٹکوں کے ذریعہ

سے پکوا کرتے ہیں اس لئے ہپو بھی ان کھٹکوں سے کھٹکتا رہتا ہے اور اُن کے پاس تک نہیں پھٹکتا - یہہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں ہپو رہتا ہے وہاں اگر بندوق چلانے والوں کا گذر ہونے لگتا ہے تو وہ اُس جگہ کو چھوڑکر دوسری جگہ بود و باش اختیار کر لیتا ہے -

ہپو افریقہ کے جنوب اور مشرق میں ہوتا ہے اور کہیں نہیں پایا جاتا - ان کے گروہ دریا اور جھیلوں کے کناروں پر رہتے ہیں اور زیادہ تر پانی میں بسر اوقات کرتے ہیں- خشکی میں ان کی چال ڈھال نہایت بھدی ہوتی ہے اور اپنے موٹاپے کے باعث اُن کو فوراً تکان ہو جاتا ہے - لیکن پانی میں وہ بہ سہولت اور تیزی سے تیرتا ہے -

بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اُن کے گروہ جولانی میں کسی اونچے مقام سے پانی میں کود کود کر کھیل تماشے کا لطف گھنٹوں تک اٹھاتے ہیں - اُن کی آوازیں اور کودنے کا شور میلوں تک سنائی پڑتا ہے - ہپو زیادہتر شب ہی میں باہر آتے ہیں اور ذرا آہٹ پاتے ہی پانی میں کود جاتے ہیں -

وہ نہایت غصّہ ور جانور ہے - خصوصاً اگر تاریکی میں اُن کا کوئی گروہ دریا میں کسی دشمن کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جائے تو خدا ہی خیر کرے - بڑی بڑی کشتیوں پر بھی اُن سے پناہ نہیں ملتی کیونکہ اپنے جسم کے ایک ہی دھکے سے وہ اکثر کشتی تک پلٹ دیتے ہیں - چنانچہ

ڈاکٹر لونگ‌سٹن (Dr. Livingstone) اور ان کے ہمراہیوں کو ایک مرتبہ ایک غضب‌ناک گروہ کا سامنا کرنے کی مصیبت پیش آئی تھی اور اُن کی کشتی ایک ہپو نے پلٹ دی تھی - سر سیمیول بیکر (Sir Samuel Baker) تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک کشتی جو بکریوں سے بوجھل ہو رہی تھی اس کو ہپو نے ایسے زور سے دھکا دیا کہ وہ پلٹ گئی اور بکریاں ڈوب گئیں -

ہپو کی بڑی طاقت کے سامنے انسان کی کچھہ ہستی نہیں - اُس کے خوفناک دانت اور قوی جبڑوں کا مقابلہ بغیر ہتھیار کے ہرگز نہیں کیا جا سکتا - اکثر ایسے واقعات دیکھے گئے ہیں کہ ہپو نے آدمی کو منھہ سے پکڑ لیا اور اپنے طاقتور جبڑوں سے ایک بار ہی دباکر اُس کے دو ٹکڑے کر دئے -

اُس کے دانتوں کی ہڈی میں یہہ خاص وصف ہوتا ہے کہ پرانی پڑنے پر بھی وہ پیلی نہیں پڑتی اس لئے وہ انسان کے دانت بنانے کے کام میں آتی تھی - اب چونکہ دندان‌سازی کے لئے اُس سے بہتر چیزیں ایجاد ہو گئی ہیں اِس لئے اُس کے استعمال کی ضرورت نہیں رہی -

ہپو کی دبیز اور مضبوط کھال نہایت کارآمد ہوتی ہے - اُس کے چابک، مشینوں کے لئے پٹے وغیرہ بنائے جاتے ہیں - ایک سیاح کا بیان ہے کہ افریقہ‌والے اُس کی

کھال کے لمبے اور پتلے ٹکڑے کاٹ کر خشک کر لیتے ھیں پھر ھتھوڑے وغیرہ سے پیٹ کر اُس کے نہایت مضبوط چابک تیار کرتے ھیں -

اس کی چربی بہت عمدہ ھوتی ھے کیونکہ اُس میں کسی قسم کی بو نہیں ھوتی - افریقہ کے قدیم باشندے اکثر اُس کا گوشت بھی کھاتے ھیں اور ایک ھپو کے جسم سے دو تھائی من عمدہ صاف چربی بھی نکل آتی ھے -

گوشت چمڑہ اور چربی سب کارآمد ھونے کے باعث ھپو کا بھی شکار کیا جاتا ھے اور اُس کی تعداد کمی پر ھے - ایک صاحب بتلاتے ھیں کہ سنہ ۱۸۹۹ ع میں انہوں نے کھلی مانجرو اور میرو پہاڑوں کے درمیان جھیلوں میں کثرت سے ھپو دیکھے تھے جن کی تعداد ڈیڑھ سو سے کم نہ تھی - لیکن سنہ ۱۹۰۳ ع میں اُن جھیلوں میں ھپو کا کہیں نام و نشان بھی باقی نہ تھا -

اکثر اُس کے ایک بچہ پیدا ھوتا ھے اور کبھی کبھی دو بھی - ماں بچے سے بہت محبت کرتی ھے اور پانی میں اس کو پشت پر کھڑا کر لیتی ھے - غوطہ لگاکر وہ زیادہ دیر تک پانی کے اندر نہیں رھتی تاکہ بچے کو سانس کی زیادہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے -

ھپو فطرتاً جنگجو ھوتا ھے - اکثر شب میں نر ایک دوسرے پر ڈونکتے ھیں اور اُن کی آواز دور تک سنائی دیتی

ھے - پرانے نروں کے جسم پر زخموں کے نشان ان کی جنگجو خصلت کے شاھد ھوتے ھیں -

وہ آپس ھی میں لڑتے بھڑتے ھیں اور کسی دوسرے جانور کو کبھی ایذا نہیں پہنچاتے - انسان کے دشمن وہ صرف اس وجہ سے ھوتے ھیں کہ انسان ان کا شکار کرتا ھے اور ان کو امن سے زندگی بسر نہیں کرنے دیتا - یہی وجہ ھے کہ وہ انسان پر اکثر بلاوجہ ھی حملہ‌آور ھوتے ھیں - جہاں وہ ستائے نہیں جاتے وھاں وہ انسان سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے - چنانچہ جرمنی کے ایک شکاری ھرسکلنگس نے وسط افریقہ کی وکٹوریہ‌نیانزہ جھیل میں دیکھا کہ کچھ غیر مہذب لوگ بانس کے بیڑوں پر بے خوف مچھلی مارتے پھرتے تھے اور اُن کے آس پاس ھپو کے جھنڈ کے جھنڈ تیرتے تھے مگر بیڑوں پر کبھی حملہ نہ کرتے تھے -

ھپو کی ایک چھوٹی صنف ملک لائبیریہ میں ملتی ھے مگر اُس کی تعداد اس قدر کم ھے کہ وہ شاذ و نادر کہیں نظر آتا ھے - اس کا قد و قامت تقریباً بڑے سؤر کے برابر ھوتا ھے - وہ تنہائی‌پسند ھے اور ھر نر صرف ایک مادہ کے ساتھہ دیکھا جاتا ھے -

جماعت ھپو میں علاوہ ھپو کے اور کوئی نوع نہیں ھے -

جماعت گینڈا

(The Rhinoceros.)

گینڈے کے نام سے ہندوستان میں شاید ہی کوئی ناواقف ہو کیونکہ اس جسیم حیوان کی دو اصناف اِس ملک میں بھی پائی جاتی ہیں - یہہ پہلے بہت سے ملکوں میں ہوتا تھا - روس ' فرانس ' جرمنی وغیرہ میں گینڈے کے ڈھانچے طبقات ارضیہ میں پائے جاتے ہیں اور اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں اِن سرد ملکوں میں بھی گینڈا ہوتا تھا - لیکن فی‌زماننا گینڈا صرف افریقہ اور ایشیا کے گرم حصوں میں پایا جاتا ہے -

اس کے ناک کا سینگ ویسا ہی عجیب ہے جیسی کہ ہاتھی کی سونڈ - شیرخوار حیوانات میں بجز گینڈے کے اور کسی کی ناک پر سینگ نہیں ہوتا - بعض انواع کی ناک پر دو سینگ ہوتے ہیں -

جیسا یہہ سینگ انوکھا ہے ویسی ہی اُس کی ساخت بھی عجیب ہے کیونکہ اُس میں ہڈی نہیں ہوتی بلکہ ناک پر نہایت لمبے لمبے اور موٹے موٹے بال ایک لعاب‌دار مادہ سے چپک‌کر سینگ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں او اس کا انکشاف خوردبین سے ہو جاتا ہے - اس امر کا کافی ثبوت کہ ناک کی ہڈی سے سینگ کی ساخت علحدہ ہے اُس کھال سے ہوتا ہے جو دونوں کے درمیان حدِ فاصل

ہوتی ہے - مردہ گینڈے کا سینگ اگر دھوپ میں خشک کرلیا جائے تو وہ تیز چُھری سے کاٹا جا سکتا ہے -

حیرت‌انگیز بات یہہ ہے کہ اگرچہ اس میں ہڈی نام و نشان کو بھی نہیں ہوتی پھر بھی نہایت ٹھوس اور سخت ہوتا ہے اور جلا دئے جانے پر وہ نہایت چکنا اور چمکدار بن جاتا ہے اور ہزاروں قسم کی کارآمد اشیاے اُس سے بنائی جاتی ہیں مثلاً پیالے ' تلوار کے دستے وغیرہ -

اُس کے پیالے کسی زمانے میں بہت بیش‌بہا سمجھے جاتے تھے کیونکہ اُن کی یہہ خاصیت مشہور تھی کہ اُن میں زہر ڈالتے ہی اُبل کر نیچے گر جاتا ہے - ایشیائی سلاطین اسلام اکثر اس کا پیالہ ساتھہ رکھتے تھے چنانچہ بابر نے اپنی سوانح میں تحریر کیا ہے اُس نے بھی ہندوستان میں آکر گینڈے کے سینگ کا پیالہ بنوایا تھا -

سینگ کے بعد ہماری توجہ گینڈے کی کھال کی طرف مبذول ہوتی ہے جو نہایت وزنی ' دبیز اور سخت ہوتی ہے - کھال کے پرت ایک دوسرے پر سپر کی طرح چڑھے ہوتے ہیں اور وہ بعض جگہ جھول کی طرح لٹکتی رہتی ہے - کھال اُس کے بدن پر اس قدر ڈھیلی ہوتی ہے کہ اُس کے ناپ سے بڑی معلوم ہوتی ہے - جسم کے اوپری حصے پر اور دونوں پہلوؤں میں وہ پورے دو انچ موٹی ہوتی ہے - اُس کا وزن تقریباً چھہ سات من ہوتا ہے - کسی جانور

کی کھال اُس کے گوشت سے اتنی آسانی سے جدا نہیں کی جاسکتی جتنی کہ گینڈے کی - اس کی کھال کی تہالیں نہایت مضبوط ہوتی ہیں -

انسان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی اُس کے سخت دشمن ہوتے ہیں جو ہزارہا اُس کی کھال کے جھولوں میں گھُسے رہتے ہیں اور کھال کو کاٹ کر گوشت میں گھُس جاتے ہیں - اُن کی وجہ سے گینڈا نہایت بےچین اور مضطر ہو جاتا ہے اور اُن سے مامون رہنے کے لئے گھنٹوں تک صرف نتھنے باہر نکالے ہوئے پانی اور کیچڑ میں ڈوبا رہتا ہے اور اکثر کیچڑ کی ایک موٹی سی تہ لوٹ پوٹ کر جسم پر چڑھا لیتا ہے -

ہر گینڈے کے ساتھ کچھ چھوٹی چھوٹی چڑیاں رہتی ہیں - وہ اُس کے جسم سے کیڑے مکوڑوں کو چن چن کر کھایا کرتی ہیں - اُن سے گینڈے کو بےحد آرام ملتا ہے اور جب یہہ چڑیاں اُس کے جسم پر بیٹھتی ہیں اس وقت گینڈا بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے -

علاوہ ازیں یہہ پرندے اس کی محافظت اور نگرانی کا ذریعہ بھی ہیں کیونکہ جب کسی شکاری کی آمدوشد کی اُن کو اطلاع ہو جاتی ہے تو آرام سے سوتے ہوئے غافل گینڈے کے کان پر وہ اس قدر چہچہاتے ہیں کہ وہ بیدار ہو جاتا اور وہاں سے بھاگ جاتا ہے - چنانچہ ایک تجربہ‌کار شکاری صاحب مسٹر گارڈن کمنگ تحریر فرماتے ہیں کہ "گینڈے کے

قریب کسی ایسے مقام پر پہنچنے سے قبل کہ میں گولی چلا سکوں اُن پرندوں نے جو کہ اُس کے ساتھہ تھے اپنی چونچیں اُس کے کان میں ڈال کر نہایت سمع‌خراش آواز سے اس کو ہوشیار کردیا - گینڈا جاگا، فوراً اُٹھا اور تیزی سے بھاگ کر جنگل میں گھُس گیا - پھر اس کا کہیں پتا نہ چلا - یہہ چڑیاں سب قسم کے گینڈوں کے همراہ رهتی هیں - گینڈے کے جسم پر غلاظت کے باعث هزاروں کیڑے مکوڑے هوتے هیں اور وہ انهیں کو چن چن‌کر کهایا کرتی هیں - یہہ پرندے گینڈے کے بڑے خیرخواہ هوتے هیں اور اُس کو خواب غفلت سے بیدار کر دیتے هیں - وہ اُن کی آواز کے اشارے پر جاگ کر بهاگ جاتا هے" -

اُس کے سر اور ناک کی هڈی نہایت مضبوط اور موٹی هوتی هے - اگر وہ کمزور هوتی تو کسی سخت چیز پر سینگ مارتے هی فوراً چُور چُور هو جاتی -

گینڈے کی آنکھیں چھوٹی اور نگاہ کمزور هوتی هے - اس کی قوت‌شامہ هی پر اس کی حفاظت منحصر هے - اپنے جانی دشمن انسان کی بُو کا بہت دور سے احساس کر لیتا هے - اس لئے اُس کے شکاری کو نہایت هوشیاری کی ضرورت هے -

گینڈے کی ٹانگیں چھوٹی اور موٹی هوتی هیں اور پاؤں میں تین کُھر هوتے هیں - مختصر سی بدنما دُم پر بال نہیں هوتے اور جسم کا رنگ اکثر دھندلا سا هوتا هے -

گینڈا سبزی‌خور جانور ہے اور اُس کی بسر اوقات گھاس پتّے اور جڑوں پر ہے - جڑیں وہ اپنے سینگ سے کھود لیتا ہے -

یہہ جانور اکثر دلدلوں اور جھیلوں میں کیچڑ میں لوٹتا رہتا ہے یا گھنے درختوں کے سایہ میں کھڑا سوتا رہتا ہے - بلند گھاس اور نرکلوں میں پوشیدہ رہنا اس کو بہت مرغوب ہے - اپنی آرامگاہ کی جو پندرہ بیس فٹ کے دور میں ہوتی ہے جڑیں وغیرہ اُکھیڑ کر اور گھاس کو پاؤں سے کچل‌کر ہموار بنا لیتا ہے -

گینڈا بھاری اور بھدّا اور سُست مزاج ضرور ہے لیکن ضرورت کے وقت وہ ایسی تیزی ظاہر کرتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے - باوجود ایسا عظیم‌الجثہ ہونے کے وہ گھوڑے کے سوار کو بھی ناہموار زمین پر میلوں تک اپنی ہوا نہیں لگنے دیتا اور مشکل سے پکڑا جاتا ہے - اس مثلث پاؤں پتھریلی زمین پر دوڑنے کے لئے نہایت موزوں ہوتے ہیں -

مقید گینڈے کو دیکھ‌کر محسوس ہوتا ہے کہ اس کو چلنا پھرنا بھی دشوار ہوگا - حقیقت یہہ ہے کہ مقید ہوکر وہ اپنی آزاد زندگی کی ذاتی خصوصیات کو ہرگز ظاہر نہیں کر سکتا - بھلا وہ جانور جو کٹھروں میں محصور رہ کر زندگی بسر کریں اپنی حفاظت اور ضروریات کے لئے حرکت تک نہ کر سکیں جن کا چلنا پھرنا پنجرے ہی

تک محدود رهے جو آزاد زندگی سے محروم هوں اور جن کو خواب تک میں کهلے جنگلوں اور عمیق جهیلوں کا لطف نصیب نه هوا هو وه اپنی آزاد زندگی کے جوهر کب دکها سکتے هیں بلکه وه آزاد زندگی بسر کرنےوالوں کے لئے ایک بدنما دهبّا هوتے هیں -

تمام سبزی‌خور جانوروں کی طرح گینڈا بهی نهایت سیدها اور نیک مزاج هوتا هے - مسٹر سیلوس اپنے تجربے سے بتلاتے هیں که وه ذرا سے کهٹکے سے یا ڈهیلا مار دینے سے کوسوں بهاگ جاتا هے اور انسان پر صرف اُسی حالت میں حمله‌آور هوتا هے جب که محصور اور مجبور هو جائے - ایسی حالت میں یا زخمی هو جانے پر وه غیظ و غضب کی مجسم تصویر بن جاتا هے - پهر وه کچهه آگا پیچها نهیں سوچتا بلکه طوفان بدتمیزی کی طرح جس طرف رُخ کرتا هے دوڑ پڑتا هے اور جو سامنے پڑ جاتا هے اُسی کو سینگ سے مارتا اور پاؤں سے کچلتا هے -

اُس کے غیظ و غضب کی حالت کا ایک واقعه مشهور شکاری مسٹر سی - جے اینڈرسن (Mr. C. J. Andersson) بیان کرتے هیں که "جب دفعتاً شور و غل اور گولی چلنے کی آواز همارے کان میں پڑی تو آنکهه اُٹهاتے هی هم نے دیکها که ایک گینڈا پورے تیزی سے دوڑتا هوا همارے طرف آرها هے - هماری جان صرف گاڑی پر بچ سکتی تهی لهذا

جھپٹ کر ہم اس میں کود گئے - اس کے علاوہ اور کچھ کرنے کا موقع بھی نہ تھا کیوں کہ جیسے ہی ہم لوگ گاڑی میں کودے اُس قوی ہیکل جانور نے ایسے زور کا دھکّا مارا کہ اگرچہ وہ گہرے ریت میں کھڑی تھی تاہم کئی قدم آگے بڑھ گئی - خوش قسمتی یہہ ہوئی کہ اُس نے پیچھے سے دھکّا مارتا اگر کسی پہلو سے ٹکر مارتا تو گاڑی ضرور پلٹ جاتی - اِس کے بعد وہ آگ کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں جو برتن تھا اُس کو پھینکتا ہوا اور لکڑیوں کو تتر بتر کرتا ہوا بھاگ گیا - "

گینڈے کے پانی پینے کا وقت اور جگہہ مقرر ہوتی ہے اور اس عادت کی وجہ سے اس کو اکثر اپنی جان سے ہاتھہ دھونا ہوتا ہے کیونکہ شکاری وہاں کسی درخت پر چڑھہ کر بیٹھہ جاتے ہیں اور بہ آسانی اُس کا شکار کر لیتے ہیں -

اس کے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور دو چار ہفتے ہی میں اس قابل ہو جاتا ہے کہ ماں کے ساتھہ چلنے پھرنے لگے -

اس کی کھال اور سینگ نہایت کارآمد چیزیں ہیں اور اِسی غرض سے اس کا شکار بھی کیا جاتا ہے - افریقہ کے حبشی گینڈے کی شکار میں بڑے دلیری دکھاتے ہیں - گھوڑے پر ایک آدمی سوار ہو جاتا ہے اور دوسرا تلوار

ھاتھ میں لئے ہوئے کاٹھی کے پیچھے قطعی برھنہ ھوکر بیٹھہ جاتا ھے - جب گینڈے کا پتا لگ جاتا ھے تو سوار اپنے گھوڑے کو اس کے سامنے لاکر کھڑا کر دیتے ھیں اور جیسے ھی وہ غضب آلود ھوکر حملہ‌آور ھوتا ھے سوار گھوڑے کو چشم زدن میں ایک طرف کو ھٹا دیتا ھے - اس اثنا میں برھنہ شکاری کود پڑتا ھے - گینڈا پہلو بدل کر پھر گھوڑے کی طرف متوجہ ھو جاتا ھے اور شکاری تلوار سے اُس کے ٹانگ کی موٹی رگ اُڑا دیتا ھے کہ جس کے بعد گینڈا حرکت کرنے کے قابل ھی نہیں رھتا اور معذور محض ھوکر شکار ھو جاتا ھے -

مسٹر سیلوس نے ایک مرتبہ ایک مادہ کا شکار کیا جس کے همراہ ایک چھوٹا بچہ بھی تھا جس کی عمر تخمیناً ایک دو دن سے زائد نہ ھوگی - بچہ شکاریوں کے گھوڑوں کو ماں سمجھہ کر اُن کے ساتھہ ھو لیا اور اُن کے پیچھے پیچھے کتّے کی طرح چلا آیا - دھوپ کی گرمی سے مضطر ھوکر جب کوئی سایہ‌دار درخت ملتا وہ اُس کے نیچے رُک جاتا تھا - پھر جب گھوڑے تقریباً بیس گز آگے نکل جاتے تھے تو اپنی چھوٹی سی دُم کو اینٹھہ‌کر چیختا ھوا قریب دوڑا آتا تھا - بالاخر جب وہ لوگ گاڑیوں کے پاس پہنچے تو اس چھوٹے سے بچے نے دفعتاً غضب‌آلود ھوکر کبھی کتّوں پر جنھوں نے اس کا محاصرہ کر لیا تھا،

کبھی گاڑیوں پر اور کبھی خود شکاریوں پر متوجہ ہوکر حملہ کرنا شروع کردیا - (۱)

یہہ بالتحقیق نہیں کہا جاسکتا کہ گینڈے کی کتنی اصناف ہیں نہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اُس کی کسی صنف میں ایک سے زائد اجناس (Varieties) ہیں یا نہیں- اہل فن کی راے ہے کہ گینڈے کی چھہ صنفیں ہیں - ان میں سے نصف افریقہ میں اور نصف ایشیا میں پائی جاتی ہیں —

(۱) هند کا بڑا گینڈا (Rhinoceros Indicus)

(۲) هند کا چھوٹا گینڈا (Rh. Sondaicus or Javanicus)

(۳) سوماترا کا گینڈا (Rh. Sumatranus)

(۴) کیپ کا گینڈا (Rh. Africanus)

(۵) کیتلوا گینڈا (Rh. Ketloa)

(٦) افریقہ کا بڑا گینڈا (Rh. Simus)

هند کا بڑا گینڈا

یہہ جسیم جانور اکثر نو یا دس فت لمبا اور دُم دو فت کی ہوتی ہے - قد ساڑھے چار فت سے پانچ فت

---

(۱) "A Hunter's Wanderings in Africa," by F. C. Selous.

تک اور سینگ کی لمبائی دو فٹ تک ہوتی ہے - اس صنف کے ایک ہی سینگ ہوتا ہے -

یہہ ہمالیہ کی ترائی میں نیپال سے بھوٹان تک اور آسام میں کثرت سے ہیں - اکثر کھلے جنگلوں اور دلدلوں کے قریب پائے جاتے ہیں - ہندوستان میں اس کا شکار زیادہ‌تر ہاتھی پر کیا جاتا ہے اور ڈاکٹر جرڈن لکھتے ہیں کہ بعض اوقات زخمی ہوکر وہ ہاتھی کو ایسا زبردست دھکّا دیتا ہے کہ ہاتھی تک گر جاتا ہے -

بابر نے اپنی سوانح میں گینڈے اور ہندوستان کے دوسرے حیوانات کا نہایت دلچسپ تذکرہ کیا ہے - اُس کے عہد میں گینڈا اور شیر دونوں بنارس کے قُرب و جوار تک اور ہاتھی چنار کے قریب پہاڑوں پر ملتا تھا - بابر نے لکھا ہے کہ " ہمارے ملک میں جو خیال ہے کہ گینڈا ہاتھی کو اپنے سینگ پر اُٹھا سکتا ہے یہہ غلط ہے - اُس کی ناک پر صرف ایک سینگ ہوتا ہے جس کی لمبائی ایک بالشت سے کچھہ زائد ہوتی ہے - دو بالشت کا کوئی سینگ میری نظر سے نہیں گذرا - میں نے ایک بہت بڑے سینگ سے ایک پیالہ اور پانسے کا ایک ڈبّہ بنوایا - دونوں چیزیں بنائے جانے کے بعد تین چار انگل سینگ بچ رہا -

" اُس کی کھال نہایت دبیز ہوتی ہے - اگر ایک مضبوط اور بڑی کمان پوری طاقت سے بغل تک کھینچ کر چلائی جائے تو تیر اس کی کھال میں تین چار انگل گُھس

جاتا ہے - لیکن لوگ کہتے ہیں کہ جسم کے بعض بعض حصے ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں تیر گہرا گھس سکتا ہے - اُس کے دونوں شانوں پر اور رانوں کے اطراف کی کھال میں بہت جھول ہوتے ہیں اور وہ کپڑے کے کھیسوں کی طرح معلوم ہوتی ہے گینڈا ہاتھی سے زیادہ خوفناک ہوتا ہے اور پالا نہیں جا سکتا - پیشاور اور سندھ کے جنگلوں میں گینڈے کثرت سے ہیں - میں نے بھی ہندوستان میں گینڈے مارے در اصل اُس کے سینگ کی زد بڑی زبردست ہوتی ہے - شکار میں اُس کے سینگ نے بہت سے گھوڑے اور آدمی زخمی کئے - ایک مرتبہ ایک گینڈے نے نوجوان مقصود کے گھوڑے کو اُچھال کر ایک بھالے کے فاصلے پر پھینک دیا - "

بابر نے ایک دوسرا واقعہ گینڈے کے شکار کا اس طرح بیان کیا ہے کہ " جب ہم لوگ کچھ دور نکل گئے تو ایک شخص خبر لےکر پہنچا کہ ایک گینڈا جنگل میں گھس گیا ہے اور گھیر لیا گیا ہے - چنانچہ گھوڑوں کو تیزی سے دوڑاتے ہوئے ہم لوگ وہاں پہنچے اور اُس مقام کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا - لوگوں کے شور غل کرتے ہی وہ نکل کر میدان میں آ گیا - ہمایوں اور اُن کے ہمراہیوں نے گینڈا کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے اس لئے اُن کو نہایت خوشی ہوئی - اُن لوگوں نے اُس کا ایک کوس تک تعاقب کیا اور تیروں کی بوچھار کرکے اُسے گرا ہی لیا - گینڈا کسی گھوڑے یا آدمی پر حملہ‌آور نہ ہوا - میرے دل میں اکثر یہ

دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہاتھی اور گینڈے کا مقابلہ کرایا جائے تو کیا نتیجہ ہو - اس موقع پر فیل‌بان ہاتھیوں کو بھی لےکر پہنچ گئے تھے اور ایک مرتبہ ایک ہاتھی گینڈے کے بالکل سامنے آگیا لیکن جیسے ہی فیل بان ہاتھیوں کو گینڈے کی طرف بڑھاتے تھے تو وہ دوسری طرف رُخ کرکے بھاگ جاتا تھا - (۱)

میجر لیولسن صاحب کو افریقہ میں ایک مرتبہ گینڈوں اور ہاتھیوں کی جنگ کا تماشہ دیکھنے کا اتفاق ہوا اور اُس کا حال میجر صاحب موصوف نے اس طرح بیان کیا ہے کہ "ہاتھیوں کے گروہ میں صرف دو ہاتھی باقی رہ گئے تھے جن کو ہم نے اب تک نہیں مار پایا تھا - جب یہہ ہاتھی بھاگے تو گینڈوں نے اُن پر حملہ کیا - یہہ کیٹلوا صنف کے جانور تھے جو افریقہ کے جانوروں میں سب سے زیادہ تُند مزاج اور خوفناک ہوتے ہیں - ہم لوگوں نے اپنی بندوقیں بھر لیں اور یہہ ارادہ کرکے کہ دونوں کو ہلاک کر لیں گے آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک بڑا دلدل ہے جس میں اونچے اونچے نرکُل ہیں - جب ہاتھی حملہ کرتے تھے یا اپنے پُرغضب حریفوں کے وار سے بچنے کو گھومتے تھے تو ہم کو صرف اُن کی پشت نظر آتی تھی - لڑائی کا تماشہ دیکھنے کی غرض سے ہم نے یہہ ارادہ کیا اب ہم اُن کو قطعاً نہ چھیڑیں گے - ہاتھی نہایت دردناک آواز سے چلّا رہے تھے

Memoirs of Emperor Babar. (1)

جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہی شکست کھا رہے ہیں اور گینڈے نہایت تندہی اور خوفناک آوازوں سے ان کو دھمکا رہے تھے - بالاخر ہاتھیوں کو پوری شکست ہوئی اور وہ میدان سے بھاگ کر پانی میں گھس گئے - میں نے دوربین سے دیکھا کہ ہاتھی تیزی سے تیرتے ہوئے بھاگے جارہے تھے - گینڈوں کی پوری فتح ہوئی تھی اور انہوں نے میدان جنگ سے قدم نہ اکھاڑے تھے -"

ہند کا چھوٹا گینڈا

یہہ صنف سندربن صوبہ بنگال میں پائی جاتی ہے - اور مہاندی کے شمالی کنارے سے میدنی‌پور تک بھی جگہ جگہ اس صنف کے جانور ملتے ہیں - برما ، جزیرہ نما ملے ، بورنیو اور جاوا کے جزیروں میں بھی ہوتے ہیں - ان کا قد چھوٹا ہوتا ہے - جسم کا طول سات یا آٹھہ فت اور اونچائی ساڑھے تین فت ہوتی ہے - اس کی کھال میں جھول نہیں ہوتے اور ناک پر ایک ہی سینگ ہوتا ہے -

---

سوماترا کا گینڈا

یہہ صنف ملک ملے اور جزیرہ بورنیو میں پائی جاتی ہے - ایشیا میں صرف اسی کے ناک پر دو سینگ ہوتے ہیں - بمقابلہ ہند کے بڑے گینڈے کے یہہ بہی چھوٹا ہوتا

ہے اور اس کی اونچائی چار فٹ سے زیادہ نہیں ہوتی -

اگلا سینگ پچھلے کے مقابلے بہت لمبا اور خوبصورت ہوتا ہے - لندن کے عجائب‌خانے میں اس کا ایک سینگ بتّیس فٹ لمبا ہے - اہل چین اس جانور کے بڑے اور اچھے سینگ خرید لیتے ہیں ؛ اور حتی‌الامکان کسی دوسری جگہ نہیں جانے دیتے - برما میں اس کو "آتش‌خور" کے نام سے مشہور کرتے ہیں - شب میں یہہ انسان کی آواز یا آہٹ پاکر بھاگتا نہیں بلکہ مسافروں کے کیمپ پر حملہ آور ہوتا ہے - جلتی ہوئی لکڑیوں کو تتر بتر کردیتا ہے اور طرح طرح کے نقصان کرتا ہے - (۱)

افریقہ کے گینڈے

یہاں کے ہر سہ اصناف کی ناک پر دو سینگ آگے پیچھے ہوتے ہیں - اُن کی کھال میں ہندوستان کے بڑے گینڈے کی طرح جھول نہیں ہوتے بلکہ ہموار اور چکنی ہوتی ہے -

کیپ کا گینڈا اور کیتلوا دونوں سیاہ ہوتے ہیں - کیپ کے گینڈے کا قد پانچ فٹ سے زائد نہیں ہوتا مگر کیتلوا اکثر چھہ فٹ کے دیکھے گئے -

---

(۱) Mason's "Burmah."

کیتلوا کا اگلا سینگ تہائی فٹ تک لمبا نظر سے گزرا ہے - ایک خلاف معمول بات یہہ ہے کہ اُس کی مادہ کا سینگ نر کے سینگ سے لمبا اور باریک ہوتا ہے - نر اکثر اپنے سینگ چٹّانوں یا درختوں سے رگڑتے رہتے ہیں اس لئے وہ گھِس کر چھوٹے ہو جاتے ہیں -

کیپ کے گینڈے کا اگلا سینگ کیتلوا کی بہ‌نسبت چھوٹا ہوتا ہے اور دو فٹ سے زائد شاید ہی کوئی ہوتا ہو - مسٹر رولینڈ وارڈ تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا سب سے بڑا سینگ جو دستیاب ہو سکا ہے وہ ساڑھے تریپن انچ ہے -

افریقہ کے دونوں سیاہ گینڈے نہایت تُندخو اور آتش مزاج ہوتے ہیں بالخصوص کیتلوا بڑا ہی غضب‌ناک جانور ہے - وہ اکثر اونچی اونچی گھاس سے نکل‌کر بلاوجہ ہی جو اُس کے سامنے آ جائے خواہ انسان ہو یا کوئی دوسرا جانور حملہ کرتا ہے - گزوں زمین وہ اس طرح کھود ڈالتا ہے گویا ہل چلایا گیا ہو - جھاڑیوں پر غرّاتا ، دونکتا اور ان کو کچلتا اور شاخوں کو توڑتا ہے اور غضب‌آلود ہوکر شیطان مجسم بن جاتا ہے - گھنٹوں تک جھاڑیوں کے خلاف جنگ آزمائیاں کرتا رہتا ہے اور اس کے بغیر ٹکڑے ٹکڑے کرے نہیں ہٹتا -

افریقہ کا بڑا سفید گینڈا

یہہ اس نوع میں سب سے بڑی صنف ھے - اهل الرائے بیان کرتے ھیں کہ یہہ ہپو سے زیادہ جسیم ہوتا ھے - اور بعض کی رائے ھے کہ وہ خشکی کے جانوروں میں ھاتھی کے بعد سب سے بڑا جانور ھے -

اُس کا قد تقریباً چھہ فٹ آٹھہ انچ ہوتا ھے - اگلا سینگ چار یا پانچ فٹ کا اور پچھلا بہت چھوٹا ہوتا ھے - رنگ سلیٹ کے مانند کسی قدر آسمانی ہوتا ھے - ایک صاحب مسٹر چیمپ‌مین نے اس وزن کا اندازہ کیا تھا کہ وہ باسٹھہ من سے کم نہ تھا -

سفید گینڈے کا سر اس کے جسم کی عظمت کے مقابلے میں بھی بہت بڑا ہوتا ھے اور جب وہ چلتا ھے تو اس کی ٹھوڑی زمین سے رگڑ کھاتی ھے - یہہ نہایت سیدھا اور شایستہ جانور ھے اور کسی پر حملہ نہیں کرتا لیکن پھر بھی حیوان ھے - چنانچہ ایک شکاری پر اُس نے اِس بری طرح حملہ کیا کہ سینگ شکاری کی ران ، کاٹھی اور گھوڑے کے شکم کو پھاڑتا ہوا پار نکل گیا -

تپیر

(The Tapir—Tapirus.)

دبیز جلدوالا طبقہ عجائبات عالم کا ایک نمونہ ہے — ہاتھی ، ہپو ، گینڈا وغیرہ سب عجیب‌الخلقت جانور ہیں پر تپیر ان سب میں انوکھا ہے — ہر جانور کی ساخت اور اعضا میں تغیرات زمانہ کے باعث تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن تپیر کی ہیئت اور وضع میں رتّی بھر فرق نہیں ہونے پایا ہے —

طبقات ارضیہ کے مایوسین (Miocene) زمانے میں تپیر کے مدفونہ ڈھانچے ملتے ہیں — اہل فن کی راے ہے کہ اس زمانے کو بیس لاکھ سال سے زیادہ زمانہ گزرا — اس امتداد زمانہ سے مخلوقات حیوانی میں کیسی کیسی تبدیلیاں واقع ہوگئیں — مایوسین زمانےمیں گھوڑا بھیڑ کے برابر ہوتا تھا اور اُس کے ہر پاؤں میں تین کُھر ہوتے تھے — لیکن آج وہی گھوڑا کسی معراج ترقی پر پہنچ گیا ہے — مگر تپیر مایوسین زمانے میں جیسا تھا ویسا ہی آج تک ہے — اس اعتبار سے تپیر دنیا کا بہت ہی پرانا باشندہ ہے —

اس کی تین چار قسمیں جنوبی امریکہ میں اور ایک ملک ملے میں پائی جاتی ہیں — جنوبی امریکہ کی اصناف میں سب سے مشہور برازیل کا تپیر ہے (Tapirus americanus)— اس کے جسم کا طول پانچ فٹ ، گردن موٹی ، ٹانگیں

چھوٹی اور رنگ دھندلا ہوتا ہے - اوپری لب چھوٹی سی سونڈ کی طرح آگے لٹکا ہوتا ہے - اس میں اگرچہ ہاتھی کی سونڈ کی طرح پٹھا اور کھلتی نہیں ہوتیں تاہم کسی قدر قوت گرفت ہوتی ہے - نر کی گردن پر موٹے موٹے کھڑے ہوئے بال ہوتے ہیں - اگلے پاؤں میں چار چار اور پچھلے میں پانچ پانچ کھر ہوتے ہیں - دُم نہایت مختصر اور بظاہر اس کے جسم کے بالکل نامناسب معلوم ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے وہ نہایت بدنما معلوم ہوتا ہے -

ٹپیر سبزی‌خوار ہے اور ایک سیدھا ' بےضرر اور بزدل جانور ہے ' خوف‌زدہ ہوکر طوفان کی تیزی سے درختوں اور جھاڑیوں سے ٹکراتا ہوا جنگل کو بھاگ جاتا ہے - تمام دن وہ جنگل کے کسی کھلے حصے میں پانی کے کنارے رہتا ہے - پانی سے اس کو خاص الفت ہے اور اکثر تیرتا اور غوطہ لگایا کرتا ہے -

اہل فن کی رائے ہے کہ اگر ٹپیر دوسرے گھریلو جانوروں کی طرح پالا جائے تو باربرداری کا کام بھی دے سکتا ہے اور اس کا گوشت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے -

ٹپیر کی وہ صنف (Tapirus indicus) ملے میں ہوتی ہے قد و قامت میں بمقابلہ دوسری صنفوں کے بہت بڑی ہے - اس کے جسم کا طول تقریباً آٹھ فٹ اور قد تین یا ساڑھے تین فٹ ہوتا ہے - اس جانور کا رنگ عجیب ہے پُشت اور

دونوں پہلو بھورے اور ٹانگیں ' گردن اور منھہ سب سیاہ ہوتے ہیں - اُس کو دیکھہکر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا پھُٹ پر کاٹھی کَسی ہوئی ہو -

---

ھائریکس

(The Hyrax.)

یہہ ایک مختصر قد کا جانور خرگوش کی طرح ہوتا ہے - دبیز جلدوالے جانوروں میں تقریباً سب جسیم اور بڑے قد و قامت کے ہوتے ہیں ایک ھائریکس ہی ہے جس کا قد نہایت چھوٹا ہے - کیسی عجیب بات ہے کہ ھائریکس جو ایک چھوٹے سے قد و قامت کا جانور ہے گینڈے اور ہپو کی برادری میں شامل کیا جائے -

اس کے دانت ' کھوپڑی اور پاؤں کی ساخت بالکل گینڈے کی طرح ہوتی ہے - اہل فن جناب بیرن کووے صاحب فرماتے ہیں کہ بجز سینگ کے ھائریکس اپنی تمام جسمانی ساخت میں ایک چھوٹا سا گینڈا ہوتا ہے -

ھائریکس ملک سیریا اور افریقہ کا باشندہ ہے - اس کے جسم پر گھنے بھورے بال ہوتے ہیں اور وہ پتھروں اور چٹانوں کے نیچے پوشیدہ رہتا ہے -

---

جماعت گھوڑا

(The Equidæ).

اس جماعت میں صرف ایک ھی نوع (genus) قائم کی گئی ہے جس کی تین صنفیں ھیں یعنی —

(۱) گھوڑا (Equus)

(۲) گدھا (Aisnus)

(۳) زیبرا (Hippotigris)

ھر صنف میں کئی افراد (Varieties) پائے جاتے ھیں - اِن کے دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے -

کاٹنے والے دانت $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ - ڈاڑھیں $\frac{۶—۶}{۶—۶}$ -

ان کے پاؤں میں غیر منقسم کھر ھوتے ھیں - کیلے صرف نروں کے ھوتے ھیں - دم میں نہایت لمبے لمبے بال ، کان کچھہ بڑے اور نکیلے اور گردن پر بھی بڑے بڑے بال ھوتے ھیں جن کو عیال کہتے ھیں -

---

گھوڑا

(Equus callabus).

آغاز تہذیب سے گھوڑا ھمیشہ انسان کا غلام اور مددگار رھا ہے - اگر آج روئے زمین سے کل جانور بجز گائے کے معدوم ھو جائیں تو انسان کو گھوڑے کی عدم موجودگی سے جو

تکلیف محسوس ہوگی وہ ہرگز کسی دوسرے جانور کی عدم موجودگی سے نہ ہوگی - فوجی ہو یا کاشتکار، تاجر ہو یا مسافر، امیر ہو یا غریب، غرض ہر انسان اُس کے بارِاحسان سے دبا ہوا ہے - تاریخیں اس کے ذکر سے پُر ہیں - شعرا کے کلام اس کے اوصاف سے لبریز ہیں - یونان کے شعرا کے سرتاج ہومر نے ایکیلیز کے گھوڑے زینتوس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا ہے - سکندر کا گھوڑا بیوسی فیلس تاریخ میں اب تک مشہور ہے - نپولین کے گھوڑے میرنگو کے سُم اور نمائشی المدن کے عجائب‌خانے میں محفوظ ہیں - اور رُستم کے گھوڑے "رخش" کا نام صفحۂ ہستی پر ہمیشہ باقی رہےگا -

برق اور بھاپ سے چلنےوالی طرح طرح کی سواریاں انسان نے ایجاد کی ہیں جو چشم‌زدن میں کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہیں لیکن گھوڑا آج تک منفرد رہا اور اُس کی جگہ پر کوئی قابض نہ ہو سکا - گھوڑدوڑ میں، شکار میں، اور کھیل تماشوں میں، جو کارنمایاں گھوڑے سے ظہور میں آتے ہیں وہ کسی برقی ایجاد سے ظاہر نہ ہو سکے - آج کون سی کل ہے جو مالک کی مزاج‌شناس ہو اور اشارے کو سمجھ سکے - میدان کارزار میں کون سی سواری ہے جو حریف کے مقابلے میں کام آسکے - قدرت نے انسان پر گھوڑے کی تخلیق سے یہ احسان کیا ہے کہ وہ ان تمام اُمور کو بہ خیر و خوبی انجام دیتا ہے -

مشہور و معروف انگلینڈ کے پروفیسر ھکسلے کا قول ھے کہ کئی لحاظ سے گھوڑا مخلوق حیوانی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا - سب سے خاص بات یہہ ھے کہ حیوانی مخلوقات میں کسی جانور کے جسم کا تناسُب اتنا اعلیٰ نہیں ھے جتنا کہ گھوڑے کا اور آمدورفت کے لیئے انسان نے اپنی عقل سے جتنے کلیں ایجاد کی ھیں ان میں سے کوئی بھی گھوڑے کے ھمپایہ نہیں -

مخلوق حیوانی میں جس قدر بڑے قد کے جانور ھیں اُن میں گھوڑا ھی ایک ایسا ھے جس کو قدرت نے خوبصورتی فیاضی سے عطا کی ھے - اُس کا ھر عضو خوش نُما اور خوش وضع بنایا گیا ھے - کسی عضو میں کوئی نقص نہیں - کوئی عضو بے جوڑ یا بے میل نہیں ھے بلکہ ایک دوسرے سے ملکر حُسن کو دوبالا کردیتے اور اُس کے چارچاند لگا دیتے ھیں - گدھے کے کان کچھہ نامناسب معلوم ھوتے ھیں - بیل کی ٹانگیں اس کے جسم کے مقابلے میں چھوٹی - اونٹ کی گردن ضرورت سے زیادہ لمبی اور زرافہ کی اونچائی بے حساب معلوم ھوتی ھے - ھپو اور گینڈے کا تو ذکر ھی کیا - ایک گھوڑا ھی قدرت کی صنعت کا وہ اعلیٰ نمونہ ھے کہ حسن کے تمام زیوروں سے مرصع اور عیوب سے پاک ھے -

گھوڑا کب سے پالا جاتا ھے اور اس کو پالنے کا فخر کس ملک کو سب سے پیشتر حاصل ہوا اِس کی تحقیق تو قریب قریب ناممکن ھے - تمام کُتب سابقہ اور دوسرے

قرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ گھوڑا تاریخی اور غیر تاریخی ہر زمانے میں پالا گیا ہے - قدیمی آریہ قومیں جب وسط ایشیا میں ترقی کررہی تھیں اور اُن کی شاخیں ہندوستان اور یورپ کی طرف روانہ بھی نہ ہوئی تھیں اُس وقت بھی وہ گھوڑے سے ناواقف نہ تھیں اور ہر اہلِ لسان نے جو اس کا نام اپنے یہاں وضع کیا ہے وہ سب کسی ایک ہی لفظ سے مشتق معلوم ہوتے ہیں - اہل فارس اسپ کے نام سے اور علماے سلسکرت "اشو" کے نام سے اور جرمن "اسوئی نان" کے نام سے اس کو موسوم کرتے ہیں جو ایک ہی لفظ سے نکلے ہیں -

جنگلی گھوڑے کا وجود اب دنیا کے کسی حصّے میں نہیں ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے اِس جانور کی خوبیاں دیکھہ کر ایک کو بھی آزاد نہ چھوڑا - ایشیا اور جنوبی امریکہ کے بعض اطراف میں جو گھوڑے آزادانہ زندگی بسر کرتے پائے جاتے ہیں اُن کے بارے میں اہل فن کی رائے ہے کہ وہ واقعی جنگلی نہیں ہیں بلکہ ان پالتو گھوڑوں کی نسل سے ہیں جو کسی زمانے میں اتفاقاً بلا مالک کے رہ گئے اور خودمختار ہوگئے -

جنوبی امریکہ میں جنگلی گھوڑوں کے بہت گروہ ہیں - زیادہتر گروہ چھوٹے چھوٹے ہیں جن میں صرف ایک نر اور کئی مادہ ہوتی ہیں - لیکن بعض گروہ کی جمعیت ایک ہزار تک دیکھی گئی ہے - ہر گروہ کسی خاص مقام میں رہتا

ہے نہ اپنی جائے سکونت چھوڑکر کہیں جاتا ہے نہ کسی دوسرے گروہ کو اپنی سرحد میں داخل ہونے دیتا ہے ۔ ہر گروہ کا ایک سردار ہوتا ہے جو سب پر نگراں رہتا ہے ۔ موسم کی تبدیلی پر جب اُن کے گروہ ایک مقام کو چھوڑکر دوسرے مناسب مقام کو جاتے ہیں تو اُن کا منظر قابل دید ہوتا ہے ۔ لمبی لمبی صفوں میں سب ایک کے پیچھے ایک چلتے ہیں اور مساوی قدم بڑھاتے ہیں ۔ ان کی ٹاپوں کی آواز سُن‌کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فوج کا رسالہ چلا جا رہا ہے ۔

یہہ گھوڑے پالے جا سکتے ہیں لیکن بڑی دقّت سے ۔ اُن کی بھی گرفتاری ہاتھیوں کی طرح عمل میں لائی جاتی ہے ۔ لٹھوں کا ایک احاطہ بناکر گروہ کو اُس کے اندر ہانک لے جاتے ہیں ۔ پھر پھندا ڈال‌کر ایک ایک گھوڑا باہر لایا جاتا ہے اور کوئی ہوشیار سوار اُچھل‌کر اُس کی پشت پر سوار ہو جاتا ہے ۔ اول اول تو وہ بہت شرارت کرتا ہے اور سوار کو گرانے کی کوشش کرتا ہے جب اپنی تمام کوششوں میں ناکامیاب رہتا ہے تو بے تحاشہ بھاگ پڑتا ہے ۔ جب بھاگتے بھاگتے پست ہو جاتا ہے تو اُس کی تمام تیزی اور تُندی کافور ہو جاتی ہے ۔ پھر رہائی کی امید نہ پاکر آزادی کے خیال دل سے دُور کر دیتا ہے ۔ سوار اب اس کو واپس لے آتا ہے اور وہ پالتو گھوڑے کی طرح رفتہ رفتہ شایستہ ہو جاتا ہے ۔

جنگلی گھوڑے گروہ پسند ' ایک دوسرے کے ہمدرد اور خطرے کے وقت اپنے گروہ کے بڑے محافظ ثابت ہوئے ہیں - چنانچہ خطرے کے موقعے پر تمام نر اپنی مادہ اور بچوں کو حصار میں لے لیتے ہیں - چھوٹے چھوٹے درندوں مثل بھیڑئے وغیرہ سے وہ قطعاً خائف نہیں ہوتے بلکہ ان پر بےخوف ہوکر دوڑ پڑتے ہیں اور ٹاپوں سے کُچل ڈالتے ہیں -

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اگر جنگلی گھوڑوں کے گروہ کو کوئی پالتو گھوڑا نظر آ جاتا ہے تو وہ اس کو بڑی ترحمانہ نظر سے دیکھتے ہیں - اگر اس کو گاڑی میں جُتا ہوا پاتے ہیں تو گاڑی کا محاصرہ کر کے خوب ہنہناتے ہیں گویا اپنے بھائی کو آزادی حاصل کرنے کو ترغیب دےکر آمادہ کر رہے ہیں - اگر ان پر چابُک چلایا جاتا ہے تو وہ عجیب خوفناک ہوکر گاڑی پر ٹاپیں برساتے ہیں اور ساز کو دانتوں سے کاٹ ڈالتے ہیں - (۱)

گھوڑے کی جسمانی ساخت میں سب سے عجیب بات کیا ہے ؟ تمام شیرخوار جانوروں میں صرف جماعت اسپ ہی ہے جس کے کُھر ٹھوس اور غیر منقسم ہوتے ہیں -

شیرخوار جانوروں کی جنس میں تمام جانوروں کے یا تو پنجے اور ناخن ہوتے ہیں یا کُھر ہوتے ہیں جو دو سے

---

(1) "The Industries of Animals," by Fredrick Houssay.

کم نہیں ہوتے اور بجز گھوڑے کی جماعت کے کسی دوسرے جانوروں کے ہاتھہ پاؤں کا آخری حصّہ پھر ملقسم نہیں ہوتا -

گھوڑے کی بھی ابتدائی تخلیق میں کُھر مُنقسم ہی ہوتے تھے اور وہ لومڑی کے قد و قامت کا ہوتا تھا لیکن اب وہ اس معراج ترقی پر پہونچ گیا ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ وہ ابتدائے آفرینش میں لومڑی کے قد و قامت کا کیسے ہوگا ؟ - تغیّر اور ارتقا کے ذریعہ سے بتدریج وہ اپنی موجودہ حالت پر کس طرح پہنچا اس کا اس قدر مکمل پتا سائنس نے لگا لیا ہے جیسا کہ کسی اور جانور کا نہیں کیونکہ اُس کی مختلف حالتوں کے مدفونہ ڈھانچے دستیاب ہو گئے ہیں -

گھوڑے کی ابتدائی تخلیق لومڑی کے برابر تھی - اگلے پاؤں چار حصّوں میں ملقسم تھے اور ہر حصّے پر کُھر ہوتا تھا - پانچویں کُھر کا بھی کسی قدر نشان باقی تھا - پچھلے پاؤں میں صرف تین کُھر ہوتے تھے - سائنس میں ان کو "یوہپس" (Eohippus) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - اس کے ڈھانچے "یوسین" (Eocene) چٹانوں کے سب سے نیچے طبقے میں امریکہ میں ملتے ہیں - علم طبقات ارضیہ کے مطابق اُس زمانے کو جب یوہپس کا وجود تھا چالیس لاکھہ سال سے زائد ہو چُکے -

یوسین چٹانوں کے بالائی طبقات میں گھوڑے کے جو ڈھانچے ملتے ہیں اُن کو "آروہپس" (Orohippus) کے نام

سے موسوم کرتے ہیں - قد میں یہ بھی لومڑی کے برابر تھے لیکن پانچویں کُھر کا نشان جو یوسہپس میں موجود تھا اس کا اب پتا نہ تھا - پچھلے پاؤں میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی -

یوسین کے طبقات کے اوپر "مایوسین" طبقات ہیں - ان چٹانوں میں گھوڑوں کے جو ڈھانچے ملے ہیں ان کا قد بھیڑ کے برابر تھا - وہ "میسوہپس" (Mesohippus) کے نام سے موسوم کئے گئے ہیں - میسوہپس نے اس بیس لاکھ سال کے زمانے میں قد میں تو ترقی کر ہی لی تھی علاوہ ازیں ان کے پاؤں کی ساخت میں بھی تبدیلی ہو گئی تھی - اب ان کے اگلے پاؤں میں صرف تین کُھر رہ گئے تھے - چوتھے کھر کی جگہ ایک ہڈی ہی لٹکی رہ گئی تھی جو زمین تک بھی نہیں پہنچتی تھی - پچھلے پاؤں میں اُس وقت بھی زمانۂ سابق کی طرح صرف تین حصّے تھے -

طبقات ارضیہ میں مایوسین کے اوپر پلایوسین (Pliocene) چٹانوں کے طبقے ہیں - ان کے نیچے کے حصّے میں جو ڈھانچے ملتے ہیں اُن سے پتا چلتا ہے کہ گھوڑا ترقی کے مدراج طے کرتا ہوا گدھے کے قد و قامت تک پہنچ گیا تھا - اِن کو "پراٹوہپس" (Protohippus) کا نام دیا گیا ہے - ان کے اگلے پاؤں میں صرف درمیانی کھر بڑا اور مضبوط

ہوتا تھا اور اسی حصّے پر تمام جسم کا وزن پڑتا تھا - باقی دو حصّے زمین تک بھی نہ پہنچتے تھے - پچھلے پاؤں کے کُھروں کی بھی یہی حالت تھی -

پلایوسین طبقات کے بالائی حصّے میں جن گھوڑوں کا پتا چلتا ہے وہ ٹٹّو کے برابر ہوتے تھے - یہہ "پلایوہپس" (Pliohippus) کے نام سے موسوم کئے گئے ہیں اور اب سے دس لاکھہ سال قبل عالم وجود میں تھے - اس کا درمیانی کھر بہت بڑا اور جانبین کے فنا ہو چکے تھے -

اب دس لاکھہ سال اندر وہ ترقی کرکے ہمارے موجودہ گھوڑے کے قد کو پہنچ گیا اور اس کا درمیانی کھر مضبوط اور ٹھوس ہوکر سُم بن گیا -

گھوڑا سبزی‌خوار ہے اور اپنے لبوں سے گھاس وغیرہ کو پکڑکر نہایت صفائی کے ساتھہ منھہ میں پہنچا سکتا ہے - لبوں میں کافی قوت گرفت ہوتی ہے اور وہی لامسہ کا بھی کام دیتے ہیں -

گھاس کو کاٹ لینے کے لئے اُس کے کاٹنےوالے دانت بڑے اور دھاردار ہوتے ہیں - چونکہ وہ گوشت خوار نہیں ہے اس لئے اس کے کیلے بہت چھوٹے ہوتے ہیں - وسیع ڈاڑھوں کی سطح پر درمیان میں اور کنارے پر بھی تیز دھاروں کے حلقے ہوتے ہیں -

اُس کی عمر کا اندازہ اُس کے دانتوں کے تعداد سے بخوبی کیا جاتا ہے اور عمر ہی پر اس کی قیمت کا دار و مدار ہے -

گھوڑے کے دودھ کے دانت ایک سال میں نکل آتے ہیں اور ان کی تعداد حسب ذیل ہے :—

کاٹنےوالے دانت $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - ڈاڑھیں $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - ۲۴

دودھ دانت یکے بعد دیگرے بہ ترتیب ذیل نکل آتے ہیں -

(۱) پیدائش سے تقریباً پانچ یوم کے بعد دونوں جانب دو دو ڈاڑھیں نکل آتی ہیں -

(۲) دس دن کے اندر کاٹنےوالے دو درمیانی دانت نکل آتے ہیں -

(۳) تقریباً ایک ماہ گذرنے پر ایک ایک تیسری ڈاڑھ بھی نکل آتی ہے -

(۴) پھر قریب قریب چار ماہ گذرنے پر جانبین کے دو کاٹنےوالے دانت بھی نکل آتے ہیں -

(۵) آٹھ ماہ کی عمر پر آخری جوڑہ کاٹنےوالے دانتوں کا بھی نکل آتا ہے اور دودھ کے دانتوں کی تعداد پوری ہو جاتی ہے -

سال اول کے اختتام کے بعد دودھ دانتوں کا گرنا شروع ہو جاتا ہے اور اُن کی جگہ دوسرے دانت نکلنے لگتے ہیں -

سال اول کے اختتام کے کچھ هي دن بعد ایک ڈاڑھ نکل آتی ھے - دوسرا سال ختم ھونے سے پیشتر ایک اور ڈاڑھ نکل آتي ھے - تقریباً ڈھائی سال میں پہلی دودھ کی ڈاڑھ نکلتی ھے - پھر تیسرا سال ختم ھونے سے قبل پہلا کاٹنے والا دانت نکلتا ھے - تین سال کی عمر ھونے پر دوسری اور تیسری دودھ کی ڈاڑھیں اور ایک ڈاڑھ اور بھی نکل آتی ھیں - ساڑھے تین سال کے بعد اور چوتھے سے قبل ایک کاٹنےوالا دانت نکل آتا ھے - اس کے بعد ساڑھے چار سال تک کھلے بھی نکل آتے ھیں - تقریباً پانچ سال کی عمر میں تیسرا کاٹنے والا دانت بھی نکل آتا ھے اور اس وقت مستقل دانتوں کی تعداد پوری ھو جاتي ھے -

اس طرح گھوڑے کی عمر پانچ سال تک دانتوں کی تعداد سے معلوم کی جا سکتی ھے - بعد ازاں نو یا دس سال تک دانتوں کے گھسنے پر غور کرنے سے عمر کا پتا چل سکتا ھے -

روئے زمین پر گھوڑے کی بہت سی اصناف پائي جاتی ھیں جو اکثر انسانی تصنیف ھیں - ان میں عربی سب سے اعلیٰ مانی جاتی ھے اور ھے بھی یہی بات کہ وہ اوصاف حمیدہ جو عربی میں پائے جاتے ھیں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا - مگر ان اوصاف کے صحیح النسل گھوڑے دستیاب ھونا نہایت دشوار ھے - اھل عرب گھوڑے کی وہ نگہداشت کرتے ھیں کہ کسی قیمت پر اس کو فروخت کرنے کے لئے آمادہ نہیں -

گھوڑدوڑ کا رواج اور شوق جس قدر انگلینڈ میں ہے اتنا کسی دوسرے ملک میں نہیں - ہر سال خاص خاص گھوڑدوڑوں میں بڑا مجمع ہوتا ہے اور ہر ادنیٰ اور اعلیٰ حتیٰ کہ جناب بادشاہ‌سلامت تک ان میں شریک ہوتے اور دلچسپی لیتے ہیں - کئی ماہ پیشتر ہی گھوڑوں کی خوبیاں اور عیوب اور چابک سواروں (Jockey) کے حالات اخبار کے ذریعہ شایع ہونے لگتے ہیں - بازیاں لگائی جاتی ہیں - دولت لٹتی ہے - دوڑ ختم ہوتے ہی لاکھوں روپیہ کی ہار جیت ہو جاتی ہے - کوئی تمام عمر کے لئے مالا مال ہو جاتا ہے تو کوئی ہمیشہ کے لئے غریب - گھوڑدوڑ کی خبروں کے سامنے بہت سے واقعات پھیکے پڑجاتے ہیں جن پر کہ ملکوں اور قوموں کی ترقی اور زوال تک کا انحصار ہوتا ہے -

اہل انگلینڈ گھوڑدوڑ کے لئے خاص گھوڑوں کی نشو‌نما اور ان کی پرورش اور پرداخت میں زر کثیر صرف کرتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے دولت و عزت دونوں ہی حاصل ہونے کی امید ہوتی ہے -

اسن‌گلاس (Isinglass) نامی گھوڑے کے ذریعہ سے تین سال میں اس کے مالک نے ستّاون ہزار پونڈ جیتے تھے - اگر پونڈ پندرہ روپیہ کا ہو تو یہہ رقم پانچ لاکھ ستّاون ہزار سات سو پچہتر روپیہ کے برابر ہوئی - ڈونوون (Donovan) نامی گھوڑے کے ذریعہ سے اس کے مالک کو

کل اٹھاون ہزار نو سو پچاس پونڈ یعنی آٹھہ لاکھہ چوراسی ہزار پچیس روپیہ وصول ہوئے - ویسٹ منسٹر کے ڈیوک کے ایک گھوڑے نے جس کا نام "فلائنگ فاکس" (Flying Fox) تھا دو سال میں چھہ لاکھہ ایک ہزار تین سو پچاس روپیہ گھوڑدوڑوں میں جیتے تھے -

گھوڑدوڑوں میں بعض گھوڑے جو کامیابی حاصل کر لیتے ہیں ان کی قیمت اس قدر بڑھہ جاتی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے - سنہ ۷-۱۹۲۹ کی ڈربی دوڑ میں جو گھوڑا سبقت لے گیا تھا اور جس کا نام کال بائے تھا نو لاکھہ روپیہ میں حال میں فروخت ہوا -

جو گھوڑے کامیابی حاصل کر لیتے ہیں وہ اکثر سانڈ بنائے جاتے ہیں کیونکہ یہہ امر مسلمہ ہے کہ اصول کے اوصاف حمیدہ فروع میں ضرور پائے جاتے ہیں کسی نے کہا ہے -

باپ پر پوت پتا پر گھوڑا
بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا

لانلاشی نام کی ایک گھوڑی جب مُسن ہو گئی اور گھوڑدوڑ کے کام کی نہ رہی تو ایک لاکھہ بتیس ہزار روپیہ سے زائد میں صرف اس غرض سے خریدی گئی کہ اُس سے نسل قایم کی جائے - اسی طرح فتحیاب نروں سے سانڈ کا کام لیا جاتا ہے - سینٹ سایمن نامی گھوڑا نسل قائم کرنے کے لئے رکھا گیا تھا اور اس کی فیس چھہ سو گنی یعنی نو ہزار روپیہ مقرر کی گئی تھی -

گھوڑے کی عقل اور فہم اوسط درجے کی ہوتی ہے - کتا اور ہاتھی اس سے بدرجہا عقیل ہیں اور بڑے قد والے گوشت‌خوار جانور بھی اُس سے زیادہ ذی‌عقل ہیں - مگر گھوڑا بھی بالکل بےوقوف نہیں ہے ورنہ انسان کے کسی کام کا نہ ہوتا -

گھوڑا اپنے مالک کو خوب پہچانتا ہے اور اُس سے محبت بھی کرتا ہے - سکندر اعظم کے گھوڑے کے بارے میں روایت مشہور ہے کہ جب اس پر شاہی جھول ڈال دی جاتی تھی اور ساز و سامان سے آراستہ کردیا جاتا تھا تو وہ علاوہ اپنے مالک کے کسی دوسرے کو سوار نہ ہونے دیتا تھا -

جنگ میں ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ جب سوار زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا تو گھوڑا فوراً رُک گیا اور سوار کی نعش کی حفاظت گوشت‌خوار پرندوں سے کرتا رہا -

گھوڑے کے مزاج میں گھمنڈ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوتا ہے اور وہ بڑا بدمغ ہوتا ہے اور کسی کی قسم ذلت برداشت نہیں کر سکتا - جھوک بھوک کی جھول اور چمکتے دمکتے ساز اور زیور سے وہ بہت خوش ہوتا ہے - ملک اسپین میں یہہ ترکیب کی جاتی ہے کہ جس گھوڑے کو سزا دینی ہوتی ہے اُس کی کلغی اور گھنٹیاں وغیرہ اُتارکر دوسرے کو پہنا دی جاتی ہیں -

شکار پولو وغیرہ میں سوار کی منشا کو خوب سمجھتا ہے اور اُس کے اشارے پر چلتا ہے - بالخصوص گھوڑدوڑ میں کامیابی کی انتہائی کوشش کرتا ہے - چنانچہ ایک گھوڑا دوڑ میں اول اول تو مسابقت کی کوشش کرتا رہا جب دوسرا گھوڑا اس پر سبقت لے جانے لگا تو اُس نے جھپٹ کر اس دوسرے کی ٹانگ دانتوں سے داب لی -

گھوڑے کا حافظہ بہت درست ہوتا ہے - جس راستے کو وہ دو ایک مرتبہ دیکھہ لیتا ہے اُس کو کبھی نہیں بھولتا - تاریکی میں راہ بھٹک جانے پر گھوڑے قوت حافظہ پر اعتماد کیا جاتا ہے اور وہ سوار کو گھر تک پہنچا ہی دیتا ہے -

ایک مرتبہ جب کہ بویریا اور تاتروں میں جنگ چھڑی تھی تاتروں کی فوج کے چند گھوڑے بویریا کے سپاہیوں کے ہاتھہ لگ گئے اور وہ اُن پر سوار ہوکر لڑائی میں پہنچے - دفعتاً گھوڑوں نے اپنی فوج کا بگُل سُنا اور اس کی آواز پہچان لی - سواروں کو پیٹھہ پر لئے ہوئے گھوڑے بےتحاشہ بھاگے نہ لگام سے رکے نہ ایڑ کی پرواہ کی بلکہ اپنی فوج میں پہنچ کرھی سانس لی اور سوار سب گرفتار کر لئے گئے -

بسا اوقات اُس سے ایسے کارنمایاں ظہور میں آتے ہیں کہ جو اس کی فہم و فراست پر کافی شہادت دیتے ہیں - ایک صاحب نے اپنے گھوڑے کے نعل لوہار کی دوکان پر لگوائے - دوسرے دن گھوڑا پھر بلا لگام اور سوار کے دوکان پر پہنچا لوہار نے سمجھا کہ وہ چھوٹ کر بھاگ آیا ہوگا اس لئے تھولے

مارکر بھگا دیا - لیکن تھوڑی ہی دیر میں گھوڑا پھر آموجود ہوا - لوہار نے اس وقت باہر آکر گھوڑے کے چاروں سُموں کو غور سے دیکھا - ایک سُم کا نعل گر گیا تھا - اُس نے اس پاؤں میں نعل لگا دیا - گھوڑے نے دو ایک مرتبہ پاؤں زمین پر مار کر دیکھا اور ہنہناکر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے گھر کی راہ لی -

حیوانات کی عقل کے متعلق گاہے گاہے ایسے واقعات دیکھنے یا سُننے میں آتے ہیں کہ عقل ان کے بیان سے عاجز ہے - ایک ماہوار رسالے میں میٹرلنک کی کسی کتاب سے اقتباس کر کے ایک گھوڑے کی عقل کی نسبت کچھ واقعات شایع کئے گئے تھے جو اس قدر حیرت‌انگیز ہیں کہ ان کی سچائی پر یقین کرنا دشوار ہے - برلن میں ایک شخص ولہم فان اسٹن نامی تھا - اس نے اپنی جائداد اس غرض سے وقف کردی تھی کہ جانوروں کو تربیت دے کر اُن کی عقل کی ترقی کی جائے - چنانچہ اس نے خود بھی اِس کام کو شروع کیا اور سنہ ۱۹۰۰ ع میں ایک روسی گھوڑا خرید کر نہایت استقلال سے اُس کو تربیت دی اور اس کی عقل میں وہ تعجب خیز ترقی کر دکھائی کہ حیرت کی حد نہ رہی - پہلے آسٹن نے اس گھوڑے کو معمولی باتوں سے شناسائی کرائی مثلاً یہہ کہ اونچا نیچا، راست اور چپ کس کو کہتے ہیں - اس کے بعد اس کو علم ریاضی سکھانا شروع کیا اور گنتی

یاد کرانے کے لئے گولیاں میز پر شمار کرتا اور گھوڑے کے پاؤں سے اسی تعداد کے مطابق کھٹکے کراتا - پھر کالے تختے پر ہندسوں کو ظاہر کرتا اور اُسی طرح کھٹکے کراتا - نتیجہ یہہ ہوا کہ گھوڑا گنتی خوب سیکھہ گیا اور چھوٹے چھوٹے سوالات بھی حل کرنے لگا - علاوہ اِس کے گھوڑے نے کئی اور باتیں بھی سیکھہ لیں - اس کا حافظہ اتنا اچھا تھا کہ تاریخ بتا دیتا تھا - غرض کہ رفتہ رفتہ اس نے اتنا علم حاصل کر لیا جتنا کہ تقریباً چودہ سال کے طالب علم کو ہوتا ھے -

سنہ ۱۹۰۴ ع میں اس گھوڑے کا امتحان لینے کی غرض سے ایک کمیٹی منعقد ہوئی جس میں بڑے بڑے حکماء ماہرین علم اجسام ' منتظمان عجائب خانے ' سرکس کے منیجر صاحبان اور ڈاکٹران مویشیان جمع کئے گئے - گھوڑے کی علمی لیاقت کی جانچ کی گئی اور غور و خوض کرنے کے بعد انہوں نے یہہ تجویز کیا کہ وہ علمی کارنامے کسی پوشیدہ سازش سے نہیں بلکہ گھوڑے کی ذاتی کسب کا نمونہ ہیں -

پھر علماے سائنس کی ایک کمیٹی بیٹھی اور وہ اس نتیجے کو پہونچی کہ گھوڑا واقعی قطعاً جاہل تھا - نہ وہ گنتی جانتا تھا نہ سوال حل کرسکتا تھا بلکہ مالک کے خُفیہ اشاروں پر ہی کام کرتا تھا - بیچارے فان آسٹن نے بہت کچھہ کہا سُنا لیکن سب بےسود ہوا کسی نے باور نہ کیا - آخرکار اپنی جانفشانی اور جانکاہی کی داد نہ

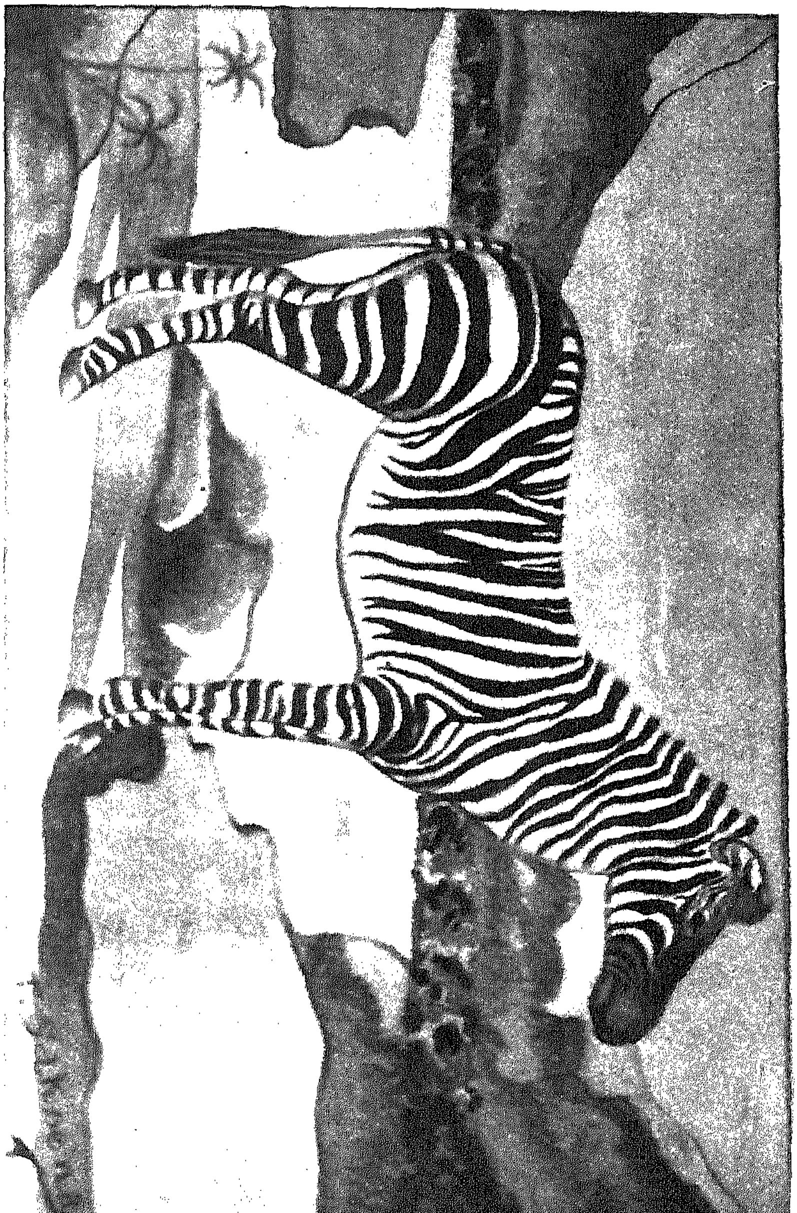
ملنے کے غم میں آستن اِس جہاں سے رخصت ہوا -

آستن اس گھوڑے کو اپنے سعادتمند شاگرد کو جس کا نام کرال تھا دے گیا - کرال نے اس گھوڑے کی تربیت اور تعلیم میں اُستاد کے کمال کو روشن اور دوبالا کردیا -

اُس نے دو عربی گھوڑے اور خریدے جن کے نام مراد اور ظاریف رکھے - یہہ گھوڑے پہلے گھوڑے سے بھی زیادہ عقیل اور فہیم تھے - مراد نے جلد ھی جوڑنا ' اور گھٹانا ' ضرب اور تقسیم سب سیکھہ لئے - چار ماہ میں اس نے جزر نکالنا بھی سیکھہ لیا اور کرال کے بتائے ہوئے قواعد کے مطابق اُس نے پڑھنا سیکھہ لیا - دونوں گھوڑے حُروف پہچان لیتے تھے - رنگوں کی شناخت کرلیتے تھے اور مختلف قسم کی خوشبوؤں کی شناخت بھی ان کو تھی - گھڑی دیکھہکر وہ وقت بتا سکتے تھے -

پھر شور ہوا اور علما کی کمیٹیاں ہوئیں - اس مرتبہ سب کو باور ہو گیا کہ اِس معاملے میں کوئی دھوکا فریب یا خفیہ سازش نہیں ھے اور یہہ کہ اس راز کا معمہ نا قابل بیان ھے -

خیر ' یہہ تو خواب کی سی باتیں تھیں - دنیا میں اکثر ایسے غیرمعمولی واقعات ہوا کرتے ھیں کہ اُن پر راے زنی کرنا انسان کی عقل سے باہر ھے بالاخر ھم کو سرسیمویل بیکر کی راے سے اتفاق کرنا پڑتا ھے " سب گھوڑے یکساں



نہیں ہوتے - اگر اُن کو دانہ کا لالچ دیا جائے تو بعض بعض فہم و فراست کے کارنمایاں دکھاتے ہیں - لیکن اگر مسئلہ ارتقا (Evolution) کے ثبوت میں گھوڑے کی مثال پیش کی جائے تو وہ مسئلہ ہرگز پائہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا - گھوڑا روزازل سے انسان کے ساتھ رہا ہے مگر آج اُنیسویں صدی میں اُس میں وہی عقل ہے جو اس وقت تھی جب کہ حضرت نوح نے اس کو کشتی پر چڑھایا تھا - اور ایک مرتبہ جب کہ پارلیمنٹ میں یہہ بحث پیش تھی کہ گھوڑوں کی خریداری کے لئے روپیہ منظور کیا جائے تو ایک ممبر صاحب نے گھوڑوں کی ضرورت کی مخالفت کرتے ہوئے اس کی اِن لفظوں میں تفضیح کی کہ "گھوڑے کی بابت میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ آگے سے کاٹتا ہے اور پیچھے دو لتّی مارتا ہے اور پہلوؤں سے رانیں چھیل ڈالتا ہے" - (۱)

زیبرا

(The Zebra).

زیبرا گھوڑے ہی کی ایک صنف ہے اور اس قدر خوبصورت اور حسین جانور ہے کہ شاید ہی کوئی دوسرا نہ ہوگا لیکن بدقسمتی سے انسان اُس پر قابویافتہ نہ ہو سکا -

---

Sir Samuel Baker's "Wild Beasts and their ways." (۱)

زیبرا صرف افریقہ میں ہوتا ہے اور اُس کے تین افراد ہیں -

پہاڑی زیبرا

(Equus Zebra).

اِس کے سفید جسم پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں اور یہہ تینوں اقسام میں سب سے خوش‌نما ہے - یہہ صرف کیپ کالونی میں نہایت قلت کے ساتھہ ملتے ہیں بلکہ اگر یہہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس فرد کے جانور اب پائے بھی نہیں جاتے - اُن کے دو ہی چار گروہ اونچے پہاڑوں پر باقی رہ گئے ہیں - کیپ کالونی کی گورنمنٹ نے اب ان کو مارنے کی ممانعت کردی ہے اور بیحد کوشش کی جا رہی ہے کہ یہہ خوش‌نما جانور روئے زمین سے فنا نہ ہونے پائے -

پہاڑی زیبرا کا قد تقریباً چار فٹ ہوتا ہے - وہ پہاڑوں پر رہتا اور بہت تیز دوڑتا ہے -

---

برچل کا زیبرا

(Equus Burchelli)

اس صنف کے جانور سفید، بھورے اور زردی مائل مختلف رنگوں کے پائے جاتے ہیں - یہہ جنوبی افریقہ میں آرنج دریا سے ملک حبش تک پایا جاتا ہے اور پہاڑی زیبرا سے کچھہ بڑا اور فربہ ہوتا ہے -

---

گریوی کا زیبرا

(Equus Grevy)

اس صنف کا حال ہی میں اسپیک اور گرینٹ دو مشہور سیاحوں نے وکٹوریانیانزہ جھیل کے شمال میں پتا لگایا ہے - یہہ کھلے جنگلوں میں زندگی بسر کرتا ہے اور میدان میں کبھی نہیں نکلتا جسمی ساخت میں صنف پہاڑی زیبرا کے مشابہ ہے - اِس کے جسم کی دھاریاں باریک اور تعداد میں زیادہ اور ٹانگوں پر قریب قریب سُم تک صاف نظر آتی ہیں -

یہہ تینوں افراد چھوٹے چھوٹے گروہ بناکر رہتے ہیں اور اُن کی قوت باصرہ اس قدر تیز ہے کہ اُن کے قریب پہنچنا دشوار ہے -

زیبرا کے گروہ تمام دن دھوپ میں چرتے پھرتے ہیں اور ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں کرتے - وہ درختوں کے سایہ میں کھڑے کبھی نظر نہیں آتے -

شکار میں زیبرا کے گروہ اکثر بہت هارج ہوتے ہیں کیونکہ انسان کو دیکھتے ہی زیبرا بڑا شور و غُل کرتا ہے جس سے تمام جانور ہوشیار ہو جاتے ہیں -

شکاریوں کے کیمپ دیکھکر زیبرا اُن کے پاس آ جاتے ہیں اور کھڑے ہوکر دیکھ بھال کرتے ہیں لیکن جیسے ہی

کوئی آدمی اُن کی طرف نگاہ اُٹھاتا ہے وہ فوراً بھاگ کھڑے ہوتے ہیں -

گروہ میں اکثر ایک نر کے ماتحت کئی مادہ ہوتی ہیں - بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی درندہ کسی گروہ کی مادہ کو مار ڈالتا ہے تو گروہ کا نر کسی دوسرے گروہ کی مادہ اپنے گروہ میں جبراً شامل کرنا چاہتا ہے اور اِس پر نروں میں بھیانک لڑائیاں ہوتی ہیں -

زیبرا کا رنگ اُس کی جائے بود و باش سے بہت ملتا جُلتا ہے (دیکھئے دیباچہ) مشابہت‌عامہ تحفظی کی ضرورت زیبرا سے زیادہ کسی دوسرے جانور کو تھی بھی نہیں کیونکہ زیبرا اپنی زندگی اُنہیں جنگلوں میں بسر کرتا ہے جہاں شیر ببر رہتا ہے اور اس کو زیبرا کا گوشت بہت مرغوب بھی ہوتا ہے -

زیبرا کے مزاج میں کوئی ایسا نقص نہیں کہ اس کا پالا جانا ناممکن ہو لیکن اُس کو تربیت دے کر شایستہ کرنے میں بہت دقّتیں پیش آتی ہیں اور اکثر وہ کٹکھنا ہو جاتا ہے -

---

کواگا

(Equus quaggas.)

کواگا بھی دھاری‌دار ہوتا ہے - قد میں زیبرا سے کچھ چھوٹا اور ساخت جسمانی گھوڑے کے مشابہ ہوتی ہے - اُس

کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ جب وہ بولتا ہے تو اُو، اک،
کا، اُو، اک، کا کی آوازیں نکلتی ہیں -

اس کے سر، گردن، اور جسم پر گہرے بھورے رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں جو سر اور گردن پر صاف چمکتی ہیں مگر جسم پر رفتہ رفتہ دُھندلی ہوتی جاتی ہیں اور پچھلے حصے کی تو نظر تک نہیں آتیں - ٹانگیں اور دُم سفید اور گردن پر چھوٹے چھوٹے کھڑے ہوئے عیال ہوتے ہیں -

اب سے قبل کواگا کے گروہ کیمپ کالونی اور وال ندی کے درمیان کثرت سے ملتے تھے مگر اب ان کی بھی تعداد نہایت قلیل ہے -

کواگا چھوٹے چھوٹے شکاری جانوروں کا مقابلہ بڑی دلیری سے کرتا ہے اور ان کو ٹاپوں سے مار کر بھگا بھی دیتا ہے - مگر بدقسمتی سے شیر کو اُس کا بھی گوشت بہت پسند ہے اور یہی اس کی تقلیل کا باعث ہے - بعض کا تو یہہ گمان ہے کہ روئے زمین سے کواگا نابود ہو چکا ہے -

---

گدھا

(Equus asinus)

گدھا بیچارہ بھی گھوڑے ہی کی ایک صنف ہے لیکن باوجود گھوڑے کی قرابت کے وہ بالکل گدھا ہی سمجھا جاتا ہے - ہر جگہ اور بالخصوص ہندوستان میں گدھا بیوقوفی

کے معنی میں بولا جاتا ہے مگر واقعی وہ اس قدر ہجو کے قابل نہیں جتنا کہ مشہور ہے - گالیاں اور لاتیں کھانے پر بھی وہ انسان کا بیحد مطیع اور خدمت گزار رہتا ہے - اپنی حیثیت سے زیادہ بوجھہ لادنے والا ایسا اور کوئی جانور نہیں - پھر اس کے پالنے میں زیادہ خرچ بھی نہیں - وہ روکھی سوکھی گھاس اور بیکار جھاڑیاں کھاکر اپنی زندگی بسر کر لیتا ہے - اس کا تحمل اور بردباری بھی قابل تحسین ہیں - اِن خدمات کا جو نتیجہ اور صلہ اس کو ملتا ہے وہ یہہ ہے کہ کام کے وقت بیچارہ گالیاں اور ڈنڈے کھاتا ہے اور کام ختم ہونے پر ٹانگیں باندھہ کر چھوڑ دیا جاتا ہے - اسی وجہ سے وہ ضدّی اور کام چور ہو گیا ہے اور انسانی ظلم اور ستم نے اس کے ذاتی اوصاف بھی زائل کردئے ہیں - در اصل وہ بڑا ہی بدقسمت ہے -

مگر ہر جگہ گدھا گدھا ہی نہیں ہے - جہاں اس کی خوبی کے ساتھہ پرورش کی جاتی ہے وہاں گدھا نہ تو ضدی ہوتا ہے نہ کام چور' اور نہ بیوقوف - مثلاً فارس' عرب' مصر وغیرہ میں اس کی معشیت کا خیال رکھا جاتا ہے اس لئے وہاں اُس کی نسلیں بھی نہایت اچھی پائی جاتی ہیں اور علے ھذا القیاس جزیرہ مالٹا اور اسپین میں -

ایک کتاب جو موسوم "بہ عقل حیوانی" (Animal Intelligence) ہے اس کے مصنف تحریر کرتے ہیں کہ گدھے

کی عقل بمقابلہ گھوڑے کے بہتر ہے اور اُس کی قوت حافظہ بھی کسی سے کم نہیں ہے -

جنگلی گدھے بھی روئے زمین پر کئی قسم کے پائے جاتے ہیں -

گورخر

(Equus onager)

گدھے کا یہہ فرد گجرات ' کَچھہ ' جسلمیر اور بیکانیر میں ملتا ہے - صوبہ سندھہ میں بھی دریائے اِندس کے مغربی جانب نیز بلوچستان اور ایران میں کثرت سے ہے -

موسم گرما میں اِن کے بچے پیدا ہوتے ہیں - اہل بلوچستان تیز گھوڑوں پر ان کا تعاقب کرتے ہیں - گورخر خود تو بھاگ جاتے ہیں مگر بچے جلد تھک کر لیت جاتے ہیں اور شکاری اُن کو پکڑ لیتے ہیں - مگر گرفتار ہوکر وہ اکثر مر جاتے ہیں - جو زندہ رہ جاتے ہیں وہ خاصی قیمت میں فروخت ہوتے ہیں -

---

کیانگ

(Equus hemionus)

یہہ تبّت کے پہاڑوں پر پندرہ ہزار فت اونچائی تک پایا جاتا ہے - چھوٹے کان اور لمبی دم کی وجہ سے اکثر ماہرین فن اس کو جنگلی گھوڑے کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

لیکن اس کی دم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گدھے کے افراد میں سے ہے -

اُس کا رنگ گہرا سرخ یا کتھئی ہوتا ہے -

خچّر

گدھے اور گھوڑی کے اشتراک سے ایک دوغلی ذات پیدا ہوتی ہے جس کو خچر کہتے ہیں - خچر میں اپنی ماں اور باپ دونوں کے اوصاف موجود ہوتے ہیں - گھوڑے کی ہمّت اور جوش اور گدھے کا استقلال اور تحمل سب اُس کے خمیر میں پائے جاتے ہیں - پہاڑی ملکوں میں باربرداری کے لئے خچر سے زیادہ مفید کوئی جانور نہیں - فرانس اور اسپین سے خچر باہر بھیجے جاتے ہیں -

یہہ عجیب بات ہے کہ خچروں سے اولاد کا سلسلہ نہیں قایم ہوتا بلکہ صرف گدھے اور گھوڑی کے اشتراک سے هی خچر پیدا ہوتا ہے -

سؤر کی جماعت

(Suidæ—Boars and Pigs)

اس جماعت کی خاص نوع سؤر ہے جو اپنی غلیظ عادتوں کی وجہ سے ناپاک اور قابل نفرت سمجھا جاتا ہے -

اس جماعت کے تمام جانوروں کا دہانہ نہایت لمبا ہوتا ہے - اِن کی کھال نہایت دبیز اور جسم پر موٹے اور سخت بال ہوتے ہیں - دُم مختصر اور پاؤں چار حصّوں میں منقسم ہوتے ہیں جن میں دو بڑے اور دو پیچھے کو لٹکے ہوتے ہیں اور اِن سے سؤر کو چلنے پھرنے میں کوئی امداد نہیں ملتی - تھوتھڑی کے گول اور چپٹے سرے میں نتھنے ہوتے ہیں اور اس کی مضبوطی کے لئے اندر ایک گول اور ملایم ہڈی ہوتی ہے - علاوہ ازیں تھوتھڑی کو سہارا دینے کے لئے ایک خاص ہڈّی اور بھی ہوتی ہے -

سؤر کو اپنی متحرک تھوتھڑی سے حصول غذا میں بڑی امداد ملتی ہے - رسیلی جڑوں کو وہ اُسی سے کھود لیتا ہے - کیڑے مکوڑوں کی تلاش میں وہ اُسی سے بڑے بڑے پتھر پلٹ دیتا ہے - سخت زمین میں غار کرلیتا ہے اور کھیتوں میں بوئے ہوئے ناج کی تلاش میں اُس سے مٹی میں ایسی سیدھی لکیریں کرتا چلا جاتا ہے جیسے کہ ہل چلا ہو -

سؤر کے چاروں قسم کے دانت ہوتے ہیں اور ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :—

کاٹنے والے دانت $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ - دودھ ڈاڑھیں $\frac{۴—۴}{۴—۴}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ = ۴۴

نیچے کے کاٹنے والے دانت آگے کو جُھکے ہوتے ہیں اور اُن سے وہ جڑوں کو صاف کاٹ لیتا ہے - خوفناک کیلوں کی وجہ سے اس کی شکل ڈراونی اور بدنما معلوم ہوتی ہے - اوپر کے کیلے پہلے باہر کی طرف بڑھتے ہیں اور لبوں کے باہر پہنچکر ان کی نوکیں اوپر کی طرف گھوم جاتی ہیں - نیچے کے بڑے بڑے کیلے سیدھے ہوتے ہیں اور مسوڑوں سے باہر اُن کی لمبائی تقریباً پانچ انچ نکلی ہوتی ہے - منھہ بند کئے جانے پر اوپر نیچے کے کیلے باہم رگڑتے رہتے ہیں اور اس وجہ سے دونوں کی نوکیں تیز ہو جاتی ہیں - شکار میں دیکھا گیا ہے کہ بھاگتا ہوا سؤر ہاتھی کی ٹانگوں کی موٹی کھال تک کو اپنے خوفناک کیلوں سے صاف چیر ڈالتا ہے -

اس کی دودھ کی ڈاڑھوں پر تیز دھار کے حلقے اُٹھے ہوتے ہیں جیسے کہ گوشت‌خوار جانوروں کی ڈاڑھوں پر ہوتے ہیں - مگر اصل ڈاڑھیں سبزی‌خوروں کی طرح چپٹی ہوتی ہیں -

دانتوں کی ساخت صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سؤر ہر قسم کی غذا پر اپنی گذر بسر کر سکتا ہے - کیڑے مکوڑے ' پھل ' جڑیں وغیرہ اس کو سب مرغوب ہیں - سانپ ' گرگٹ ' چوہے ' چھچھوندر وغیرہ کو بھی وہ نہیں چھوڑتا - اگر موقع مل جائے تو آلو کی کاشت اور ناج کی فصل بھی تباہ کر دیتا ہے - کھیت میں بوئے ہوئے دانوں کو ایک ایک کرکے چُن جاتا ہے - کیڑے گلّے کو کسی ایک مقام پر چباکر اس کا تمام رس چوس جاتا ہے -

سؤر کی قوت شامہ بہت تیز ہوتی ہے اور زمین کے اندر گڑی ہوئی رسیلی جڑوں کا پتا اُسی کے ذریعہ سے لگا لیتا ہے - شکار میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جس وقت وہ بھاگتا ہوا کسی ایسی پگڈنڈی پر پہنچتا ہے جس پر انسان کا گذر ہو چکا ہوتا ہے تو فوراً ٹھٹھک جاتا ہے اور زمین سونگھکر کسی دوسری سمت کو بھاگ پڑتا ہے -

پانی سے اس کو بہت رغبت ہے اور دلدلی مقاموں میں پڑا رہنا یا کیچڑ میں لوٹنا پوٹنا اس کو بےحد پسند ہے -

مادہ ایک حمل سے چار سے لے کر دس بچے تک جنتی ہے اور ان کو بہ غرض حفاظت کسی محفوظ مقام میں پوشیدہ رکھتی ہے اور بڑی دلیری سے ان کی حفاظت کرتی ہے - بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ گروہ کے نر کہیں دور نکل جاتے ہیں تب کئی مادہ ساتھہ ساتھہ رہکر اپنے بچوں

کی محافظت کرتی ہیں اور مل کر دشمن کا مقابلہ کرتی ہیں -

بچوں کے جسم پر دھاریاں ہوتی ہیں لیکن کچھہ ہی ماہ میں خود بخود غائب ہو جاتی ہیں -

سور بڑا عالی ہمت اور دلیر ہوتا ہے - اگر بھاگنے کا موقع نہیں ملتا تو وہ استقلال کے ساتھہ بے خوف و خطر دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور جس بات کا ارادہ کرے اس کو پورا کئے بغیر نہیں رہتا - محصور ہو جانے پر دشمن کی صف کو پھاڑکر اگر نکل جانے کا ارادہ وہ کر لیتا ہے تو اس کو کوئی نہیں روک سکتا - اپنی جان وہ سہل نہیں دیتا بلکہ جمکر کھڑا ہو جاتا ہے اور دلیری سے مقابلہ کرتا ہے - کپتان لیوِسن صاحب لکھتے ہیں کہ " میں نے ایک بڈھے خرّاٹ سؤر کو دیکھا کہ وہ جنگلی ہاتھیوں سے جن کی تعداد پانچ تھی آمنا سامنا کر بیٹھا - اِس بےخوفی سے اُس نے حملہ کیا کہ ہاتھیوں کو اُس مقام سے جہاں کہ سؤر کا خاندان پانی پی رہا تھا بھاگتے ہی بنا - اژدحام شدہ ہاتھی چیخ چیخ کر بھاگ پڑے اور ان کی یہہ کیفیت دیکھہ کر مجھے بڑی ہنسی آئی " - (۱)

---

(1) Captain Leveson, "Sport in Many Lands."

هندوستان کا جنگلی سؤر

(Sus indicus.)

یہہ هندوستان میں اکثر مقامات میں پایا جاتا هے اور جنگلوں ، اونچی گھاس کے میدانوں اور پہاڑوں پر دس بارہ هزار فت کی بلندی تک ملتا هے - بعض صوبوں میں یہہ کثرت سے هیں اور کاشت کو بڑا نقصان پہنچاتے هیں -

یہہ اکثر گروہ میں ساتھہ ساتھہ رهتے هیں - میدانوں میں جہاں درخت کا سایہ نہیں ملتا وہ لمبی لمبی گھاس کی ایک قسم کی جائے پناہ بنا لیتے هیں - اس فرض سے پہلے وہ گھاس کات کر زمین پر پھیلاتے هیں - پھر تھوڑی سے اُس کو اُتھا کر نیچے گھس جاتے هیں - اس طرح دھوپ سے پناہ ملنے کے لئے ایک مختصر جھونپڑی سی بن جاتی هے - دن میں وہ ان هی میں گھسے رهتے هیں - ڈاکٹر جرڈن صاحب فرماتے هیں کہ میں نے بعض مقاموں میں ایسی جھونپڑیاں کثرت سے دیکھی هیں اور ان میں سے سؤر نکال کر بھگائے ہوے هیں -

یہہ جانور لنکا میں کثرت سے هیں -

بنگال کا سؤر

(Sus bengalensis.)

مسٹر بلایتھہ کی راے هے کہ بنگال کا سؤر هندوستانی بن

کے سؤر سے مختلف ہے کیونکہ اس کی کھوپڑی کی ساخت مختلف ہوتی ہے اور وہ قد کے لحاظ سے بھی کسی قدر بڑا ہوتا ہے - اس صنف کے جانور تمام بنگال میں ہمالیہ کی ترائی اور اراکان تک ملتے ہیں اور اغلب ہے کہ آسام اور اس کی جنوبی سمت میں بھی ہوتے ہیں -

مسٹر گرے کی رائے ہے کہ نیلگری پہاڑ پر سؤر کی ایک علاحدہ صنف ملتی ہے (Sus neelgherriensis) -

معمولی بن کا سؤر

(Sus scrofa.)

یہہ سؤر اکثر ملکوں میں بالخصوص فرانس اور جرمنی کے جنگلوں میں اور ایشیا کے شمالی اور مشرقی حصوں میں ملتا ہے - افریقہ کے شمال میں الجیریا اور مصر میں بھی ہوتا ہے - انگلینڈ میں اس کا اب کہیں پتا نہیں - اس کی اونچائی تین فٹ ' جسم کا طول تقریباً ساڑھے چھہ فٹ اور وزن تقریباً پانچ تن ہوتا ہے -

گھریلو سؤر

(Domestic Pigs.).

دنیا میں شائد ایسا کوئی ملک نہ ہوگا جس میں گھریلو سؤر نہ ہوتے ہوں - یورپ اور امریکہ میں جہاں باشندوں

کی خاص غذا اسی کا گوشت ہے اس کی نسل میں ترقی کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کی گئی ہیں - اُن کے جسم پر گوشت ہی گوشت نظر آتا ہے یہاں تک کہ پیشانی کی ہڈی پر بھی گوشت کی موٹی تہہ چڑھی ہوتی ہے اور پیٹ زمین سے رگڑ کھاتا ہے -

یورپ اور امریکہ کے بعض شہروں میں سؤر کے گوشت زبردست کاروبار جاری ہے بلکہ شکاگو شہر میں تو ایک ایک کارخانے میں پچیس ہزار سؤر روزانہ ذبح کئے جاتے ہیں - اس کا گوشت ممالک متحدہ امریکہ سے جزائر برطانیہ کو سالانہ تقریباً ساڑھے سولہ کرور روپیہ کا روانہ کیا جاتا ہے -

ان کی تعداد دن دونی رات چوگنی بڑھتی ہے - مادہ ہر سال دو مرتبہ وضع حمل کرتی ہے اور اندازہ کیا گیا ہے کہ اس کی اولاد کی تعداد دس سال میں ارسٹھ لاکھ چونتیس ہزار آٹھ سو ارتیس تک پہنچ جاتی ہے -

گھریلو سؤر ایک نہایت کمینہ جانور ہے - اس کے مزاج میں جنگلی سؤر کے تمام عیب موجود ہیں مثلاً غصہ، ضد وغیرہ، مگر جنگلی سؤر کی طرح نہ فہیم ہوتا ہے نہ دلیر - یہہ طبیعت کا اس قدر ضدّی ہوتا ہے کہ جس طرف چلایا جائے اس کے خلاف ہی چلتا ہے -

لیکن گھریلو سؤر بھی بالکل بے عقل نہیں؛ چنانچہ بعض وقت دیکھا گیا ہے کہ احاطے میں بند کئے ہوئے سؤر نے چٹخنی یا بیلن ہٹا کر پھاٹک کھول لیا -

ایک اُس سے بھی زیادہ حیرت‌انگیز واقعہ بیان کیا جاتا ھے - ایک مادہ معہ اپنے بچوں کے جنگل کو چرنے جایا کرتی تھی - اُس کے مالک نے ایک کے بعد ایک اُس کے تین بچوں کو پکا کر کھا لیا - جب ماں نے یہہ محسوس کیا کہ میرے بچوں کو اس طرح ختم کیا جا رہا ھے تو چوتھے دن وہ ان کو اپنے ھمراہ واپس نہ لائی اور پھر یہی معمول کر لیا کہ بچوں کو جنگل میں چھوڑ کر آپ تنہا واپس آ جاتی تھی - مالک کو جستجو کرنے پر اس کا عقدہ منکشف ہوا کہ وہ اپنے بچوں کو بغرض حفاظت جنگل میں چھوڑکر تنہا چلی آتی تھی -

سانوبنیل یا چھوٹا سؤر

(Porcula Salvania).

اس جماعت کی ایک بہت چھوٹی نوع نیپال ' بھوٹان اور شکم کی ترائی میں پائی جاتی ھے جس کو نیپال میں سانوبنیل کہتے ھیں - اِس کی اونچائی تقریباً دس انچ اور وزن چار پانچ سیر ہوتا ھے - مسٹر ھاجسن جو کہ نیپالی جانوروں کے ایک مُحقق ھیں تحریر کرتے ھیں کہ اس نوع کے جانور نہایت مشکل سے ملتے ھیں - وہ نہایت گھنے جنگلوں میں کئی کئی نر ایک ساتھہ رہتے ھیں - ان کی خوراک رسیلی جڑیں ھیں - مادہ کے تین چار بچے پیدا ہوتے ھیں -

ببی رسا

(Babirussa alfurus.)

اس نوع کے جانور صرف سیلی بیز کے جزیرے میں ہوتے ہیں - ببی رسا کے چاروں کیلے منھہ سے باہر نکلے ہوتے ہیں - اور اُن کی وجہ سے اُس کی شکل عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے - نیچے کے کیلے دونوں ہونٹھوں کے درمیان سے باہر نکل کر اوپر کی طرف گھوم جاتے ہیں اور اُن کی نوکیں آنکھوں کے پاس پہنچتی ہیں - اوپر کے دونوں کیلوں کی نوک حسب معمول نیچے کی طرف نہیں ہوتی بلکہ مسوڑوں کے اندر اوپر ہی کی طرف بڑھتی ہیں اور تھوتھڑی کی ہڈی کو توڑ کر آنکھوں کے قریب نکل آتی ہیں - باہر نکلنے پر یہہ دانت بھی گھوم جاتے ہیں اور ان کی نوکیں پیشانی کے قریب پہنچ جاتی ہیں - ببی رسا کی عجیب و غریب شکل کا اندازہ بغیر دیکھے نہیں کیا جا سکتا -

وارٹ سؤر

(The Wart Hogs.)

یہہ افریقہ کا باشندہ ہے - وہ اپنی جماعت کے بدشکل جانوروں میں بھی سب سے بدشکل ہے - اس کی تھوتھڑی کی ہڈی نہایت چوڑی اور چپٹی ہوتی ہے اور ہر آنکھہ کے نیچے گوشت کا ایک بڑا سا لوتھڑا لٹکتا رہتا ہے - دو

اور چھوٹے لوتھڑے آنکھوں اور دانت کے درمیاں بھی لٹکے ہوتے ہیں - یہہ سور بڑا طاقتور اور دلیر ہوتا ہے -

وارت سور کی دو صنفیں ہیں - ایک مغربی اور جنوبی افریقہ میں ملتی ہے (Phacochærus æthiopicus) اور دوسری حبش سے سینیگال تک (Phocochærus africanus) -

جماعت پیکیری

(Family Dicotylidæ)

یہہ جماعت ساخت جسمانی کے لحاظ سے سور اور هپو پوٹیمس کے درمیان ہے - اس میں ایک ہی نوع ہے جو زبان عام میں پیکھری (Dicotyles) کے نام سے موسوم کی جاتی ہے -

روئے زمین پر صرف مغربی نصف الارض میں پائے جاتے ہیں اور ان کے قائم مقام امریکہ میں پیکھری ہیں - اور کسی قسم کا سور امریکہ میں نہیں ہوتا -

پیکھری کے صرف چونتیس دانت اور پچھلے پاؤں میں تین کُھر ہوتے ہیں - دُم بالکل نہیں ہوتی اور تھوتھڑی سور کی طرح ہوتی ہے - تمام جسم پر کھلے اور چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں - پشت پر ایک گرہ ہوتی ہے جس سے ایک روغنی اور بدبودار مادہ نکلا کرتا ہے - پیکھری کو مارتے ہی اگر یہہ گرہ فوراً نہ نکال دی جائے تو اُس کے تمام جسم میں بدبو پھیل جاتی ہے -

پیکیری یا تو درختوں کے کھوکھلے تنوں میں رہتے ہیں یا کوئی بل مل جاتے پر زمین کے اندر بھی رہنے لگتے ہیں -

یہہ سبزی خوار ہیں لیکن کیڑے مکوڑے بھی کھا لیتے ہیں - کاشت کی وہ بڑی بربادی کرتے ہیں اور موقع مل جانے پر گھریلو جانوروں کو بھی مار ڈالتے ہیں - بعض وقت اکٹھا ہو کر گھوڑے تک کو مار لیتے ہیں - اگر کبھی کسی کاشتکار کو پیکیری کے گروہ کا مقابلہ پڑ جاتا ہے تو جان بچانا دشوار ہو جاتا ہے اور اُن سے درختوں پر ہی چڑھہ کر پناہ ملتی ہے -

پیکیری کے کیلے چُھری کی طرح تیز ہوتے ہیں اور اُن سے وہ کتوں وغیرہ کے گہرے زخم مار دیتے ہیں - اِس کم عقل جانور کو بندوق کا بھی خوف نہیں ہوتا بلکہ بندوق کی آواز سے ان کا جوش خروش اور زائد ہو جاتا ہے -

پیکیری کے دو اصناف ہیں (۱) کالردار پیکیری اور (۲) سفید لب والے -

کالردار پیکیری

(Collared Peccary Dicotyles torquatas.)

اس کا رنگ گہرا بھورا ہوتا ہے اور ایک سفید دھاری ایک کندھے سے دوسرے تک ہوتی ہے - اس صنف کے جانور جنوبی اور وسط امریکہ میں پائے جاتے ہیں -

سفید لب والے پیکیری

(White-lipped Peccary or D. labiatus.)

اس کا رنگ کسی قدر سیاھی مائل لیکن لب اور ملھہ سفید ھوتے ھیں - بمقابلہ کالردار پیکیری کے یہہ قد میں بڑا اور عادتاً تند مزاج اور ناشایستہ ھوتا ہے -

طبقہ

جگالی کرنے والے جانوروں کا

(The Ruminants.)

اس طبقے کے جانوروں میں جگالی کرنا ایک ایسی خصوصیت ہے کہ اُس سے اُن کا باہمی تعلق اور اتحاد فوراً ظاہر ہو جاتا ہے - وہ غذا کو پہلے تھوڑا چبا کر نگل جاتے ہیں ' اُس کے بعد غذا چھوٹے چھوٹے گولوں کی شکل اختیار کرکے پھر یکے بعد دیگرے ملھہ کی طرف واپس آتی ہے اور وہ بخوبی جگالی کر کے اس کو چباتے ہیں اور غذا بہ سہولت ہضم ہو جاتی ہے -

زمانہ قدیم میں جب جنگلوں کی کثرت تھی اور وہ شکاری جانوروں سے پُر تھے اس وقت اِن جانوروں کو اِتنا وقت بڑی مشکل سے ملتا تھا کہ اپنے پوشیدہ مقاموں سے نکل‌کر غذا کو جلدی جلدی نگل جائیں اس کو بخوبی چباکر کھانے کا تو ذکر ہی کیا - اس لئے قدرت نے یہہ انتظام کیا کہ اول وہ غذا کو پیٹ میں جمع کر لیں پھر جب کسی محفوظ مقام میں پہنچ جائیں اُس وقت باطمینان جگالی کرکے چبا سکیں -

جگالی کرنے والے تمام جانور جفت کُھر والے جانور (Artiodactyle) ہیں - ہر پاؤں میں ان کے دو کھر ہوتے

هیں - بعض میں دو چھوٹے چھوٹے کھر پیچھے لٹکے ہوتے
ہیں مگر وہ چلنے پھرنے میں امداد نہیں دیتے -

بچُز اونٹ کے کسی دوسرے جگالی کرنے والے جانور کے
اوپری کاٹنے والے دانت (incisors) نہیں ہوتے بلکہ اُن کے مسوڑے
نہایت سخت ہوتے ہیں اور غذا کو چبانے میں مدد دیتے
ہیں -

نیچے والے جبڑے میں اکثر چھہ کاٹنےوالے دانت ہوتے ہیں
جو آگے کی طرف جُھکے ہوتے ہیں - بعض میں کاٹنےوالے
دانتوں کی تعداد چھہ سے زیادہ نظر آتی ہے - مگر در اصل
جانبین کا آخری دانت کیلا ہوتا ہے - سبزی‌خور ہونے کی
وجہ سے اُن کے کیلوں نے بھی کاٹنےوالے دانتوں کی شکل اختیار
کرلی ہے - دونوں جبڑوں میں ہر طرف چھہ چوڑی چکلی
ڈاڑھیں ہوتی ہیں -

اُن کے کُھر اس صفائی سے دو حصّوں میں منقسم ہوتے
ہیں گویا نشتر سے دو برابر حصے کر دئے گئے ہوں - ان سے
رفتار میں سُبکی اور لچک آ جاتی ہے اور ریتیلی زمین اور
کیچڑ میں چلنے میں بھی آسانی ہوتی ہے کیونکہ زمین پر
پاؤں رکھتے ہی دونوں حصے پھیل جاتے ہیں اور پاؤں اُٹھاتے
ہی پھر یک جا ہو جاتے ہیں -

اِن کے پاؤں میں نیچے ایک گرہ ہوتی ہے جس سے ایک
روغنی مادہ نکل‌کر کھروں کو چکنا رکھتا ہے اور سخت زمین
کی رگڑ سے ان کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا -

اُن کی آنکھیں سامنے نہیں بلکہ کچھہ ہٹ‌کر چہرے کے پہلوؤں میں ہوتی ہیں اور اس وجہ سے اُن کی نظر کا دائرہ وسیع ہوتا ہے -

جگالی کرنے والوں کی قوت شامہ بھی تیز ہوتی ہے اور اکثر وہ تیز دوڑنے والے ہوتے ہیں -

بعض کی آنکھوں کے نیچے گڑھے کے اندر ایک گرہ ہوتی ہے اور اُس سے موم کی طرح ایک رقیق مادہ نکلا کرتا ہے - اس گرہ کے مفاد کی کوئی خاص تحقیق اب تک نہیں ہو سکی ہے لیکن اہل فن کی رائے ہے کہ اس کا تعلق قوت تولید سے ہے -

تمام جگالی کرنے والے جانور سبزی‌خور ہیں - اکثر اُن کے سر پر سینگ ہوتے ہیں -

یہہ طبقہ مندرجہ ذیل جماعتوں میں منقسم ہے -

(۱) اونٹ (Camelidæ.)

(۲) ضرافہ (Camelopaididæ)

(۳) بارہ سنگا (Cervidæ.)

(۴) مشکی ہرن (Moschidæ)

(۵) گائے (Bovidæ.)

اونت کی جماعت

(The Camelidæ)

جماعت اونت میں دو نوع هیں (۱) اونت اور (۲) آچیلیا -

اونت ایشیا اور افریقه میں هوتا هے - آچیلیا (Auchenia) صرف جنوبی امریکه میں ملتا هے - اگرچه اونت کے مقابلے میں یهه جانور به لحاظ قد بہت چهوٹے هوتے هیں تاهم اُن کی جسمانی ساخت اور خاص کر لمبی گردن صاف ظاهر کرتی هے که ان کا تعلق اونت سے هے - آچیلیا کی پیٹهه پر کوهان نہیں هوتا اور پاؤں دو حصّوں میں منقسم هوتے هیں جن پر کسی قدر نکیلے کُهر هوتے هیں -

---

اونت

(Camelus.)

بجز گهوڑے اور گائے کے شاید اونت کے برابر کسی جانور نے انسان کی خدمت نه کی هوگی - اسی کے ذریعه سے اُن تمام ملکوں کے حالات معلوم هو سکے جہاں ریگستانی زمین هونے کی وجه سے انسان کا گذر کسی اور ذریعه سے نا ممکن تها - اس کے بغیر اکثر ملکوں میں نه کوئی تجارت هو سکتی نه سفر کا کوئی ذریعه هوتا اور سہارا ،

عرب اور اسٹریلیا کے ریگستانوں سے انسان قطعاً ناواقف رہتا۔ بغیر اونٹ کے اہل عرب کی زندگی دشوار ہو جاتی اور یورپ میں مور مسلمانوں کی سلطنت کا آفتاب نہ چمک سکتا۔ اس لئے اس کو "ریگستان کا جہاز" کہنا نامناسب نہیں ہے۔

اُس کے بدن کا ہر حصہ ریگستانی سفر کے لئے قدرت نے نہایت موزوں اور مناسب بنایا ہے۔ سر چھوٹا گردن لمبی کان مختصر لیکن قوت سامعہ بری نہیں ہوتی۔ وہ اپنے نتھنوں کو سکوڑ کر بند کر سکتا ہے۔ ریگستان کے جلتے ہوئے ریت میں سفر کرتے ہوئے اکثر اُس کو گرم طوفانوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ریت کے ذرات سے جو آگ کی طرح گرم ہو کر ہوا میں اُڑتے پھرتے ہیں جو جسمی تکلیف ہوتی ہے وہ تو ناقابل بیان ہے ہی علاوہ اس کے سانس لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی وجہ سے گلے کے اندر بھی آبلے پڑ جاتے ہیں۔ گرم طوفان آتے ہی اونٹ بیچارہ فوراً بیٹھ جاتا ہے اور گردن زمین پر پھیلا کر نتھنے بند کر لیتا ہے۔

اُس کا اوپری لب دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے اور یہہ دونوں حصے لمس کا کام انجام دیتے ہیں۔

اونٹ کے زانو اور سینے کے گٹے قابل غور ہیں۔ وہ شاہد ہیں کہ اونٹ ایک عرصہ دراز سے انسان کی غلامی میں ہے۔ بوجھہ لادنے کے وقت جب وہ بیٹھتا ہے تو اس کا سینہ

اور زانو زمین سے رگڑتے رہتے ہیں - اس رگڑ کی وجہ سے کھال موٹی ہو کر گٹوں کی شکل میں تبدیل ہو گئی ہے گو ابتداء زمانے میں یہہ گٹے بدن کے ان اجزاء کے کثرت استعمال سے پڑ جاتے تھے لیکن جب یہہ عادت فطرت کے درجے میں منتقل ہو گئی تو یہہ گٹے اونٹ کی نسبی خصوصیت بن گئے اور نسلاً بعد نسل اُن کی اولاد میں پیدایشی ہونے لگے -

اونٹ کے جسم کا کوہان ایک نہایت مفید حصہ ہے - وہ چربی کا ذخیرہ ہے - ریگستان میں نباتات کا کہیں پتا تک نہیں ہوتا اور دور دراز سفر میں اونٹ کو ہفتوں تک کسی قسم کی غذا دستیاب نہیں ہوتی - ایسے ہی موقع کے لئے قدرت نے اُس کے کوہان میں چربی کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے - اُسی کے مدد سے اونٹ بلا غذا کے زندہ رہتا ہے اور سفر کی سخت تکالیف کو برداشت بھی کرتا ہے - رفتہ رفتہ چربی کی مقدار کم ہو جانے سے کوہان چھوٹا ہو جاتا ہے - اس لئے ایسے سفر سے پہلے اونٹ کو کافی غذا کھلا کر چربی کی مقدار بہم پہنچانی لازمی ہے -

کم خوراک ہونے کے علاوہ اس میں یہہ صفت بھی ہے کہ ایک عرصے تک پیاسا رہ سکتا ہے - کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ تپتے ہوئے ریت اور آفتاب کی تیز شعاعوں میں بغیر ایک قطرہ پانی کے وہ کئی کئی دن تک سفر کرتا رہتا ہے اور اسی سے ظاہر ہے کہ اونٹ کو کس درجہ صبر اور ضبط قدرت نے عطا فرمایا ہے -

اونٹ کے شکم میں قدرت نے تقریباً آٹھ سو چھوٹے چھوٹے کیسے پانی بھرنے کے لئے بنائے ھیں - روانگی سفر کے وقت جب اُس کو پانی پلایا جاتا ھے تو یہہ سادہ لوح حیوان یہی سمجھہ لیتا ھے کہ اب پیاس کی تکلیفیں سہنے کا وقت آ رھا ھے اس لئے وہ بڑے بڑے گھونٹ بھر کے کیسوں کو خوب بھر لیتا ھے - سفر میں اُس کی پیاس کی تکلیف کا اندازہ اُس وقت ھوتا ھے جب کہ وہ کسی چشمے کے قریب پہنچتا ھے - اپنی تیز قوت شامہ سے وہ میلوں سے پانی کا پتا لگا لیتا ھے اور دیوانہ وار چشمے کی طرف قدم بڑھاتا ھے - پانی کی تلاش کے لئے مسافر بھی اونٹ کی جستجو اور تلاش پر اکتفا کرتے ھیں -

اُس کے پاؤں دو حصوں میں منقسم ھوتے ھیں اور اُن پر چھوٹے چھوٹے گول کھر ھوتے ھیں - تلوے پر گوشت کی موٹی تہہ ھوتی ھے اسی وجہ سے اس کے پاؤں ریت میں پیوست نہیں ھوتے -

اونٹ کی زبان میں غالباً قوت ذایقہ نہیں ھوتی - نیم کی کڑوی پتیاں تک کھا کر وہ شکم سیر ھو جاتا ھے - ببول وغیرہ کے خاروں سے اس کے منہہ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ھوتی اور بھوک میں وہ خشک ٹہنیاں چبا جاتا ھے -

قدرت نے تمام حیوانات کو ان کی مفید اور مضر غذا کی تمیز دی ھے - صرف اونٹ ھی ایک ایسا جانور ھے

جو شکم پری کی فکر میں زہر اور نعمت میں بھی تمیز نہیں کر سکتا اور جو کچھ سامنے آ جائے وہی آنکھ بند کرکے کھا جاتا ہے - وسط افریقہ میں ایک درخت ہے جس کی پتی اونٹ کے لئے زہر ہے - وہاں اگر اونٹ کی کافی نگرانی نہ کی جائے تو وہ اسی کو کھا جاتا ہے اور زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے -

اگرچہ اونٹ کا حلم اور بردباری مشہور ہے لیکن اس کے اکثر اوصاف فطرتی نہیں ہے بلکہ محض اس کی سادہ لوحی اور کم عقلی کی علامت ہیں - سوائے پیٹ بھرنے کے اور کوئی فکر اُس کو دامن‌گیر نہیں - دنیا کے کسی منظر اور عجائبات عالم سے اس کو کوئی دلچسپی نہیں - نہ سوار کا خیال نہ اطاعت و فرماں‌برداری کا دھیان، نہ اپنے مالک سے کوئی تعلق نہ فرائض منصبی کی طرف توجہ - جس طرف چلا دیا گیا بے عقلوں کی طرح چل کھڑا ہوا مگر یہہ کوئی اظہار اطاعت نہیں بلکہ اس کو سادہ‌لوحی پر دال ہے -

گو اونٹ کم عقل ہے مگر سختی اور ظلم کا بدلا لینے میں بڑے بڑے ہوشیاروں سے بھی کم نہیں ہوتا - ظالمانہ برتاؤ کو وہ کبھی نہیں بھولتا اور جب موقع پاتا ہے حملہ کر بیٹھتا ہے - اس کے دانتوں کی گرفت اس قدر زبردست ہے کہ ان سے چھوٹنا دشوار ہے -

عالم مستی کے زمانے میں نر کی گردن سے کوال‌تار کی

طرح ایک مادہ نکلا کرتا ھے اور بسا اوقات وہ ملھہ سے جھاگ کے بڑے بڑے بُلبُلے نکلا کرتا ھے - اس زمانے میں وہ اس قدر غضب آلود ھو جاتا ھے کہ بلاوجہ بھی آدمیوں پر حملہ کرتا ھے -

آزاد اور جنگلی اونٹ کہیں نہیں ملتا - اس لئے یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس خطے کا رھنےوالا ھے - کچھہ عرصہ ھوا کہ اونٹ کے گروہ وسط ایشیا کے میدانوں میں نظر آئے تھے لیکن واقعی وہ جنگلی نہیں تھے بلکہ اُن اونٹوں کی نسل سے تھے جو اکثر قافلوں سے جدا ھوکر آوارہ ھو جاتے ھیں - انسان کے لئے شاید کسی ملک میں اونٹ اتنا مفید نہیں ھے جیسا کہ عرب میں - وھاں اس کا گوشت کھاتے ھیں ' دودھہ پیتے ھیں ' چمڑے کے جوتے اور کاٹھیاں اور بالوں کے کمبل اور خیمے بنائے جاتے ھیں - غرض اھل عرب کے سفر و حضر اور تجارت وغیرہ کے تمام کاروبار کا دار و مدار اُسی پر ھے -

اونٹ کے بچوں کو متحمل مزاج اور محنتی بنانے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کام میں لائی جاتی ھیں - کبھی اُن کو باندھہ کر دھوپ میں ڈال دیتے ھیں تاکہ گرمی برداشت کرنے کے عادی ھو جائیں اور کبھی ٹانگیں باندھہ کر دو زانو بٹھا دیتے اور پیٹھہ پر بوجھہ لاد کر کئی کئی دن کھانا نہیں دیتے تاکہ وہ محنت مشقت اور کم خوری کے عادی ھو جائیں - واقعی حیرت کی بات ھے کہ وہ جلتے ھوئے ریگستانوں میں

هفتوں تک پچیس تیس میل سفر روزانہ طے کر لیتا اور صرف دو چار مٹھی ناج یا چند چھواروں پر اکتفا کرتا ھے -

اونٹ کی چال میں یہہ خصوصیت ھے کہ وہ ہر جانب کی دونوں ٹانگیں ایک ساتھہ اُٹھاتا ھے اور یہی وجہ ھے کہ اس کی سواری کے جو عادی نہیں ان کو سخت تکلیف ہوتی ھے -

اس کے ایک حمل سے ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ھے جو پندرہ سال میں جوان ہو جاتا ھے - عموماً اونٹ کی عمر چالیس پچاس سال کی ہوتی ھے -

اس کو اپنی طاقت کا بخوبی اندازہ ہوتا ھے کہ وہ کس قدر بوجھہ لاد سکتا ھے اور جب اس کی طاقت سے زیادہ بوجھہ لاد دیا جاتا ھے تو سخت سے سخت سزا دینے پر بھی بجز چیخنے اور سر پٹکنے کے وہ ہرگز کھڑا نہیں ہوتا -

اونٹ کی دو صنفیں ہیں—

عرب کا اونٹ (Camelus dromedarius.)

بیکٹریا کا اونٹ (Camelus bactrianus.)

دونوں میں خاص فرق یہہ ھے کہ عرب کے اونٹ کی پشت پر صرف ایک کوہان ہوتا ھے اور بیکٹریا کے دو -

عرب کی صنف کے دو افراد ہیں - جو باربرداری کے کام میں لائے جاتے ہیں ان کی ٹانگیں موٹی اور جسم بھاری ہوتا ھے اور وہ سُبک رو ہوتے ہیں - جو سواری کے کام میں

آتے ھیں وہ خوبصورت اور چھریرے جسم کے جانور ہوتے ھیں - ریگستان کے سفر کے لئے وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے - سو سو میل کا فاصلہ دن بھر میں طے کرلینا ان کے لئے معمولی بات ھے اور پچاس ساٹھہ میل روزانہ چل لینا اُن کا ادنیٰ کرشمہ ھے -

بیکٹریا کا اونٹ وسط ایشیا کے ملکوں میں ہوتا ھے اور بمقابلہ عربی اونٹ کے وہ جسیم ہوتا ھے - اس کا رنگ گہرا کتھئی اور جسم لمبے لمبے اونی بالوں سے ڈھکا ہوتا ھے - اس کی ٹانگیں کچھہ چھوٹی اور پتھریلے مقاموں میں سفر کرنے کے لئے نہایت موزوں ہوتی ھیں - خصلت اور عادتوں میں یہہ عربی اونٹ کے مشابہ ھے اور اپنے ملک میں یہہ بھی نہایت مفید جانور ھے -

---

آچینیا

(The Auchenia.)

آچینیا کی کئی اصناف امریکہ میں ملتی ھیں جن کا مختصر بیان ذیل میں درج کیا جاتا ھے -

---

لاما

(Auchenia llama.)

آچینیا کی ایک مشہور صنف لاما کے نام سے موسوم کی جاتی ھے - قد و قامت میں وہ ایک چھوٹے ٹٹو کے برابر

ہے - اونچائی تقریباً چار فٹ ' سر چھوٹا ' گردن کسی قدر لمبی اور کان کھڑے ہوئے ہوتے ہیں - تمام جسم پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں جن کا رنگ گہرا بھورا ہوتا ہے - اس کے کوہان نہیں ہوتا -

لاما بھی اونٹ ہی کی طرح متحمل اور بردبار ہوتا ہے اور اُس کو امریکہ کا اونٹ کہنا نامناسب نہیں ہے - وہ اونچے اونچے پہاڑوں کا رہنے والا ہے - نہایت دشوار گذار پہاڑوں پر بھی باربرداری کے لئے اِس سے زیادہ موزوں کوئی جانور نہیں اور اُس کا پاؤں کبھی خطا نہیں کرتا -

لاما سواری کے کام میں بھی آتا ہے لیکن اُس میں ایک بڑا عیب ہے کہ اگر کبھی وہ سوار سے ناخوش ہو جائے تو گردن موڑکر فوراً سوار پر تھوکنے لگتا ہے - مقید لاما بھی تماشائیوں پر اکثر تھوک دیا کرتے ہیں -

ڈیڑھ دو من وزن لاد کر وہ بلا تکلیف آہستہ آہستہ چل سکتا ہے لیکن مار پیٹ کی اُس کو قطعاً برداشت نہیں ہوتی - مار پیٹ پر وہ اکثر بیٹھ جاتا ہے اور پھر چاہے اُس کی جان ہی کیوں نہ جائے اُٹھتا نہیں -

---

الپکا

(Auchenia paco.)

الپکا کے نام سے اہل ہند ناواقف نہ ہونگے - اگرچہ وہ دور

راز فاصلے پر ہوتا ہے تاہم اس کے ملائم اُون کے بُنے ہوئے کپڑے الپکے کے نام سے عام استعمال میں ہیں -

الپکا وسط اور جنوبی امریکہ میں ہوتا ہے - قد و قامت میں وہ لاما سے بہت چھوٹا اور اس کا اُون جو نہایت قیمتی چیز ہے بادامی یا سیاہ ہوتا ہے -

اِس کے پالتو گروہ پہاڑوں پر رکھے جاتے ہیں اور وادیوں میں صرف اُون حاصل کرنے کی غرض سے ہر سال ایک معینہ وقت پر لائے جاتے ہیں اور اُون کاٹ کر پھر پہاڑوں پر پہنچا دئے جاتے ہیں -

اُون کی غرض سے اس کو یورپ اور آسٹریلیا میں بھی پالنے کی کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی - تھوکنے کا عیب الپکا میں بھی ہوتا ہے -

---

وِکیونا

(A. Vicugna.)

نوع آچینیا میں یہہ سب سے چھوٹا جانور ہے قد میں وہ چھوٹے گدھے کے برابر اور ساخت میں لاما کے مشابہ ہے -

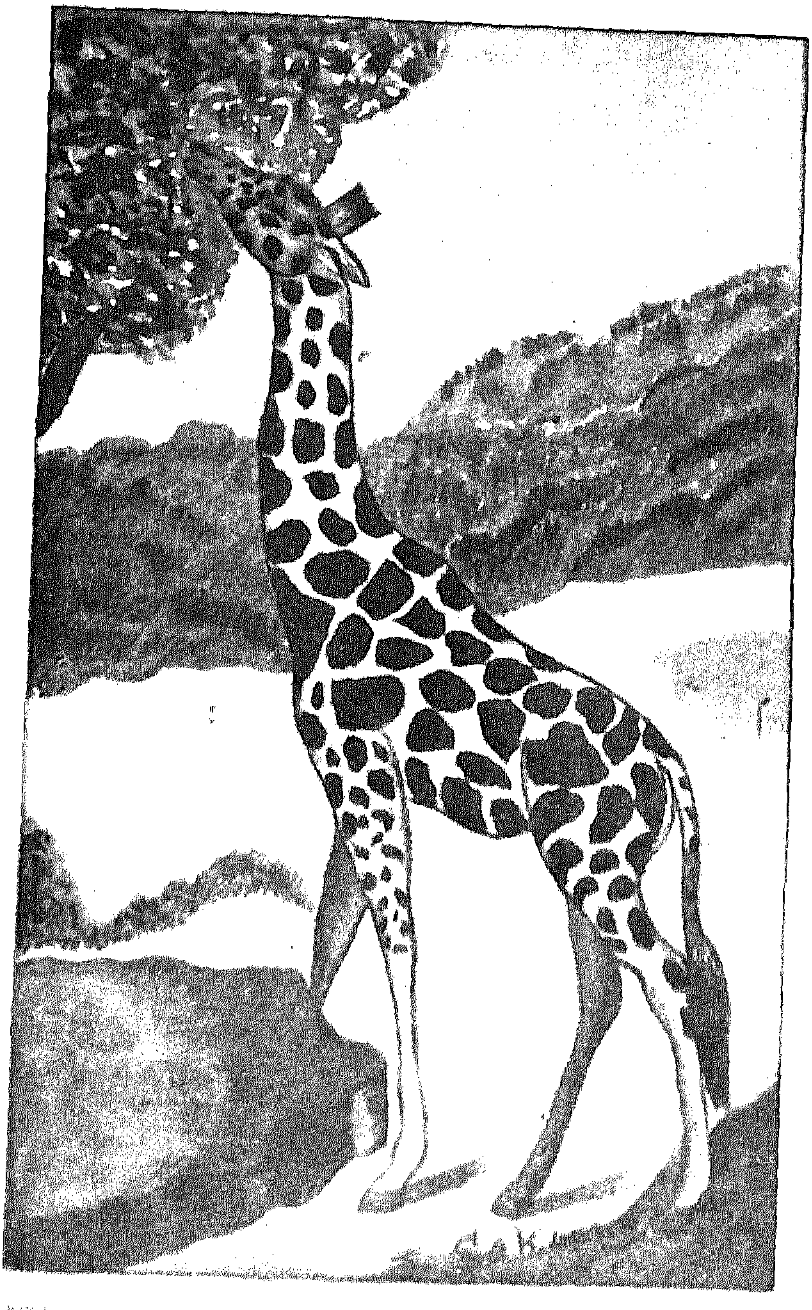
اِن کے گروہ اونچے پہاڑوں پر پائے جاتے ہیں - وکیونا کا اُون نرمی میں بےنظیر ہے اور اس کی غرض سے شکاری نہایت ڈھالو اور دشوار گذار پہاڑوں پر بھی اُس کو نہیں چھوڑتے -

اِس کا جسم هلکے بهورے رنگ کے اُون سے ڈهکا هوتا هے اور اس ته کے نیچے ایک دوسری ته سفید اُون کی بهی هوتی هے -

گوانکو

(A. guanco.)

جنوبی امریکہ میں سلسلۂ کوہ اینڈیز پر تھگر سے جنوبی گوشے تک یہہ جانور ملتا هے نوع آچینیا کی یہہ ایک خاص صنف هے اور لاما اور الپکا کی پیدایش اسی جانور سے هوئی هے -



ص ٢٢١

جماعت زرافه

(The Giraffe or Camelopardalis giraffa.)

اس جماعت میں ایک هي نوع هے اور اس کی کوئی دوسری صنف بھی روئے زمین پر نہیں - اگر هاتھی خشکی کے جانوروں میں سب سے عظیم‌الجثہ هے تو زرافہ کو مخلوق میں سب سے زیادہ قدآور جانور هونے کا فخر حاصل هے - مخلوق میں کسی کا اُس سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور اُس کی مثال کسي سے نہیں دی جا سکتی - زرافہ کی اونچائی اتھارہ فٹ هوتی هے اونچے سے اونچا هاتھی بھی اُس کا نصف هی هوتا هے - اگرچہ چھہ چھہ فٹ کے تین آدمی ایک پر ایک کھڑے هوں تو اُس کی آنکھہ تک پہنچیں - الغرض دیکھنے هی سے اُس کے قد کا اندازہ هو سکتا هے - قلم اُس کے قد کے بیان سے عاجز هے -

زرافہ کو دیکھہ کر یہہ محسوس هوتا هے کہ قدرت نے اپنی صنعت اور کاریگري سے اونٹ ' هرن ' اور بیل کے اعضا کو ایک عجیب طریقے سے یکجا کرکے اِس خوبصورت جانور کو بنا دیا هے - اِس کا سر چھوٹا ' چہرہ لمبا اور پتلا اور چھوٹے چھوٹے سینگ هوتے هیں - مگر یہہ اُس کے آلۂ حرب نہیں اور اُن کی ساخت بھی عجیب هے - اول تو سر کی هڈی سے اُن کا تعلق نہیں اور وہ مستقل هوتے هیں - دوسرے اُن پر روئیں‌دار موتی کھال هوتی هے اور اوپر بالوں کا بُرش سا هوتا هے -

دونوں سینگوں کے درمیان سر کی ہڈی اُٹھی ہوتی ہے بالخصوص نر میں کہ وہ ایک تیسرا سینگ معلوم ہوتا ہے - زبان نہایت لمبی اور اُس میں ایسی قوت گرفت ہوتی ہے کہ اُس سے وہ پتیوں کو پکڑ کر صاف توڑ لیتا ہے - زبان میں گھٹنے بڑھنے کا وصف بھی ہوتا ہے اور وہ اُس کو بڑھاکر اس قدر پتلا کر سکتا ہے کہ وہ پردار قلم کے سوراخ میں داخل ہو سکے -

زرافہ کی رسیلی ' چمکتی ہوئی آنکھیں نہایت خوبصورت ہوتی ہیں - مخلوق میں شاید ہی کسی کی آنکھ اس قدر دل کش ہو اور آنکھوں کے باعث وہ نہایت شریف ' شایستہ اور نیک خصلت معلوم ہوتا ہے -

گردن کی لمبائی اُس کی ساخت کی خصوصیت ہے - اونچے اونچے درختوں کی پتیاں وہ بہ آسانی توڑ سکتا ہے - ماہرین فن کی راے ہے کہ پہلے زرافہ کی گردن کی لمبائی بھی معمولی تھی - لیکن حسب بیان مذکورہ ہر جانور کے اعضا تغیر پذیر ہیں - جس عضو سے کام نہیں لیا جاتا وہ رفتہ رفتہ کمزور ہوجاتا ہے اور بالآخر فنا ہو جاتا ہے - برخلاف اِس کے جس عضو سے کوئی خاص کام لیا جاتا ہے اُس میں تغیر ہوکر وہ اُسی کام کے لئے مناسب ہو جاتا ہے -

زرافہ کو اکیشیا نامی درخت کی پتیاں جو بہت بلندی پر ہوتی ہیں بےحد مرغوب ہیں جن کو حاصل کرنے کی

غرض سے گردن بڑھا بڑھا کر کوشش کرنے کی وجہ سے اب
اُس کی گردن اِس درازی کو پہنچ گئی ہے -

وہ بھی اپنے نتھنوں کو بند کر سکتا ہے اور اونٹ کی
طرح گرم طوفان میں اُن کو بند کرکے ہی جان بچاتے ہیں -

زرافہ کی کھال تقریباً ڈیڑھ انچ موٹی ہوتی ہے - اس
قدر دبیز ہونے کے باوجود بھی وہ ہلکی ہوتی ہے اور اِس
لئے عرب میں اکثر اُس کی ڈھالیں بنائی جاتی ہیں -
اُس کے جوتے کے تلّے بھی مضبوط ہوتے ہیں ٹانگ کی ہڈیوں
سے بٹن بنائے جاتے ہیں اور اُس کا گوشت بھی خوش ذایقہ
بیان کیا جاتا ہے -

زرافہ صرف اپنی گردن کی درازی کی وجہ سے اس قدر
اونچا معلوم ہوتا ہے - اُس کا جسم جو کہ پیچھے کو بہت
ڈھالو ہوتا ہے صرف سات فٹ اونچا ہوتا ہے - چاروں
ٹانگوں کی لمبائی برابر ہوتی ہے لیکن جسم کے ڈھال کی
وجہ سے یہہ شبہہ ہو جاتا ہے کہ اگلی ٹانگیں پچھلی سے
بڑی ہیں -

ہر پاؤں پر دو کُھر ہوتے ہیں - دُم کے آخر پر لمبے
لمبے سیاہ بالوں کی چونری ہوتی ہے - اُن سر زمینوں میں
جہاں زرافہ پایا جاتا ہے طرح طرح کی نیش‌زن مکھیاں اور
کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں اور اُن سے محفوظ رہنے کے لئے وہ
اپنی دم کو برابر ہلاتا رہتا ہے -

زرافہ کے جسم کا رنگ ہلکا نارنگی ہوتا ہے اور اس پر سیاہی مائل دھبّے ہوتے ہیں -

قدرت کی دور اندیشی پر انسان انگشت بہ دندان ہے کہ کیسے عجیب عجیب انتظامات اُس نے کئے ہیں - غور کیجئے کہ حیوانات کو طرح طرح کے خوش رنگ اور گل بوٹوں سے مزین فرمانے میں ایک کرشمہ سے دو کام کیسی خوبی سے لئے کہ ان خوش‌نما رنگ اور گل بوٹوں کو زینت کے علاوہ اُن کی حفاظت کا ذریعہ بھی بنا دیا - مشابہت عامہ تحفظی کی اکثر مثالیں عالم حیوانی میں ملتی ہیں لیکن زرافہ کو دیکھہ کر کس کو خیال ہو سکتا ہے کہ مشابہت عامہ ایسے قدآور اور طول طویل جانور کا بھی ذریعہ حفاظت ہو سکتا ہے -

گارڈن کملگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ''مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اِس جہاں کو بارونق بنانے کے لئے قادر مطلق نے جو طرح طرح کے جانور پیدا کئے ہیں اُن میں اور اُن کی جائے بود و باش کے منظر میں ایک عجیب مشابہت ہوتی ہے - تمثیلاً زرافہ کو لیجئے - وہ قدیم جنگلوں میں رہتا ہے جہاں قدم قدم پر سوکھے اور ہرے بھرے درخت ہوتے ہیں - میں اکثر دھوکا کھا جاتا تھا اور میں نے اپنے ہمراہیوں کی بھی آزمائش کی ہے جو وہیں کے رہنے والے تھے - اُن کو بھی مغالطہ ہو جاتا تھا - وہ کبھی درختوں کے تنوں کو زرافہ اور کبھی زرافہ کو درخت کا تنا بتاتے تھے'' -

زرافہ بڑی تیزی سے دوڑ سکتا ہے چلانچہ پتھریلی زمین پر اچھے اچھے گھوڑے بھی اُس کو نہیں پکڑ سکتے - اس کی چال میں بھی وہی خصوصیت ہے جو اونٹ کی رفتار میں ہے کہ ہر طرف کی اگلی اور پچھلی ٹانگیں ساتھ ساتھ اٹھتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ جب وہ دوڑتا ہے تو اُس کی گردن دائیں بائیں جھومتی ہے اور وہ نہایت بھدّا معلوم ہوتا ہے -

زرافہ کے پاس پہنچنا نہایت دشوار ہے کیونکہ اول تو اس کی آنکھیں اٹھارہ فٹ کی اونچائی پر ہوتی ہیں دوسرے اُس کی نظر کا دائرہ نہایت وسیع ہوتا ہے - علاوہ اس کے وہ گروہ بناکر رہتے ہیں اور محافظت کے لئے ہمیشہ ایک چوکیدار مقرر کر دیا جاتا ہے جو نہایت ہوشیار اور چوکنّا رہتا ہے -

زرافہ کی قوت شامہ بھی اچھی ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے دشمن کی بوٗ دوردراز فاصلے سے وہ سونگھ لیتا ہے -

حتی‌الامکان تو وہ دشمن کے سامنے سے بھاگ جانے ہی کی کوشش کرتا ہے لیکن محصور اور مجبور ہو جانے پر اپنے کُھروں کی زد سے کام لیتا ہے - پچھلی ٹانگیں وہ اس تیزی سے چلاتا ہے کہ وہ نظر تک نہیں آتیں - زرافہ کی دو لتّی کی زد ایسی خوفناک ہوتی ہے کہ اکثر شیر بھی بھاگتے ہی نظر آتا ہے - کُھلے میدان میں جہاں دو لتّی چلانے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوتی زرافہ شیر سے کبھی شکست

نہیں کھاتا اور اپنی جان بچا ہی لیتا ہے -

اکثر کہا جاتا ہے کہ تعاقب کرنے والوں پر زرافہ کنکر پتھر پھینکتا چلتا ہے - حقیقت یہہ ہے کہ جب زرافہ پوری تیزی سے بھاگتا ہے تو اُس کے منقسم کھروں سے کنکر پتھر بڑی تیزی سے پیچھے کی طرف اُچھلتے ہیں -

زرافہ بولتا قطعی نہیں بلکہ گُم سُم رہتا ہے چنانچہ مشہور شکاری مسٹر نیومین اپنے ذاتی تجربے سے اِس کی تصدیق کرتے ہیں - لیکن بچے بولتے ہیں اور ان کی آواز بھیڑ کی طرح ہوتی ہے -

زرافہ بجُز وسط افریقہ کے کہیں نہیں پایا جاتا -

اُکاپی

(The Okapi or Okapia Johnstoni.)

اب سے کچھہ هی سال قبل اُکاپی کے وجود تک سے مہذب دنیا واقف نہ تھی اور یورپ ' امریکہ وغیرہ میں آج تک کوئی زندہ اُکاپی نہیں لایا جا سکا - یہی وجہ هے کہ اس کی جماعت اور نوع وغیرہ کی پوری تحقیقات نہ هو سکی - ساخت جسمانی کے لحاظ سے اُکاپی زرافہ کے مشابہ هے اس لئے زرافہ کے بیان کے ساتھہ هی اس کا بھی ذکر کرنا مناسب معلوم هوا -

اُکاپی روئے زمین کا بہت پرانا باشندہ هے اور ممکن هے کہ وہ انسان کے وجود سے قبل عالم وجود میں آیا هو - بڑے تعجب کی بات هے کہ ایسے پرانے جانور کے وجود سے تہذیب‌یافتہ دنیا اِس وقت ناواقف رهی - جب قدماء افریقہ اُس کا ذکر کرتے تھے تو کوئی باور نہ کرتا تھا - بالاخر مشہور سیاح سر هیری جانسٹن (Sir Harry Johnston) کو اُس کی کچھہ کھالیں دستیاب هوئیں - انہوں نے پھر بہت کوشش کی کہ کوئی زندہ اُکاپی مل جائے لیکن کامیابی نہ هوئی -

سنہ ۱۹۰۹ ع میں دو ماهران فن امریکہ سے افریقہ کو خاص اس غرض سے بھیجے گئے کہ وہ زندہ اُکاپی تلاش کر کے اپنے ساتھہ لائیں - نو سال تک یہہ لوگ صوبہ کانگو کے گھنے جنگلوں اور دلدلوں میں حیران اور سر گردان رهے لیکن کوئی

زندہ اُکاپی اُن کے ہاتھہ نہ لگا – ایک مرتبہ وہ ایک مقام پر پہنچے جہاں افریقہ والوں نے ایک اُکاپی کھٹکے کے ذریعہ سے پکڑا تھا مگر اِن کے پہنچتے ہی وہ مر گیا – الغرض اہل یورپ اور امریکہ وغیرہ کو زندہ اُکاپی دیکھنے کا آج تک اتفاق نہیں ہوا ہے –

اُکاپی کا پتا لگنے سے قبل زرافہ اپنی ساخت جسمانی کے لحاظ سے ماہرین فن کے لئے ایک معمہ تھا – نہ تو اُس کی جماعت میں کوئی دوسرا جانور موجود تھا نہ کسی دوسرے سے اس کا کوئی تعلق بظاہر نظر آتا تھا – زرافہ کی پیدایش کس جانور سے ہوئی اس بارے میں انسان کی عقل متحیر تھی – اُکاپی کے علم نے انسان سے اس پردے کو فاش کر دیا –

اُکاپی اور زرافہ کی ساخت جسمانی اس قدر مشابہ معلوم ہوتی ہے کہ اُکاپی کو چھوٹی گردن کا زرافہ کہنا بجا ہے – اُس کے بھی سر کی ہڈی سینگوں کے مقام کے درمیان اُسی طرح اُٹھی ہوئی ہے جیسے کہ زرافہ کی – جسم کے پچھلے حصے اور ٹانگوں پر زیبرا کی طرح دھاریاں ہوتی ہیں –

یہہ نہایت بُزدل جانور ہے اور انسان کی بُو پاتے ہی گھنے تاریک جنگلوں کی راہ لیتا ہے – افریقہ کے باشندے اُس کا گوشت کھاتے ہیں –

جماعت بارہ سنگا

(The cervidæ.)

اس جماعت کی بہت سی نوعیں روئے زمین پر ملتی ہیں - یہہ جانور اپنے شاندار سینگوں کے ذریعہ سے جن میں دس بارہ چھوٹی چھوٹی شاخیں ہوتی ہیں فوراً ممتاز کئے جا سکتے ہیں -

بارہ سنگے کے سینگ عارضی ہیں یعنی وہ بار بار گرتے اور نئے نکلتے ہیں - دو سال کی عمر میں اُس کے سر پر چھوٹے چھوٹے سینگ ٹونٹھہ شکل کے نکلتے ہیں - پھر وہ ہر سال موسم بہار میں گر جایا کرتے ہیں اور نئے نکل آتے ہیں جن کے طول میں ہر سال اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ایک نئی شاخ پیدا ہوتی رہتی ہے - تقریباً بارہ سال کی عمر میں شاخوں کی تعداد اکثر دس بارہ تک پہنچ جاتی ہے -

بارہ سنگے کے سینگوں کے نکلنے کا طریقہ نہایت حیرت‌انگیز ہے - تمام مخلوق میں کسی دوسرے جانور کے سینگ یا اور کوئی عضو اس قدر تیزی سے بڑھنے والا نہیں ہے - تقریباً پندرہ ہفتے میں وہ اپنے پورے قد کو پہنچ جاتے ہیں - اول اول ان پر ملائم روئیں‌دار کھال ہوتی ہے جو مخمل کے نام سے مشہور ہے اور اس میں خون کی گردش کے لئے موٹی موٹی رگیں ہوتی ہیں - چنانچہ سینگ پر ہاتھہ رکھنے سے وہ جسم کے دوسرے اعضا کی طرح گرم معلوم ہوتا ہے -

سینگوں کا نکلنا مئی میں شروع ہوتا ہے اور اگست میں وہ اپنے پورے معیار کو پہنچ جاتے ہیں اور کھال خشک ہوکر چمڑے کے مانند ہو جاتی ہے اُس وقت رگوں وغیرہ میں بہت کُھجلی پیدا ہوتی ہے اور بارہ سنگا سینگوں کو ملایم ملایم شاخوں اور جھاڑیوں سے رگڑتا ہے - پھر جیسے جیسے کھال زیادہ خشک اور سخت ہوتی جاتی ہے اس کو اس قدر بےچینی ہوتی ہے کہ سینگوں کو وہ چٹانوں اور درختوں کے تلوں سے رگڑنے پر مجبور ہوتا ہے - اس طرح ان کا چمڑا وغیرہ چھوٹ کر گر جاتا ہے -

اِدھر ایک سینگ پختہ ہوتے جاتے ہیں اُدھر نر کی خصلت میں ایک عجیب تغیر ہونا شروع ہو جاتا ہے - جوانی کے نشے میں چور ہوکر باہم جنگ و جدل کے لئے وہ ایسا تیار ہو جاتا ہے کہ گروہ سے علحدہ ہوکر تنہا گھومتا اور دھاڑیں مارتا ہے گویا دوسرے نروں کو اعلان جنگ دیتا ہے - پھر مادہ کے خیال میں آپس میں خوفناک جنگ آزمائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور اُن میں وہ اکثر جان تک کھو بیٹھتے ہیں -

جب بارہ سنگا عالم ضعیفی کو پہنچتا ہے اور اس کے جسم کی طاقت زائل ہونے لگتی ہے تو سینگ بھی ہر سال چھوٹے اور باریک اور اُن کی شاخوں کی تعداد اور طول کم ہوتا جاتا ہے - اکثر دیکھا جاتا ہے کہ سینگوں کے نکلنے کے وقت اگر کسی سال اُس کی تندرستی خراب ہو یا قدرتی

زندگی میں کسی قسم کا خلل واقع ہو جائے تو سینگ چھوٹے پیدا ہوتے ہیں مگر آیندہ سالوں میں پھر اپنے پورے معیار کو پہنچ جاتے ہیں -

جہاں تک معلوم ہو سکا ہے گرم ملکوں میں بارہ سنگوں کے سینگ ہر سال نہیں بلکہ دوسرے تیسرے سال گرتے اور نئے نکلتے ہیں -

رین ڈیر کے علاوہ اور کسی نوع میں بجز نر کے سینگ نہیں ہوتے -

یہہ جماعت اپنی خوبصورتی ، خوش وضعی ، نازک ٹانگوں اور تیز رفتاری میں ضرب‌المثل ہیں - ان کی دم مختصر اور آنکھیں بڑی اور خوبصورت ہوتی ہیں - رنگ اکثر بھورا ہوتا ہے لیکن بچوں کے جسم پر چھوٹے چھوٹے گل یا دھبّے ہوتے ہیں جو جوانی میں غائب ہو جاتے ہیں - جسم پر چھوٹے ، گھلے اور سخت بال ہوتے ہیں مگر جو نوعیں سرد ملکوں میں پائی جاتی ہیں اُن کے جسم پر بال کسی قدر بڑے اور ملائم ہوتے ہیں -

یہہ سبزی‌خور جانور ہیں اور اکثر چھوٹے چھوٹے گروہوں میں رہتے ہیں -

---

رین‌ڈیر یا شمالی بارہ‌سنگا

(The Reindeer—Rangifer tarandus.)

بارہ‌سنگے کی جماعت میں سب سے اعلی مرتبہ

رین ڈیر کو دیا جاتا زیبا ھے کیونکہ اکثر ملکوں میں وہ انسان کے لئے نہایت مفید ھے –

اس نوع کے جانور ایشیا ' یورپ اور امریکہ کے شمالی سرد ملکوں میں یعنی لاپلینڈ ' فن‌لینڈ ' ناروے ' سوئیڈن ' سائبیریا ' تاتار وغیرہ میں پائے جاتے ھیں – علاوہ ازیں اسپٹز برگن اور گرین‌لینڈ کے جزیروں میں بھی ھیں –

رین‌ڈیر کے شاندار سینگ چار یا پانچ فٹ لمبے اور جڑ کے قریب ھی دو بڑی شاخوں میں منقسم ھو جاتے ھیں –

لاپلینڈ اور دوسرے شمالی ملکوں کے باشندوں کے لئے رین‌ڈیر بیش‌بہا جانور ھے – اُن کے لئے گائے بیل ھے تو وہ ' بھیڑ نہایت بکری ھے تو وہ ' اور گھوڑا ھے تو وہ – ایسا کوئی گھر نہیں جس میں پالتو رین‌ڈیر نہ ھوں اور اُن ھی کی تعداد پر ھر شخص کی امارت اور غربت کا اندازہ کیا جاتا ھے –

رین‌ڈیر کا گوشت خوش ذائقہ ھوتا ھے اور مذکورہ ملکوں کے باشندوں کی خاص غذا ھے – اس کا دودھ گائے سے بھی بہتر بیان کیا جاتا ھے – بار برداری اور سواری میں شاید گھوڑا بھی اُس سے زیادہ جفاکش نہیں ھوتا – برف پر چلنے والے بغیر پہیوں کے سلیج پر وہ تین چار من بوجھ بہ آسانی کھینچ سکتا ھے اور تقریباً سو میل کا سفر روز طے کر لیتا ھے –

سوئیڈن کے شاھی محل میں ایک رین‌ڈیر کی تصویر ھے جس نے ایک سرکاری افسر کو پشت پر بٹھا کر چوراسی گھنٹے میں نو سو ساٹھ میل سفر کیا تھا – بیان کیا جاتا

ہے کہ منزل مقصود پر پہنچتے ہی اس کی زندگی کا پیالہ لبریز ہوگیا -

رینڈیر کی کھال کے لبادے تیار کئے جاتے ہیں اور نہایت گرم ہوتے ہیں اور سینگوں سے طرح طرح کی چھوٹی چھوٹی چیزیں بنائی جاتی ہیں - اس کے گوبر کے کنڈے جلائے جاتے ہیں -

شمالی امریکہ میں اس کی جو صنف ملتی ہے وہ پالی نہیں جا سکتی -

واپٹي یا امریکہ کا بارہسنگا

(The Wapiti or Cervus canadensis.)

واپٹی شمالی امریکہ بالخصوص کناڈا میں پایا جاتا ھے - بجز ایک نوع کے واپٹی اس جماعت کا سب سے بڑا جانور ھے - پورے قدوقامت کے نر کا وزن آٹھہ سو پونڈ سے ایک ھزار پونڈ تک ھوتا ھے -

اس کا رنگ بھورا اور کسی قدر زردی مائل ھوتا ھے - جسم قوی اور خوش نما اور سر بڑے بڑے سینگوں سے آراستہ ھوتا ھے جن کا وزن تیس چالیس پونڈ ھوتا ھے -

ریڈ انڈین قوم کے واپٹي کے بچے پالتے ھیں اور اُن سے سلیج کھنچواتے ھیں - اِس کا گوشت بھی وہ کھاتے ھیں - عالمِ مستی میں یہہ بھی بہت لڑتے بھڑتے ھیں -

اِن کو نمک بہت مرغوب ھے اور اکثر وہ شور جھیلوں کے قریب رھتے اور زمین چاٹا کرتے ھیں - واپٹي کا رنگ مشابہت عامہ تحفظی کي عمدہ مثال ھے - جھاڑیوں کے سامنے کھڑا ھوا وہ نظر کو مغالطے میں ڈال دیتا ھے -

---

ایلک بارہسنگا

(The Elk or Alces malches.)

یہہ یورپ ' امریکہ اور ایشیا کے شمالی حصّوں میں '

کوہ قاف پر ، اور چین کے شمال میں پایا جاتا ہے اور اِس جماعت کا سب سے بڑا جانور ہے -

اس کے سینگ عجیب ہوتے ہیں - شکل میں وہ ہتی کے تختوں کے مانند معلوم ہوتے ہیں جو سر سے نکل کر اوپر کی طرف چوڑے ہوتے جاتے ہیں - اِن کے اوپری کنارے نہایت ناھموار ہوتے ہیں کیونکہ ان میں گہرے گہرے کھندے ہوتے ہیں - کرنل ڈاج صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اُن کے ایک دوست نے ان کو ایلک کے دو سینگ دئے تھے جن کا وزن اکسٹھہ پونڈ تھا -

اِس کے چہرے کی لمبائی پیشانی سے منھہ تک تقریباً دو فٹ ہوتی ہے - اس قدر بڑے چہرے اور بھاری سینگوں کا وزن برداشت کرنے کے لئے نہایت مضبوط اور موٹی گردن ہونی لازمی تھی - گلے سے لمبے لمبے بال داڑھی کی طرح لٹکتے ہیں اور جسم کا اگلا حصہ بمقابلہ پچھلے کے اونچا ہوتا ہے - دم مختصر اور بھورے رنگ کی ہوتی ہے -

بارہ سنگے کی جماعت میں یہی ایک جانور ہے جس کی وضع اور قطع میں کوئی خوبصورتی نہیں ہوتی - اپنے وزنی سینگ اور چھوٹی گردن کی وجہ سے وہ سر جھکا کر گھاس نہیں چر سکتا اس لئے مجبوراً اس کو نیچی نیچی جھاڑیوں کی پتّوں سے غذا حاصل کرنی پڑتی ہے -

اکثر وہ پانی کے قریب رہتا ہے اور تیراک بھی اچھا ہے -

جس وقت اُس کے سینگ نکلتے ھیں ایلک کو اُن کی بہت حفاظت کرنی پڑتی ھے کیونکہ اگر وہ اتفاقیہ ٹوٹ جائیں تو تمام جسم کا خون اُس کے زخم سے بہ جائے - یہی وجہ ھے کہ جب تک اُس کے سینگ پوری طرح پختہ نہیں ھو جاتے وہ سنسان جنگل کے اندر اونچی اونچی گھاس میں پوشیدہ پڑا رھتا ھے - سینگ پختہ ھو جانے پر پھر ان کے ٹوٹنے کا کوئی خوف نہیں رہ جاتا -

فطرتاً ایلک بزدل جانور ھے اور انسان کو دیکھہ کر بھاگتا ھے - سستی اور کاھلی اُس کے مزاج میں بالکل نہیں ھوتی -

اُن کا گروہ ایک مقام میں عرصے تک قیام نہیں کرتا بلکہ دور دور چکر لگایا کرتا ھے اور چرتے پھرتے رات ھی رات میں بیس پچیس میل تک نکل جاتا ھے - جب ان کا گروہ کسی ایک مقام سے دوسرے مقام کو روانہ ھوتا ھے تو وہ لمبی قطار میں ترتیب‌وار یکے بعد دیگرے چلتے ھیں -

حالانکہ ایلک ایک قدآور جانور ھے تاھم تھوڑی ھی سی آڑ سے بڑے پردے کا کام لے لیتا ھے - ٹانگوں کو موڑ کر وہ اس طرح بیٹھہ جاتا ھے کہ چھوٹی سی چھوٹی جھاڑیوں کے پیچھے بھی نظر نہیں آتا - چنانچہ اِس کے متعلق کرنل ڈاج ایک واقعہ کا ذکر کرتے ھیں کہ اُن کی فوج کے دو سپاھی ایک ایلک کا تعاقب کر رھے تھے - ان میں سے ایک سپاھی ایک بڑے نر کے قریب ھی پہنچ گیا جو

نہایت خاموشی کے ساتھہ سر جھکائے بیٹھا تھا مگر نگاہ شکاری کی طرف جمائے ہوئے تھا - شکاری اس کو اپنے قریب ہی دیکھہ کر ایسا گھبرایا کہ نشانہ خطا ہو گیا - بندوق کی آواز ہوتے ہی ہر طرف ایلک ہی ایلک نظر آنے لگے اور ان کی تعداد سو سے ہرگز کم نہ تھی - یہہ سب وہیں جھاڑیوں میں اس طرح پوشیدہ تھے کہ پہلے ایک بھی نظر نہ آتا تھا - (۱)

سُرخ بارہسنگا

(The Red Deer—Cervus Elephas.)

یہہ شان‌دار جانور یورپ اور شمالی ایشیا میں پایا جاتا ہے - اِس کا قد چار فٹ سے کچھہ ہی کم ہوتا ہے اس لئے قدوقامت کے لحاظ سے اس کو ایک چھوٹے سے گھوڑے کے برابر سمجھنا چاہئے - اُس کے سینگ کا طول قریب ڈھائی فٹ اور اُن کی اوپری نوکیں تقریباً آٹھہ فٹ اونچی ہوتی ہیں - بھلا ایسا جانور کیوں شان دار نہ معلوم ہو -

سُرخ بارہسنگے کا رنگ بادامی مگر کچھہ سرخی مائل ہوتا ہے - اُس کی عمر چالیس پینتالیس سال تک کی ہوتی ہے - سینگوں میں ہر سال ایک نئی شاخ نکلتی رہتی

---

(۱) "The Hunting Grounds of the Great West," by Colonel Dodge.

ہے اور چھہ سال کی عمر میں وہ اپنے پورے معیار کو پہنچ جاتی ہے -

جب سینگ اپنے معیار کو پہنچ جاتے ہیں تو بارہسنگا جوانی کے نشے میں چور ہو جاتا ہے اور نہایت بے چین اور مضطرب ہوکر لوٹنا پھرنا شروع کر دیتا ہے - اپنے پوشیدہ مقاموں سے نکل کر مارا مارا پھرتا ہے ،اور اس کی آوازوں سے جنگل گونج اُٹھتا ہے - اِس وقت جہاں دو نر مل جاتے ہیں اُن میں ایسی خوفناک جنگ ہوتی ہے کہ جب تک حریفوں میں سے ایک کی جان نہیں جاتی لڑائی ہرگز ختم نہیں ہوتی - جو فتح پاتا ہے وہی ہر مادہ پر قابض ہو جاتا ہے - دو تین ہفتوں تک نروں کی حالت ایسی ناگفتہ بہ رہتی ہے کہ وہ کھانا ' پینا اور سونا تک چھوڑ دیتے ہیں اور تمام تمام رات جنگل میں دوڑتے پھرتے ہیں -

مئی یا جون میں مادہ کے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے جس کا رنگ زرد اور جسم پر جا بجا سفید دھبے ہوتے ہیں - ماں اپنے بچوں کو نروں سے پوشیدہ رکھتی ہے کیونکہ نر اُن کے ایسے دشمن ہوتے ہیں کہ دیکھتے ہی مار ڈالتے ہیں -

اہل یورپ سرخ بارہسنگے کے شکار کے نہایت شائق ہیں اور اس غرض کے لئے گھوڑوں اور کتوں کو خاص تربیت دی جاتی ہے اور زرکثیر صرف کیا جاتا ہے - اسکاٹ لینڈ میں اکثر رؤسا اور امرا نے اپنی زمینداری کے بڑے بڑے حصے اس

کے شکار کے لئے علحدہ کر رکھے ہیں جو "بارہسنگوں کے جنگل" کہلاتے ہیں – اُن میں یہہ جانور آزاد رکھے جاتے ہیں اور اُن کی تعداد برابر بڑھتی رہتی ہے – ہر سال ایک خاص موسم میں اُن کا شکار کیا جاتا ہے –

سرخ بارہسنگا تنہائی پسند اور نہایت بزدل جانور ہے – اُس کی قوت شامہ تیز ہوتی ہے – طاقتور کتے اس کو تھکا کر مار لیتے ہیں لیکن اگر کہیں بارہسنگا مقابلے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو اُس کے خوفناک سینگوں کے سامنے بڑے بڑے کتے ہمت ہار جاتے ہیں –

سانبھر

(Rusa Aristotelis.)

ہندوستان کے بارہسنگوں میں سانبھر ایک مشہور نوع ہے – وہ اکثر جنگلوں میں اور خاص کر ہمالیہ ' وندھیا چل ' ست پوڑا اور مغربی گھاٹ پر نو دس ہزار فٹ کی بلندی تک ملتا ہے – پتھریلے مقاموں میں رہنا اُس کو زیادہ پسند ہے –

سانبھر کا قد تقریباً تیرہ چودہ مٹّھی ' جسم کا طول چھہ سات فٹ اور دم تقریباً ایک فٹ ہوتی ہے – گردن پر لمبے لمبے بال اور رنگ اکثر گہرا بھورا ہوتا ہے مگر اکثر ایک ہی مقام میں اُن کے رنگ اور سینگوں کی لمبائی اور

دور میں کافی فرق پایا جاتا ہے - اوسطاً سینگوں کی لمبائی ایک گز اور اُن میں اکثر تین شاخیں ہوتی ہیں -

اِن کے سینگ اپریل میں گرتے ہیں اور نئے سینگ ستمبر تک تیار ہو جاتے ہیں - اس وقت وہ صبح شام آوازیں کرتے سنائی دیتے ہیں اور نروں میں لڑائیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں -

اکثر سانبھر گروہ میں رہتا ہے گو بعض اوقات اُن کے جوڑے گروہ سے علحدہ بھی نظر آتے ہیں - دن میں وہ جنگل کے کسی گھنے حصے میں پوشیدہ رہتے ہیں اور شب میں باہر نکل کر چرتے پھرتے ہیں - گرمی کے موسم میں وہ اکثر پانی میں پڑے رہتے ہیں -

سانبھر ایسی چھلانگیں بھرتا ہے کہ چھہ فٹ اونچائی پار کر جانا اس کے نزدیک کوئی مشکل بات نہیں - کاشت کے لئے وہ بھی بےحد نقصان رساں ہے -

ہندوستان میں سانبھر کا اکثر شکار کیا جاتا ہے - اُس کے دوڑنے کا طریقہ کسی قدر بھدّا ہوتا ہے لیکن پتھریلی اور ناہموار زمین پر وہ آسانی سے ہاتھہ نہیں لگتا - محصور ہو جانے پر وہ اکثر پانی میں کود پڑتا ہے -

سانبھر آسام ، برما ، لنکا اور ملّے میں بھی ہوتا ہے -

چیتل

(Axis Maculatus.)

یہہ گل‌دار خوبصورت بارہسنگے وسط ھند کے جنگلوں اور پہاڑوں پر بہت پائے جاتے ھیں - مشرقی اور مغربی گھات کی ترائی میں بھی اکثر مقاموں پر اور سُندربن صوبہ بنگال میں بھی اُن کے گروہ ھیں - اُن کا رنگ بھورا یا زرد اور جسم پر چھوٹے چھوٹے سفید گل ھوتے ھیں - بارہسنگے کی دوسری انواع کي بہ نسبت چیتل چھوٹا ھوتا ھے اور اُس کا قد ایک گز سے زائد نہیں ھوتا -

یہہ اکثر بڑے بڑے گروھوں میں رھتے ھیں - طلوع آفتاب کے وقت میدان میں چرتے نظر آتے ھیں لیکن دھوپ ھوتے ھی جنگل میں پوشیدہ ھو جاتے ھیں -

---

کشمیر کا بارہسنگا

(Cervus Wallichii.)

یہہ شان دار بڑا بارہسنگا کشمیر اور وسط ایشیا کے پہاڑی مقاموں میں اور ایران سے کوہ قاف تک پایا جاتا ھے - اُس کی اونچائي بارہ تیرہ مٹھی اور سن رسیدہ نروں کی گردن پر لمبے لمبے جھبرے بال ھوتے ھیں - سینگوں کا طول ایک گز سے سوا گز تک ھوتا ھے - اِس جانور کو بارہسنگے کے نام سے موسوم کرنا نہایت مناسب ھے کیونکہ اکثر اس

کے سینگوں میں بارہ ہی شاخیں ہوتی ہیں مگر بعض بعض میں اُن کی تعداد پندرہ سولہ تک پہنچ جاتی ہے -

یہہ یورپ کے سُرخ بارہسنگے سے قد میں بڑا ہوتا ہے اور چہرر کے کھلے پہاڑی جنگلوں میں دس بارہ ہزار فٹ تک ملتا ہے - اکتوبر میں اُن کے سینگوں کی ساخت پوری ہو جاتی ہے اور اُسی وقت اس کی آوازوں سے جنگل گونج اُٹھتا ہے -

---

ماہا

(Rucurvus Duvancellii.)

یہہ قدآور بارہسنگا ہمالیہ کی ترائی میں کہاردہ دُون سے بھوتان تک ہوتا ہے - بعض جگہ اُس کو "ماہا" اور بعض جگہ "جھنکار" کے نام سے موسوم کرتے ہیں - وسط ہند کے جنگلوں میں بھی پایا جاتا ہے اور یہاں وہ "گوین" کہلاتا ہے - آسام میں بھی یہہ کثرت سے ہوتے ہیں -

اس شان دار بڑے جانور کے جسم کا طول چھہ فٹ ' قد گیارہ بارہ مٹّھی اور رنگ بادامی کسی قدر زردی مائل لیکن مادہ کا رنگ کچھہ ہلکا ہوتا ہے - سینگوں کا طول تین فٹ یا اور بھی زائد ہوتا ہے اور اُن میں پندرہ تک شاخیں ہوتی ہیں -

ماہا پہاڑوں پر نہیں چڑھتا اور کھلے جنگلوں میں بھی نہیں جاتا بلکہ جنگل کے کنارے دلدلوں کے قریب اونچی

اونچی گھاس میں رهتا هے - گروہ میں چالیس پچاس جانور هوتے هیں اور تعاقب کئے جانے پر سب بھاگ کر گھنے جنگل میں گھس جاتے هیں -

---

پارا

(The Hog Deer or Axis Porcinus.)

اس چھوٹی نوع کے جانور شمالی هند ' پنجاب اور سندھ میں بالخصوص دریاؤں کے کنارے ملتے هیں - بنگال ' آسام اور برما میں بھی پائے جاتے هیں -

پارا گھنے جنگلوں میں نہیں رهتا بلکہ کھلے میدانوں میں اونچی اونچی گھاس میں اور جھاؤ کی جھاڑیوں میں پوشیدہ رهتا هے - اُس کا رنگ چمکتا هوا گہرا بھورا هوتا هے - سینگوں کی لمبائی پندرہ سولہ انچ سے زائد نہیں هوتی - قد دو فٹ کا هوتا هے -

یہہ گروہ میں نہیں رهتے بلکہ تنہائی پسند کرتے هیں -

کاکر

(The Barking Deer, or Cervulus Aureus.)

اس چھوٹی نوع کے جانور هندوستان میں شمال سے جنوب تک گھنے جنگلوں میں هر جگہ ملتے هیں - اِس کا قد

دو فٹ سے کچھہ زائد اور سینگ آٹھہ دس انچ کے ہوتے ہیں - نر اور مادہ دونوں کے اوپری کیلے نہایت لمبے اور منھہ سے باہر نکلے ہوتے ہیں - کاکُر کی زبان ربڑ کی طرح گھٹتی بڑھتی ہے اور اُس کو وہ اِس قدر لمبی کر سکتا ہے کہ تمام چہرہ چاٹ لیتا ہے - ایک تجربہ‌کار شکاری کا بیان ہے کہ جب وہ دوڑتا ہے تو وہ ایک عجیب آواز دو ہڈیوں کے بجنے کی طرح پیدا ہوتی ہے -

انگریزی میں اِس کو "بھونکنے والا ہرن" (Barking Deer) کے نام سے اس وجہ سے موسوم کرتے ہیں کہ اُس کی آواز لومڑی کے بھونکنے کی طرح ہوتی ہے -

---

جماعت کستورہ

(The Moschidæ.)

اہل فن اس امر پر متفق نہیں ہیں کہ آیا کستورے کو بارہسنگے کی جماعت میں جگہ دی جاے یا اُس کی ایک علحدہ جماعت قائم کی جائے چنانچہ بعض اس کی ایک علحدہ جماعت مانتے ہیں اور بعض بارہسنگے کی جماعت میں ہی اس کو شامل کرتے ہیں -

جماعت کستورہ میں دو نوعیں ہیں -

(۱) کستورہ (Musk Deer.)

(۲) پسوری (Mouse Deer.)

دونوں نوع کے جانور قد میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور ایشیا میں اکثر جگہ بالخصوص ہندوستان میں پائے جاتے ہیں - ان کی خصوصیت یہہ ہے کہ سینگ نہیں ہوتے -

---

کستورہ

(The Musk Deer, or Moschus moschiferus.)

کستورہ کوہ ہمالیہ کی بلند چوٹیوں پر کھلے جنگلوں میں ملتا ہے - موسم گرما میں سات آتھہ ہزار فت سے نیچے کبھی نہیں آتا - ایشیا کے وسط اور شمال میں بھی پایا جاتا ہے -

جسم کا طول تقریباً ایک گز' قد دو فت اور رنگ بعض کا متیالہ بھورا ' بعض کا بادامی اور بعض کا زردی مائل ہوتا ہے - بچوں کے جسم پر سفید گل ہوتے ہیں -

جسم کے بال بڑے ' موٹے اور سخت ہوتے ہیں - کان بڑے بڑے اور استادہ اور دم نہایت مختصر ہوتی ہے - مادہ کی دم بال‌دار جھبری ہوتی ہے بخلاف نر کے کہ اُس کے صرف سرے ہی پر کچھہ بال ہوتے ہیں - دم کے نیچے ایک گرہ ہوتی ہے جس سے گوند کی طرح ایک مادہ نکلتا ہے -

کستورہ تنہائی پسند ہے اور جنگلوں کے اندر چتانی مقاموں میں رہتا ہے - اُس کے ایک یا دو بچے پیدا ہوتے ہیں

جو تقریباً چھہ ہفتوں میں اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اپنی بسر اوقات خود کر سکیں اور اُسی وقت ماں اُن کو علحدہ کر دیتی ہے - بچے بہ آسانی پالے جا سکتے ہیں اور ایک سال میں اپنے پورے قد پر پہنچ جاتے ہیں -

کرنل مارکہم فرماتے ہیں کہ کستورہ اپنی بعض عادتوں میں خرگوش کے مشابہ ہوتا ہے - جو مقام وہ اپنے رہنے کے لئے منتخب کر لیتا ہے تمام دن اُسی میں پڑا سوتا رہتا ہے شام ہونے پر باہر نکل کر غذا کی تلاش میں گھومتا ہے اور طلوع آفتاب سے قبل پھر اپنی آرام گاہ میں پہنچ جاتا ہے -

کستورہ یا تو آہستہ آہستہ چلا کرتا ہے یا چھلانگیں بھرا کرتا ہے اور اُس وقت اُس کی رفتار حیرت‌انگیز ہوتی ہے - اگر زمین کچھہ ڈھالو ہو تو وہ ایک چھلانگ میں ساتھہ گز کا فاصلہ طے کر جاتا ہے اور بڑی بڑی جھاڑیاں کود جاتا ہے - اونچی نیچی پتھریلی زمین پر اُس کے پاؤں کبھی خطا نہیں کرتے -

اِن کے بچے جون یا جولائی میں پیدا ہوتے ہیں اور اکثر ان کی تعداد دو ہوتی ہے - ماں ہمیشہ اپنے دونوں بچوں کو علحدہ مقاموں میں جن میں ایک دوسرے سے کافی فاصلہ ہوتا ہے جَن آتی ہے اور خود بھی دونوں سے علحدہ رہتی ہے - اُن کے پاس وہ صرف دودھہ پلانے کو جاتی ہے اور اُن کو اپنے ساتھہ باہر کبھی نہیں لاتی -

کستورہ انسان کو دیکھہ کر بھاگتا ھے اس لئے اکثر اس کو کھٹکے کے ذریعہ سے پکڑتے ھیں - نروں کي ناف سے وہ بیش بہا شے جس کو مشک کہتے ھیں نکلتی ھے - مشک کا نافہ مرغی کے انڈے کے برابر ھوتا ھے - اُس پر بال ھوتے ھیں اور بیچ میں ایک سوراخ ھوتا ھے اور اُسی میں سے مشک باھر نکال لیا جاتا ھے -

بچوں کے نافے میں تقریباً دو سال تک مشک ایک سفید رقیق مادے کی طرح ھوتا ھے - اُس کے بعد غلیظ ھوکر دانے دار ھو جاتا ھے - نافے سے قریب ایک آونس مشک نکل آتا ھے - نر کے گوبر میں اس کی بو ھوتی ھے لیکن جسم میں نہیں - نافے سے نکالے جانے پر مشک کی بو کا اثر اس قدر حار ھوتا ھے کہ انسان کی ناک سے خون جاری ھو جاتا ھے اس لئے اُس کو نکالتے وقت لوگ منھہ اور ناک پر کپڑا باندھہ لیتے ھیں -

---

پِسوری

(The Mouse Deer or Memina indica.)

ھندوستان میں ھمالیہ کی ترائی سے جنوبی گوشے تک یہہ جانور ملتا ھے - جنوبی ھندوستان میں بالخصوص مالابار اور کوہ مشرقی گھاٹ پر یہہ کثرت سے ھیں -

پسوری کا قد ایک فٹ - وزن تین سیر اور ٹانگیں پتلی پتلی ھوتی ھیں - مختلف مقاموں میں اس کے رنگ میں

فرق پایا جاتا ہے - جسم کا پچھلا حصہ کسی قدر اونچا ہونے کی وجہ سے اُس کی چال کچھہ بھدی معلوم ہوتی ہے -

یہہ نہایت گھلے جنگلوں میں گُھسا رہتا ہے اور باہر کبھی نہیں آتا - بنگال میں وہ "جنگلی ہرن" وسط ہند میں "مونگی" اور اکثر مقاموں میں "پسورا" یا "پسائی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے -

گائے کی جماعت

(The Bovidæ.)

اس جماعت کے تمام جانوروں کے سینگ مُستقل اور دُہرے ہوتے ہیں یعنی اُن کے اندر ٹھوس ہڈی اور باہر ایک خول چڑھا ہوتا ہے اور نر اور مادہ دونوں کے سینگ ہوتے ہیں بخلاف بارہسنگے کی جماعت کے کہ صرف نر ہی کے سینگ ہوتے ہیں - اُن کے کیلے نہیں ہوتے اور یہی دانتوں کی خصوصیت ہے -

بجُز جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا کے کوئی سر زمین ایسی نہیں جہاں کہ اس جماعت کی نوعیں کثرت سے نہ ہوں - بروئے سائنس ہرن ، بکرا ، بھیڑ اور گائے سب اسی جماعت میں شامل ہیں - صرف بہ نظر آسانی اس جماعت کو تین ذیلی جماعتوں (Sub-families) میں منقسم کردیا گیا ہے—(۱) ہرن (۲) بکری اور (۳) گائے -

---

ہرن کی قسمیں

(Sub-family Antelopinæ.)

ہرن کی کسی نوع کے سینگوں میں شاخیں نہیں ہوتیں اور اس جماعت کے جانوروں کا جسم بارہسنگوں سے بھی زیادہ چھریرا اور ٹانگیں پتلی اور نازک ہوتی ہیں - آنکھیں

بہت بڑی اور خوبصورت اور رنگ گہرا بادامی یا سیاہ ہوتا ہے -

دانتوں کی تفصیل یہہ ہے -

کاٹنےوالے دانت $\frac{0-0}{3-3}$ - کیلے $\frac{0-0}{1-1}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{3-3}{3-3}$ -

ڈاڑھیں $\frac{3-3}{3-3}$ = ۳۲

ہرن کے بال بارہ سنگوں کی طرح روکھے اور سخت نہیں بلکہ باریک اور ملائم ہوتے ہیں -

اِس جماعت کے جانور افریقہ اور ایشیا میں پائے جاتے ہیں - یورپ میں اس کی صرف ایک نوع پائی جاتی ہے -

اس کی خاص خاص نوعوں کے مختصر حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں -

---

ہرن

(Antelope cervicapra.)

یہہ خوبصورت جانور ہندوستان میں ہر جگہ ملتا ہے - اکثر اُن کے چھوٹے چھوٹے گروہ میدانوں اور کھیتوں میں نظر آتے ہیں جن میں صرف ایک سیاہ نر ہوتا ہے - بعض مقاموں میں جہاں گھاس کی کثرت ہے اُن کے بڑے بڑے گروہ بھی ساتھہ رہتے ہیں چنانچہ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ " صوبۂ پنجاب میں حصار کے قریب میں نے ایسے گروہ

دیکھے جن میں آٹھ دس ہزار ہرنوں سے کم نہ تھے" -

اِن کے سینگ اکثر ڈیڑھ دو فٹ کے ہوتے ہیں اور صرف نر کے ہوتے ہیں - رنگ بھورا لیکن جیسے جیسے سن بڑھتا جاتا ہے اُس کا رنگ گہرا ہوتا جاتا ہے اور چھہ سات سال کی عمر میں وہ سیاہ ہو جاتا ہے صرف منھہ گردن اور پیٹ سفید یا بھورے رہ جاتے ہیں -

اکثر ایک ہی گروہ میں کئی نر بھی ہوتے ہیں اور ہر ایک کا رنگ اپنی عمر کے مطابق گہرا یا ہلکا ہوتا ہے - لیکن سیاہ نر ایک ہی ہوتا ہے اور وہی گروہ کا سردار ہوتا ہے - ہر مادہ اور نو عمر نر کو اس کی اطاعت اور فرماں‌برداری کرنی ہوتی ہے - جوانی اور خوبصورتی کے نشے میں اگر کوئی دوسرا نر کسی مادہ کی طرف رخ کرتا ہے تو سیاہ سردار ایسے مجرم کو سزا دینے کی فوراً دھمکی دیتا اور حقارت آمیز حرکتوں سے اظہار ناراضی کرتا ہے - اگر اتفاق سے کسی گروہ میں دو یا زیادہ سیاہ نر پہنچ جاتے ہیں تو خوفناک جنگ ہوتی ہے -

مسٹر ایلیٹ تحریر کرتے ہیں کہ موسم بہار میں بعض مرتبہ ایک نر کسی مادہ کو گروہ سے علحدہ کر لیتا ہے اور پھر مادہ کتنی ہی کوشش واپس جانے کی کرے لیکن نر اِس طرح راستہ گھیر لیتا ہے کہ وہ جانے نہیں پاتی اور پھر یہہ جوڑا تنہا رہ کر کچھہ دن زندگی بسر کرتا ہے -

ہرن کی چھلانگیں اور تیز رفتاری ضرب‌المثل ہیں - چرتے

پھرتے ذرا بھی کھٹکا ہوا اور تمام گروہ اس طرح اچھل پڑتا ہے گویا اس کے پاؤں میں کمانیاں لگی ہوں - سر سیمول بیکر کا اندازہ ہے کہ پوری تیزی سے دوڑنے پر ہرن کی رفتار ساٹھہ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے -

ہرن کی حفاظت اکثر اس کی تیزی پر منحصر ہے لیکن اگر بھاگنے کا موقع نہیں ملتا تو اکثر بڑی چالاکی اور مکاری سے کام لیتا ہے - مسٹر ایلیٹ تحریر کرتے ہیں کہ ایک ہرن کا تعاقب کئے جانے پر وہ ایک کھیت میں گھس پڑا اور نظر سے غائب ہو گیا - بہت تلاش کے بعد پتہ لگا کہ زمین پر سر جھکائے خاموش پڑا ہے -

ایک دوسرے موقع پر دیکھا گیا کہ جب نر اور مادہ جن کے ساتھہ ایک بچہ بھی تھا بھاگے تو ماں باپ نے بہت کوشش کی کہ بچہ کہیں گھس کر چھپ جائے مگر وہ اُن کے ساتھہ ہی لگا رہا - یہہ دیکھہ کر نر گھوما اور مار مار کر بچے کو ایک کپاس کے کھیت میں گرا دیا - پھر دونوں میدان میں نکل آئے اور شکاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کرکے بھاگے -

خوفزدہ ہوکر جب گروہ بھاگتا ہے اور کوئی مادہ پیچھے رہ جاتی ہے تو نر فوراً رک جاتا ہے اور اُس کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے -

نیل گائے

(Portax pictus.)

ہرن کی ایک بہت بڑی نوع ہے جو صرف ہندوستان میں پائی جاتی ہے - جسمی ساخت کے لحاظ سے ہرن اور گائے دونوں ہی کی خصوصیتیں اِس میں نظر آتی ہیں -

نیل گائے شمالی ہند سے میسور تک پائی جاتی ہے - وسط ہند تیز ستلج اور جمنا کے درمیان بھی کثرت سے ہیں اور زیادہ‌تر کُھلے میدانوں میں جہاں جا بجا جھاڑیاں ہوتی ہیں وہ ملتی ہیں -

نر کا رنگ سلیٹ کے مانند ہلکا آسمانی اور مادہ کا بھورا ہوتا ہے - جسم کا طول چھہ سات فٹ اور قد تقریباً ساڑھے چار فٹ ہوتا ہے - گردن پر لمبے لمبے سیاہ بال اور دُم گائے کی طرح لمبی ہوتی ہے - سر پر بالوں کا ایک گُچّھا ہوتا ہے - نر کے سینگ چھوٹے چھوٹے اور آٹھہ دس انچ سے زائد نہیں ہوتے -

یہہ جانور چھوٹے چھوٹے گروہ میں ساتھہ رہتے ہیں - اُن کے بچے پالے تو جا سکتے ہیں لیکن اُن کے مزاج کی شایستگی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور بعض اوقات وہ وحشیانہ طریقے سے حملہ کر بیٹھتے ہیں -

ان کے حملہ کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے دونوں زانوں زمین

پر ٹیک لیتے ہیں اور پھر دفعتاً اُچھل کر حملہ کرتے ہیں - اکثر گھاس چرتے وقت بھی وہ زانو ٹیک لیتے ہیں -

چوسنگا

(Antelope quadricornis.)

چوسنگا کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ اُس کے چار سینگ ہوتے ہیں - یہہ مدراس کے شمال سے وسط ہند تک کوہ مغربی گھاٹ کی ترائی میں ' میسور میں اور ہمالیہ کی ترائی میں جا بجا پایا جاتا ہے - چوسنگا تنہائی پسند ہے اور اکثر کھلے جنگلوں کے کنارے یا اُن کے اندر کسی کھلے مقام میں رہتا ہے -

رنگ ہلکا بھورا ؛ قد تقریباً چار پانچ انچ لمبے اور دو آنکھوں سے کچھہ اوپر ہوتے ہیں - ان کا طول ایک انچ یا ڈیڑھہ انچ سے زائد نہیں ہوتا اور بعض میں یہہ دوسرا جوڑا گر بھی جاتا ہے -

بیوبےلس

(Antelope bubalis.)

افریقہ کا یہہ بڑا ہرن خوش نما کتھئی رنگ کا ہوتا ہے - اِس کے سر کی ساخت عجیب ہوتی ہے - پیشانی کی ہڈی

آنکھوں سے تین چار انچ آگے نکلی ہوتی ہے اور اسی پر اس کے مضبوط اور مستحکم سینگ ہوتے ہیں جو نہایت خوفناک آلۂ حرب ہیں - ان کی تیز نوکیں پیچھے کی طرف مڑی ہوتی ہیں اور جب وہ حملہ کرنے کی غرض سے سر جھکاتا ہے تو نوکیں سامنے آ جاتی ہیں -

اس کا وزن تقریباً چھہ من ہوتا ہے لیکن باوجود بھاری جسم کے اُس کی رفتار ایسی تیز ہوتی ہے کہ کوئی گھوڑا اُس کو نہیں پکڑ سکتا اور اسی وجہ سے اہل افریقہ اُس کا تعاقب نہیں کرتے -

بیوبےلس گروہ کے ساتھہ رہتے ہیں - اُن کے قریب پہنچنا دشوار ہے کیونکہ اُن میں سے کوئی ایک کسی اونچے مقام پر کھڑا ہو کر ہر وقت نگرانی کرتا رہتا ہے -

اُس کا چمڑہ نہایت دبیز اور مضبوط ہوتا ہے اور غلہ جمع کرنے کے لئے اُس کے بورے بنائے جاتے ہیں -

---

ایلینڈ

(The Eland or Boselaphus oreas.)

ذیلی جماعت ہرن کا یہہ سب سے بڑا جانور ہے - اُس کا قد تقریباً گھوڑے کے برابر اور جسم بیل کی طرح فربہ ہوتا ہے - گردن چھوٹی اور موٹی اور رنگ ہلکا سرخ ہوتا ہے -

جنوبی افریقہ میں ایلینڈ پہلے کثرت سے پائے جاتے تھے لیکن بد قسمتی سے اُن کے گوشت کا خوش ذایقہ ہونا اُن کی تقلیل کا باعث ہوا - اب گمان یہہ ہے کہ وہ دن عنقریب آنےوالا ہے کہ دنیا میں اس کا بھی نام ہی نام باقی رہ جائیگا -

اُس کے جسم پر چربی کی مقدار بہت ہوتی ہے اور وزن پندرہ سو پونڈ سے ایک ہزار تک ہوتا ہے - وزنی جسم کی وجہ سے وہ تیز نہیں بھاگ سکتا اور تعاقب کئے جانے پر ہانپ کر جلد گر جاتا ہے - یہہ نہایت سیدھا جانور ہے اور بلا تکلف پالا جا سکتا ہے -

---

چکارا

(The Gazelle or Antelope dorcas.)

ہرن کی اس خوبصورت مشہور نوع کی کئی صنفیں ہندوستان سے عرب تک اور افریقہ میں بھی پائی جاتی ہیں -

ان کا رنگ بھورا قد دو فٹ سے کچھہ زائد اور سینگ تقریباً ایک ایک فٹ کے ہوتے ہیں - اس کی آنکھیں خوبصورتی میں ضرب المثل ہیں - عرب میں اس کو غزالہ کہتے ہیں اور ہندوستان میں چکارا - یہاں یہہ اکثر جگہہ ملتا ہے بالخصوص سندھہ راجپوتانہ اور ہریانہ میں - ان کے گروہ وسیع میدانوں میں اور نیچی پتھریلی پہاڑیوں پر ملتے ہیں -

افریقہ کے چکارے

چکارے کی کئی اصناف افریقہ میں بھی پائی جاتی ہیں جن میں سے بعض خاص کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

اِسپرنگ بک

(Spring Buck or Gazelle euchore)

اسپرنگ بک کے معنی اُچھلنے والے ہرن کے ہیں اور اس کی حیرت‌انگیز چھلانگوں کے باعث ہی جنوبی افریقہ کے بور (Boer) لوگ اُس کو اِس نام سے موسوم کرتے ہیں - راہ پر چلتے چلتے اگر کہیں انسان کی بو پا جاتا ہے تو دس بارہ فٹ اونچا اُچھل جاتا اور پندرہ فٹ آگے گرتا ہے -

نر کے جسم کا طول تقریباً پانچ فٹ اور قد دو فٹ آٹھ انچ ہوتا ہے - جسم کا رنگ ہلکا بادامی لیکن پیٹ سفید ہوتا ہے اور دونوں رنگوں کے درمیان ایک چوڑی دھاری سرخی مائل بالوں کی ہوتی ہے - ہرن کی جماعت میں یہہ ایک نہایت ہی خوبصورت جانور ہے اور شاید ہی کسی دوسری نوع کی اتنی کثرت روئے زمین پر ہو -

افریقہ کی آبادی روز افزوں ترقی پر ہے اس لئے قدرتاً جانوروں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے لیکن کچھہ زمانہ پہلے

افریقہ کے ویران میدان اور وسیع جنگل طرح طرح کے بےشمار جانوروں کی جولاں‌گاہ تھے - مشہور و معروف شکاری اور سیاح گارڈن کمنگ صاحب کو ایک مرتبہ اسپرنگ بک کا ایک بڑا گروہ دیکھنے کا اتفاق ہوا جو ایک جگہ سے کسی دوسری جگہ جا رہے تھے اور اُس نظارے کا دلچسپ بیان انہوں نے اس طرح تحریر کیا ہے کہ "۲۸ تاریخ کو مجھے سب سے پہلے اسپرنگ بک کا ایک گروہ دیکھنے کا موقع ملا - وہ اپنی جائے قیام سے کسی دوسری جگہ جا رہے تھے - میرا خیال ہے کہ ایسا عجیب اور پراثر نظارہ میری زندگی میں کبھی نظر سے نہ گزرا تھا - طلوع آفتاب سے قریب دو گھنٹے قبل میں اپنی گاڑی میں پڑا جاگ رہا تھا اور ہرنوں کی آواز سن رہا تھا - روشنی ہوتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ شمال کی جانب اسپرنگ بک کا ایک بڑا گروہ نکل رہا ہے - شمالاً جنوباً تقریباً ایک میل کے فاصلے پر اسپرنگ بک ایک پہاڑی پر چڑھ کر نظر سے غائب ہوتے جاتے تھے - اُن کی صفیں عرض میں بھی قریب ایک میل تک پھیلی ہوئی تھیں - اس عجیب منظر کو میں تقریباً دو گھنٹے تک کھڑا دیکھتا رہا پھر بھی اُن کا سلسلہ ختم نہ ہوا - میں حیران اور ششدر ہو کر رہ گیا -

سر ولیم ہیرس بھی ایک ایسے ہی موقع کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ "ایسے موقعے پر ہرنوں کی تعداد کا اندازہ کرنا ناممکنات سے ہے - جس کاشت پر اُن کا گذر

ہو جاتا ہے اس کی اس طرح بربادی ہو جاتی ہے جیسی کہ ٹڈی دل سے - طوفان بدتمیزی کی طرح ان کے دل کے دل امڈ امڈ کر اس طرح نکلتے چلے آتے ہیں گویا دریا میں سیلاب اُٹھا ہو - بارش نہ ہونے کی وجہ سے جب جھیل اور تالابوں کا پانی بھی ختم ہو جاتا ہے تو یہہ بے شمار گروہ خشک جگہوں کو چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور جس طرف رخ کرتے ہیں تباہی تباہی نظر آتی ہے - گروہ کا اگلا حصہ گھاس اور سبزی کی اس طرح صفائی کر دیتا ہے کہ پچھلا حصہ بھوکا مرنے لگتا ہے - اکثر گروہ کے ساتھہ شیر لگ جاتے ہیں اور بیچارے ہرنوں کے لئے جان بچانے کی کی کوئی صورت نہیں رہتی اور جب کبھی پالتو بھیڑوں کا کوئی گلہ ان کے درمیان پھنس جاتا ہے تو پھر ایک بھیڑ کا بھی پتا نہیں لگتا - سر سبز اور شاداب لہلہاتی ہوئی کھیتوں کا نام و نشان تک باقی نہیں رہ جاتا - گھاس کی ایک پتی بھی کہیں نہیں رہتے پاتی اور چرواہے اپنے گلے لئے مارے مارے پھرتے ہیں " -

افریقہ کی کافر قوم کے لوگ اسپرنگ بک کو زپی کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

---

بلیس بک

(Gazella albifrons.)

یہہ صوبہ مقابلی اور وال ندی کے جنوب میں پایا جاتا

ھے - اس کے جسم کا رنگ عجیب و غریب ھے - سر اور گردن گہرے کتھئی ، پُشت ھلکے نیلے رنگ کی ، دونوں پہلو سرخ اور پیٹ سفید ھوتا ھے - اس کو دیکھہ کر محسوس ھوتا ھے کہ یہہ قدرتی رنگ نہیں بلکہ کسی نے اُس کو طرح طرح کے رنگوں سے رنگ دیا ھے -

---

گیمس بک

(Gazella oryx.)

یہہ بھی جنوبی افریقہ کے خشک میدانوں میں پایا جاتا ھے اور پانی کی کمی کو رسیلی جڑیں کھا کر پورا کرتا ھے حتیٰ کہ اُس کو کئی کئی دن تک پانی کی ضرورت محسوس نہیں ھوتی -

جسم کا اوپری حصہ بھورا اور نیچے کی جانب سفید ھوتا ھے اور جس مقام پر دونوں رنگ ملتے ھیں وھاں پر موتی دھاری سیاہ بالوں کی ھوتی ھے جو دونوں پہلو سے چل کر گردن کے نیچے مل جاتی ھے - پھر منہہ تک پہنچ کر دو حصوں میں منقسم ھو جاتی ھے اور آنکھوں کے اوپر سے نکل کر سینگوں کے قریب ختم ھو جاتی ھے -

گیمس بک کو اھل افریقہ "کومک" کے نام سے موسوم کرتے ھیں -

بانٹی بک

(Gazella pygarga.)

افریقہ میں لمپوپو اور زیمبیسی دریاؤں کے درمیان اس صلف کے جانور ملتے ہیں - اس کا جسم لمبا اور پتلا اور تھوتھڑی چوڑی ہوتی ہے - رنگ کی کیفیت یہہ ہے کہ جسم کے دونوں پہلو سیاہ ، پشت کسی قدر نیلگوں اور پیٹ اور ٹانگوں کا کچھہ حصہ سفید ہوتا ہے -

---

ھارٹ بیسٹ

(The Hartbeest—Acronotus caama.)

ھارٹ بیسٹ ایک قدآور جانور ہے - قد پانچ فٹ ، جسم کی لمبائی معہ دُم کے نو فٹ اور چہرہ لمبا اور پتلا ہوتا ہے - اُس میں نہ ھرن کی تیزی اور نہ خوبصورتی بلکہ اُس کی چال ڈھال بھدی ھوتی ہے - جسم نارنگی کے رنگ کا ھوتا ہے اور ایک سیاہ دھاری پیشانی سے ناک تک اور اگلی ٹانگوں پر ھوتی ہے -

اھل افریقہ اس کو "انٹیپسل" یا "کاما" کے نام سے موسوم کرتے ھیں -

---

نُو

(The Gnu—Catoblepas gnu.)

اس عجیب جانور کی ساخت ایک معمہ ہے - اس کی ظاہری تصویر کو دیکھہ کر یہہ طے کرنا دشوار ہے کہ وہ ہرن کہا جائے یا گھوڑے یا بیل کے نام سے موسوم کیا جائے منہہ اور تھوتھڑی بیل کے مشابہہ ہوتی ہیں - ٹانگوں کی ساخت ہرن سے ملتی جُلتی ہے اور گردن ' ایال اور دُم گھوڑے کے مانند ہوتی ہیں - اس کے سینگوں کی شکل بھی عجیب ہے - کانوں کے پاس سے نکل کر پہلے وہ نیچے کی طرف - اور آنکھوں کے قریب پہنچ کر باہر کی طرف گھوم جاتے ہیں اور پھر اوپر کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں - آخری حصہ اس قدر چوڑا ہوتا ہے کہ تمام پیشانی کو ڈھانک لیتے ہیں اور نر اور مادہ دونوں کے سینگ ہوتے ہیں -

گردن پر لمبے لمبے سیاہ اور سفید بال ہوتے ہیں اور بھورے بالوں کی ڈاڑھی بھی ہوتی ہے - اس کی لمبی دم گھوڑے کی طرح ہوتی ہے جس میں سفید بال ہوتے ہیں - آنکھوں سے ناک تک بھی موٹے موٹے کھڑے بال ہوتے ہیں - قد و قامت میں نُو گدھے کے برابر ہوتا ہے -

نو جیسے اپنی جسمانی ساخت میں عجیب ہیں ویسی ہی اُن کی عادتیں بھی نرالی ہیں - اگر کوئی انسان اُن کے قریب پہنچ جاتا ہے تو عجیب عجیب تماشے کرتے

هیر - کبھی اپنی سفید دم کو پھٹکارتے اور طرح طرح سے اچھلتے کودتے کبھی آپس ہی میں لڑتے بھڑتے ہیں اور کبھی ایک کے پیچھے ایک دائرے میں چکر لگاتے اور بالاخر ایک قطار بناکر بھاگ جاتے تھے -

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ جنوبی افریقہ میں میرے کیمپ کے قریب نو کے گروہ گھنٹوں تک نظر جمائے کھڑے رہتے تھے لیکن بندوق کی آواز ہوتے ہی سب فوراً بھاگ جاتے تھے -

حملہ کرنے کے وقت نو پہلے اپنے زانو زمین پر ٹیک لیتا ہے اور دفعتاً اُچھل کر دوڑتا اور سینگ مارتا ہے - وہ انسان سے ڈرتا ہے اور حملہ بھی صرف اپنی حفاظت کے لئے کرتا ہے - عالم مستی کے زمانے میں نر دھاڑیں مارتے ہوئے تنہا گھومتے پھرتے ہیں - اس کی دم کے ملائم بالوں کی چوھریاں تیار کی جاتی ہیں -

آرینج دریا کے شمال میں نو کی ایک دوسری صنف ہوتی ہے جس کی دم اور گردن کے بال سیاہ ہوتے ہیں -

---

شیمائے

(The Chamios—Rupicapra tragus.)

یہہ ہرن یورپ میں پایا جاتا ہے - کوہ ایلپس اور جنوبی یورپ کے پہاڑوں پر اس خوبصورت جانور کے گروہ ہوتے

ہیں - جسمی ساخت میں بکری اور ہرن دونوں کی خصوصیتیں اُس میں پائی جاتی ہیں -

شیمائے کا قد چھوٹے بکرے کے برابر ہوتا ہے - وہ نہایت بلند چوٹیوں پر جو ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہیں رہتا ہے - انتہائی سردی برداشت کرنے کے لئے قدرت نے اس کے جسم پر ایک تہہ اُون کی اور ایک بالوں کی عطا کی ہے -

آسمان سے باتیں کرنے والی چوٹیوں پر وہ ایک چٹان سے دوسری پر ایسی صفائی سے کودتا پھرتا ہے جیسے مچھلی پانی میں تیرتی ہے اور اسی لئے اس کا شکار خطرے سے خالی نہیں - اس کے شکاری پہاڑ کی بلندیوں سے گر کر اکثر جان کھو بیٹھتے ہیں -

یورپ میں علاوہ شیمائے کے ہرن کی اور کوئی نوع نہیں ہوتی -

بکری کی قسمیں

(The Caprinæ.)

گائے کی جماعت کی یہہ دوسری قسم ہے - نر اور مادہ دونوں کے سینگ ہوتے ہیں - اِن کے کھلے نہیں ہوتے اور مادہ کے اکثر دو ہی تھن ہوتے ہیں - بہ نظر سہولت یہہ جماعت تین حصوں میں منقسم کی جا سکتی ہے -

(۱) کیپری‌کارن - یعنی وہ بکرے جو ہرن کے مشابہہ ہیں -

(۲) بکرے -

(۳) بھیڑ -

حصۂ کیپری‌کارن

(The Capricorn)

ان کے سینگ گول ' پیچھے کی طرف مڑے ہوئے ' چھوٹے چھوٹے ' اور نر اور مادہ دونوں کے ہوتے ہیں - بمقابلہ ہرن کے ان کا جسم بھاری ' ٹانگیں موٹی اور کھر بڑے ہوتے ہیں - یہہ جانور ہرن اور بکرے کی درمیانی حالت کا نمونہ ہیں اور اسی لئے اکثر اہل فن اُن کو ہرن کی جماعت میں شامل کرتے ہیں - لیکن ہندی حیوانات کے ماہرین مسٹر بلاسیتھہ ' مسٹر ہاجسن اور ڈاکٹر جرڈن سب متفق‌الرائے ہیں کہ ان کو بکری کی جماعت میں داخل کرنا مناسب ہے - اس حصے میں بہت سی نوعیں ہیں جن میں سے بعض خاص کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

---

سیرو

(Nemorhædus bubalina.)

کوہ ہمالیہ پر چھہ ہزار فٹ کی بلندی سے بارہ ہزار فٹ

تک اور کشمیر سے شکم تک یہ بکرا کھلے جنگلوں میں ملتا ہے - جسم کا اوپری حصہ سیاہ ، نیچے سفید اور ٹانگیں بھوری ہوتی ہیں - قد تقریباً ایک گز اور وزن دو من سے کچھ زائد ہوتا ہے - گردن پر موٹے اور سخت بال ہوتے ہیں - سینگ تقریباً ایک فٹ اور پیچھے کو بہت جھکے ہوتے ہیں -

اگرچہ ظاہری ساخت کے لحاظ سے بھدا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی تیز رفتاری میں کوئی کمی نہیں - وہ بڑا ہمت والا جانور ہے اور جنگلی کتوں کا مقابلہ بڑی دلیری سے کرتا ہے - اگر کوئی اُس کی مادہ کو زخمی کر دیتا ہے تو نر خائف ہو کر بھاگتا نہیں بلکہ غضبناک ہوکر حملہ کرتا ہے -

کشمیر میں اِس کو "رامو" اور نیپال میں "تھار" کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

---

گورل

(Nemorhædus gooral.)

کوہ ہمالیہ پر کشمیر سے بھوٹان تک گورل ہر جگہ ملتا ہے - وہ سیرو کی طرح بہت بلند اور دشوارگذار پہاڑوں پر نہیں رہتا بلکہ صرف پانچ چھہ ہزار فٹ کی بلندی پر ملتا ہے -

اِس کا رنگ گہرا بادامی لیکن پچھلے حصے پر کسی قدر ہلکا ہوتا ہے اور گردن پر ایک بڑا سفید دھبا ہوتا ہے - قد تہائی فٹ یا کچھ کم اور سینگ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں - اس کی جسمی ساخت بکرے سے ملتی جلتی ہے -

گورل چھوٹے چھوٹے گروہ میں جس میں صرف پانچ چھ جانور ہوتے ہیں رہا کرتے ہیں - دھوپ کے وقت وہ چٹانوں وغیرہ کے سایہ میں پڑے رہتے ہیں اور چرنے کے لئے صرف علی‌الصباح یا شام کو نکلتے ہیں لیکن اگر آسمان پر ابر ہوتا ہے تو وہ تمام دن باہر ہی رہتے ہیں -

---

تاھر

(Hemitragus jemlaicus.)

یہہ کشمیر "جگلا" اور نیپال میں "جہارل" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - بعض جگہ اس کو "جہولا" یا "تہار" بھی کہتے ہیں - یہہ کوہ ہمالیہ پر ہر جگہ بالخصوص اس کی نہایت بلند اور برف سے ڈھکی چوٹیوں پر ملتا ہے - رنگ گہرا بادامی ' قد تقریباً ایک گز اور سینگ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں - مادہ کے چار تھن ہوتے ہیں بخلاف دوسری تمام نوعوں کے کہ اُن کے دو ہی ہوتے ہیں - چٹانوں اور پہاڑوں کے دشوارگذار ڈھالوں پر چڑھنے کی اس کو ایسی مہارت ہوتی ہے کہ بسا اوقات ایسے مقامات پر پہنچ جاتا

ہے کہ اگر بندوق سے مار بھی لیا جائے تو بھی اس کی لاش دستیاب نہیں ہوتی - وہ بڑا جنگجو ہوتا ہے اور نر تو آپس میں لڑتے ہی رہتے ہیں -

---

مار خور

(Capra megaceros.)

یہہ خوبصورت بکرا ہمالیہ پر پیر پنجال اور گلگت کی پہاڑیوں پر نیز افغانستان کے پہاڑوں پر بالخصوص کوہ سلیمان پر ہوتا ہے - اس کے بڑے وزنی اور پیچ کی طرح گھومے ہوئے سینگوں کا طول پورے چار فٹ ہوتا ہے - نر کے لمبی ڈاڑھی ہوتی ہے اور گردن اور چھاتی بھی لمبے لمبے بالوں سے ڈھکی ہوتی ہے جو زانو تک لٹکتے ہیں - گرمی کے موسم میں اس کا رنگ بھورا لیکن سردی میں سفیدی مائل ہو جاتا ہے -

اس کے خوشنما سینگوں کے لئے اس کا بہت شکار کیا جاتا ہے -

اس کا نام عجیب ہے لیکن اُس کے نام کی وجہ تسمیہ کے متعلق کوئی تحقیق نہیں -

---

ساکن

(Capra sibrica.)

یہہ شاندار بڑا بکرا کوہ ہمالیہ پر کشمیر سے نیپال تک اور تبت کے ڈھالوں پر کثرت سے ہے - وسط ایشیا اور سائبیریہ میں بھی ملتا ہے -

نر کا پورا قد تقریباً ساڑھے تین فٹ اور جسم کی لمبائی پانچ فٹ ہوتی ہے - بہ نسبت نر کے مادہ بہت چھوٹی ہوتی ہے - نر کے سینگ ۳۶ انچ سے پچاس انچ تک اور اُن کا دور آٹھہ انچ تک دیکھا گیا ہے لیکن مادہ کے سینگوں کا طول ایک فٹ سے زائد نہیں ہوتا - نر کا رنگ بھورا لیکن کچھہ زردی مائل ہوتا ہے اور پشت پر ایک دھاری گہرے رنگ کے بالوں کی ہوتی ہے - مادہ کا رنگ کسی قدر سرخی مائل ہوتا ہے - گردن سے سیاہ بالوں کی ڈاڑھی لٹکتی ہے جو لمبائی میں چھہ انچ تک ہوتی ہے -

ساکن چست چالاک اور تیز جانور ہے اور برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں کے قریب ہی رہتا ہے - سردی کی تکلیف وہ بہت کم محسوس کرتا ہے - موسم گرما میں نر ماداؤں کو چھوڑکر نہایت بلند اور دشوارگذار پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑے بڑے گروہوں میں رہتے ہیں جن میں اُن کی تعداد پچاس ساٹھہ تک ہوتی ہے -

وہ اپنی حفاظت کے لئے ہر وقت ہوشیار رہتا ہے اور

بلندی پر چڑھہ کر نیچے کی جانب ہر وقت اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا ھے - لیکن چونکہ اُوپر کی جانب سے اِس کو بظاہر کوئی کھٹکا نہیں رہتا اِس لئے شکاری علی الصباح خفیہ طریقے سے کسی ایسی بلند چوٹی پر پہونچ جاتے ھیں جو اُس جاے کے قیام سے بھی بلند ہو - اِس طرح ساکن کا شکار آسان ھو جاتا ھے -

---

یورپ کا ایبیکس

(Capra ibex.)

یورپ کا ایبیکس ساکن کے مشابہ ھے اور ایلپس پہاڑ کی چوٹیوں پر ملتا ھے اور ایک چٹان سے دوسري چٹان پر نہایت آسانی سے اور بلا خوف و خطر کودتا پھرتا ھے - بیس تیس فٹ بلندی سے وہ بلا پس و پیش ایسی چٹانوں پر کود جاتا ھے کہ جن پر جگہ اس قدر تنگ ہوتی ھے کہ اس کے چاروں پاؤں بھی مشکل سے رکھے جا سکتے ھیں -

---

قاف کا ایبیکس

(Capra ægagrus)

یہہ صنف کوہ قاف پر ملتی ھے - بعض ماہرین فن کی راے ھے کہ ھمارے گھریلو بکرے کی پیدائش اسی جانور سے ھوتي ھے -

---

گھریلو بکرا

(Capra hircus.)

تحقیقی طور سے یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہمارے ان بکروں کی پیدایش کس جنگلی نوع سے ہوئی - روئے زمین پر شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جہاں یہہ بکرے نہ ہوں- دودھہ ' کھال ' گوشت ' بال اور اُون کی وجہ سے وہ انسان کے لئے نہایت مفید جانوروں میں ہے - بکری ہی غریب آدمی کی گائے ہے-

ہندوستان میں گھریلو بکروں کے کئی افراد ملتے ہیں - گوشت اور دودھہ کے لئے وہ پالے جاتے ہیں لیکن اُن کے جسم پر اُون نہیں ہوتا - اُن کی اولاد میں روزافزوں ترقی رہتی ہے - بکری کے ہر سال دو مرتبہ بچے پیدا ہوتے ہیں اور چھہ سات ماہ میں وہ جوان ہو جاتے ہیں -

---

انگورا کا بکرا

گھریلو بکروں کے افراد میں انگورا کا بکرا بیش قیمت جانور ہے جو ترکی میں ملتا ہے - اس کا جسم نہایت لمبے اُون سے ڈھکا ہوتا ہے اور اس اُونی تہہ کے نیچے ایک تہہ بالوں کی بھی ہوتی ہے - انگورا کا اُون نہایت ملائم اور ریشم کے مانند ہوتا ہے اور اگرچہ بال کچھہ موٹے ہوتے ہیں تاہم اُس کے اُون کے ساتھہ بال بھی کام آ جاتے ہیں - مادہ

کا اُون نر سے بھی بہتر ہوتا ہے اور انگورا عموماً چھہ سات سو روپیہ میں فروخت ہوتا ہے -

---

کشمیر کا بکرا

یہہ فرد کشمیر تبت اور منگولیا میں پائی جاتی ہے - اِس کے اُون میں ملایمت اور چمک غالباً انگورا کے بکرے سے بھی زیادہ ہوتی ہے - اس کے جسم پر بھی اُون اور بالوں کی دو تہہ ہوتی ہیں اور ان میں نیچے کی تہہ اُونی ہوتی ہے -

کشمیری بکرے کا اُون ہر سال خود بخود گر جاتا ہے انگورا کے اُون کی طرح وہ کاٹنا نہیں پڑتا - جب اُس کے گرنے کا وقت آتا ہے تو اُون کو کنگھوں سے کاڑھتے ہیں اور اس طریقے سے تمام اُون جمع کر لیا جاتا ہے - کشمیر کے الوان جو تمام دنیا میں مشہور ہیں اِسی اُون کے بنائے جاتے ہیں -

---

بھیڑ

(Ovis.)

بکری کی جماعت کے تیسرے حصے میں بھیڑ کو جگہ دی جاتی ہے - اِن کے سینگ وزنی تکونے اور نیچے کو

گھومے ہوئے ہیں - اِن کے داڑھی نہیں ہوتی - بمقابلہ بکرے کے ان کی ٹانگیں پتلی کان لمبے اور نکیلے اور سر بڑا اور وزنی ہوتا ہے -

بھیڑ ایشیا ' جنوبی یورپ اور افریقہ کے شمالی حصے میں ہوتی ہے -

---

بھارل

(Ovis nahura)

بھارل بھیڑ تبت شکم کمایوں اور گڑھوال کے پہاڑوں پر ہوتی ہے - ان کے جسم کا دھندلا نیلا رنگ کچھہ کچھہ سلیٹ سے ملتا جلتا ہے مگر ٹانگیں سیاہ اور دم سفید ہوتی ہے - قد ڈھائی تین فٹ اور نر کے گول سینگوں کی اوپری سطح کی پیمایش تقریباً دو فٹ ہوتی ہے - نر سے مادہ چھوٹی ہوتی ہے -

جنگلی بکروں کی طرح بھارل کو بھی پہاڑوں پر چڑھنے میں کافی مہارت ہوتی ہے اور وہ ایسی ایسی چٹانوں پر کودتا پھرتا ہے کہ جہاں کسی کا گذر نہیں ہو سکتا -

بھارل دس ہزار فٹ کی بلندی سے نیچے شاذ و نادر ہی ملتا ہے اور بھیڑ کی تمام اصناف کی طرح وہ بھی بزدل ہوتا ہے - گروہ کی محافظت کی غرض سے دو ایک ہمیشہ

چوکیداری کرتے رهتے هیں اور کسی قسم کا خطرہ هوتے هی فوراً سیٹی کی طرح ایک آواز کرکے تمام گروہ کو هوشیار کر دیتے هیں -

---

اُریا یا اُریل

(Ovis cycloceros.)

اُریل پنجاب کے پہاڑوں پر اور کوہ سلیمان تک ملتا هے لیکن بھارل کی طرح اونچی چوٹیوں پر نہیں بلکہ صرف هزار دو هزار فٹ هی کی بلندی پر رهتا هے - جسم کا رنگ هلکا بھورا اور نر کے گلے اور سینے پر لمبے سیاہ بال هوتے هیں- اس کی ایک فرد تبت میں بھی بلند پہاڑوں پر هوتی هے - وهاں اس کو "شا" کے نام سے موسوم کرتے هیں -

---

نیان

(Ovis ammon.)

یہہ سلسلہ همالیہ کی اُن چوٹیوں پر جو برف سے ڈھکی رهتی هیں پندرہ هزار فٹ بلندی پر ملتی هے - اس کے سینگ بہت موٹے هوتے هیں - کرنل مارکہم صاحب بیان کرتے هیں کہ اِس کے سینگ چوبیس انچ تک موٹے دیکھے

گئے هیں اور وہ ایسے عجیب طریقے سے گھومے ہوئے ہوتے هیں کہ سر جھکانے سے اُن کی نوکیں زمین سے ٹکرا جاتی هیں اور اسی لئے هموار زمین پر وہ گھاس بھی نہیں چر سکتیں - اس کی رفتار کی تیزی هرن کی همسری کرتی ھے لیکن بہارل کی طرح وہ اُچھلنے کودنے میں هوشیار نہیں هوتی -

---

گھریلو بھیڑ

(Ovris aries.)

گھریلو جانوروں کے متعلق بالتحقیق یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی اصل کون سی صنف ھے چنانچہ بھیڑ بھی اسی تاریکی میں ھے کہ اس کی اصل سے بھی انسان ناواقف ھے - اس کے بھی بہت سے افراد انسان نے اپنی حکمت سے پیدا کر لئے هیں -

ان کی شناخت دم سے فوراً ہو سکتی ھے جو بمقابلہ جنگلی بھیڑ کے بڑی ہوتی ھے -

گھریلو بھیڑوں میں وہ تمام اوصاف حمیدہ جو آزاد اور جنگلی بھیڑوں کے هیں قریب قریب معدوم ہو جاتے هیں - نہ اُن میں چالاکی اور چستی هی باقی رهی نہ فہم و فراست - بخلاف اس کے اُن میں بدعقلی ، سستی اور بیوقوفی پیدا ہو گئی ھے حتیٰ کہ اُن میں سے اگر کوئی

بھیڑ کنوئیں میں گر جائے تو سب کی سب یکے بعد دیگرے گرتی چلی جاتی ھیں - ان کی اِس بیوقوفی کی وجہ سے "بھیڑ چال" ان کے نام کی مثل مشہور ہو گئی ھے -

اکثر ملکوں میں وہ اُون کی غرض سے پالی جاتی ھیں - اسپین کی مشہور بھیڑ جو میریلو (Merino) کے نام سے موسوم کی جاتی ھے مور مسلمانوں کے ذریعہ سے وھاں پہونچی اور اب اس کے افراد یورپ - امریکہ اور آسٹریلیا میں ھر جگہ پائے جاتے ھیں ' میریلو کے تمام جسم پر نہایت اعلی قسم کا اُون ھوتا ھے -۔

مصر ' شام اور ایشیا کے بعض دوسرے ملکوں میں بھی ایک بھیڑ ھوتی ھے جس کو دنبا کہتے ھیں - اس کی دم پر گوشت اور چربی کی ایک بڑی چکدی ھوتی ھے - افریقہ میں بعض کی دم اس قدر وزنی ھوتی ھے کہ اس کی حفاظت کے لئے پیچھے ایک چھوٹی سی گاڑی باندھ دینا پڑتی ھے ورنہ وہ زمین سے رگڑتی چلتی ھے اور بھیڑ کو چلنا پھرنا بھی دوبھر ھو جاتا ھے - دنبے کی دم کا گوشت خوش ذائقہ سمجھا جاتا ھے اور اِس کا وزن پچیس تیس سیر تک ھوتا ھے -

ھندوستان میں بھیڑ کی ایک فرد پائی جاتی ھے جس کے وسط سر میں ایک موٹا سینگ ھوتا ھے -

آسٹریلیا میں بھیڑ پالنے اور اس کا اون اور گوشت باھر بھیجنے

کا بڑا کار و بار جاری ہے - تخمینہ کیا گیا ہے کہ آسٹریلیا میں اس کار و بار کی وجہ سے چھہ کروڑ کم و بیش بھیڑیں موجود ہیں - ہر کاشتکار کے قبضے میں اتنی زمین ہے کہ میلوں کے دور میں وہ آزاد چرتی پھرتی ہیں اور اُن کی تعداد میں ترقی ہوتی رہتی ہے -

گائے کی قسمیں

(Sub-family Bovinæ.)

گائے کی جماعت میں یہہ تیسری جماعت ہے اور یہہ بھی سہولت کے لئے تین حصوں میں منقسم کی جا سکتی ہے یعنی -

(۱) بسن (Bisontine.)

(۲) گائے (Taurine.)

(۳) بھینسا (Bubaline.)

اصل بسن کی صرف ایک نوع روئے زمین پر ہے اور اس کی دو صنفیں ہیں -

(۱) امریکہ کا بسن (Bison americanus.)

(۲) یورپ کا بسن (Bison bonassus.)

علاوہ مذکورہ نوع کے حصہ بسن میں دو اور نوعیں بھی شامل ہیں -

(۱) یاک (Pœphagus gruniens.)

(۲) کستوری بیل (Ovibos Moschatus.)

امریکہ کا بسن

یہہ قدآور اور طاقتور جانور شمالی امریکہ میں پایا جاتا ہے - اب سے قبل اس جانور کے بے شمار گروہ امریکہ کے

وسیع گھاس کے میدانوں میں بےخوف و خطر زندگی بسر کرتے تھے - ان کے ایک ایک گروہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی تھی - صرف ساتھہ سال کا عرصہ گذرا کہ کانساس ' پے سپتک ریلوے لائن کے کنارے ان کا ایک گروہ دیکھا گیا تھا جو سو میل تک پھیلا ہوا تھا - لیکن اب شاذ و نادر ہی ان کا وجود نظر آتا ہے -

بسن کے جسم کا سب سے اونچا حصہ اس کے کندھے ہوتے ہیں - اپنے بھاری سر کو وہ ہر وقت نیچے لٹکائے رہتا ہے - گردن ' سر ' اور کندھے غرض جسم کا کل اگلا حصہ لمبے لمبے بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے - جھبرے بالوں اور لمبی ڈاڑھی کے باعث اُس کی شکل سے ایک عجیب سنجیدگی اور بھیانک پن ٹپکتا ہے - ان لمبے بالوں کا رنگ سیاہ یا دھندلا ہوتا ہے بقیہ کل جسم پر چھوٹے گھنے اور بھورے بال ہوتے ہیں -

اُس کے سینگ چھوٹے ' سیاہ ' اور ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر ہوتے ہیں - دم مختصر اور اُس کے آخر پر بالوں کا ایک گچھا ہوتا ہے - جسم آگے سے پیچھے کو ڈھالو ہوتا ہے - اس کے دیکھنے ہی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جسم کی تمام طاقت اگلے حصے میں ہے اور پچھلا نہایت کمزور ہے - اس کے کُھر جسامت کے مقابلے میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں -

اگرچہ بسن کی شکل اور صورت بھیانک ہوتی ہے تاہم

اُس کی خصلت هندوستان کے ارنہ اور کیمپ کے بھلسے کی طرح خوفناک نہیں ہوتی - بسن بالکل بےضرر اور سیدھا جانور ہے اور زخمی ہو جانے پر بھی دم دبا کر بھاگ جاتا ہے، ہاں محصور ہو جانے پر بعض اوقات دشمن کا سامنا کر بیٹھتا ہے -

انسان کے ہاتھہ سے شاید ہی کسی جانور کی اس قدر خرابی ہوئی ہو جیسی کہ بسن کی - ایک وہ دن تھا کہ اس کے گروہوں کے باعث سو سو میل کے میدانوں میں قدم رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی اور اب یہہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں بسن روئے زمین سے بالکل فنا ہی نہ ہو جائے - چنانچہ یہہ نوبت پہنچی ہے کہ کناڈا اور امریکہ کی سرکار کو اس کے بقیہ گروہوں کی حفاظت شکاریوں کی دست و برد سے مشکل ہو گئی ہے -

امریکہ کے قدما ہمیشہ ہی بسن کے جانی دشمن رہے - اُس کا گوشت کھاتے اور کھال کے لبادے، جوتے اور خیمے وغیرہ بناتے تھے - یہہ لوگ بڑے شہ سوار ہوتے ہیں اور گھوڑے کو بسن کے گروہ کے قریب لے جاکر اِس طرح تیر مارتے تھے کہ اُس کے جسم میں پورا گھس جاتا تھا اور بسن کا کام ایک ہی وار میں تمام کر لیتے تھے - وہ لوگ صرف اُس کی کھال اور کوھان کا گوشت نکال لیتے تھے بقیہ لاش یا تو پڑی سڑتی رہتی تھی یا گدھہ اور بھیڑیوں کے منھہ کا نوالہ بنتی تھی -

بعض اوقات اُن کی پوری جماعت ایک ساتھہ بسن کے شکار کی غرض سے جاتی تھی - یہہ لوگ بسن کے گروہ کو کسی پہاڑی غار کی طرف ہانک لے جاتے تھے - پہاڑ کے کنارے پر پہنچ کر جب آگے بڑھنے کا راستہ نظر نہ آتا تو اِن سیدھے سادے جانوروں کے ہوش حواس ایسے باختہ ہو جاتے تھے کہ سیکڑوں خود بخود ہی کود پڑتے تھے اور اُن کی ہڈی پسلی تک چور چور ہو جاتی تھی -

پھر جب یوروپین لوگوں نے آج کل کے اسلحہ سے آراستہ ہو کر وہاں قدم رکھا تو ان کی بربادی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہا - بسن جیسے بے ضرر اور سادہ لوح جانور کا بھلا بندوق کے سامنے کہاں ٹھکانا تھا - چنانچہ کرنل ڈاج تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شکاری کے ہاتھہ سے کئی کئی سو بسن کی دن بھر میں جان جانا ایک معمولی بات تھی - جب ہزاروں جانوروں کا گروہ ایک ہی جگہ میں چر رہا ہو تو نشانہ لینے کی بھی ضرورت ہوتی تھی -

بسن اس قدر بے عقل اور سادہ لوح ہوتے ہیں کہ گولی کے چل جانے پر بھی وہ اپنی حفاظت کی فکر نہیں کرتے - جب ان میں کوئی بندوق کا نشانہ بن جاتا ہے تو کچھہ دیر کے لئے ان کی طبیعت میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنے اور پھنکاریں مارنے لگتے ہیں - بعض بعض مضطر ہوکر دس پانچ قدم دوڑتے بھاگتے بھی ہیں - لیکن دو ایک لمحہ کے بعد

هي اُن کا خوف و خطر رفع هو جاتا هے اور وہ پهر خاموش اور مطمئن هوکر چرنے میں مشغول هو جاتے هیں - اس طرح شکاری ایک هی جگه بیٹھا بیٹھا تمام گروہ کا کام تمام کر لیتا هے -

سنه ۱۸۷۲ ع میں اس امر کا پتا عوام کو لگا که بسن کی کھال ایک کارآمد چیز هے اور فروخت هو سکتی هے - بس فوراً هي شکاری اُس کے شکار کے لئے کمربسته هو گئے - امریکه کے وسیع گھاس کے میدانوں میں جو که پریری (Prairies) کہلاتے هیں خاموشي کا عالم طاری هو گیا کیونکه ان میں بجز بسن اور ریڈ انڈین قوم کے لوگوں کے اور کوئی آبادي نه تھی - سڑے گلے گوشت کے تعفن سے تمام هوا ناقص هو گئی - کرنل ڈاج بیان فرماتے هیں که اُنھوں نے ایک مقام پر ایک سو بارہ نعشیں بسن کی دیکھیں جن کو تنہا ایک هی شکاری نے ایک هی جگه پر بیٹھے بیٹھے پینتالیس منٹ میں مارا تھا - کرنل صاحب موصوف کا تخمینه هے که سنه ۱۸۷۳ ع اور سنه ۱۸۷۶ ع کے درمیان تریپن لاکھه تہتر هزار سات سو تیس بسن بندوق کا نشانه بن گئے - اس تخمینے میں کوئی مبالغه بھی نہیں کیونکه میجر لیویسن صاحب تحریر فرماتے هیں که دو شہر لیون ورتھه کے ایک کارخانے میں تیس هزار کھالیں اور شہر کانساس کے دو کارخانوں میں پندرہ پندرہ هزار بسن کی کھالیں پہنچتي تھیں - گویا ان تینوں کارخانوں کے لئے روزانه

کم از کم دو ہزار بسن شکار کئے جاتے تھے - کانساس پےسیفک ریلوے کے اسٹیشنوں پر کھالوں کے انباروں کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ کس قدر بسن برابر خون کئے جا رہے ہیں - چنانچہ لیون ورتھ شہر کے مسرز ڈمفری اور سینٹ لوئی کے مسٹر واٹس اُس کے سب سے بڑے بیوپاری ہیں اور ایک ایک سال میں اُن کے ذریعہ سے دو دو لاکھ کھالوں کی خرید و فروخت ہو جاتی ہے - شہر نیویارک کے بڑے سوداگر ان کھالوں کو بشرح ذیل خریدتے ہیں کہ اول درجے کی کھال کو ۱۶ ۱/۲ ڈالر ، دویم درجے کو ۱۲ ۱/۲ اور سویم کو ۸ ۱/۲ ڈالر میں " -

---

یورپ کا بسن

(Bison bonassus.)

اس عظیم‌الجثہ جانور کا طول علاوہ دم کے تقریباً دس فٹ اور قد چھہ فٹ ہوتا ہے - اُس کے سینگ بہت بڑے اور جسم کے اگلے حصے پر موٹے ، سخت ، بھورے رنگ کے بال ہوتے ہیں اور گلے سے بڑی لمبے لمبے بال لٹکتے ہیں - باقی تمام جسم چھوٹے چھوٹے سیاہ بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے - اس کی تعداد بھی اس قدر کم ہوتی جا رہی ہے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ یہہ دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گا - لیتھونیا (Lithuania) کے جنگل میں اس نوع

کے جانور اندازاً ایک ہزار باقی تھے مگر پھر جب اُن کی شمار سنہ ۱۸۷۲ ع میں کی گئی تو صرف پانچ سو اٹھائس ھی باقی رہ گئے تھے - اس خیال سے کہ کہیں وہ بالکل معدوم نہ ہو جائے اُس کو پالنے کی کوششیں بھی کی گئیں مگر بے سود ہوئیں -

بن‌چور

(The Yak or Pœphagus gruniens.)

یاک یا بن‌چور ایشیا کا رہنےوالا ھے اور چینی‌تاتار کے قرب و جوار کے پہاڑوں پر ملتا ھے - شہر پرورده جانوروں میں یہہ سب سے زیادہ بلندی پر رہنے والا جانور ھے - وہ بیس ہزار فٹ اونچی چوٹیوں پر ملتا ھے اور انتہائی سردی برداشت کر لینے کا عادی ھے -

یاک کی شکل و صورت اُس کے گھنے لمبے بالوں کی وجہ سے عجیب و غریب معلوم ہوتی ھے - جسم کا اوپری حصہ اُونی بالوں سے ڈھکا ہوتا ھے اور دونوں پہلوؤں میں لمبے لمبے بالوں کی نہایت گھنی جھالر لٹکتی ھے - اس کے بال تمام عمر بڑھتے رہتے ھیں یہاں تک کہ ٹانگیں تک ڈھک جاتی ھیں اور وہ زمین پر لگتے ہوئے چلتے ھیں -

اس کی لمبی سفید دم میں بہت بڑے بڑے بال ہوتے ھیں - ہندوستان میں اس کی دم کے بالوں کے چور تیار کئے جاتے ھیں -

یاک کا رنگ اکثر سیاہ ہوتا ہے لیکن بعض کے پہلوں کے بال سفید ہوتے ہیں - اُس کا قد چھوٹے بیل کے برابر ہوتا ہے -

بن چرر ایک مفید جانور ہے اور باسانی پالا جا سکتا ہے - پتھریلے ناہموار پہاڑوں پر چڑھنے اُترنے کی اُس کو ایسی مہارت ہوتی ہے کہ دیکھہ کر تعجب ہوتا ہے - وہ سواری اور کاشت کے کام میں آتا ہے -

---

کستوری بیل

(The Musk Ox or Ovibos moschatus.)

کستوری بیل کی ظاہری تصویر پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس میں بھیڑ اور بیل دونوں کی خصوصیتیں موجود ہیں اور اسی وجہ سے اُس کو سائنس داں "بھیڑ بیل" (Ovibos) کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

اس کا قد گھریلو بیل سے بہت چھوٹا بلکہ ایک بڑی بھیڑ کے برابر ہوتا ہے - یہہ شمالی امریکہ کے شمال میں پتھریلی زمینوں کا رہنےوالا ہے - اس کے جسم سے ایک قسم کی بدبو نکلتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عوام اُس کو کستوری بیل کے نام سے موسوم کرتے ہیں - نر مادہ اور بچے سب کے جسم میں یہہ بو ہوتی ہے -

کستوری کے جسم پر لمبے لمبے بادامی رنگ کے بال ہوتے ہیں

جو جسم کے دونوں پہلوؤں میں لٹکتے رہتے ھیں - کندھوں کے اوپر چھوتے اور موتے گھونگر والے بال ہوتے ھیں - سینگ نہایت موتے اور جڑ پر ایک دوسرے سے ملے ہوتے ھیں -

یہہ گروہ‌پسند جانور ہے اور بیس پچیس ساتھہ مل کر رہتے ھیں - ہر گروہ میں صرف دو تین نر بقیہ مادہ رہتی ھیں -

گائے

(Taurine.)

اس حصے میں تین نوعیں ھیں -

(۱) ہندوستانی کوہان والی گائے (Bos)

(۲) یورپ کے گائے بیل جن کے کوہان نہیں ہوتا (Taurus)

(۳) گئوویوز (Gavæus)

ہند کی کوہانی گائے

(Bos indicus.)

کوہانی گائے کے بہت سے افراد ہندوستان چین اور مشرقی افریقہ میں پائے جاتے ھیں - ہمارے گھریلو گائے بیل اسی نوع کے جانور ھیں - اِس نوع کا کوئی جانور آزاد اور جنگل میں رہنے والا نہیں ہے -

کوئی حیوان کسی ملک کے لئے اتنا مفید اور ضروری نہیں ہے جتنے کہ گائے بیل ھندوستان کے لئے ھیں - فی صدی نوے ھندوستانیوں کی معاش کا ذریعہ اُن ھی پر ہے - اس لئے اگر ھندوستانی اُن کو قابل تعظیم سمجھیں تو کوئی حیرت کی بات نہیں -

ھندوستان میں اکثر جگہ اس نوع کے جانور ھیں جو آزادانہ زندگی بسر کرتے ھیں لیکن وہ جنگلی نہیں کہے جا سکتے بلکہ اُن ھی پالتو جانوروں کی نسل سے ھیں جن کا کسی اتفاق زمانے سے کوئی مالک اور نگران نہ رہا اور وہ آزاد زندگی بسر کرنے لگے -

ھمارے گھریلو گائے بیل قدوقامت اور جسمانی طاقت میں گائے کی جماعت کے آزاد جانوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے - مقید اور محبوس ھو کر ھر قسم کی کمزوری آجانا اور تمام قوی کا کمزور اور سست ھو جانا قدرتی بات ہے - ایک کھونٹے پر پابند رہنے اور اپنی تمام ضروریات معاش کا بلا کسی فکر تردد کے پہنچ جانے کا یہی نتیجہ ھوتا ہے -

یورپ کے گائے بیل

(Bos taurus.)

اِن کی پشت پر کوھان نہیں ھوتا - زمانہ سابق میں انگلینڈ اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں ایک جنگلی نوع

پائی جاتی تھی جس کو آرکس (Aurochs) کے نام سے موسوم کرتے تھے اور یورپ کے گھریلو گائے بیل کی پیدائش ان ھی سے ھوئی - مسٹر لیڈیکر تحریر فرماتے ھیں کہ یہہ نوع بارھویں صدی میں معدوم ھوگئی - روما کے سلطان جولیس سیزر نے لکھا ھے کہ اُس کے زمانے میں انگلینڈ کے جنگلی بیل قدوقامت میں ھاتھی سے کچھہ ھی چھوٹے ھوتے تھے اور اُن کا شکار کرنا شجاعت اور دلیری کا نشان سمجھا جاتا تھا -

رون دریا کے دھانے پر بڑے بڑے دلدل اور گھلے جنگل کثرت سے ھیں اور اس مقام کو کیمارگ (Camargue) کے نام سے موسوم کرتے ھیں - ان جنگلوں میں اب بھی جنگلی گائے بیلوں کے بڑے بڑے گروہ ھیں جن کا رنگ سیاہ ' قدوقامت اوسط درجے کا اور سینگ بہت بڑے ھوتے ھیں -

جنوبی امریکہ پر جب اھل یورپ قابض ھوئے تو جنگلوں میں اُنھوں نے کچھہ گائے بیل چھوڑ دئے تھے اور لاپلاتا دریا کے کنارے اب اُن کے بہت بڑے بڑے گروہ ھوگئے ھیں - اب سے قبل ان کی بےشمار تعداد چمڑے کی غرض سے شکار کی جاتی تھی اور وہ تمام دنیا میں فروخت ھوتا تھا - لیکن اب زیادہ تر یہہ بونس آئیریز ملک میں ذبح کئے جاتے ھیں اور اُن کے گوشت کا ماءاللحم تیار کیا جاتا ھے اور تمام یورپ میں جاتا ھے -

گیویوز

(Gavæus.)

یہہ تیسری نوع ہے - ان کا سر بڑا اور وزنی ہوتا ہے - سینگ نہایت موٹے ' ایک طرف سے چپٹے ' ایک دوسرے سے فاصلے پر اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں - گردن کی کھال جو گائے بیلوں میں لٹکتی رہتی ہے ان میں یا تو ہوتی ہی نہیں اور اگر ہوتی ہے تو بہت مختصر - دُم بہت چھوٹی ہوتی ہے -

گیویوز نوع کی تین اصناف ہیں -

(۱) گور (G. gaurus.)

(۲) گیال (G. frontalis.)

(۳) جاوا کا بیل (G. Sondaicus.)

گوَر

(Gavæus gaurus.)

گائے کی ذیلی جماعت میں بہت سے عظیم‌الجثہ جانور ہیں لیکن گوَر سے قدآور کوئی نہیں ہوتا - اس کے جسم کا طول نو دس فٹ اور قد چھہ فٹ اور بعض کا اس سے بھی زائد ہوتا ہے - سر بہت بڑا اور گول ' آنکھیں چھوٹی ' چہرہ بھاری اور کان چوڑے ہوتے ہیں - آنکھوں کی پتلیوں

کا رنگ ھلکا نیلا ھوتا ھے - تمام سر پر گہرے بادامی رنگ کے چھوٹے چھوٹے بال ھوتے ھیں - گردن چھوٹی اور بہت موٹی ' سینہ چوڑا ' شانے بلند ' اور اگلی ٹانگیں بہت چھوٹی چھوٹی ھوتی ھیں - شانوں کے اوپر کوھان ھوتا ھے - جسم کا اگلا حصہ بمقابلہ پچھلے کے بہت طاقتور ھوتا ھے - رنگ گہرا بادامی لیکن ٹانگیں سفید ھوتی ھیں - مادہ کے کوھان نہیں ھوتا -

گوَر کے سینگ چکنے اور چمکدار ھوتے ھیں جن کا رنگ سبزی مائل اور نیچے کی طرف اُن کا دور ڈیڑھ فٹ سے بھی زائد ھوتا ھے - ایک صاحب مسٹر ھیکس نے ایک گور مارا تھا جس کے سینگوں وغیرہ کی پیمائش ذیل میں درج کی جاتی ھے -

قد ۶ فٹ ۶ انچ

سینگوں کا دور ۱۸ انچ

سینگوں کا طول ۲۷ انچ (لیکن تقریباً چھہ انچ اوپر کی طرف ٹوٹ گیا تھا) - (۱)

گور ھندوستان میں مغربی گھاٹ ' مشرقی گھاٹ ' ھمالیہ کی ترائی کے مشرقی حصے میں اور نیپال میں ملتا ھے - برما سے جزیرہ‌نما ملے تک بھی پایا جاتا ھے -

---

Hick's Forty Years Among the Wild Beasts of India. (۱)

یہہ اکثر چھوٹے چھوٹے گروہ میں ساتھہ ساتھہ رہتے ہیں جن میں اکثر ایک ہی نر اور دس پندرہ مادہ ہوتی ہیں - ہاتھی کی طرح گور کے بھی بعض نر کسی نا فرمانی کی وجھہ سے گروہ سے خارج کر دئے جاتے ہیں اور وہ نہایت بد مزاج ہو کر بلا وجہہ ہی سب پر حملہ‌آور ہوتے ہیں -

عموماً وہ سیدھا جانور ہے - بجز کاشتکاروں کے اور کسی کا کوئی نقصان بھی نہیں کرتا - فصل کے وقت کھیتوں پر وہ ڈاکوؤں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں اور کسانوں کو بھگا کر کاشت کو خراب کر ڈالتے ہیں -

گور پہاڑوں پر بھی باسانی چڑھہ جاتا ہے - گرمیوں میں پہاڑوں سے نیچے اُتر آتے ہیں اور بارش ہوتے ہی پھر اوپر پہنچ جاتے ہیں - اُن کی تندرستی کے لئے نمک نہایت ضروری شے ہے اور نمک چاٹنے کی غرض سے وہ اکثر پہاڑ سے نیچے اترتے رہتے ہیں -

گور اگرچہ اس قدر تن و توش کا جانور ہے پھر بھی نہایت بزدل اور انسان سے خائف رہتا ہے چنانچہ جب آرام کی غرض سے کسی جگہ بیٹھتے ہیں تو دائرہ کی شکل میں منہہ باہر کی طرف کئے ہوئے بیٹھتے ہیں تاکہ باسانی ہر طرف نظر پھیر سکیں - انسان کا ذرا سا بھی کھٹکا ان میں سے جس کو ہو جاتا ہے وہ کھروں کو پٹک کر تمام گروہ کو آگاہ کر دیتا ہے - پھر وہ سب جھاڑیوں کو کچلتے اور درختوں کو پامال کرتے ہوئے کسی جنگل کی راہ لیتے ہیں -

ایک مصنف مسٹر سٹیبنگ تحریر فرماتے ھیں کہ "اگرچہ هند کا بسن (یعنی گور) ایک عظیم سجسم جانور ہے تاھم هندوستان کے جنگلوں میں جنگلی جانوروں سے هم نے واقفیت حاصل کی ان میں سب سے زیادہ بزدل اور خائف بسن هی هوتا ہے - اُس کی قوت شامه اور سامعه بہت تیز هوتی هیں کیونکه دشمن کا احساس کافی فاصلے سے کر لیتا ہے اور جسم بھی اُس نے نہایت عظیم اور قوی پایا ہے - اُس کے سر پر بڑے اور وزنی سینگ هوتے ھیں جن سے مغلوب اور محصور هو جانے پر کام لیتا ہے - زخمی هو جانے پر تو وہ دشمن پر نہایت هی خوفناک حمله کرتا ہے - (۱)

وہ بانس کی ملائم پتی بہت کھاتا ہے - اُس کے بچوں کو پالنے کی تدبیریں کی گئیں لیکن وہ زیادہ دن زندہ نہ رہ سکے -

اِس کو علاوہ گور کے گوری گائے ' جنگلی کُھلگا ' بن کٹو ' بن‌پڑا وغیرہ ناموں سے بھی موسوم کرتے ھیں -

---

گیال

(Gavæus frontalis.)

گیال یا متھن دریائے برهم‌پتر کے مشرق میں ' آسام اور دشمی پہاڑیوں پر هوتا ہے -

---

(۱) Jungle Bye-Ways in India, by Mr. E. P. Stebbing F. R. G. S., F. Z. S,

گیال کے نر اور مادہ دونوں کا رنگ کسی قدر سیاھی مائل ھوتا ھے لیکن ٹانگیں بھوری یا سفید ھوتی ھیں - یہہ جسم کا بھاری اور بھدا جانور ھے - اس کا سر چوڑا اور پیشانی چپٹی ھوتی ھے - جسمانی ساخت میں وہ گور کے مشابہ ھوتا ھے لیکن قد بہت چھوٹا ھوتا ھے - سینگ موٹے موٹے وزنی اور سیاہ ھوتے ھیں - گیال باسانی پالا جا سکتا ھے اور گھریلو گائے بیلوں کی طرح اکثر کھا جاتا ھے -

جنگلی گیال پہاڑوں ھی پر رھنا پسند کرتے ھیں اور پتھریلی ناھموار پہاڑیوں پر چڑھنے اُترنے کے پورے ماھر ھوتے ھیں -

اس کو بھی نمک اور کھاری مٹی بہت مرغوب ھے - چٹاگانگ کے قریب جنگلی گیال پکڑنے کے لئے یہہ تدبیر کرتے ھیں کہ نمک کے گولے جنگل میں ڈال دیتے ھیں اور اس لالچ میں اُن کے گروہ جنگل کو نہیں چھوڑتے - پھر پکڑنے والے اپنے اپنے پالتو گیال اُن کے پاس ھانک لے جاتے ھیں اور اُن کے جسم پر ھاتھہ پھیرتے ھیں - رفتہ رفتہ جنگلی گیال بھی اُن سے مانوس ھو جاتے ھیں اور دو چار ھفتوں کے بعد نمک کا لالچ دے کر جنگلی گیالوں کو بھی وہ ھانک لاتے ھیں -

---

جاوا کا بیل

(Gavæus sondaicus.)

یہہ صنف برما ، ملے اور سیام میں ؟ نیز جزائر جاوا ،

بورنیو اور بالی میں پائی جاتی ہے -

جاوا کا بیل کہال کی طرح بھاری نہیں ہوتا - اس کا سر اور سینگ چھوٹے ' رنگ سیاہ لیکن جسم کا پچھلا حصہ اور ٹانگوں کا نیچے کا حصہ سفید ہوتا ہے - یہہ ہموار زمین پر جنگلوں میں رہتے ہیں - پہاڑ اور پتھریلی زمین اُن کو پسند نہیں - جزیرہ جاوا میں اُن کے گروہ کے گروہ پائے جاتے ہیں -

---

ارنا

(Bubalis buffalus.)

گائے کی جماعت کے تیسرے حصے میں بھینسے شامل ہیں - اس حصے کی ارنا ایک خاص نوع ہے جو ہندوستان ہی کا باشندہ ہے - ہمالیہ کی ترائی ' سندربن صوبہ بنگال ' آسام ' اور دریائے برہمپتر کے کناروں پر یہہ جانور ملتا ہے - نیز وسط ہند کے جنگلوں میں گوداوری ندی کے کنارے تک اور لنکا کے شمالی حصے میں بھی یہہ عظیم الجثہ جانور پایا جاتا ہے -

قدوقامت میں یہہ بھی گور سے کم نہیں ہوتا - جسم کا رنگ سلیٹ کی طرح مگر کسی قدر دھندھلا سیاہی مائل ہوتا ہے - دم چھوٹی اور پیشانی اور زانوؤں پر بالوں کے گچھے ہوتے ہیں - سینگ اس قدر بڑے ہوتے ہیں کہ اس کی شکل بہت ہی بھیانک معلوم ہوتی ہے -

آسام میں ارنا کے سینگ سیدھے اور بہت بڑے ہوتے ہیں - لندن کے عجائب خانے میں ارنا کا ایک سینگ ساڑھے چھہ فٹ لمبائی کا ہے - ایک دوسرے ارنا کا سینگ جو آسام میں مارا گیا تھا ایک فٹ آٹھہ انچ تھا - لیکن اور مقامات میں ارنا کے سینگ عموماً ایک گز سے بڑے نہیں ہوتے - تمام دن ارنا کسی جھیل یا دلدل کے کنارے گھاس اور جھاڑیوں کے اندر پڑا سوتا رہتا ہے کیونکہ دھوپ سے اس کو بے حد تکلیف ہوتی ہے - رات میں باہر آکر چرتا پھرتا ہے -

وہ بڑے بڑے گروہوں میں رہتا ہے - ہر سال صرف ایک خاص وقت پر ہر نر کئی کئی مادہ کو ساتھہ لے کر علحدہ چلا جاتا ہے اور اُن کے بڑے گروہ کئی کئی چھوٹے گروہوں میں منقسم ہو جاتے ہیں -

ارنا کی تندخوئی اور خوفناک خصائل بیان سے باہر ہیں - دشمن کے سامنے غیظ و غضب کی مجسم تصویر بن کر وہ اپنے آپے میں نہیں رہ جاتا - شیر تک اپنے ہاتھہ پاؤں بچا کر حملہ‌آور ہوتا ہے - لیکن ارنا آگ بگولا ہوکر یہہ خیال چھوڑ دیتا ہے کہ خود اُس پر کیا اُفتاد پڑے گی - وہ سرخ سرخ آنکھیں پھاڑ کر اندھا دھند بے سوچے سمجھے حملہ کرتا ہے اور اس وقت بڑے بڑے شکاریوں کے دل دہل جاتے ہیں اگر شکاری اپنا دل مضبوط اور ہوش حواس درست نہ رکھہ سکے اور صحیح نشانہ نہ لگا سکے تو اُس کی جان

هرگز نہیں بچ سکتی -

دشمن کے مغلوب ہو جانے پر بھی اس کے ظلم کا خاتمہ نہیں ہوتا اور مار ڈالنے ہی پر وہ مطمئن نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے غیظ و غضب کا یہہ عالم ہوتا ہے کہ نعش کو پاؤں سے گھٹنوں تک کچلتا ' سینگوں سے چھیدتا ' زانو سے دباتا اور ٹھوکریں مارتا ہے - غرض کہ شکاری کی نعش کی یہہ حالت کرتا ہے کہ پھر وہ پہچانی بھی نہیں جا سکتی - اسی وجہہ سے اکثر اس کے شکار کے لئے ہاتھی پر جاتے ہیں - مسٹر ہاجسن بیان کرتے ہیں کہ کبھی کبھی اس کے دھکے سے ہاتھی تک زمین پر آ رہتا ہے -

یہہ جانور نہایت جنگجو ہے اور آپس میں بڑی بڑی جنگ آزمائیاں رہتی ہیں - وہ ایک دوسرے کے اپنے اپنے سروں سے ٹکر مارتے ہیں جو قابل دید ہوتی ہیں - جو شکست کھا جاتا ہے وہ میدان چھوڑ کر بھاگتا ہے لیکن فتح یاب ارنا اس کا پیچھا سہل نہیں چھوڑتا - اپنے حریف کو پوری شکست دے کر جب وہ سر اونچا کرتا اور نتھنے پھُلا کر اور سرخ سرخ آنکھیں نکال کر دونکتا ہے تو اُس کی صورت اور بھی ہیبت ناک ہو جاتی ہے -

ہماری گھریلو بھینس اور جفاکش بھینسوں کی اصل بھی ارنا ہے - کھونٹے سے بندھے رہنے کی وجہہ سے قدرتاً اُن کا قدوقامت آزاد ارنوں کے برابر نہیں رہتا مگر مسٹر ہاجسن کی رائے ہے کہ انسان کے زیر حکم رہ کر بھی بجز قد کے

اور کسی قسم کا تغیر اِن میں نہیں ہوا ہے -

لنکا کا ارنا ہندوستان کے بھینسے سے بڑی زیادہ خوفناک اور طاقتور ہوتا ہے - وہاں ہرن وغیرہ کے شکار میں پالتو ارنے سے ایک نہایت عجیب طریقے سے مدد لیتے ہیں - بھینسے کی گردن میں گھنٹا اور پشت پر ایک بکس باندھہ دیتے ہیں جو سامنے کی طرف کھلا ہوا ہوتا ہے - اس بکس میں موم کا ایک چراغ جلاکر رکھہ دیا جاتا ہے - شکاری بکس کی آڑ میں پوشیدہ رہتا اور بھینسے کو جنگل کی طرف ھانک لے جاتا ہے - جنگلی جانوروں پر گھنٹے اور روشنی کا کچھہ ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ شاید تماشہ دیکھنے کی غرض سے بھینسے کے پاس آجاتے ہیں - سر یمرسن ٹینینٹ تحریر فرماتے ہیں کہ کچھہ ہرن اور سؤر پر ہی منحصر نہیں سانپ اور تیندوے تک قریب آجاتے ہیں - (۱)

کیپ کا بھینسا

(The Cape Buffalo—Bubalus caffer.)

یہہ مشہور نوع افریقہ کے وسط اور جنوب میں ملتی ہے - عادات اور خصائل میں یہہ ارنا کے مشابہ ہے اور قدوقامت میں اُس سے کم نہیں ہوتا -

---

(۱) "Sketches of the Natural History of Ceylon," by Sir. E. Tennent.

گارڈن کمنگ صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی جانور کے سینگ اس سے بڑے اور وزنی نہیں ہوتے - اُن کا دور ارنا کے سینگوں سے زیادہ ہوتا ہے اور دونوں سینگ مل کر تمام پیشانی کو ڈھانک لیتے ہیں حتیٰ کہ اس کی پیشانی میں بندوق کی گولی تک اثر نہیں کرتی اور اس کے سینگ پرانے درخت کی چھال کی طرح ناہموار اور کُھرکُھرے ہوتے ہیں -

یہہ بھی پانی کے قریب رہتا اور کیڑوں مکوڑوں سے پناہ پانے کے لئے کیچڑ میں لوٹتا اور اس کو اپنے جسم پر لپیٹ لیتا ہے - گینڈے کی طرح اس بھینسے کے ساتھہ بھی ایک قسم کے پرندے رہتے ہیں جو اُس کی کھال کے کیڑے چن چن کر کھایا کرتے ہیں اور شکاری کے پہنچتے ہی اس کو آگاہ کر دیتے ہیں -

یہہ بھی گروہ میں ساتھہ ساتھہ رہتے ہیں لیکن بعض نر کسی نافرمانی کی وجہہ سے گروہ سے نکال دئے جاتے ہیں اور وہ تندخو اور خوفناک ہوکر بلا وجہہ ہی سب پر حملہ کیا کرتے ہیں -

مسٹر سیلوس فرماتے ہیں کہ پیدل چل کر کسی جانور کے شکار میں اس قدر خوف نہیں جیسا کہ کیپ کے بھینسے میں - شیر ببر بھی اس پر حملہ کرنے کی ایک ساتھہ ہمت نہیں کرتا اور بسا اوقات خود اس کو دم دبا کر بھاگنا

پڑتا ہے - اس لئے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بھیلسے پر دو شیر مل کر حملہ کرتے ہیں -

بعض اوقات وہ شکاری کو ایسا مغالطہ دیتا ہے کہ جب زخمی ہوکر جنگل میں گھس جاتا ہے تو کچھہ دور جاکر راستہ تبدیل کرکے شکاری کے پیچھے واپس آکر دفعتاً حملہ کر بیٹھتا ہے -

بلا دانت والے جانوروں کا طبقہ

(The Edentata.)

اس طبقے کے جانوروں کی سب سے بڑی خصوصیت یہہ ہے کہ اُن کے کاٹنے والے دانت نہیں ہوتے اور منھہ میں سامنے کی طرف دانت نہ ہونے کی وجہہ سے وہ سب قطعی پوپلے معلوم ہوتے ہیں - لیکن اکثر کے ڈاڑھیں موجود ہوتی ہیں جو کہ نکیلی اور سب ایک ہی شکل کی ہوتی ہیں- ان میں ایک ہی جڑ ہوتی ہے -

طبقے کی دو جماعتیں یعنی چیونٹی خور اور پینگولن بالکل بلا دانت کے ہوتے ہیں - ان کے کسی قسم کا کوئی دانت نہیں ہوتا -

ان کی ٹانگیں اور پنجے نہایت مضبوط ہوتے ہیں - پنجے درختوں پر چڑھنے ' شاخوں سے لٹکنے اور سخت زمین کو کھودنے کے لئے نہایت موزوں ہوتے ہیں - اکثر اُن کے طور و طریق بھدّے اور جسم فربہ ہوتا ہے ان کا قدوقامت چھوٹا اور جسم کا طول ایک گز سے زائد نہیں ہوتا - بعض کے جسم پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں اور بعض پر نہایت سخت اور مضبوط چھلکوں کی ڈھالیں یا پلیٹیں چڑھی ہوتی ہیں -

بلا دانت والے جانور مندرجہ ذیل جماعتوں میں منقسم ہیں —

(۱) سلاتھہ (Bradipodidæ)

(۲) آرماڈیلو (Dasypodidæ)

(۳) چیونٹی خور (Myrmecophagipæ)

(۴) سال (Manididæ)

(۵) آرڈوارک (Orycteropodidæ)

جماعت سلاتھہ

(The Bradipodidæ.)

سلاتھہ جنوبی امریکہ میں ہوتا ہے - اِس کے جسم کا طول تقریباً دو فٹ ہوتا ہے جو لمبے لمبے موٹے اور گھنے بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے - تھوتھڑی چھوٹی اور منھہ میں کھلے اور گول گول ڈاڑھیں ہوتی ہیں - اگلی ٹانگیں بہ نسبت پچھلی کے بڑی ہوتی ہیں - بعض کے پاؤں تین حصوں میں اور بعض کے دو میں منقسم ہوتے ہیں اور اُن پر بہت بڑے بڑے اور مہیب ناخون ہوتے ہیں - دم اور کان نام و نشان کو بھی نہیں ہوتے - رنگ بادامی بھورا ہوتا ہے -

سورج کی روشنی میں وہ کاہلوں کی طرح شاخوں میں لٹکا رہتا ہے جس کی خاص وجہہ یہہ ہے کہ اُس کی

آنکھیں روشنی میں کام نہیں دیتیں اور وہ چلنے پھرنے تک سے معذور رھتا ھے - اس میں خصوصیت یہہ ھے کہ چاروں ھاتھہ پاؤں سے شاخ پکڑ کر ھمیشہ اُلٹا لٹکا رھتا ھے - یہہ قطعی سبزی‌خور جانور ھے اور جہاں تک تحقیق ھوا ھے وہ پانی پینے تک کو درختوں سے نہیں اُترتا - غالباً رسیلے پھل پھول وغیرہ ھی سے اپنی پیاس بُجھا لیتا ھے -

اس جماعت میں دو نوعیں ھیں :-

(۱) تین انگلی والا سلاتھہ (Bradypus tridactylus) جو بریزیل ' گائنا اور پیرو وغیرہ میں پایا جاتا ھے - ان کے اگلے پاؤں تین حصوں میں منقسم ھوتے ھیں -

(۲) دو انگلی والے سلاتھہ (Cholopus didactylus) - یہہ بھی جنوبی امریکہ میں ملتا ھے - اس کے اگلے پاؤں میں دو ھی حصے ھوتے ھیں -

---

جماعت آرما ڈیلو

(The Dasypodidæ.)

آرما ڈیلو (Dasypus) اُن شیر خوار جانوروں میں ھے جن کے جسم پر قدرت نے حفاظت کی غرض سے سخت چھلکوں کی سپر یا چھوٹی چھوٹی ڈھالیں بنا دی ھیں - اس کا جسم سر سے پاؤں تک ڈھالوں سے منڈھا ھوا ھوتا ھے - ایک خاص تغیر سے اُس کی کھال نہایت سخت چھلکوں کی شکل

اختیار کر لیتی ہے - سر پر اور جسم کے اگلے اور پچھلے حصوں پر یہہ ڈھالیں غیر متحرک ہوتی ہیں اور پشت پر وہ آگے پیچھے ہٹ سکتی ہیں اور کسی قدر ایک دوسرے کے اوپر چڑھہ جاتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے جسم کو باسانی جھکا سکتا ہے اور خوف کے وقت منھہ چھپا کر گول ہو جاتا ہے -

اس کا چوڑا اور چپٹا جسم کچھوے کے مانند ہوتا ہے - ٹانگیں چھوٹی لیکن موٹی اور مضبوط ہوتی ہیں - زبان ربڑ کی طرح گھٹتی اور بڑھتی ہے اور باہر دور تک نکل آتی ہے -

اگرچہ اس کا جسم بھاری اور بھدا ہوتا ہے تاہم اپنی حفاظت کے لئے وہ کافی تیزی سے بھاگ سکتا ہے اور اس میں کافی طاقت بھی ہوتی ہے -

وہ جنوبی امریکہ کے وسیع میدانوں میں پایا جاتا ہے اور بھاٹا کھودنے میں کامل اُستاد ہے - اُس میں آنے جانے کے لئے وہ کئی راستے بنا لیتا ہے - خصلتاً وہ سیدھا اور بےضرر جانور ہے -

اُس کے جبڑوں میں ہر طرف سات یا آٹھہ گول اور نکیلی ڈاڑھیں ہوتی ہیں -

یہہ سبزی اور کیڑے مکوڑے کھایا کرتا ہے اور اکثر سانپ، گرگٹ، مینڈک وغیرہ بھی مار لیتا ہے - اس کی بعض نوعیں قبریں کھود کر نعشیں کھا جاتی ہیں -

جنوبی امریکہ میں آرماڈیلو کی کئی نوعیں اور صنفیں پائی جاتی ہیں - سب سے قدآور آرماڈیلو بریزیل میں ملتا ہے (Dasypus gigas) جس کے جسم کا طول پورے ایک گز کا ہوتا ہے - اس کی سب سے چھوٹی صنف کے جانور بڑے چوہے کے برابر ہوتے ہیں -

---

جماعت چیونٹی خور

(The Myrmecophagidæ.)

اِن کے نام ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ جانور طرح طرح کی چیونٹیوں وغیرہ پر زندگی بسر کرتے ہیں -

چیونٹیوں کو اکھٹا کرکے اپنا پیٹ بھر لینے کے لئے قدرت نے ان کا منھہ اور زبان اس خوبی سے بنایا ہے کہ اپنے شکم‌پری کے لئے وہ چیونٹیوں کو باسانی جمع کر لیتے ہیں - اس کے منھہ میں ایک لمبی چونچ کی طرح ایک نلی ہوتی ہے اور اُس میں سانپ کی طرح لمبی زبان ہوتی ہے جس کو وہ جس طرف چاہتا ہے موڑ لیتا ہے اور اس پر لعاب بھی ہوتا ہے جس سے چیونٹیاں وغیرہ فوراً چپک جاتی ہیں - چھوٹے سے چھوٹے سوراخ میں وہ باسانی داخل ہو جاتی ہے اور چشم‌زدن میں ہزاروں چیونٹیوں کو وہ اپنی غذا بنا لیتا ہے -

دیمک کے چھتوں کی مٹی وہ اپنے مضبوط پنجوں سے کھود ڈالتا ہے اور لمحہ بھر میں تمام دیمک کو چٹ کر جاتا ہے - دیمک‌خوار ہونے سے وہ انسان کے لئے بےحد مفید ہے -

ان کے کسی قسم کے دانت نہیں ہوتے -

اس جماعت کا سب سے مشہور جانور "بڑے چیونٹی خوار" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے (Myrmecophaga jubata) - بلا دانت والے جانوروں میں یہہ سب سے قدآور جانور ہے - علاوہ دم کے اُس کا طول تقریباً چار فٹ ہوتا ہے - دم جس پر نہایت لمبے اور گھنے چوہری کی طرح بال ہوتے ہیں تقریباً ایک گز کی ہوتی ہے اور اس کو اٹھا کر سیدھا کھڑا رکھتا ہے - جسم کا رنگ دھندلا خاکی ہوتا ہے - پنجوں میں مضبوط نکیلے ناخون ہوتے ہیں -

چیونٹی‌خور کے چلنے کا طریقہ عجیب ہے - تلووں کو زمین پر رکھنے کے بجائے وہ اپنے لمبے لمبے ناخونوں کو موڑ کر نیچے کر لیتا ہے اور ان ہی کے بل چلتا ہے -

اُس کے جسم میں طاقت بھی کافی ہوتی ہے اور وہ خونخوار جیگوار (Jaguar) تک کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے - دشمن کو وہ اپنی اگلی ٹانگوں سے بھالو کی طرح دبا لیتا ہے اور پھر اپنے تیز پنجوں سے چیر پھاڑ ڈالتا ہے -

بڑا چیونٹی‌خور تاریکی ہی میں باہر نکلتا ہے - وہ

عادتاً کاهل‌الوجود اور سست ہوتا ہے اور عموماً بےضرر ہے - جب تک اُس کو چھیڑا نہ جائے وہ بھی کسی سے نہیں بولتا - روشنی میں جھاڑیوں کے اندر پوشیدہ پڑا رہتا ہے -

مادہ کے ایک حمل سے ایک ہی بچہ ہوتا ہے اور اس کی پرورش ماں بڑی محبت سے کرتی ہے اور جب باہر نکلتی ہے تو بچے کو پشت پر بیٹھا لیتی ہے -

بڑا چیونٹی‌خور اور اس کی دوسری نوعیں صرف جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہیں -

---

سال کی قسم

(The Manididæ.)

سال یا پینگولن (Pangolin) کی جماعت کے جانور بھی آرماڈیلو کے مشابہ ہیں کیونکہ ان کے لمبے جسم پر بھی نہایت مضبوط اور سخت ڈھالیں ہوتی ہیں - یہہ عجیب و غریب جانور ہندوستان میں بھی اکثر جگہ پایا جاتا ہے - جنوبی ہند میں اس کو "سال" اور "بن روہو" کے نام سے موسوم کرتے ہیں - شمالی ہند میں "سلو" اور بنگال میں "کانٹہ پوہو" کے نام سے مشہور ہے -

سال کے جسم کی ڈھالیں کھپریل کی طرح ایک دوسرے پر چڑھی ہوتی ہیں - اس کی لمبی چوڑی دم اور ٹانگوں کا باہری حصہ بھی ان ڈھالوں سے خالی نہیں ہوتا - ان کے

کنارے چھلی کی طرح تیز دھار کے ہوتے ہیں - خطرے کے وقت وہ جسم کا گول گول لپیٹ لیتا ہے اور پھر کسی جانور کی مجال نہیں کہ اس پر منھہ مارے - ڈھالیں سخت اس قدر ہوتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سال پر پستول کی دو گولیاں ماری گئیں پھر بھی اُن پر کچھہ اثر نہ ہوا -

سال کی ٹانگیں بہت چھوٹی چھوٹی اور پاؤں میں مضبوط ناخون ہوتے ہیں جن سے وہ باسانی زمین کو کھود سکتا ہے -

سال کے بھی دانت قطعاً نہیں ہوتے اور تھوتھڑی اور زبان اُتنی لمبی نہیں ہوتیں جتنی کہ چیونٹی‌خور کی -

سال کی چال میں بھی وہی خصوصیت ہے جو آرما ڈیلو میں ہے یعنی وہ بھی اگلے پاؤں کے ناخونوں کو موڑ کر تلؤوں کے نیچے داب لیتا ہے اور ان ھی پر چلتا ہے -

هندوستان کے علاوہ یہہ ملے' جنوبی چین اور افریقہ میں بھی اکثر جگہ پایا جاتا ہے -

---

هندوستان کا سال

(Manis pentadactylus).

هندوستان میں پہاڑی مقاموں میں یہہ اکثر جگہ ملتا ہے لیکن اس کی زیادہ تعداد کہیں نہیں ہے - جسم کا طول دو ڈھائی فٹ اور دم جو موٹی اور چوڑی ہوتی ہے تقریباً ڈیڑھہ فٹ ہوتی ہے -

گردن اور پیت کے علاوہ اُس کے تمام جسم پر ڈھالیں ہوتی ہیں جن کا رنگ بادامی اور کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے -

یہہ بھی رات ہی کو باہر نکلتا اور چیونٹیوں کی تلاش میں چکر لگاتا ہے - دیمک اس کی خاص غذا ہے - سال بھٹوں میں رہتا ہے جس کو وہ اپنے لمبے اور مضبوط ناخوں سے ڈھالو اور آٹھہ دس فٹ گہرا باسانی کھود لیتا ہے - اس غار کا آخری حصہ چھہ فٹ مدور ہوتا ہے - ایک بھٹے میں اس کا ایک ہی جوڑا رہتا ہے اور وہ اس کے اندر جا کر اس کے سوراخ کو مٹی سے بند کر لیتے ہیں -

موسم سرما میں اُن کے ایک یا دو بچے ہوتے ہیں - بچوں کی ڈھالیں سخت نہیں ہوتیں - عمر کے ساتھہ رفتہ رفتہ وہ سخت ہوتی جاتی ہیں -

شکم کا سال

(Manis aurita.)

یہہ ہندوستانی سال سے چھوٹا ہوتا ہے اور شکم ' ملے اور چین میں پایا جاتا ہے - اہل چین اس کا گوشت کھاتے ہیں اور چھلکوں کی کچھہ ادویات تیار کرتے ہیں -

جماعت آرڈوارک

(The Orycteropodidæ or Aard vark.)

آرڈو وارک صرف افریقہ میں پایا جاتا ہے - اس جماعت

میں بھی ایک نوع ہے - اس کی ٹانگیں چھوٹی ' ناخون مضبوط اور کھودنے کے لئے موزوں - کھال دبیز اور جسم پر دور دور پر بال ہوتے ہیں - اس کی لمبی تھوتھڑی اور لعاب دار زبان ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی اُسی طبقے کا جانور ہے جس کا کہ چیونٹی‌خور ہے - اِن کے بعض بعض ڈاڑھوں کے علاوہ اور کسی قسم کے دانت نہیں ہوتے جس کا طول تقریباً تین فٹ ' دم ڈیڑھ فٹ اور قد بھی ڈیڑھ فٹ کے قریب ہی ہوتا ہے -

یہ بھی بھٹوں میں رہتا ہے جس کو وہ بڑی سرعت سے کھود لیتا ہے - تمام دن اُسی میں پوشیدہ رہتا ہے اور رات ہوتے ہی دیمک کی تلاش میں باہر نکل آتا ہے - وہ اس قدر دیمک‌خور ہے کہ اُس کا گوشت تک کھٹا ہو جاتا ہے - پھر بھی ہاٹن‌ٹوٹ قوم کے لوگ اس کا گوشت نہیں چھوڑتے -

طبقۂ گوشت‌خوار

(The Carnivora.)

دنیا کے تمام درندے اور شکاری جانور اسی طبقے میں شامل ھیں - ان کے قویٰ اکثر مضبوط اور خصلتیں تند ' ظالمانہ اور خونخوار ھوتی ھیں کیونکہ حصول غذا کے لئے اُن کو روز مرہ دوسرے جانور ھلاک کرنا پڑتے ھیں - ان ھی کی وجہ سے سبزی‌خور جانورں کی تعداد میں زیادتی نہیں ھونے پاتی اس لئے درندوں کا وجود بھی حکمت سے خالی نہیں - ورنہ سبزی‌خوروں کی کثرت سے دنیا کی پیداوار خود ان ھی کے لئے کافی نہ ھوتی -

اس طبقے کے جانور اکثر خشکی کے رھنے والے ھیں اور بعض دریائی بھی ھیں مثلاً وھیل - یہہ مچھلیوں اور دوسرے آبی جانوروں پر اپنی زندگی بسر کرتے ھیں اور اُن کا ذکر علحدہ کیا جا چکا ھے -

اگرچہ ان کی بڑی خصوصیت گوشت‌خوار ھوتا ھے تاھم اُن میں بعض ایسے بھی ھیں جو علاوہ گوشت کے دوسری اشیاء بھی کھاتے ھیں مثلاً بھالو کہ اُس کو پھل ' شہد اور چڑیں بھی نہایت مرغوب ھیں اور وہ اُن کو بڑے شوق سے کھاتا ھے -

اِن کے کاٹنے والے دانتوں کی تعداد ھر جبڑے میں چھہ ھوتی ھے - اُن کے دونوں جانب ایک لمبا اور نہایت

مضبوط کیلا ہوتا ہے جو شکار کو گرفت میں لینے کے لئے نہایت کار آمد ہوتا ہے - ڈاڑھوں کی تعداد اکثر حسب ذیل ہوتی ہے :--

دودھ ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۴-۴}$ - ڈاڑھیں $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ -

مگر بعض میں ان کی تعداد مختلف ہوتی ہے -

ڈاڑھیں سامنے سے پیچھے کی طرف سلسلہوار بڑی ہوتی جاتی ہیں - ان کی قینچی نما ڈاڑھ (Carnassial tooth) سب سے بڑی ہوتی ہے اور اُس پر تیز دھاردار حلقے اُٹھے ہوتے ہیں - اوپر نیچے کی قینچی نما ڈاڑھیں باہم قینچی کی طرح رگڑتی ہیں اور گوشت کے ٹکڑے کرنے کے لئے بڑی مفید ہوتی ہیں -

یہہ جانور اکثر چھریرے جسم کے اور نہایت پھُرتیلے ہوتے ہیں - دوڑ دھوپ میں شاید ہی کسی دوسرے طبقے کے جانور اِن کی همسری کر سکیں اور زندہ شکار کے تعاقب کے لئے پھرتی اور تیزی کا ہونا ضروری بھی ہے -

تقریباً سب کے پاؤں میں بڑے بڑے اور مضبوط ناخن ہوتے ہیں - بعض کے ناخنوں میں ایک خاص وصف یہہ ہوتا ہے کہ عموماً اُن کی نوکیں گوشت کی گدّی پر رکھی رہتی ہیں اور گھسنے نہیں پاتیں - صرف جب شکار پر پنجہ چلایا جاتا ہے تو وہ باہر نکل آتی ہیں - (Retractile claws) -

اس طبقے کے اکثر جانور اپنی انگلیوں کی گدّیوں پر چلنے والے ہوتے ہیں (digitigrade) اس لئے وہ نہایت تیز رو ہیں اور اُن کی چال میں نام و نشان کو آہٹ نہیں ہوتی - شیر ، کتا وغیرہ سب انگلیوں کی گدیوں ہی پر چلتے ہیں - مستیلیڈے (Mustelidæ) جماعت کے جانور اپنا نصف تلوے اور بھالو جماعت کے جانور انسان کی طرح اپنے پورے تلوے زمین پر رکھتے ہیں (Plantigrade) -

اِن کی قوت سامعہ اور شامہ دونوں تیز اور زبان کُھر کُھری ہوتی ہے بالخصوص بلی اور سیویٹ کی جماعتوں کی زبان پر تو خاصے خار ہوتے ہیں - کھر کھری زبان کے ذریعہ سے ہڈی پر چسپاں گوشت صاف چھوٹ آتا ہے -

اس طبقے کے بعض چھوٹے چھوٹے جانوروں کے جسم کا ملائم سمور نہایت کارآمد اور قیمتی ہوتا ہے - اکثر اُن کی دم کے نیچے ایک گرہ ہوتی ہے جس میں بدبودار مادہ پیدا ہوتا ہے -

علاوہ آسٹریلیا کے تمام روے زمین پر یہہ پائے جاتے ہیں اور بالخصوص ایشیا اور افریقہ کے گرم حصے تو قدآور اور خوفناک گوشت خوار جانوروں کے مخزن ہیں - جو گوشت خوار آسٹریلیا میں پائے جاتے ہیں وہ سب کیسہ دار ہوتے ہیں اور اُن کو اُسی طبقے میں جگہ دی جاتی ہے -

گوشت خوار جانور مندرجہ ذیل جماعتوں میں منقسم ہیں -

(۱) بلی (Felidæ)

(۲) کتا (Canidæ)

(۳) مسیلیڈے (Mustelidæ)

(۴) لکڑ بگھا (Hyenidæ)

(۵) سیویٹ (Viverridæ)

(۶) بھالو (Ursidæ)

بلّی کی جماعت

(The Felidæ.)

گوشت خوار طبقے کی یہہ خاص جماعت ہے اور اِن میں وہ خصوصیتیں جو گوشت‌خواروں میں ہونی چاہئے بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں - یہہ قطعاً گوشت خوار ہیں اور کوئی دوسری غذا اُن کو مرغوب نہیں - اِس کی تصدیق اُن کے دانتوں کی ساخت پر غور کرنے سے ہو سکتی ہے - اِن میں ڈاڑھوں کی تعداد کم ہوتی ہے کیونکہ سبزی خوروں کی طرح اُن کو اپنی غذا پیسنی نہیں پڑتی - دانتوں پر تیز دھاریں ہوتی ہیں اور وہ گوشت کو کاٹنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے نہایت موزوں ہوتی ہیں - اِن کے کیلے تمام جانوروں سے بڑے ' نکیلے اور مضبوط ہوتے ہیں - دانتوں کی تعداد حسب ذیل ہے :-

کاٹنےوالے دانت $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ - کیلے $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۳-۳}{۲-۲}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۱-۱}{۱-۱}$ = ۳۰

ڈاڑھوں کی کمی کی وجہہ سے اُن کے جبڑے چھوٹے لیکن نہایت مضبوط ہوتے ہیں - کھوپڑی گول اور زبان خاردار ہوتی ہے جو اکثر جانوروں کی کھال تک چاٹ کر پھاڑ ڈالتی ہے -

اگلے پاؤں میں اکثر پانچ پانچ اور پچھلوں میں چار چار ناخن ہوتے ہیں - اُنگلیوں کے نیچے گوشت کی ایک موٹی تہ ہونے کے باعث اُن کی چال میں ذرا بھی آہٹ نہیں ہوتی اور اس وجہہ سے اُن کو شکار میں نہایت آسانی ہوتی ہے - یہہ شب میں شکار کرتے ہیں اور قدرت نے ان کی آنکھوں کی ساخت اس طرح رکھی ہے کہ اُن کو تاریکی میں بھی نظر آتا ہے - اِس جماعت کے تمام جانوروں میں یہہ وصف ہے کہ وہ آنکھوں کی پُتلیوں کو پھیلا کر بڑی کر سکتے ہیں جس سے کہ روشنی کی کرنیں ان کی آنکھوں میں ایک خاص تعداد میں داخل ہوتی ہیں اور اُن کو تاریکی میں بھی کم و بیش نظر آنے لگتا ہے -

یہہ اکثر پھرتیلے ہوتے ہیں اور بڑی بڑی چھلانگیں بھر سکتے ہیں - اِن کی قوت سامعہ تیز ہوتی ہے اور موچھیں لمس کا کام بخوبی انجام دیتی ہیں -

یہہ جانور گروہ پسند نہیں ہیں بلکہ یا تو قطعی تنہا یا زیادہ سے زیادہ ایک جوڑہ علحدہ زندگی بسر کرتا ہے - مشرقی نصف‌الارض میں ان کی مندرجہ ذیل نوعیں پائی جاتی ہیں —

(۱) شیر ببر (۲) باگھہ (۳) بگّھرا یا تیندوا (۴) بلّی (۵) لنکس بلهاں یا سیاہ گوش (۶) چیتا اور مغربی نصف‌الارض یعنی براعظم امریکہ میں ان کی صرف دو نوعیں پائی جاتی ہیں (۱) جیگوار (۲) پیوما - آسٹریلیا میں اس جماعت

کا کوئی جانور نہیں ہوتا -

شیر ببر

(The Lion or Felis leo)

شیر ببر گوشت خوار طبقے میں جماعت بلی کی ایک نوع ہے - وہ جنگل کا بادشاہ اور عالم حیوانی کا سردار کہلاتا ہے - اُس کی متانت اور سنجیدہ شکل ، شاہانہ چال اور حیرت‌انگیز قوت جسمانی سب اُس کے اعلیٰ مرتبہ ہونے کی شاہد ہیں - مخلوق میں کوئی جانور نہیں جو طاقت میں اُس کی ہمسری کر سکے یا خوف زدہ ہوکر سہم نہ جائے - اپنے مہیب پنجے کے ایک ہی تھپڑ سے وہ بیل کی ریڑھ کی ہڈی تک چور چور کر دیتا ہے اور پوری تیزی سے بھاگتے ہوئے گھوڑے کو پیچھے کو لڑھکا دیتا ہے -

فی زمانتا شیر تمام افریقہ میں پایا جاتا ہے - ایشیا میں میسو پوٹامیہ اور ایران میں ہوتا ہے - ہندوستان میں صرف کاٹھیاوار میں پایا جاتا ہے - لیکن ابھی سو سال کا زمانہ بھی نہیں گزرا کہ وہ ہندوستان کے مغربی شمالی حصے میں بھاولپور اور سندھ سے جمنا تک ملتا تھا - بندیل‌کھنڈ اور نربدا کے کنارے اور جنوب میں خاندیش تک بھی پایا جاتا تھا -

اب سے قبل شیر عرب ، سیریا ، اور یورپ کے جنوبی حصوں

میں بھی پایا جاتا تھا - اِس کی تعداد بھی روز بروز کمی پر ھے اور اگر یہی کیفیت جاری رھی تو جلد از جلد وہ زمانہ آنے والا ھے کہ اس عظمت و شان کا جانور دنیا سے نیست و نابود ھو جائیگا -

اکثر اھل فن کی رائے تھی کہ افریقہ اور ایشیا کے شیر علحدہ علحدہ اصناف کے جانور ھیں لیکن اب زیادہ‌تر اس امر پر متفق ھیں کہ ان دونوں میں کوئی ایسا فرق نہیں کہ جس کی بنا پر وہ علحدہ علحدہ اصناف کے جانور تصور کئے جائیں - ھاں یہہ فرق ضرور ھے کہ افریقی شیر کی گردن کے بال زیادہ بڑے اور خوش نما ھوتے ھیں اور اُن کے شکم پر لمبے بالوں کی دھاری ھوتی ھے جو ایشیائی شیر میں نہیں پائی جاتی -

ایک تجربے کار شکاری کا بیان ھے کہ افریقی شیر کی لمبائی مع دم کے تقریباً دس فٹ ھوتی ھے - ھندوستانی شیر کی پیمائش ڈاکٹر جرڈن حسب ذیل بتلاتے ھیں —

طول $8\frac{1}{2}$ سے $9\frac{1}{2}$ فٹ تک - قد $3\frac{1}{2}$ فٹ - پنجے کا قطر $6\frac{1}{2}$ انچ -

شیرنی قد میں کسی قدر چھوٹی ھوتی ھے اور اس کی گردن پر بال بھی نہیں ھوتے -

شیر کا رنگ بھورا ھوتا ھے اور جسم پر دھاری یا دھبے

نہیں ہوتے - گردن کے بال اُس کی خاص خصوصیت ہیں جن کی وجہہ سے اُس کے چہرے سے ایک دبدبہ اور رعب ظاہر ہوتا ھے -

اُس کا سر بہت بڑا اور آنکھیں چمکتی ہوئی ہوتی ہیں - جسم کا پچھلا حصہ بمقابلہ اگلے کے دبلا اور کمزور ہوتا ھے - لمبے لمبے مضبوط کیلے اور سکڑنے والے پنجے (Retractile claws) زندہ جانور کو گرفت میں لے آنے اور اُن کے دبیز چمڑے کو چیرنے پھاڑنے کے لئے خاص طور سے مناسب ہوتے ہیں -

زبان نہایت کُھرکُھری خاردار ہوتی ھے - یہہ خار زبان کے درمیانی حصے میں تقریباً $\frac{1}{4}$ انچ لمبے ہوتے ہیں اور ایسے ٹھوس اور مضبوط ہوتے ہیں کہ چاٹتے ہی اکثر جانوروں کی کھال سے خون بہنے لگتا ھے -

شیر کی دم کے آخر میں بالوں کا ایک گچھّا ہوتا ھے جس کے اندر چھوٹے سے سینگ کی شکل کا ایک خار ہوتا ھے - اِس کے متعلق یہہ روایت مشہور ھے کہ غصہ آنے پر وہ اُس کو اپنے جسم پر مار مار کر اپنے غیظ و غضب کو بڑھاتا ھے - لیکن یہہ بات قرین قیاس نہیں - حق یہہ ھے کہ اِس کے مفاد تک ابھی انسان کی فہم نے رسائی نہیں کی ھے -

شیر کی گرج ایک نہایت ہی مہیب آواز ھے - شب

کے سنّاٹے میں جب وہ گلخان جنگل میں گرجتا ھے تو جنگل گونج اٹھتا ھے اور چھوٹے بڑے تمام حیوان خوف سے کانپ جاتے ھیں - جب شیر اور شیرنی دونوں ساتھ ہوتے ھیں تو ماند سے نکلتے ھی پہلے شیرنی گرجتی ھے اور پھر شیر - اس طرح یکے بعد دیگرے گرجتے ہوئے اُس مقام پر پہنچتے ھیں جہاں کہ اُن کو شکار ملنے کی اُمید ہوتی ھے اور شکم سیر ہونے پر وہ پھر گرجنا شروع کرتے ھیں اور تمام حیوانوں کو خوف زدہ کر دیتے ھیں -

جولس جیرارڈ شہر کے مشہور فرانسیسی شکاری جن کو اُس ھی کی شکاری کی وجہہ سے زبان‌خلق نے شیر افگن (the lion-killer) کا خطاب دیا تھا فرماتے ھیں کہ شیر کی گرج میں دس بارہ مختلف آوازیں ہوتی ھیں - اولاً دھیمی دھیمی آھیں شروع ہوتی ھیں اور رفتہ رفتہ ان کا سُر بھاری اور بلند ہوتا جاتا ھے - ہر آواز تھوڑے تھوڑے وقفہ پر ہوتی ھے -

گارڈن کملگ صاحب شیر کی آواز کا مفصل ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ھیں کہ "شیر کی خاص خصوصیت اُس کی آواز ھے جو نہایت پُرھیبت اور پُر اثر ہوتی ھے - بعض اوقات وہ پانچ چھہ بار نہایت پرھیبت آھیں بھرتا ھے اور پھر یہہ آھیں رفتہ رفتہ دھیمی ہوکر اس کی آواز ختم ہو جاتی ھے - بعض مرتبہ وہ بلند اور ھیبت ناک گرج سے جنگل کو چونکا دیتا ھے - یہہ آوازیں بھی جلد جلد یکے بعد دیگرے پانچ

یا چھہ بار ہی ہوتی ہیں اور تیسری گرج تک بلند ہوتی جاتی ہیں پھر پانچ چھہ آوازوں تک رفتہ رفتہ دھیمی ہوتی جاتی ہیں اور پھر دور کے بادلوں کی گرج کی طرح معلوم ہوتی ہیں - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شیروں کا گروہ مل کر گرجتا ہوا سنائی دیتا ہے - گروہ کا ایک شیر پیش‌قدمی کرتا ہے اور دو تین یا چار شیر بڑے قاعدے کے ساتھہ اس طرح گرجتے ہیں کہ جیسے انسان مل کر کسی راگ کے سروں کو اُٹھاتے ہوں " -

افریقہ کے باشندے شیر کی آواز سے ایسے واقف ہوتے ہیں کہ اُس کو سن کر فوراً بتلا دیتے ہیں کہ وہ بھوکا ہے یا شکم سیر، غصے میں ہے یا جوش و مستی میں - مشہور و معروف پادری موفت (Mofatt) صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ " ایک شیر جو تھوڑے تھوڑے وقفے پر گرجتا تھا اور جس کی آواز وسیع میدان میں پھیل کر رفتہ رفتہ کم ہو جاتی تھی ہمارے قریب ہی سے گذرا - میں نے اُن " بلا لاؤں " کی توجہ اُس کی طرف مبذول کرائی اور اُن سے پوچھا کہ کوئی خوف تو نہیں ہے - وہ اُس آواز کی طرف ہمہ تن گوش ہوگئے گویا کسی شناسا کی آواز سن رہے ہوں اور دو ایک لمحہ تک بغور سننے کے بعد بولے کہ کوئی خوف نہیں ہے وہ پیٹ بھر چکا ہے اور سونے جارہا ہے - وہ لوگ صحیح کہتے تھے - صبح ہونے پر میں نے پوچھا کہ اُن کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ شیر سونے جارہا ہے - انھوں نے جواب دیا ہمارا اُن کا رات دن کا ساتھہ ہے - وہ تو ہمارے ہمسایہ ہیں " -

شیرنی کے ایک حمل سے لے کر دو سے پانچ تک بچے ہوتے ہیں جن کی پرورش وہ بڑی محبت سے کرتی ہے - تقریباً چھہ ماہ تک وہ اُن کو دودھہ پلاتی ہے اور غذا تلاش کرنے کے علاوہ اُن کو تنہا چھوڑ کر کبھی نہیں جاتی - اس وقت شیرنی نہایت خوفناک ہو جاتی ہے اور اپنے بچوں کی حفاظت میں اپنی جان تک دینے میں دریغ نہیں کرتی - وہ کسی پوشیدہ اور تنہا مقام میں بچوں کو جنتی اور وہیں اُن کو رکھتی ہے - پیدایش کے وقت بچے چھوٹی بلی کے برابر ہوتے ہیں اور تقریباً دو ماہ میں چلنے پھرنے لگتے ہیں - جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں ماں اُن کو ساتھہ لے جاتی اور شکار کرنا سکھاتی ہے - اُس وقت گرد و نواح کے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی خیر نہیں کیونکہ بچے حصول غذا ہی کی غرض سے نہیں بلکہ شکار کی مشق حاصل کرنے کے لئے بھی بیسیوں جانوروں کو روزانہ ہلاک کر ڈالتے ہیں -

شیر کے بچوں کے رنگ میں یہہ خصوصیت ہوتی ہے کہ اُن کے جسم پر چھوٹی چھوٹی بادامی دھاریاں ہوتی ہیں جو جوانی تک رہتی ہیں اور پھر رفتہ رفتہ غائب ہو جاتی ہیں -

شیر ببر عموماً گروہ کے ساتھہ نہیں رہتا بلکہ ایک ایک جوڑا علحدہ رہتا ہے - کچھہ ماہ تک شیرنی بچوں کو شیر سے علحدہ رکھتی ہے - پھر شیر شیرنی اور بچے اُس وقت تک ساتھہ رہتے ہیں جب تک بچے خود اپنی گذر کرنے کے قابل نہ ہو جائیں اور شیر ہی پر تمام خاندان کی پرورش

کا بار ہوتا ہے - ایک صاحب کو ایک بار افریقہ میں ایک شیر کے خاندان کو شکار مارتے اور کھاتے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا - آپ نے اس واقعہ کا بیان اس طرح کیا ہے کہ "میرا کیمپ زو لو لینڈ میں پڑا تھا - شام کے وقت میں ہوا خوری کو قریب نصف میل نکل گیا تھا کہ زیبرا کا ایک گروہ سامنے بھاگتا ہوا نظر آیا - جب وہ مجھہ سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر تھے تو سب سے آگے والے جانور پر بجلی کی طرح کوئی پیلا پیلا جانور تڑپا اور اُس کے دھکے سے وہ فوراً گر گیا - مجھہ سے قریب ساٹھہ گز کے فاصلے پر ایک درخت تھا اور اس سے قبل کہ شیر کو اِدھر اُدھر نظر ڈالنے کا موقع ملے تماشہ دیکھنے کی غرض سے میں اُس پر چڑھ گیا اوپر پہنچ کر جب میں نے دیکھا تو شیر اُس خوبصورت دھاری دار جانور کو مار چکا تھا لیکن ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا - پہلے اُس نے زور زور سے آوازیں کیں اور کسی نے اس کا جواب بھی دیا - دو ایک لمحہ کے بعد ایک شیرنی معہ چار بچوں کے اُسی سمت سے دوڑتی ہوئی آئی جدھر سے زیبرا کا گروہ بھاگتا آیا تھا - اِس میں شُبہہ نہیں کہ شیرنی صرف اِس غرض سے روانہ کی گی تھی کہ وہ اُس گروہ کو گھیر کر اُس مقام کی طرف لائے جہاں کہ شیر پوشیدہ تھا -

"شیر کا تمام خاندان اب زیبرا کے چاروں طرف کھڑا ہو گیا اور وہ نظارہ قابل دید تھا - بچے شکار کو چیرنے پھاڑنے کی کوشش کررہے تھے لیکن دبیز کھال میں اُن کے دانت نہ

گھومتے تھے - اب شیر بیٹھ گیا اور شیرنی بھی بچوں کو ھٹا کر چار پانچ گز کے فاصلے پر جا بیٹھی - تب شیر اُٹھا اور زیبرا کی لاش کو کھانا شروع کیا اور جلد اُس کی ایک پچھلی ٹانگ ختم کرکے کچھ دور جا بیٹھا - تب شیرنی اُٹھی اور اُس نے زیبرا کی کھال کو چاک کیا اور گوشت کے بڑے بڑے لقمے منھ بھر بھر کے نگلنے لگی - بچوں کو بھی کھانے سے منع نہ کرتی تھی - یہہ چھوٹے چھوٹے شیر غراتے اور لڑتے بھڑتے تھے - لیکن شیرنی اُن کی جنگ جدل کی طرف توجہ نہ کرتی تھی ھاں اگر کوئی بچہ اس کے کھانے میں مُخِل ھوتا تھا تو پنجے سے تھپڑ مار دیتی تھی - جب زیبرا کی کچھ ھڈیاں ھی باقی رہ گئی تو اُن کا چسپاں گوشت نوچنے کے لئے ھزارھا گدھ آسمان پر چکر لگا رھے تھے - شیر کا خاندان اب وھاں سے چل دیا مگر شیر بار بار پیچھے نظر ڈالتا تھا کہ کوئی اُن کا تعاقب تو نہیں کر رھا ھے" -

عموماً شیر دن میں شکار نہیں کرتا - شام ھوتے ھی حصول غذا کی فکر اُس کو دامنگیر ھوتی ھے - بلی کی جماعت کے دوسرے جانوروں کی طرح وہ بھی جب تک کہ بھوک سے مضطر نہ ھو جائے شکار کھلے میدان حملہ نہیں کرتا - اکثر اس کا یہہ دستور ھے کہ کسی جھاڑی یا راستے کے کنارے جہاں جانوروں کی آمدورفت رھتی ھے پوشیدہ ھوکر پیٹ کے بل بیٹھ رھتا اور جیسے ھی کوئی جانور قریب پہونچتا ھے بڑی سی چھلانگ بھر کر اس پر جا گرتا ھے -

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جانور کے فاصلے کا صحیح اندازہ نہ ہونے سے وہ چوک جاتا ہے - پہلی چھلانگ میں چوک جانے پر پھر شاذ و نادر ہی اُس کو کامیابی ہوتی ہے اور اکثر اُس کو اپنا سا منھہ لے کر واپس آنا پڑتا ہے - نیرنگئی قدرت کا کرشمہ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ شیر جیسی خونخوار ہستی کو شکار کا تعاقب کی قوت قدرت نے عطا نہیں کی ورنہ بیچارے نحیف اور کمزور جانوروں کا دنیا میں کہیں ٹھکانا نہ رہتا -

بھوک سے مضطر ہوکر بے باکانہ دن دھاڑے آبادیوں میں گھس کر شیر بیل بکری وغیرہ کو مار لے جاتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ ذکر ہے کہ ایک صاحب کا کیمپ افریقہ میں پڑا تھا جو کہ چاروں طرف اونچے اونچے کانٹے لگا کر محفوظ کر دیا گیا تھا اور جانوروں کو ڈرانے کی غرض سے آگ بھی روشن کر رکھی تھی - شب میں ایک شیر کانٹوں کے اونچے گھیر کو پھاند کر اندر کود آیا - دو آدمی آگ کے قریب ایک ہی کمبل اوڑھے سو رہے تھے - چنانچہ ایک کو شیر نے منھہ میں داب لیا اور باہر کود گیا - حیرت انگیز بات یہہ ہوئی کہ اُس بدقسمت کے ساتھہ جو دوسرا آدمی سو رہا تھا اُس نے بڑی دلیری سے ایک جلتی ہوئی لکڑی کھینچ لی اور شیر کے سر کو خوب زد و کوب کی لیکن بے سود ہوا - بھوک میں شیر کو نہ آگ کا خوف رہا تھا نہ مار کا -

باہر پہنچ کر اُس نے اتنی تکلیف بھی گوارا نہ کی کہ

نعش کو کہیں دور لے جائے بلکہ گھر کے قریب ہی اس کو کھانا شروع کر دیا - ہڈیوں کے چٹکنے اور ٹوٹنے کی آوازیں تک کیمپ میں سنائی دیتی تھیں " -

مشرقی افریقہ میں جس کا زیادہ تر حصہ گھنے جنگلوں سے ڈھکا ہے شیر ببر کثرت سے ہیں - یورپ کی جنگ عظیم میں اس سرزمین میں انگریزی اور جرمن فوجوں کے درمیان کئی سال تک جنگ چھڑی رہی تھی - شیروں کی بے باکی کی یہہ کیفیت تھی کہ ان مقاموں سے بھی جہاں تمام تمام دن گولیوں کی بوچھار ہوتی تھی اور توپوں کی آواز سے زمین تک کانپ اٹھتی تھی وہ نہ بھاگے بلکہ شب ہوتے ہی خندقوں کے چاروں طرف دھاڑیں مارا کرتے تھے - سپاہی ان خندقوں میں ہی رات کو سوتے تھے اور شیروں کے خوف سے وہ کپڑے کی چادریں اوپر پھیلا لیتے تھے - قطعاً کھلے رہنے سے ایک پتلی سی چادر کی آڑ بھی ان کو غنیمت معلوم ہوتی تھی - سنتری بیچارے کو لمحہ لمحہ پر جان کا خوف رہتا تھا - ایک افسر نے وہاں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ " اگرچہ اس بات کے بہت سے آثار تھے کہ جرمن فوج ہمارے قریب ہی پڑی ہے تاہم اس نے ہم پر حملہ کبھی نہ کیا - برخلاف اس کے شیروں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ ہمارا ایک لمحہ بھی چین سے گذرنے دیں گے - ان کی خوفناک گرجوں سے شب نہایت مہیب ہو جاتی تھی - ...... نتڈوونامی مقام میں ایک چھوٹا سا کیمپ تھا جس کے

بیچ میں تین سپاهی ایک جهونپڑی میں سو رهے تھے - ایک شیر بغیر آهت یا آواز کئے اُس کے اندر آ گیا اور سوتے هوئے سپاهیوں میں سے ایک کو منهه میں داب لیا - بیچارے کے منهه سے ایک درد ناک آواز نکلی پهر بالکل سناتا هوگیا " -

اگرچه یهه جانور گروہ میں نهیں رهتا پهر بهی افریقه کے شیر اکثر مل کر شکار کرتے هیں اور بڑی هوشیاری سے ایک دوسرے کی امداد کرتے هیں - جن مقاموں میں شکار کی کمی هوتی هے اُن میں بالخصوص وہ اسی تدبیر سے کام لیتے هیں - دن دهاڑے دس بارہ شیر مل کر کسی جانور کو پهاڑ کی کسی تنگ وادی میں گهیر لے جاتے هیں جهاں که گروہ کے کچهه شیر پهلے هی چهپے رهتے هیں اور جیسے هی جانور ان کے قریب پهنچتا هے وہ اس پر حمله آور هوتے هیں -

شیر کی قوت جسمانی تعجب خیز هے - بالخصوص اُس کے پنجے کا تهپڑ نهایت هی مهیب هوتا هے - وہ پورے قد کے گائے بیل کو پکڑ کر چوڑی چوڑی خندقیں پار کر جاتا هے اور ان کو اٹها کر دس بارہ فٹ بلند دیوار کود جاتا اس کا ادنی کرشمه هے - لیکن اس کی قوت میں مبالغه بهی اکثر کیا جاتا هے - مثلاً اکثر لوگ کهتے هیں که شیر گائے بیل کو اُٹها کر اس طرح لے جاتا هے جیسے بلی چوهے کو داب لے جاتی هے - یهه قابل یقین نهیں - اصل یهه هے که گائے بیل کا اگلا حصه هی منهه میں دبا رهتا هے باقی

جسم زمین پر رگڑتا چلتا ہے - شیر کے آنے کی خبر پاتے ہی لوگوں کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں رہ جاتے اور اُس اضطراب کے عالم میں اُن کو اِس کا کافی احساس نہیں ہوتا کہ وہ گائے بیل کو چوہے کی طرح دابے تھا یا کس طرح ؟

شیر بڑا نقصان رساں جانور ہے اور اس لئے انسان نے بھی قتل الموذی قبل الایذا پر عمل کرتے ہوئے اس کو دنیا سے نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا - فرانس کے ایک مشہور شکاری نے تخمینہ کیا ہے کہ ملک الجیریا میں ہر سال ایک ایک شیر چھہ ہزار فرنیک (تقریباً چھہ ہزار سات سو پچاس روپیہ) کے گھریلو جانور مار ڈالتا ہے - عموماً شیر کی عمر پچیس چالیس سال کی ہوتی ہے - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر شیر کس قدر نقصان پہنچاتا ہے -

شیر کی خصلت اور عادتوں کے متعلق لوگوں کی مختلف رائیں ہیں - پہلے قیاس یہہ تھا کہ وہ ایک نہایت نیک طینت اور شریف جانور ہے - اصل یہہ ہے کہ وہ عالم حیوانی کا سردار ہے اور اُس کی طاقت اور رعب و داب عالم انسان میں ضرب المثل ہیں - چنانچہ اکثر ملکوں میں ہمت ، طاقت ، گرج ، وغیرہ کے لئے اسی کی مثال دی جاتی ہے - اور یہی وجہ ہے کہ اُس میں بعض ایسے اوصاف حمیدہ بھی مان لئے گئے تھے جو دراصل اُس میں نہیں پائے جاتے - مثلاً مشہور و معروف عالم علم حیوانات بفان

(Buffon) کی رائے ھے کہ اس کے مزاج میں سختی، تلدی، دلیری، علاوہ شرافت نیکی، احسان مندی اور رحم کے اوصاف بھی پائے جاتے ھیں -

لیکن اھل فن کے ذاتی تجربوں کا یہہ نتیجہ ھے کہ اب اُس کی نیک نفسی کا پردا فاش ھوتا جاتا ھے - اُس کے متعلق جو اوصاف حمیدہ مشہور تھے وہ محض قیاسی ھی نکلے اور وہ بلند مرتبہ سے گر کر اپنی اصل پر کہ وہ بھی محض ایک حیوان مطلق ھے آگیا ھے - ڈاکٹر لونگسٹن فرماتے ھیں کہ "شیر کی عادتوں سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد مجھے معلوم ھوا کہ اُس میں نہ وہ سختی ھی ھے نہ تلدی اور نہ وہ شرافت جو اس میں بتائی جاتی ھیں" - سر سیمول بیکر تحریر فرماتے ھیں کہ "ایسے اکثر واقعات بتائے جا سکتے ھیں کہ شیر نے نہ وہ شرافت دکھائی نہ ھمت جس کے لئے کہ وہ مشہور کیا جاتا ھے" -

مسٹر سیلوس شیر کے ایک نئے ھجوگو ھیں - آپ فرماتے ھیں "کہ شیر کو شاندار کہنا قطعاً نا مناسب ھے - میری تو ھمیشہ یہی رائے رھی ھے - جب کبھی وہ دن میں نظر آتا ھے تو اس کے طور و طریق بزدلوں اور چوروں کی طرح ھوتے ھیں جو شان کے بالکل خلاف ھیں - شاندار معلوم ھونے کے لئے یہہ ضروری ھے کہ وہ اپنا سر اونچا اٹھا کر چلے - لیکن عموماً شیر کا یہہ دستور نہیں - چلنے کے وقت اس کا سر پشت سے نیچا رھتا ھے - جب انسان کی

آمد و شد کا اس کو شبہہ ہوتا ہے تو ضرور وہ سر اُٹھا کر دیکھتا ہے لیکن فوراً ہی پھر جھکا کر بھاگ جاتا ہے - ہاں جب اس کو بھاگنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ جم کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنا منھہ اور چمکتی ہوئی آنکھیں پھاڑ کر اور سر نیچے جھکا کر دھیمی آواز سے غرّاتا ہے اُس وقت بےشک اُس کو دیکھہ کر انسان کے ہوش و حواس مختل ہو جاتے ہیں - مگر شان اور شرافت کا تو اس کی شکل میں کہیں نام و نشاں تک نہیں ہوتا " -

ایک قدیم روایت یہہ مشہور ہے کہ شیر جیفہ خوار نہیں ہے یعنی دوسرے کا مارا ہوا مردار گوشت نہیں کھاتا بلکہ جانوروں کا خود شکار کرکے کھاتا ہے - یہہ بھی غلط ہی ثابت ہوا - بھوک میں وہ سڑا گلا گوشت بھی نہیں چھوڑتا -

بعض بعض لوگ شیر کی یہاں تک ہجو کرتے ہیں کہ اُس کو بزدل کہنے میں بھی پس‌وپیش نہیں کرتے - حق یہہ ہے کہ دوسرے حیوانوں کی طرح شیر بھی مختلف خصلتوں کے پائے جاتے ہیں - اس کی عادتیں اور خصلتیں باختلاف حالات مختلف ہوتی ہیں جہاں غذا بہ‌آسانی نہیں ملتی وہاں وہ دلیر ' خونخوار اور ظالم ہو جاتا ہے اور جہاں غذا بلا تکلیف حاصل ہوتی رہتی ہے وہاں اس میں دلیری اور تندہی وغیرہ نہیں رہ جاتیں - اپنی حفاظت کی فکر شیر کو بھی ہوتی

ہے اور جب تک اُس کو بھاگنے کا موقع ملتا ہے وہ مقابلے پر آمادہ نہیں ہوتا - اس لئے اگر وہ انسان کے سامنے سے کبھی بھاگ بھی جاے تو بزدل نہیں کہا جاسکتا -

بلا وجہ خون ریزی کرنا اور شکم سیر ہونے پر کسی چھوٹے بڑے جانور کو ایذا دینا اُس کی طبیعت کے بالکل خلاف ہے - یہہ وصف تو اس میں ضرور قابل مدح ہے -

یہہ یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ آیا شیر انسان سے خائف ہے یا نہیں لیکن اس میں شبہہ بھی نہیں کہ انسان کی عظمت کا سکہ اس کے دل پر بھی پوری طور سے جما ہے - جب تک وہ بھوک سے مضطر نہیں ہوتا اس وقت تک انسان پر حملہ‌آور نہیں ہوتا اور اگر بھاگنے کا موقع مل جاے تو نہتّے آدمی کے سامنے سے بھی ہٹ جانے ہی میں عقلمندی سمجھتا ہے - ڈاکٹر لونگسٹن فرماتے ہیں کہ اگر شیر دفعتاً آدمی کے سامنے آ جاتا ہے تو پہلے کھڑا ہوکر دو ایک لمحہ تک گھُورتا ہے - پھر گھوم کر بظاہر نہایت بے خوفی سے آہستہ آہستہ چلتا ہے لیکن بار بار گھومتا اور دیکھتا جاتا ہے کہ اُس کا تعاقب تو نہیں کیا جارہا ہے - جب کچھہ فاصلے پر پہنچ جاتا ہے تو قدم بڑھاتا اور آہستہ آہستہ بھاگنا شروع کردیتا ہے اور بالاخر جب اُس کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہ آدمی کی نگاہ سے بالکل اوجھل ہوگیا تو خرگوش کی طرح دُم دبا کر نکل بھاگتا ہے -

سر ولیم ہیرس تحریر فرماتے ہیں کہ "شاید ہی

کوئی دن ایسا ہوتا ہو جب دو تین شیر ہم کو راہ میں نہ ملتے ہوں مگر دنیا کے اور تمام جانوروں کی طرح وہ بھی انسان سے خائف ہوکر بھاگ ہی جاتے ہیں - شیروں سے ملاقات ہو جانے پر ہم لوگ کچھ خوفزدہ تو ضرور ہوتے تھے لیکن اگر ہماری طرف سے کوئی خصومت ظاہر نہیں کی جاتی تھی تو وہ بھی کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے تھے " -

آدمی کو نیچے گرا لینے کے بعد بھی اس کے دل پر انسان کی بے نظیر طاقت کا سکہ جما رہتا ہے اور اُس کو فوری مار ڈالنے کی ہمت نہیں ہوتی بلکہ کچھ دیر تک غرّاتا دم ہلاتا فکرمند کی طرح اس کے اوپر کھڑا رہتا ہے - فطرتاً انسان سے ہیبت ہونے کے باعث ایک بار ڈاکٹر لونگسٹن کی جان بچ گئی - ان کو زمین پر گرا کر حسب معمول شیر ان کے اوپر کھڑا ہوگیا اور ان کے ایک ہمراہی کو اُس پر گولی چلانے کا موقع مل گیا - اِس پر شیر ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ کر گولی چلانے والے پر جھپٹ پڑا -

انسان کی زبان میں قدرت نے وہ ہیبت اور جلال عطا کیا ہے کہ خونخوار سے خونخوار حیوان بھی ایک مرتبہ اس سے ضرور خائف ہو جاتا ہے - مسٹر گارڈن کمنگ کو ایک بار اس کا تجربہ ہوا - ایک شیرنی کو اونھوں نے زخمی کیا - غضب آلود ہو کر وہ ان پر جھپٹنے ہی کو تھی کہ انھوں نے پکار کر کہا "دیکھہ سنبھل کر" ان الفاظ کو سنتے ہی شیرنی ٹھٹک گئی - شکاری بھی آہستہ آہستہ

پہنچے ہٹتا گیا اور شیرنی کو برابر کسی نہ کسی کلمے سے مرعوب کرتا گیا - وہ کھڑی دیکھتی رہی مگر حملہ کرنے کی ہمت نہ کرسکی - لیکن محض شور و غل کا کوئی اثر جانور پر نہیں ہوتا -

انسان عجیب آفت کا پرکالہ ہے کہ شیر جیسی خونخوار اور وحشی ہستی پر بھی قابو پالیتا ہے اور پھر وہ اپنے آقا سے خائف ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھہ محبت سے پیش آتا ہے - چنانچہ کچھہ عرصہ ہوا کہ پیرس میں ایک ایسا واقعہ گزرا کہ ایک کٹھرے میں اونیس شیر بند تھے جن میں سے چھہ کی تربیت ایک آدمی نے کی تھی اور بقیہ کی دوسرے شخصوں نے - شیروں کا تماشہ دکھانے کی غرض سے پہلا شخص کٹھرے میں داخل ہوا - اچانک اس کا پیر پھسل گیا اور گرتے ہی اس پر دوسرے شیر حملہ کر بیٹھے - یہہ واقعہ دیکھہ کر اس کے تربیت کردہ شیروں میں سے ایک اس کی امداد کو پہنچ گیا اور تمام شیروں کو مار کر ہٹا دیا -

باگھہ

(The Tiger or Felis tigris.)

باگھہ کو دیکھتے ہی سے ظاہر ہو جاتا ھے کہ وہ بلی کی جماعت کی ایک نوع ھے کیونکہ جسمانی ساخت میں دونوں اس قدر مشابہ ھیں کہ باگھہ کو بڑی بلی کہنا کچھہ نازیبا نہ ہوگا - گوشت‌خوار طبقے کا یہہ شان‌دار جانور بجز براعظم ایشیا کے اور کہیں نہیں پایا جاتا - هندوستان میں شمال سے جنوب تک تقریباً ہر جنگل میں اور هند کے علاوہ چین ، کوریا ، ملے اور سوماترا اور بورنیو کے جزیروں میں پایا جاتا ھے - هند سے مشرق کی جانب ایران سے جارجیا تک بھی ہوتا ھے - اس نوع کے سب سے بڑے طاقتور اور خوفناک جانور صوبہ بنگال میں پائے جاتے ہیں -

قد میں یہہ شیر سے کم نہیں ہوتا - طول نو یا ساڑھے نو فٹ اور بعض کا اس سے بھی زائد ہوتا ھے - اگلی ٹانگوں کا دور تقریباً دو فٹ اور گردن درخت کے تنے کی طرح موٹی ہوتی ھے - اس کے طاقتور پنجے اور خوفناک دانت گویا موت کی مجسم تصویر ہیں - بجز شیر کے اور کسی جانور کا پنجہ اس قدر مہیب نہیں ہوتا -

باگھہ کا رنگ ہلکا زرد ہوتا ھے اور جسم پر بادامی یا سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں - ان دھاریوں کا طرز سب میں جدا جدا ہوتا ھے - بعض میں وہ دُہری ہوتی ہیں یعنی

اُن کا ایک ایک جوڑہ متوازی اور علحدہ علحدہ معلوم ہوتا ہے -

جو باگھہ گرم ملکوں میں پائے جاتے ہیں اُن کے جسم کی دھاریاں چمکتی ہوئی ہوتی ہیں اور صاف نظر آتی ہیں بخلاف سرد ملک والوں کے کہ جن کی دھاریاں دھندلی ' جسم کا رنگ ہلکا ' اور بال کچھہ بڑے ہوتے ہیں -

باگھہ کی روے زمین پر کل ایک ہی قسم ہے - ہندوستان میں عوام‌الناس اکثر اُس کے تین اقسام مانتے ہیں - (۱) لودیا باگھہ ' (۲) اونتیا باگھہ ' اور (۳) مردم خوار باگھہ - لیکن یہہ تفریق محض ان کی عادتوں اور غذا پر مبنی ہے -

لودیا کے نام سے وہ باگھہ موسوم کئے جاتے ہیں جو گھنے جنگلوں میں رہتے اور جنگل کے جانوروں کو مار کر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں - یہہ آبادیوں کے قریب کبھی نہیں آتے اور انسان کو دیکھہ کر بھاگتے ہیں - برخلاف اس کے اونتیا باگھہ ہمیشہ جنگل کے کنارے رہتا اور آبادیوں کے قُرب و جوار میں چکّر لگایا کرتا اور گائے بیل بھینس بکری وغیرہ پر گذر بسر کرتا ہے - پالتو اور گھریلو جانوروں کے پکڑنے میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کرنا پڑتی اس لئے جنگلی جانوروں کو پکڑنے کی تکلیف وہ کبھی گوارا نہیں کرتا - مردُم خوار باگھہ ہمیشہ مُسن ہوتے ہیں اور اگر ان کی ڈاڑھہ کو گوشت کا ذائقہ لگ جاتا ہے تو یہہ سب سے زیادہ خطرناک مین انسان ہو جاتے ہیں -

کٹہرے میں مقید باگھہ کے دبلے چھریرے جسم کو دیکھہ کر اس قوی ھیکل جانور کا اندازہ نہیں ھوتا - جنگلی باگھہ چھریرے جسم کا نہیں ھوتا بلکہ اس کے جسم پر جگہ جگہ لوھے کی طرح سخت اور مضبوط پٹھوں کی ڈھالیں چڑھی ھوتی ھیں - ٹانگوں کے دور اور پنجوں کے گھیرے حیرت انگیز ھوتے ھیں - اس کا وزن پانچ چھہ من سے کم نہیں ھوتا - ایسا عظیم اور وزنی جانور جب تڑپ کر گائے ' بیل ' ھرن وغیرہ پر گرتا ھے تو اس کے دھکّے ھی سے وہ بے ھوش ھو جاتے ھیں -

باگھہ شیر کی طرح پنجے کا تھپّڑ نہیں مارتا بلکہ دونوں پنجوں سے اپنے شکار کے جسم کو پکڑ لیتا ھے جس سے کہ اس کے ناخون گوشت میں پیوست ھو جاتے ھیں اور پھر وہ اپنے دانتوں سے چیرتا پھاڑتا ھے -

عموماً باگھہ گھنے جنگلوں میں رھتا ھے لیکن گرمی کے موسم میں پیاس کی تکلیف سے جنگلوں سے باھر آجاتا اور کسی چشمے یا جھیل کے قریب جھاڑیوں میں پوشیدہ رھتا ھے - اگر کہیں کوئی شکستہ مکان مل جاتا ھے تو اسی میں رھنے لگتا اور اکثر ٹوٹی ھوئی دیواروں پر دھوپ میں پڑا نظر آتا ھے - اس کو اپنی جائے سکونت سے بڑی محبت ھوتی ھے اور غذا کی تلاش میں چکر لگانے کے بعد ھمیشہ وھیں پہنچ کر آرام کرتا ھے -

مسٹر والٹر ایلیٹ لکھتے ھیں کہ "جنوبی ھند کے جنگلوں

اور پہاڑی مقاموں میں ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں اور جب کھیت تیار ہوا جاتے ہیں تو میدانوں میں نکل آتے ہیں - اکثر جگہ وہ بے حد نقصان پہنچاتے اور برآمدوں میں سوتے ہوئے آدمیوں کو اُٹھا لے جاتے ہیں - مادہ کے دو سے لے کر چار تک بچے ہوتے ہیں مگر ان کی پیدایش کا کوئی خاص موسم نہیں ہے - زیادہ تر وہ گھریلو گائے بیلوں کا شکار کیا کرتے ہیں مگر موقع ملنے پر جنگلی سؤر وغیرہ بھی مار لیتے ہیں - خصلتاً باگھہ بزدل جانور ہے اور جب تک زخمی نہیں ہو جاتا یا اُس سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی جاتی وہ سامنا کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا - اکثر ایسے واقعات تجربے میں آئے ہیں کہ گائے بیلوں کے گروہ نے اُس کو بھگا دیا - ایک مرتبہ سرکار کو رپورٹ ہوئی تھی کہ بھینسوں کے ایک گروہ نے باگھہ پر حملہ کر کے اُس کے منھہ سے چرواہے کے لڑکے کو چھڑا لیا - ''

'' اگرچہ باگھہ اکثر جنگلی سؤر کو مار لیتا ہے تاہم کبھی کبھی وہ خود سؤر کا شکار ہو جاتا ہے - ایک دفع میں نے ایک باگھہ کی لاش دیکھی تھی جس کو مرے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا - اُس کے زخم سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سؤر کے دانتوں سے اُس حالت کو پہنچا ہے - ایسے ہی دو چشمدید واقعات مجھہ کو میرے ایک دوست نے سنائے '' -

'' اکثر لوگوں کا گمان ہے کہ باگھہ اُسی جانور کا گوشت کھاتا ہے جس کو کہ وہ خود ہلاک کرتا ہے اور وہ بھی

چھفتہ خوار نہیں مگر مجھے اس کے خلاف یہہ ثبوت ملا
کہ ایک مادہ اور اُس کے چار بڑے بڑے بچوں نے ایک
بیل کی لاش جو کسی مرض سے مر گیا تھا کھا ڈالی —
میں نے خود اُس لاش کو شام کے وقت دیکھا اور دوسرے دن
سنا کہ شب میں باگھوں کی آوازیں بھی سنائی دی تھیں —
پاؤں کے نشانات کے ذریعہ سے تلاش کیا تو مجھہ کو
معلوم ہوا کہ لاش کو مادہ ایک کھیت میں گھسیٹ لے گئی
تھی اور اس کی ھڈیوں تک سے تمام گوشت چھڑا کر کھا
گئی - اِس کے بعد اُس نے ایک دوسرا زندہ بیل بھی مارا
اور کچھہ حصہ ھی کھا کر چھوڑ دیا - خان‌دیش سے
مجھے ایک مشہور شکاری نے ایک واقعہ لکھا تھا کہ انہوں
نے ایک باگھنی ماری اور اپنے کیمپ میں واپس آکر اس
کی لاش منگا نے کی غرض سے ھاتھی بھیجا - اُنہوں نے
واپس آکر خبر دی کہ باگھنی کو اُنہوں نے زندہ پایا -
دوسرے دن صبح شکاری پھر گئے تو دیکھا کہ باگھنی کی
لاش ایک دوسرا باگھہ ایک نالے میں گھسیٹ لے گیا تھا
اور اُس کا نصف جسم کھا بھی ڈالا تھا - یہہ دوسرا باگھہ
بھی شکاریوں کو قریب ھی ملا جس کو انہوں نے مار
بھی لیا " - (۱)

بلّی کی جماعت کے دوسرے جانوروں کی خصلت کے

(۱) Catalogue of Mammalia, South Marhatta Country.

خلاف باگھ کو پانی سے بڑی الفت ہوتی ہے اور گرمی میں وہ اکثر تیرا کرتے ہیں - سنگاپور میں باگھ کبھی کبھی سمندر تیر کر پہنچ جاتے ہیں - جوہار نامی جزیرے سے کود کر درمیان کے چھوٹے چھوٹے جزیروں پر ہوتے ہوئے یہہ سمندر پار کر آتے ہیں -

باگھ عموماً درختوں پر نہیں چڑھتا لیکن غالباً چڑھ سکتا ہے کیونکہ جب دریاؤں کے ساحلی جنگل طغیانی کے زمانے میں ڈوب جاتے ہیں تو وہ درختوں پر پناہ لیتے دیکھے گئے ہیں -

ماں اپنے بچوں سے بڑی محبت سے پیش آتی ہے اور ان کی حفاظت کے لئے چوکنّی رہتی ہے - تقریباً دو سال تک وہ بچوں کو اپنے ہمراہ رکھ کر اُن کی پرورش کرتی ہے لیکن ایک مشہور مصنّف تحریر فرماتے ہیں کہ "بھوک سے بے چین ہوکر وہ بعض اوقات اپنے بچوں ہی کو کھا جاتی ہے - جب وہ ماں کے دودھ ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ غذا کے بھی متمنی ہوتے ہیں تو ماں دوسرے جانوروں کو مار مار کر ان کو شکار کا طریقہ سکھاتی ہے - اُس وقت ماں تربیت اور تعلیم کی غرض سے بلاوجہ بھی کشت و خون کرتی ہے - غالباً اُس کا یہہ عمل بچوں میں جوش پیدا کرنے اور ان کو خونخوار بنانے کی غرض سے ہوتا ہے - بچے بھی نہایت خونخوار ہو جاتے ہیں اور تین چار گائے بیل

ایک ساتھہ مار ڈالا اُن کے نزدیک ایک معمولی کھیل ہوتا ھے - " (۱)

اپنی جماعت کے دوسرے جانوروں کی طرح باگھہ کا بھی دستور ھے کہ کسی پوشیدہ مقام میں چھپ کر یکایک شکار پر کود پڑتا ھے - جانور کو مار کر اکثر اُسی مقام پر نہیں کھاتا بلکہ لاش کو کسی محفوظ اور تنہائی کے مقام میں گھسیٹ کر لے جاتا ھے اور اول جسم کا پچھلا حصہ کھانا شروع کرتا ھے - شکم سیر ہوکر پانی پیتا اور پھر کسی جھاڑی میں سو رھتا ھے - اُس کو ھضم کرکے پھر واپس آتا اور لاش کے باقی حصوں کو کھاتا ھے -

باگھہ کی خصلتوں کے بارے میں بھی بہت سی بے بنیاد روایتیں مشہور ھیں - جتنی شیر میں شرافت مشہور تھی اتنا ھی باگھہ کمینہ مانا جاتا ھے - گمان یہہ تھا کہ باگھہ کو بلاوجہ بھی کشت و خون میں لطف حاصل ہوتا ھے خواہ وہ بھوکا ہو یا نہ ہو اور جو زندہ جانور اس کی نظر سے گذرے اُسی کی جان لینے پر آمادہ ہو جاتا ھے - یہہ بھی ایک غلط قیاس ھے - فطرتاً شیر اور باگھہ دونوں کی خصلتیں بزدل ہوتی ھیں اور وہ اپنے آپ بلاوجہ کسی خطرے میں نہیں پڑنا چاھتے - ہاں اتنا ضرور ھے کہ بمقابلہ شیر کے باگھہ زیادہ بے باک ہوتا ھے اور بھوکا ہونے پر علانیہ حملہ

"The Royal Tiger of Bengal," by Sir J. Fayrer. (1)

کرتا ہے - جو جانور سامنے آجاتا اُسی پر آنکھہ بند کی اور جا جھپٹتا اور اپنی حفاظت تک کا خیال چھوڑ دیتا ہے -

انسان سے باگھہ بھی دوسرے تمام جانوروں کی طرح خائف رہتا ہے - آدمی کو دیکھہ کر حتی‌الامکان اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی جھاڑی میں پوشیدہ ہوکر بیٹھہ رہے اور اگر یہہ یقین ہو جاتا ہے کہ انسان کی نظر اس پر نہیں پڑی ہے تو وہ آہستہ آہستہ چور کی طرح کھسک جاتا ہے - اگر اتفاقیہ کوئی آدمی اس کے سامنے ہی آ جائے تو چونک کر غرّاتا اور دوڑ پڑتا ہے - لیکن اس وقت بھی صرف اپنی حفاظت کے لئے دھمکی دینا چاہتا ہے اور آواز دینے ہی سے لوٹ پڑتا ہے -

پھر بھی وہ حیوان ہی ہے اور اکثر ایسے خوفناک باگھہ دیکھے گئے ہیں کہ جو بلاوجہ بھی انسان پر حملہ‌آور ہوتے ہیں - غرض کہ "جنگلوں میں جس قدر زیادہ تجربہ حاصل کرنے کے لئے گشت لگائے جائیں یہہ ثابت ہوتا جائے گا کہ بلی کی جماعت کے خصائل کے متعلق کوئی یقینی بات نہیں کہی جا سکتی - اُن کی خصلتیں اُتنی ہی مختلف ہوتی ہیں جتنی کہ ہمارے گھریلو کتوں کی -" (۱)

باگھہ کی گرج اور حملہ اکثر بندربھپکی کی طرح ہوتا ہے - اگر شکاری استقلال کے ساتھہ اس کے سامنے ڈٹا

Hicks, "Forty years Among the Wild Beasts of India" (1)

رہے تو وہ ٹھٹک جاتا ہے اور منھہ پھیر کر بھاگ جاتا ہے - برخلاف اس کے اگر آدمی خوف زدہ ہوکر بھاگ نکلے تو اُس کی کسی طرح خیر نہیں -

بعض بعض باگھہ مردُم‌خوار ہو جاتے ہیں - وہ انسان سے خائف ہونے کے بجائے اس کی تلاش میں چکر لگاتے پھرتے ہیں - یہہ اکثر کہن‌سالہ ہوتے ہیں - اُن کے دانت تو گر چکتے ہیں اور دوڑ بھاگ کر جنگل کے جانوروں کو پکڑنا اُن کی طاقت سے باہر ہو جاتا ہے - اِن کی وجہ سے گاؤں کے گاؤں اوجاڑ ہو جاتے ہیں کیونکہ آدمیوں کو نکلنا بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے - اب تو جنگلوں میں کمی ہوتی جاتی ہے مگر ڈاکٹر جرڈن تحریر کرتے ہیں کہ سنہ ۱۸۵۹ ع تک صرف ضلع منڈلا صوبہ متوسطہ میں ہر سال مردم‌خوار باگھہ دو تین سو آدمیوں کی جان لے ڈالتے تھے - آپ لکھتے ہیں کہ مجھے بستر میں جو ناگ‌پور سے جنوب و مشرق میں ہے سفر کرنے کا اتفاق ہوا - مردم‌خوار باگھوں کے باعث اکثر مقامات اُجڑے ہوئے پڑے تھے اور بعض گاؤں میں میں نے دیکھا کہ لٹھوں کے اونچے گھیرے بھی بنائے گئے تھے -

انسانی عقل کا مقابلہ کرتے کرتے مردم‌خوار باگھہ ایسا چالاک اور دلیر ہو جاتا ہے کہ اُس کا پتا لگانا اور مارنا نہایت دشوار ہوتا ہے کیونکہ وہ زیادہ وقت تک کسی مقام پر قیام نہیں کرتا اور بخوبی سمجھتا ہے کہ جس جگہ وہ کسی انسان کی جان لے چکا ہے وہیں اس کی کافی تلاش کی جائے

کی اور اُس کو ہلاک کرلے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے گا - اِس لئے وہ آدمی کو مار کر اُس مقام سے فوراً بھاگ جاتا ہے اور رات ہی رات میں بیس پچیس میل کے فاصلے پر پہنچ کر سانس لیتا ہے - جو باگھ صرف جانوروں ہی کو مارتے ہیں وہ اس طرح کبھی نہیں بھاگتے -

باگھ کی جسمانی طاقت حیرت‌انگیز ہے - گائے بیل کو منھ میں پکڑ کر اونچی اونچی جھاڑیاں وہ باسانی کود جاتا ہے - ایک صاحب میجر کیمبل اِس کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں - تنگ‌بھدرا ندی کے قریب ایک باگھ نے ایک بڑے بیل کو ایک کھیت میں مارا - کھیت کی میلڈوں پر چاروں طرف چھ فٹ اونچی جھاڑیاں تھیں - میجر صاحب وہیں قریب میں موجود تھے اور خبر پاتے ہی پہنچے تو دیکھا کہ باگھ بیل کو اٹھا کر باہر کود گیا تھا - نہ تو بیل کو گھسیٹنے کا کوئی نشان تھا نہ جھاڑیاں ہی کہیں ٹوٹی ہوئی تھیں - صرف اس کے چار گہرے نشان کھیت میں بنے ہوئے تھے - بظاہر باگھ نے چھلانگ کر جھاڑی کو پار کیا تھا -

ہندوستان میں باگھ بڑا نقصان رساں ہے - اگرچہ اکثر وہ گھنے جنگل ہی میں رہتا ہے تاہم گرد و نواح کی بستیوں میں چکر لگا کر حتی‌الامکان اپنی گزر بسر کرتا گھریلو جانوروں ہی پر کیا کرتا ہے - اسی وجہ سے جہاں جنگلوں کا قرب ہوتا ہے گائے بیلوں کے بڑے بڑے گروہ ایک ساتھ چرنے بھیجے

جاتے ہیں اور وہ ایسے بےخوف ہو جاتے ہیں کہ باگھہ کے حملے سے ذرا خوف‌زدہ نہیں ہوتے - میجر کیمبل ایک اور دلچسپ واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ «وسط ہند میں ایک چھوٹا لڑکا روزانہ بھینسیں چرانے کو ایک جنگل میں جاتا تھا جہاں ایک خوفناک باگھنی معہ اپنے چار بچوں کے اکثر دیکھی جاتی تھی - باگھنی نے اُس لڑکے کو پکڑنے کی بار بار کوشش کی لیکن بھینسیں اُس کی ہمیشہ حفاظت کر لیتی تھیں - باگھنی کو آتے دیکھہ کر تمام بھینسیں اس پر حملہ‌آور ہوکر اس کو بھگا دیتی تھیں - اُس لڑکے کو بھی بھینسوں پر اتنا بھروسہ تھا کہ وہ بلا پس و پیش ان کے ساتھہ چلا جاتا تھا - بد قسمتی سے اُس لڑکے کو ایک دن کھیل کی دھن سمائی اور ایک اور لڑکے کو اپنے ہمراہ لے گیا - کھیل کود میں دونوں ایسے محو ہوئے کہ اُن کو یہہ خیال بھی نہ رہا کہ فاصلے پر نہ جانا چاہئے - اُس دن باگھنی کو اچھا موقع ہاتھہ لگ گیا - جب لڑکوں نے اُس کو معہ اپنے بچوں کے آتے دیکھا تو وہ بھینسوں کی طرف بھاگے اور بھینسیں بھی اُن کی حفاظت کی غرض سے فوراً دوڑیں لیکن باگھنی کو کامیابی ہو گئی اور وہ اس نئے لڑکے کو اٹھا لے گئی -

میجر کیمبل کا کیمپ اس موقع سے دور نہ تھا - خبر ملتے ہی وہ وہاں پہنچے اور دوسرے دن باگھنی کو مار بھی لیا - حیرت‌انگیز بات یہہ تھی کہ دوسرے دن اُس بے خوف لڑکے کو بھینسوں کے ساتھہ انھوں نے جنگل ہی میں پایا -

اُس سے پوچھا گیا تو جواب دیا کہ مجھے باگھنی کا مطلق ڈر نہیں اور ایک بڑی بھینس کی طرف اشارہ کرکے بولا کہ جب تک وہ میرے پاس ہے مجھے کوئی باگھہ نہیں مار سکتا - (۱)

"Field Sports of India," by Major Walter Compbell. (۱)

بگھرا اور تیندوا

(The Panther and the Leopard—Felis pardus.)

بلی کی جماعت کے یہہ دونوں گل‌دار جانور ھیں - گلوں کے ذریعہ سے یہہ باگھہ سے جس کے جسم پر دھاریاں ھوتی ھیں فوراً ممتاز کئے جا سکتے ھیں -

بگھرا اور تیندوے کی جسمانی ساخت ایک دوسرے کے مشابہ ھے مگر دونوں میں فرق بھی ھے اور اس بارے میں اختلاف راے ھے کہ آیا دونوں ایک ھی صنف کے افراد ھیں یا علحدہ علحدہ دو صنفیں ھیں - اھل فن کووے صاحب نے ان کو علحدہ علحدہ صنفوں کا مانا ھے - لیکن اکثر ماھرین جنھوں نے کہ ھندوستان میں ان دونوں جانوروں سے واقفیت حاصل کی ھے متفق الراے ھیں کہ یہہ دونوں ایک ھی صنف (Species) کے افراد (Varieties) ھیں -

دونوں کے اختلاف حسب ذیل ھیں -

(۱) بگھرا (Panther) بہ نسبت تیندوے کے بڑا ھوتا ھے اُس کا رنگ ھلکا زرد اور پیٹ سفید ھوتا ھے - بال چھوٹے چھوٹے مگر گھنے ھوتے ھیں - کھوپڑی کسی قدر لمبی ھوتی ھے اور یہی اِس کی اعلیٰ شناخت ھے - اُس کا جسم بھاری نہیں بلکہ چھریرا ھوتا ھے - جسم کا طول اکثر ساڑھے چار فٹ سے پانچ فٹ تک - اور دم پونے تین فٹ سے تین فٹ تک ھوتی ھے - یہہ اکثر جنگلوں میں رھتا ھے اور

آبادیوں میں نہیں جاتا - بگھیرا نہایت طاقتور جانور ہے اور بیل تک کی گردن توڑ ڈالتا ہے - ہندوستان کے علاوہ وہ مشرقی ایشیا میں کوہ قاف تک پایا جاتا ہے - جزیرہ نما ملے اور افریقہ میں بھی ہوتا ہے -

(۱) تیندوا (Leopard) بمقابلہ بگھیرے کے چھوٹا ہوتا ہے - اِس کا رنگ کسی قدر گہرا ہوتا ہے - بال بہ نسبت بگھیرے کے بڑے مگر اُتنے گھنے نہیں ہوتے - جسم چھریرا نہیں بلکہ کچھہ بھاری ہوتا ہے طول تین فٹ سے ساڑھے تین فٹ تک اور دم تقریباً ڈھائی فٹ ہوتی ہے - قد دو فٹ سے ڈھائی فٹ تک اور کھوپڑی گول قریب قریب بل ڈاگ کی سی ہوتی ہے -

مسٹر ہکس جو کہ ایک تجربےکار شکاری ہیں فرماتے ہیں کہ اگر دونوں کو ایسے ناموں سے موسوم کیا جائے جس سے ظاہر ہو کہ وہ ایک ہی صنف کے دو چھوٹے بڑے جانور ہیں تو نہایت مناسب ہو - دونوں کا فرق آپ اِس طرح بیان کرتے ہیں :--

(۱) بگھیرا (جس کو آپ نے Felis panthera کے نام سے موسوم کیا ہے) - وزن تقریباً ڈیڑھہ سو پونڈ ' جسم کا طول علاوہ دم کے تقریباً پانچ فٹ اور اُن کے گلوں کی نشست مناسب اور باقاعدہ ہوتی ہے -

(۲) تیندوا (جس کو آپ نے Felis pantherata کا نام

دیا ھے) - وزن صرف پچاس پونڈ جسم طول علاوہ دم کے تقریباً تین فٹ اور اُس کے گل کچھہ بے قاعدہ اور بگڑے ھوئے ھوتے ھیں اور صاف نظر نہیں آتے -

تیندوا ھندوستان میں قریب قریب ھر جگہ ھوتا ھے - یہی جانور ھے جو گاؤں میں گھس کر گھریلو جانوروں کو مار مار ڈالتا ھے - بعض مقاموں میں یہہ بہت نقصان پہونچاتا ھے - شیر یا باگھہ سے تو اُن ہی لوگوں کو خطرہ ھے جن کو اکثر جنگل میں رھنے یا جانے کا اتفاق ھوتا ھے بخلاف تیندوے کے کہ بستیوں میں داخل ھوکر ایذا پہونچاتا ھے - وہ چھوٹے جانوروں کو چھوڑتا ھے نہ بڑوں کو - مرغا ' مرغی ' بھیڑ ' بکری ' ھرن جو کچھہ مل جاتا ھے اُسی کو لے بھاگتا ھے - کتے کا گوشت اس کو بے حد مرغوب ھے - ڈاکٹر جرڈن لکھتے ھیں کہ شہر مانن‌ٹانڈی جزیرہ لنکا میں تیندوؤں نے ایک کتا بھی نہیں چھوڑا تھا -

بگھیرے اور تیندوے دونوں کے جسم پر کالے کالے گل ھوتے ھیں لیکن دونوں کے متفرق ھوتے ھیں - بگھیرے کے جسم پر پانچ پانچ چھہ چھہ گل مل کر پھول کی شکل اختیار کر لیتے ھیں اور اُن کی تعداد بھی زیادہ ھوتی ھے - تیندوے کے جسم پر گلوں کی تعداد کم ھوتی ھے اور اُن کے پھول بگڑے اور بے قاعدہ سے ھوتے ھیں -

یہہ دونوں بہت خطرناک جانور ھیں - اُن کا چھوٹا سا

قد اور تعجب خیز تیزی اور خاص کر گل‌دار جسم ان کی ایذا رساں طاقتوں کو دوبالا کر دیتا ہے - تیندوا درخت پر چڑھنے میں بھی ماہر ہے اور حملہ کرنے کے لئے اکثر درختوں ہی پر چھپا ہوا بیٹھا رہتا ہے - شیر اور باگھ کے چھپنے کے مقام تو انسان معلوم کر سکتا ہے لیکن تیندوے کا کوئی خاص ٹھکانا نہیں - نہ معلوم کس درخت سے کود کر حملہ کر بیٹھے - اِس کے علاوہ اُن کو مشابہت عامہ بطشی بھی قدرت نے عطا کی ہے کہ وہ بھی اُن کے حملے میں معاون ہو جاتی ہے - تھوڑے سے فاصلے سے بھی اُن کی موجودگی کا پتا نہیں چلتا - جرمن شکاری ہرسکللکس اس کی تصدیق میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ قریب ہی سے نکل جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے -

بگھرا جو بہ نسبت تیندوے کے وزنی ہوتا ہے درختوں پر نہیں چڑھتا -

شیر اور باگھ کا دستور ہے کہ شکار کا کچھ حصہ کھا کر سو رہتے ہیں اور اُس کو ہضم کر کے پھر واپس آتے ہیں - اس دوران میں اکثر سیار اور لکڑبگھا جیسے چور اور ڈاکو میدان صاف پاکر بقیہ لاش کو چٹ کر جاتے ہیں - لیکن تیندوا اس قدر چالاک ہوتا ہے کہ وہ اس طرح کبھی نہیں لٹتا - شکم سیر ہوکر لاش کا جو حصہ باقی رہ جاتا ہے اس کو گھسیٹ کر کسی درخت کے اوپر لے جاتا اور وہاں کسی محفوظ مقام میں رکھہ دیتا ہے - پھر بار بار کئی

دن تک آ آ کر اُس کو کھاتا رهتا هے - چونکہ سڑے گلے گوشت کو پنجوں سے پکڑتا اور دانتوں سے چیرتا پھاڑتا هے اِس سے اُس کے پنجے اور دانت زهریلے هو جاتے هیں اور اگر اُس کے زخمی کئے هوئے کا فوری علاج نہ کیا جائے تو زخم سڑنے لگتا هے -

بگھرا اور تیندوا شکار مار کر همیشہ پہلے اُس کی گردن کا گوشت کھانا شروع کرتے هیں - شیر اور باگھہ کا دستور اس کے خلاف هے - وہ پہلے شکار کا پچھلا دھڑ یا ران کھانا شروع کرتے هیں -

یہہ دونوں جانور انسان کے لئے بہت ایذارساں هیں - شیر یا باگھہ کی سی قوت تو اُن میں نہیں هوتی لیکن ایذا رسانی میں یہہ ان سے کہیں بڑھے هوتے هیں - جسم کی چستی چوروں کی چال ، بےباکی درختوں پر پوشیدہ رهنا اور آبادیوں میں گھس آنا یہہ سب وجوهات اُن کو حملہ کرنے کے بہت موقع بہم پہونچاتے هیں - کتے کا گوشت ان کو انتا مرغوب هے کہ بڑے سے بڑے خطرے کا مقابلہ کرنے سے بھی باز نہیں رهتے - کتا خود ایک چوکنا جانور هے اور آهٹ هوتے هی چونک پڑتا هے مگر تیندوا اس خاموشی سے آتا هے کہ کتے کو عاجز هونا پڑتا هے - تیندوا همیشہ اچانک اُچھل کر کتے کی گردن پکڑ لیتا هے اور اُس کو ایسا بے بس کر دیتا هے تہ ایک چیخ بھی نہیں نکلتی چنانچہ مشرقی افریقہ میں ایک مقام پر ایک کیمپ پڑا

تھا - شام کے وقت جب کہ لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی اور آگ بھی جل رھی تھی دفعتاً ایک تیندوا کود آیا اور ایک کتے کو اٹھا کر چشم زدن میں باھر کود گیا - لوگوں نے اُس کا تعاقب بھی کیا لیکن کچھ پتا نہ چلا - پھر تو تیندوے کو ایسی چاٹ لگی کہ دوسرے دن بھی تاریکی ھوتے ھی آ موجود ھوا اور ایک حبشی عورت کو اُٹھا لے بھاگا - گذشتہ دن کے واقعہ سے آج سب ھوشیار تھے - بندوقیں بھری ھوئی تھیں اور فوراً چلائی گئیں - بد قسمت عورت کو تیندوا تقریباً اسی گز کے فاصلے پر چھوڑ کر بھاگ گیا لیکن گردن کے زخموں کی وجہ سے وہ جانبر نہ ھو سکی (۱) -

بلی کی جماعت کا کوئی جانور چستی اور چالاکی میں تیندوے کا مقابلہ نہیں کر سکتا - پیدل شکار میں یہہ شیر اور باگھہ سے بھی زیادہ خوفناک ھے اور شکاری کو نہایت ھوشیار رھنے کی ضرورت ھوتی ھے - خیریت اسی میں ھے کہ یا تو نشانہ اس قدر صحیح ھو کہ ایک ھی گولی میں وہ ختم ھو جائے ورنہ بالکل بے داغ ھی بچ جائے کیونکہ زخمی تیندوا نہایت خوفناک جانور ھے -

ایک مرتبہ کا ذکر ھے کہ ایک تیندوا گھایل ھوکر ایک جھاڑی میں گھس گیا - شکاریوں نے اُس کا محاصرہ کر کے بہ مشکل باھر نکالا - اُن کو یہہ یقین تھا کہ وہ اس

"With Flashlight and Rifle" by Herr Schillings. (۱)

قدر خوف زدہ ہو گیا ہے کہ کسی کو ایذا نہیں پہنچا سکتا ۔ مگر جیسے ہی وہ باہر نکلا تو اُچھل کر ایک شکاری کے کندھے پر چڑھ گیا ۔

پھر وہ ایک کی گردن سے دوسرے پر اُچھلتا پھرا اور زمین پر آتے آتے تین آدمیوں کی گردنیں چبا ڈالیں ۔ اُس تیزی کے سامنے بندوق تلوار ایک کام نہ آئی ۔ گو شکاریوں نے اُس کو مار تو لیا لیکن اُس نے سات آدمی زخمی کئے جن میں سے دو کا تو فوری خاتمہ ہو گیا ۔

بامبونل فرانس کے ایک مشہور شکاری ہوئے ہیں جو صرف تیندوے اور بگھرے ہی کا شکار کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ الجیریا میں وہ ایک تیندوے سے ایسے زخمی ہوئے کہ قریب مرگ ہوگئے ۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ "شب میں آٹھ بجے کا وقت تھا ۔ ہم لوگ کھانا کھا رہے تھے کہ کچھ عرب ہانپتے ہوئے آئے اور خبر دی کہ غروب آفتاب کے وقت ایک تیندوا ایک بکری کو چرواہے کے سامنے سے اُٹھا لے گیا اور ایک غار میں چھپ رہا ہے ۔ کھانا چھوڑ کر میں نے فوراً ہتھیار لئے اور اُن کے ہمراہ ہو لیا ۔ وہاں سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر عرب مجھے ایک گہرے اور چوڑے غار پر لے گئے اور دور ہی سے وہ مقام مجھے دکھا دیا جہاں کہ تیندوا پوشیدہ تھا ۔ غار کے اطراف بہت ڈھالو تھے اور میں اُس کے کنارے ایک جھاڑی میں پوشیدہ ہوگیا ۔ جھاڑی سے تقریباً بیس فٹ کے فاصلے پر ان لوگوں نے ایک بکرا باندھ

دیا اور تیندوے کے خوف سے سب بھاگ گئے -

میں جھاڑی میں بیٹھ گیا اور اپنے دستور کے مطابق اپنا چُھرا نکال کر باہر بھی نہ رکھ پایا تھا تاکہ ضرورت کے وقت اُس پر فوراً ہاتھ پڑجائے کہ تیندوا جھاڑی کو پھاڑ کر بجلی کی طرح بکرے پر آ گرا - میں قطعاً خاموش رہا اور سانس تک نہ لیا - چاند بدلی میں تھا اور میں اس انتظار میں تھا کہ چاند کی روشنی ہو تو گولی چلاؤں - اتنے ہی میں تیندوا میرے قریب سے نکلتا ہوا نظر آیا - بکری کو ایسی آسانی سے دابے تھا جیسے بلی چوہے کو اُٹھالیتی ہے - تاریکی اس قدر تھی کہ اُس کا سر پھر کچھ نظر نہ آتا تھا - آخر مجبور ہو کر میں نے گولی چلا دی - گولی لگتے ہی تیندوا گر پڑا اور بکرے کو چھوڑ کر گرجنے لگا - گولی سے اُس کی دونوں اگلی ٹانگیں ٹوٹ گئیں تھیں - اُس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ گولی کس سمت سے آئی تھی - میں بخوبی سمجھ گیا کہ اگر میں نے حرکت کی تو وہ ظالم مجھے دیکھ لے گا مگر اس کے ساتھ ہی میرے دل پر یہ خوف بھی طاری ہوا کہ کہیں دفعتاً وہ میرے اوپر حملہ نہ کر بیٹھے اور اس خیال سے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اُٹھ کر کھڑا ہو جاؤں - جیسے ہی میں کھڑا ہوا تو تیندوا خاموش ہو گیا اور جھاڑی کی طرف ٹکٹکی لگائی - تاریکی اِس قدر زبردست تھی کہ دو ایک لمحہ تک مجھے کچھ نظر نہ آیا اور نہ کوئی آواز ہی

سنائی دی - اِس سے مجھے یقین ہو گیا کہ تیندوا مر گیا ہے - اُس وقت میں جھاڑی کے باہر نکلا - میں نہایت چوکنّا تھا - جیسے ہی اُس نے مجھے دیکھا دس فٹ کی ایک چھلانگ بھری اور میرے اُوپر آیا - میں نے دوسرا گولی اُس کے سر پر ماری جو خطا کرگئی اور اُس کی گردن جھلستی ہوئی نکل گئی - اُس خونخوار نے چشم زدن میں مجھے نیچے گرا لیا اور میری گردن چبا ڈالنے کی کوشش کی لیکن خوش قسمتی سے میرے کالر اور دوسرے کپڑوں کی وجہ سے اُس کو کامیابی نہ ہوئی -

اب بائیں ہاتھ سے میں اُس کو روک رہا تھا اور سیدھے ہاتھ سے اپنا چھرا نکالنے کی کوشش کر رہا تھا - اوہ میری پیٹی میں پیچھے کی طرف لٹک رہا تھا اور پست پر گرنے کی وجہ سے میرے نیچے دب گیا تھا - اس اثنا میں اُس نے میرے بائیں بازو کو چبا ڈالا اور منھ بھی نہایت زخمی کر دیا - اُس کے اُوپری جبڑے کا ایک دانت میری ناک میں اور ایک دانت میری بائیں آنکھ کے قریب گھس گیا اور میرے جبڑے کی ہڈی چور چور ہو گئی -

بالاخر جب مجھے یہ محسوس ہوا کہ میں ایک ہاتھ سے اُس کو نہ ہٹا سکوں گا تو چُھرے کا خیال چھوڑ دیا اور پوری طاقت سے اُس ظالم کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑلی - اب اُس نے میرا منھ پکڑ کر اپنے خوفناک دانت گوشت میں گھسا دئے اور میرا جبڑہ توڑ دیا - ہڈی کے ٹوٹنے سے

مجھے اس قدر جانکاہ تکلیف معلوم ہوئی گویا میرا دماغ کوئی پیسے ڈالتا ہو - میرا منھہ اِس کے منھہ کے اندر تھا جس سے گرم اور بدبودار سانس باہر نکل رہا تھا - آخر کار نا اُمید ہوکر میں نے ایک بار اپنی پوری طاقت لگائی اور اس کا منھہ ہٹا دیا - میں اب تک پشت ہی پر پڑا تھا - اب اس نے میرا بایاں بازو پھر پکڑا اور کُہنی کے قریب خوب چیرا پھاڑا - خیریت یہہ ہوئی کہ میرے بدن پر کئی کپڑے تھے ورنہ میرے بازو کی ہڈی بھی چور چور ہو گئی ہوتی - ایک بار پھر اس نے میرا منھہ پکڑنے کی کوشش کی - میں اِس قدر مضمحل ہو چکا تھا کہ اس کو روک نہ سکا اور اس نے میرا سر پکڑ لیا - اب میں زندگی سے قطعی ہاتھہ دھو بیٹھا اور مرتا کیا نہ کرتا نا اُمیدی میں میرے جسم میں ایک نئی طاقت پیدا ہو گئی - میں نے مصمم ارادہ کیا کہ ایک آخری زور اور لگا کر اپنی جان بچانے کی کوشش کروں - اِس لئے اس کو علحدہ کر کے ایسا دھکا دیا کہ وہ غار کے ڈھال پر لڑھکنے لگا - چونکہ اس کے دونوں اگلے پانچے ٹوٹ گئے تھے وہ رک نہ سکا بلکہ لڑھکتا اور گرجتا ہوا غار میں جا گرا - اس ظالم سے رہائی پا کر میں نے اُٹھہ کر تھوکا تو چار خون آلودہ دانت باہر نکل پڑے -

میں بدلا لینے کے لئے دیوانہ ہو گیا اور اپنا چھرا نکال کر تیندوے کو تلاش کرنے لگا - زخموں کی وجہ سے مجھے

زیادہ دیر زندگی کی اُمید نہ تھی - اتنے ھی میں عرب بھی آ پہنچے - تیندوے کی آوازیں تو اُنھوں نے سنی تھیں لیکن یہہ قیاس کر لیا تھا کہ وہ زخمی ھوکر شور و غل کر رہا ھے - لہذا اُن لوگوں نے یہہ ارادہ کر لیا تھا کہ جب اُس کی آواز بند ھو جائےگی اُس وقت نکل کر چلیں‌گے - وہ لوگ مجھے زبردستی پکڑ لے گئے -

اس حادثے سے قبل میں اکثر کہا کرتا تھا کہ میری زندگی کا سب سے خوش قسمت دن وہ ھوگا جس روز کہ میں صرف ایک چھرا لے کر کسی زخمی تیندوے یا شیر کا مقابلہ کروں‌گا - اپنی جسمانی طاقت پر مجھے بڑا ناز تھا - لیکن اگر اب میں یہہ کہتے سنتا ھوں کہ بڑے گوشت‌خوار جانور کلہاڑی یا چھرے سے مارے جا سکتے ھیں تو مجھے ھنسی آ جاتی ھے - میری قطعی رائے ھے کہ تیندوے جیسے بڑے حیوان کا مقابلہ بجز بندوق کے اور کسی ھتیار سے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اُس کا وزنی دھکا جو اُس کی چھلانگ سے اور بھی زبردست ھو جاتا ھے اور اُس کی بجلی کی سی تیزی ھاتھہ پاؤں ھلانے تک کا موقع نہیں دیتیں - اِس ھیبت‌ناک جنگ میں میری جان بچنے کی وجہ صرف یہہ تھی کہ جس قدر خوفناک ھوکر وہ مجھہ پر حملہ‌آور ھوتا تھا اُتنا ھی میں بھی اپنی حفاظت کے لئے کمربستہ ھوکر اُس کا مقابلہ کرتا تھا - میری جان خدا ھی نے بچائی - ''

مسٹر بلایتھہ بتلاتے ھیں کہ یہہ دونوں جانور بہت خاموش

رهتے اور کبھی بولتے نہیں سلے جاتے اور اس قدر چھوٹی سی چھوٹی آڑ میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں کہ اتنا بڑا کوئی جانور نہیں چھپ سکتا -

بعض تیندوے بھی باگھہ اور شیر کی طرح مردم خوار ہو جاتے ہیں - ضلع منڈلا صوبہ متوسطہ میں ایک مادہ تھی جس نے مرتے مرتے ایک سو اُنیس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا - بالاخر اُس کو مسٹر ہکس نے کھٹکے کے ذریعہ سے مار لیا - آپ فرماتے ہیں کہ "عوام کا خیال تھا کہ وہ باگھنی ہے - تقریباً ایک سال سے اُس نے آفت برپا کر رکھی تھی اور قریب قریب سو جانیں ہلاک کر چکی تھی ارسطاً ہر تیسرے دن وہ کسی نہ کسی آدمی کو مار لیا کرتی تھی اور اکثر گھروں میں گھس کر آدمی اور عورتوں کو اُتھا لے گئی - گرد و نواح میں اُس کا ایسا خوف طاری تھا کہ سوتے جاگتے کسی کو چین نہ آتا تھا - کاشتکاروں نے اپنی مچانیں تقریباً چوبیس فٹ اونچی بنا رکھی تھیں کیونکہ وہ مچانوں پر بھی چڑھہ جاتی تھی - انسان سے تو وہ بالکل بے باک ہو چکی تھی - ایک مرتبہ وہ ایک جھونپڑی کی چھت پر کود گئی اور نہایت اطمینان سے بیٹھہ کر چھپر میں پنجوں سے بڑا سا سوراخ کیا اور اندر کود گئی جہاں کہ ایک کاشتکار اور اُس کی عورت تھی - عورت کو اُس نے فوراً مار ڈالا - کاشتکار بیچارہ خوف سے ہاتھہ پاؤں ہلانے کی بھی ہمت نہ کر سکا - پھر عورت کی لاش کو باہر

لے جانے کي غرض سے اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور ایک چٹائی سے ملڈھا ہوا دروازہ پاکر اس کو پھاڑ کر لاش باہر گھسیٹ لے گئی -

اس طرح ایک اور واقعہ ہوا کہ سات کاشتکار ایک مچان پر بیٹھے اپنے کھیت رکھا رہے تھے - مٹی کے ایک برتن میں اُنہوں نے آگ بھی جلا رکھی تھی - رفتہ رفتہ سب کو نیند آگئی اور بد قسمتي سے ایک کی تانگ لٹک گئی - وہ لاگو مادہ آ پہنچی اور تانگ پکڑلی اور اگر پوری طاقت سے وہ آدمی مچان سے نہ چپٹ جاتا تو وہ اس کو گھسیٹ ھی لے جاتی - اُس کے شور و غل سے سب جاگ اُٹھے - خوش قسمتی سے اُن میں سے ایک کے اوسان خطا نہ ہوئے اور تیندوے کی گرفت سے اپنے ساتھی کی تانگ چھوٹنے کی کوئی اُمید نہ دیکھہ کر اُس نے آگ کا برتن جانور کے اوپر اُلٹ دیا - اس وقت تو وہ تانگ چھوڑ کر بھاگ گئی مگر صبح ہوتے ہوتے اُس نے کئی چکر لگائے -

روئے زمین پر تیندوے کی کئی قسمیں پائی جاتی ہیں -

کالا تیندوا

(Felis diardi.)

بھوٹان میں اِس کو "زیک" کے نام سے موسوم کرتے

ھیں - اور بعض پہاڑوں پر اس کو "لم‌چیتھا" بھی کہتے ھیں - ھندوستان کے حدود کے اندر یہہ ھمالیہ کے مشرقی حصے میں پانچ ھزار فٹ سے دس ھزار فٹ بلندی تک پایا جاتا ھے - علاوہ ازیں نیپال، شکم، برما، ملے، سوماترا، جاوا اور بورنیو میں بھی پایا جاتا ھے - اس صنف کے جانوروں کا رنگ ایک سا نہیں ھوتا اکثر وہ ھلکا بھورا کسی قدر سبزی مائل ھوتا ھے - پہلوؤں پر دھندلے دھبے اور گردن اور رخساروں پر سیاہ دھاریاں ھوتی ھیں - دم پر سیاہ چھلّے سے اور بال گھنے ھوتے ھیں - جسم اور ھاتھہ پیر بھاری ھوتے ھیں -

برف کا تیندوا

(The Ounce or Felis uncia.)

یہہ خوش‌نما جانور ھمالیہ پر تقریباً نو ھزار فٹ بلندی سے تقریباً اُنیس ھزار فٹ تک برف سے ڈھکی ھوئی چوٹیوں پر پایا جاتا ھے - تبت کی طرف ڈھالوں پر یہہ کثرت سے ھیں اور وسط ایشیا کے پہاڑوں پر بھی پائے جاتے ھیں -

اِس کا رنگ ھلکا بھورا کچھہ زردی مائل ھوتا ھے - سر اور گردن پر سیاہ دھبے ھوتے ھیں - جسم پر سیاہ چھلے سے پڑے ھوتے ھیں - بال نہایت گھنے اور دم موٹی اور جھبری ھوتی ھے - اس کی خوبصورت کھال خاصی قیمت میں فروخت ھوتی ھے -

بھوٹان میں اس کو "ساہ" اور تبت میں "اِکر" کہتے ھیں –

بلی

(The cat)

اگر ناظرین کو شیر اور باگھہ جیسے بڑے درندوں کو دیکھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا ہو یا اُن کی جسمانی ساخت ' سکڑنے والے پنجے ' خاردار زبان اور دانت دیکھنے کے شائق ھوں یا شیر اور باگھہ کی عادتوں اور شکار کے طریقے سے واقفیت حاصل کرنا چاھتے ھوں تو چھوٹی سی گھریلو بلی کو دیکھہ لیں – وہ اپنی جماعت کے قدآور اور خوفناک انواع کی مجسم تصویر ھے اور اُن کی تمام خوصیتوں کا مکمل نمونہ ھے – اِس لئے اِس تمام جماعت کو بلی کے نام سے موسوم کیا جاتا نہایت مناسب ھے –

اِس کی دو صنفیں ھیں—

گھریلو بلی (Felis domestica)

جنگلی یا بن بلی (Felis catus.)

اور اِن دونوں صنفوں کے بہت سے افراد روئے زمین پر پائے جاتے ھیں –

گھریلو بلی

بلی کا یہہ ایک علحدہ صنف ہی ہے - یہہ مان لینا غلطی ہے کہ گھریلو بلی اُن جنگلی افراد کے جانوروں میں سے ہے جو اِنسان کے ساتھہ رہنے لگی ہے - جنگلی بلیوں کے خصائل اِس قدر وحشیانہ اور ناشایستہ ہوتے ہیں کہ وہ مدتوں تک تربیت دئے جانے پر بھی شایستہ نہیں ہوتے - شیر اور باگھہ تک انسان کے قابو میں رہ کر کچھہ حد تک تربیت یافتہ ہو جاتے ہیں لیکن جنگلی بلی اپنے وحشیانہ خصائل چھوڑ کر گھریلو ہر گز نہیں ہو سکتی -

گھریلو بلی کی پیدایش کس جانور سے ہوئی یہہ محض قیاسیہ کہا جاسکتا ہے - تاریخ یا کتب سابقہ سے کوئی انکشاف نہیں ہوتا - پرانی سے پرانی کتابوں کی تصنیف کے وقت بھی گھریلو بلیاں روئے زمین پر موجود تھیں چنانچہ سنسکرت کی قدیم کتابوں میں جن کی تصنیف کو دو ہزار سال سے بھی زائد زمانہ ہو چکا اُن کا ذکر پایا جاتا ہے -

قدمائے اہل مصر بلی کو چاند کی دیوی مان کر اُس کی پرستش کرتے تھے اور ان کی نعشوں کو ادویات کی امداد سے "ممی" (Mummy) بنا کر صدھا سال تک قائم رکھتے تھے - مصر میں بلیوں کے ممی اور پتھروں پر کندہ کئے ہوئے نقش دو ہزار سال سے بھی قبل کے پائے جاتے ہیں -

کیسی عجیب بات ہے کہ اتنی مدت مدید تک انسان کے ساتھ رہ کر بھی بلی نہ تو پوری طرح اس کے قابو میں آئی اور نہ اس نے اپنی آزادی ہاتھ سے دی - کتے کی طرح محبت اور یگانگی کا اس میں نام و نشان تک نہیں ہوتا اور پالتو ہو کر بھی انسان کی دوستی پر اِس کو اعتماد نہیں -

گھریلو بلی کو اگر محبت ہوتی ہے تو صرف اپنے رہنے کی جگہ سے اور اس کو وہ ہرگز ترک نہیں کرنا چاہتی - یہی وجہ ہے کہ اِس سے چھٹکارہ پانا نہایت دشوار ہے - بعض بلیاں نہایت تکلیف دہ اور نقصان رساں ہوتی ہیں - اہل ہند اس کو ہلاک کرنے کے قطعاً روادار نہیں اور اس سے خلاصی کی صرف ایک ہی تدبیر عمل میں لائی جاتی ہے کہ بورے وغیرہ میں بند کر کے دور چھوڑ آئیں - لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بلی اپنی موچھوں پر تاؤ دیتی ہوئی پھر اسی جگہ آموجود ہوتی ہے -

انسان حیران ہے کہ بلی کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر یا بورے میں بند کر کے جب اس کو لے جایا جاتا ہے تو وہ کون سی قوت ہے جس کی امداد سے وہ اپنی جگہ کا پتا لگا کر پھر واپس پہنچ جاتی ہے - اکثر ماہرین کی اس کے متعلق مختلف رائیں ہیں "لیکن کسی کی رائے قابل اطمینان نہیں معلوم ہوتی - حال ہی میں "نیچر" نامی ماہواری رسالے میں مسٹر اے - آر - والیس نے ایک

مضمون لکھا ہے اور آپ کی رائے ہے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر جب بلی کو لے جاتے ہیں تو قوت باصرہ کی جگہ اس کی قوت شامہ کام کرنے لگتی ہے - راہ میں جس جس قسم کی بو یکے بعد دیگرے اس کو محسوس ہوتی جاتی ہیں اُن کو ترتیب وار وہ اپنے خیال میں رکھتی جاتی ہے - جس طرح کہ ہر شے کی تصویر جو ہماری نظر سے گذرتی ہے ہمارے دل پر نقش ہوتی جاتی ہے اُسی طرح بلی کے دل پر قوت شامہ کے ذریعے سے طرح طرح کے نقش ہوتے جاتے ہیں - جب وہ چھوڑی جاتی ہے اور اپنی جائے سکونت کی طرف رجعت کرتی ہے تو اُن خوشبوؤں کے آثار پر بالعکس اپنے جائے قیام تک پہنچ جاتی ہے -" (۱)

ہماری چھوٹی سی بلی کی خصلت اُتنی ہی خوفناک اور تند ہوتی ہے جتنی کہ بڑے گوشت خواروں کی اِس لئے اس کو کسی بند مقام میں مارنا عقل مندی کے خلاف ہے - شیخ سعدی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے -

نہ دانی کہ چون گربہ عاجز شود
برآرد بہ چنگال چشم پلنگ

---

(1) Vide the Encyclopædia Brittannica. Article on, "Cat".

جنگلی بلی

اس صنف کے بہت سے افراد روئے زمین پر اکثر جگہ پائے جاتے ہیں - یہہ اپنی دم کے ذریعہ سے فوراً ممتاز کی جا سکتی ہیں - گھریلو بلی کی خوش وضع دم شروع سے آخر تک گاؤدم اور زیادہ لمبی ہوتی ہے برخلاف جنگلی بلی کے کہ وہ شروع سے آخر تک ایک ہی موٹائی کی اور چھوٹی اور بد وضع ہوتی ہے -

جنگلی بلیوں کے خاص خاص افراد کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

یورپ کی جنگلی بلی

ان کا رنگ مختلف ہوتا ہے لیکن زیادہ تر زردی مائل ہوتی ہیں اور جسم پر سیاہ دھاریاں بھی ہوتی ہیں - دم جھبری اور اُس پر یہہ دھاریاں چھلوں کی طرح گول گول پڑی ہوتی ہیں - اس کو دیکھنے ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس میں تیزی اور جسمانی طاقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے - یہہ نہایت خوفناک اور وحشیانہ مزاج کی ہوتی ہے اور کسی طرح پالتو نہیں ہو سکتی - انگلینڈ میں یہہ بلی پہاڑی مقاموں اور جنگلوں میں پائی جاتی ہے اور وہاں یہی سب سے مضرت رساں گوشت خوار جانور ہے کیونکہ گوشت خوار طبقے کا اس سے بڑا وہاں اور کوئی جانور نہیں پایا جاتا -

تیندوا بلی

(The Leopard Cat or Felis bengalensis.)

یہہ ہندوستان میں پہاڑی مقاموں اور جنگلوں میں ہوتی ہے اور آسام، برما، ملے، نیز جزائر سماترا اور جاوا میں بھی پائی جاتی ہے، رنگ بعض کا زردی مائل، بعض کا کسی قدر بادامی، اور بعض کا بھورا کچھہ سبزی مائل ہوتا ہے - پیشانی پر چار لکیریں ہوتی ہیں - جسم پر بڑی چھوٹے بڑے دھبوں کی اکثر پانچ چھہ قطاریں ہوتی ہیں - دم پر باہر کی طرف دھبے ہوتے ہیں اور نیچے دھندلے چھلے سے بنے ہوتے ہیں -

یہہ خوفناک بلی درختوں پر رہتی ہے اور پرندوں اور چھوٹے چھوٹے جانوروں کا شکار کیا کرتی ہے - ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ درختوں سے ہرن وغیرہ پر کود کر دانتوں سے گردن داب لیتی ہے - اگرچہ ہرن اُس سے خلاصی پانے کی ہر طرح کوشش کرتا ہے اور کبھی گردن جھٹکتا ہے مگر بلی کسی طرح منھہ نہیں کھولتی اور آہستہ آہستہ اس کی گردن چبا کر مار ہی لیتی ہے - ایک ماہر فن فرماتے ہیں کہ "میرے پاس ایک تیندوا بلی ہے جس کی عادتیں اس قدر وحشیانہ ہیں کہ اس کو چھونے کی کسی کی ہمت نہیں ہوتی -"

باگھ‌ڈشا

(The Tiger Cat or Felis Viverrina.)

اس بڑی بلی کو بنگال میں باگھ‌ڈشا یا مچّھہ بگرول کے نام سے موسوم کرتے ھیں – علاوہ بنگال کے یہہ ھندوستان کے جنوبی گوشے میں اور لنکا میں بھی پائی جاتی ھے – ھندوستان سے باھر یہہ برما ' چین اور ملے میں بھی پائی جاتی ھے –

اِس کا رنگ بھورا چوھے کے مشابہ ھوتا ھے اور جسم پر گہرے رنگ کے دھبے ھوتے ھیں – رخسارے سفید اور سینے پر پانچ چھہ دھاریاں ھوتی ھیں – طول تقریباً ڈھائی فٹ یا کچھہ زائد اور قد تقریباً سوا فٹ ھوتا ھے –

باگھ‌ڈشا اکثر ترائیوں اور دلدلوں میں پانی کے قریب پایا جاتا ھے اور مچھلیاں بھی پکڑتا ھے –

مسٹر بلایتھہ فرماتے ھیں کہ اس فرد کے ایک نر نے جس کو گرفتار کئے ھوئے تھوڑا ھی عرصہ ھوا تھا چیتے کی ایک مادہ کو جو قد میں اُس سے دوگنی تھی مار ڈالا –" وہ اکثر کتوں کو بھی مار لیتا ھے اور بھیڑ بکری کے بچوں کو مار کر کھا جاتا ھے – بعض لوگ کہتے ھیں کہ انسان کے بچوں کو بھی اُٹھا لے جاتا ھے –

بن بلاؤ

(Felis chaus.)

یہہ ہندوستان کی جنگلی بلی ہے جو ہمالیہ پہاڑ سے راس کماری تک میدانوں اور پہاڑوں پر سات آٹھہ ہزار فٹ بلندی تک ہر جگہ ملتی ہے اور اکثر لمبی لمبی گھاس اور نرکلوں میں یا ناج اور گنے کے کھیتوں میں پوشیدہ رہتی ہے -

اِس کا رنگ زردی مائل بھورا ہوتا ہے - کان اندر سفید اور باہر کی طرف سیاہ ہوتے ہیں اور اُن کے اندر بڑے بڑے بال ہوتے ہیں - ٹانگوں پر اندر کی طرف دو تین دھندلی سی دھاریاں اور باہر کی طرف کچھہ نشان ہوتے ہیں - تیتر ' بٹیر ' خرگوش وغیرہ کی یہہ جانی دشمن ہے - اِن کے بچوں کی خصلت بھی اِس قدر جنگلی اور وحشیانہ ہوتی ہے کہ وہ ہرگز پالتو نہیں ہو سکتے - جنگلی اور گھریلو بلی کے دوغلے بچے دیہاتوں میں اکثر دیکھے جاتے ہیں -

اس کو شمالی ہند میں "بھرال" یا "جنگلی بلی" اور بنگال میں کٹاس کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

---

نمالی بِلّی

(Felis rubiginosa.)

یہہ بلی جنوبی ہندوستان میں پائی جاتی ہے - جسم

کا اُوپری حصہ بھورا کچھہ سبزی مائل اور پنجے کی طرف سفید ہوتا ھے - سر پر دھاریاں اور جسم پر دھندلے دھبے ہوتے ھیں - نمالی بِلّی کے بچے پالتو ھو جاتے ھیں -

لنکس

(The Lynx.)

بلی کی جماعت کے تمام مذکورہ جانور جسمی ساخت میں بلی کے مشابہ ھیں برخلاف اس کے لنکس بلیوں کی لمبی ٹانگیں ' جھبرے بال اور کھڑے ھوئے کان دیکھہ کر صاف ظاھر ھوتا ھے کہ اُن کی ساخت بلی سے مختلف ھے - لیکن دانتوں کی ساخت کے اعتبار سے یہہ بلی کی جماعت کے بالکل مشابہ ھیں - بجز آسٹریلیا کے اور تمام برّاعظموں میں لنکس کی صنفیں پائی جاتی ھیں اور اِن میں سے خاص خاص کا ذکر ذیل میں درج ھے -

سیاہ گوش

(Felis caracal.)

لنکس کی یہہ صنف مشرقی ایشیا کے ملکوں میں ھندوستان تک پائی جاتی ھے - مشرقی ھندوسان میں گجرات ' کچّھہ اور خاندیش میں یہہ بہ کثرت ھیں - تبّت اور افریقہ میں بھی اِس صنف کے جانور ملتے ھیں -

اِس کا رنگ بھورا سرخی مائل اور دُم کا سرا سیاہ ہوتا ہے - کان اندر سفید اور باہر سیاہ ہوتے ہیں اور یہی اُس کی وجہ تسمیہ ہے - جسم کا طول دو تہائی فٹ اور قد تقریباً ڈیڑھ فٹ ہوتا ہے -

یہہ خرگوش اور پرندوں کا شکار کیا کرتا ہے اور درختوں پر چڑھنے میں بھی خوب ماہر ہوتا ہے - اکثر وہ گھنی جھاڑیوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور شکار کے قریب دبے پاؤں نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے پہنچتا ہے -

---

شمالی لنکس

(Felis lynx.)

یہہ صنف یورپ اور ایشیا میں پائی جاتی ہے اور سرد و گرم ہر قسم کی آب‌وہوا میں بہ راحت زندگی بسر کرتی ہے - مقامی تفریق سے اُن کے رنگ بھی متفرق ہوتے ہیں - جنوبی حصوں میں ان کا رنگ گہرا سرخ اور شمال میں کسی قدر ہلکا ہوتا ہے اور اُن پر کچھہ دھندلے دھبے بھی ہوتے ہیں - جسم کچھہ فربہ ہوتا ہے اور وہ زیادہ دور بھاگ نہیں سکتا -

یورپ میں یہہ جانور بہت نقصان پہنچاتا ہے اور شب میں اپنے پوشیدہ مقاموں سے نکل کر بھیڑ بکریوں کا شکار کرتا ہے - غضب‌آلود ہونے پر وہ بڑے بڑے گوشت‌خواروں کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے - یہہ اِس قدر خونخوار

ہوتا ہے کہ محض کھانے کے لئے نہیں بلکہ ہلاک کرنا اِس کی طبیعت کا اقتضا ہو جاتا ہے -

---

چیتا

(Felis Jubata.)

اگرچہ چیتا بلی کی جماعت کی ایک نوع مانی جاتی ہے تاہم عادتوں اور اعضا کی ساخت کے اعتبار سے اس میں بلی اور کتے دونوں کی خصوصیتیں موجود ہیں اور اکثر اہل فن اس کو اِن دونوں جماعتوں کی درمیانی نوع قرار دیتے ہیں -

بلی کی جماعت کے خلاف چیتے کی کھوپڑی چھوٹی اور گول اور ٹانگیں پتلی اور لمبی ہوتی ہیں - اوپری جبڑے کی قینچی نما ڈاڑھ (Carnassial tooth) کی ساخت میں بھی فرق ہوتا ہے - اس کے ناخون بھی پوری طرح سمٹنے والے نہیں ہوتے اور اُن کی نوکیں گھس کر کُند ہو جاتی ہیں - بلی کی جماعت کے دوسرے جانوروں کی طرح اُس کے بالوں میں چمک اور چکناپن بھی نہیں ہوتا اور دم بھی باہر کی طرف سرے پر مڑی ہوتی ہے جو کتے کی جماعت کی خصوصیت ہے - بلی کی جماعت میں کسی کی دم اس طرح مڑی ہوئی نہیں ہوتی -

چیتا بہ آسانی پالا جاسکتا ہے اور اُس کی طبیعت میں

بھی کتے کی طرح اپنے مالک سے محبت پیدا ہو جاتی ہے -

اُس کے ہلکے بھورے رنگ پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں لیکن تیندوے یا چیتے کی طرح پھول نہیں بنے ہوتے اور دم پر بھی دھبے ہوتے ہیں - پیٹ اور جسم کے بال کچھ جھبرے ' طول تقریباً ساڑھے چار فٹ ' قد ڈھائی فٹ یا کچھ زائد اور دم بھی ڈھائی فٹ تک ہوتی ہے - یہ افریقہ میں ہر جگہ اور مشرقی اور جنوبی ایشیا میں بھی پایا جاتا ہے - ہندوستان میں سندھ ' راجپوتانہ ' وسط ہند اور جنوب میں بھی بعض بعض مقاموں پر ملتا ہے -

رفتار کی تیزی میں اس کی ہمسری کرنے والا کوئی دوسرا جانور نہیں - تازی کتوں کی شمار دنیا کے نہایت تیز جانوروں میں ہے لیکن وہ بھی چیتے کا مقابلہ نہیں کر سکتے - اور اس خصوصیت میں بھی وہ بلی کی جماعت کے جانوروں سے مختلف ہے جن میں کہ زیادہ دوڑنے بھاگنے کی طاقت نہیں ہوتی -

ایشیا کے مشرقی ممالک مثلاً چین ' فارس اور ہندوستان وغیرہ میں بادشاہ اور اُمرا اس جانور کو سابق میں پالا کرتے تھے اور اس کو ہرن کا شکار کرنا سکھاتے تھے - بیان کیا جاتا ہے کہ چیتے سے شکار کھیلنے کا رواج ایران کے بادشاہ ہشنگ نے جاری کیا تھا اور پھر وہ اس قدر عام پسند ہوا کہ سلاطین مغول کے ساتھ اکثر شکار میں ایک ایک ہزار تک چیتے رکھے جاتے تھے -

شکار کے لئے چیتے کی آنکھ پر پٹی باندھ کر گاڑی پر لے جاتے ھیں اور جب ھرن نظر آتے ھیں تو ان کی آنکھ کھول دی جاتی ھے - ھرن کو دیکھتے ھی چیتا بجلی کی طرح گاڑی سے کودتا اور تیر کی طرح اس کا تعاقب کرتا ھے - قریب پہنچتے ھی پنجے کے تھپڑ سے اس کو نیچے گرا دیتا اور گردن داب کر اپنے محافظوں کے پہنچنے کا انتظار کرتا ھے - محافظ وھاں پہنچتے ھی ھرن کی گردن کاٹ کر ایک لکڑی کے چمچے میں خون جمع کر کے چیتے کو پلاتے ھیں - خون پی کر چیتے کا جوش اور غصہ فرد ھو جاتا ھے اور اس وقت اس کی آنکھوں پر پھر پٹی باندھ دی جاتی ھے -

مہاراجہ بڑودہ کے چیتوں کو شکار کرتے ھوئے دیکھنے کا اتفاق ایک مرتبہ سر سیموئل بیکر کو ھوا تھا اور اُنھوں نے اس کا دلچسپ بیان اس طرح تحریر کیا ھے کہ "وسیع میدان قطعی ھموار تھا اور اس میں کل دو یا تین درخت تھے - ھم لوگ آھستہ آھستہ چلے جا رھے تھے کہ ھرنوں کا ایک گروہ جس میں تیس چالیس ھرن اور دو سیاہ نر تھے نظر پڑا - ھم لوگوں نے یہہ طے کیا کہ گھوڑوں کو گاڑی کی آڑ میں کر کے گھوم کر چلیں اور جہاں تک ممکن ھو ھرن کے گروہ کے قریب پہنچ جائیں - اس طرح ھم لوگ اُن سے اندازاً تین سو گز کے فاصلے پر پہنچ گئے - ھرن کبھی کبھی چرنا چھوڑ کر آنکھ اُٹھاتے اور ھماری طرف دیکھ لیتے تھے -

ایک مرتبہ وہ بھاگ بھی پڑے لیکن کچھ ہی فاصلے پر پھر رک گئے - اس اثنا میں ایک نر دوسرے پر بلاوجہ ہی حملہ کر بیٹھا - شاید وہ اُس کو گروہ کی ہرنیوں کے پاس سے بھگانا چاہتا تھا - اس ہتک کا دوسرے نے فوراً جواب دیا اور اُن میں جنگ آزمائیاں شروع ہو گئیں - ہرنیاں دونوں بہادروں کی شجاعت پر مسرور ہوکر اُس جنگ کا تماشہ دیکھ رہی تھیں - گاڑی‌بانوں نے گاڑی گروہ کی طرف دوڑائی تو تمام ہرنیاں خوف زدہ ہوکر بھاگیں اور دونوں جاہلوں کو لڑتا ہوا وہیں چھوڑ دیا - وہ ہمہ‌تن لڑائی میں اس قدر منہمک تھے کہ جب انھوں نے ہماری طرف دھیان کیا اس وقت ہم لوگ تقریباً ایک سو بیس گز کے فاصلے پر رہ گئے تھے - ان میں سے ایک نے پُر حیرت نگاہ ہم لوگوں کی طرف ڈالی اور فوری تڑپ کر ایک سیدھے ہاتھ کو اور دوسرا بائیں ہاتھ کو بھاگا - اِدھر ایک چیتا بھی اجو کہ تیار کر لیا گیا تھا گاڑی پر سے کود کر تیر کی طرح سیدھے ہاتھ والے ہرن کے پیچھے لگا - ہرن اس سے تقریباً ایک سو دس گز آگے تھا - چیتے کے محافظوں نے ہم لوگوں سے درخواست کی کہ ابھی ہم گھوڑے نہ دوڑائیں -

جس تیزی سے کہ چیتا اور ہرن دوڑ رہے تھے وہ قابل دید تھی - ہرن ہموار زمین پر پرند کی طرح اُڑا چلا جا رہا تھا اور چیتا گردن پھلائے اور دم اٹھائے اس کا تعاقب کر رہا تھا - جب وہ دونوں تقریباً دو سو گز نکل گئے

تھے تو محافظوں نے ہم لوگوں کو ابھی ان کا تعاقب کرنے کی اجازت دےدی اور ہم نے پوری تیزی سے اپنے گھوڑے دوڑائے — اُس تیزی سے دوڑتے ہوئے میں نے کبھی کسی جانور کو نہ دیکھا تھا — ہمارے گھوڑے اگرچہ اپنی پوری تیزی سے دوڑ رہے تھے پھر بھی ہرن اور چیتے سے کوئی مقابلہ ہی نہ تھا — ہاں ہماری دوادوش کا یہہ نتیجہ ضرور ہوا کہ وہ دونوں ہماری نظر سے باہر نہ ہونے پائے —

چیتے کا ہرن سے فاصلہ رفتہ رفتہ کم ہو جاتا تھا — ہرن بخوبی سمجھتا تھا کہ اسی دوڑ پر اُس کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہے اِس لئے اُس نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا — تقریباً چار میل دوڑنے پر ہرن خرگوش کی طرح ایک طرف کو کترایا اور چیتا جو کہ ہرن سے اب صرف تیس گز کے فاصلے پر تھا تیر کی طرح آگے نکلتا چلا گیا — دونوں کے درمیان اب کچھہ زیادہ فاصلہ ہو گیا — بڑی کوششوں سے چیتے نے اپنے کو روکا اور دوڑ میں پھر تیزیاں شروع ہوگئیں — چیتے نے پورا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ کسی طرح شکست نہ کھائے گا — ایک بار ہرن پھر کترایا لیکن اس مرتبہ چیتا ہوشیار تھا اور وہ بھی فوراً کترا گیا — جو تھوڑا سا فاصلہ دونوں کے درمیان رہ گیا تھا اس کو طے کر کے چیتے نے جسم کو سمیٹ کر چھلانگ بھری اور بجلی کی طرح ہرن پر گرا — ایک لمحہ بھر وہ دونوں علحدہ نظر آئے پھر ہرن نیچے چت پڑا تھا اور چیتے

کے دانت اُس کی گردن میں جکڑے ہوئے تھے -"

جیگوار

(The Jaguar or Felis onca.)

بلی کی جماعت کے تمام مذکورہ جانور مشرقی نصف‌الارض کے رہنے والے ہیں - امریکہ میں اِس جماعت کی صرف دو نوعیں پائی جاتی ہیں جو جیگوار اور پیوما کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں -

جیگوار علاوہ امریکہ کے اور کہیں نہیں ہوتا اور بلی کی جماعت کا وہاں اِس سے بڑا اور کوئی جانور نہیں - شمالی امریکہ کے گرم حصوں میں اور تمام جنوبی امریکہ میں پھیلا ہوا ہے -

اسپین کے مشہور سیاح ازارا (Don Felix de Azara) نے لکھا ہے کہ اہل اسپین نے اولاً جب امریکہ میں بود و باش اختیار کی تھی تو وہاں جیگوار کی تعداد اِس قدر کثرت سے تھی کہ بعض مقاموں میں دو دو ہزار تک ہر سال ہلاک کئے جاتے تھے اور اُن سے نقصان بھی عظیم پہونچتا تھا -

عموماً اس کا طول علاوہ دُم کے چار فٹ ہوتا ہے لیکن اکثر اُن کے قد بہت متفرق پائے جاتے ہیں چنانچہ بعض بعض کا طول چھہ فٹ سے بھی زیادہ نکلا - اُس کا رنگ

باہر کی طرف چمکتا ہوا گہرا بادامی اور اندرونی جانب سفید ہوتی ہے - جسم پر سیاہ دھبوں کے پھول بنے ہوتے ہیں - تیندوے اور جیگوار کے پھولوں میں خاص فرق یہہ ہے کہ اِن کے پھولوں کے درمیان میں بھی ایک دھبہ ہوتا ہے بخلاف تیندوے کے کہ اُن کے پھولوں کے بیچ میں کوئی دھبہ نہیں ہوتا -

جیگوار بگھیرے اور تیندوے سے زیادہ مہیب شکل کا ہوتا ہے کیونکہ اِس کی کھوپڑی اور منھہ زیادہ چوڑے اور جسم فربہ اور گھٹیلا ہوتا ہے -

باگھہ کی طرح جیگوار کو بھی پانی سے اُنس ہے اور وہ بخوبی تیر سکتا ہے اور اکثر مچھلی اور دوسرے دریائی جانوروں کا شکار کیا کرتا ہے - شام ہوتے ہی غذا کی تلاش میں جس کی کہ امریکہ کے میدانوں میں کوئی کمی نہیں باہر آتا ہے - اپنے قوی پنجے کے ایک ہی تھپڑ سے وہ بڑے بڑے جانوروں کی ریڑھہ کی ہڈی توڑ دیتا ہے -

جیگوار بڑا ہی نقصان‌رساں ہے - پانی اور خشکی کے تو تمام جانوروں کا سردار ہے ہی اس کے علاوہ درختوں پر بھی جانوروں کو نہیں چھوڑتا کیونکہ درختوں پر چڑھنے میں بھی وہ کامل مہارت رکھتا ہے -

اُس کی آواز نہایت بھاری ، کرخت اور مہیب ہوتی ہے اُس میں صرف پو ، پو ، پو کی آواز پیدا ہوتی ہے -

پیوما

(The Puma or Felis concolour.)

بلی کی جماعت کی دوسری نوع جو امریکہ میں ملتی ہے پیوما ہے - اُس کے رنگ کی وجہ سے اُس کو اکثر امریکہ کا شیر کہتے ہیں -

پیوما کا رنگ شیر سے کچھہ ملتا جلتا بھورا بادامی ہوتا ہے اور جسم پر کسی طرح کے دھبے یا دھاریاں نہیں ہوتیں - جسمانی ساخت میں اُس میں بلی کی جماعت کی تمام خصوصیتیں موجود ہوتی ہیں اور خصائل اور عادات نیز قدوقامت میں تیندوے سے بہت مشابہ ہے -

اب سے قبل شمالی اور جنوبی امریکہ میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں یہہ جانور نہ ملتا ہے ہو لیکن اہل یورپ کے پہنچنے پر اس کی تعداد بہت کم ہوگئی - اب بھی وہ گھنے جنگلوں اور بالخصوص وسط امریکہ کے پہاڑوں پر آتھہ نو ہزار فت بلندی تک ملتاہے -

تیندوے کی طرح اس کی خصلت بھی نہایت خوفناک ہے چنانچہ اگر بھیڑ بکری کے گلّے میں اس کا گزر ہو جاتا ہے تو دو ایک ہی پر بس نہیں کرتا بلکہ بیسوں کو بلاوجہ ہی مار ڈالتا ہے - امریکہ کے سابق پریسیڈنت کرنل روز ویلت صاحب اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "وہ اکثر بارہسنگے کا شکار کر لیتا ہے گو اُن میں کبھی کبھی

جنگ بھی ھو پڑتی ھے اور پیوما چوٹ بھی کھا جاتا ھے - مگر بارہسنگا اس کو زیادہ گھایل کبھی نہیں کر سکتا - بھیڑ ' بکری ' گائے اور بالخصوص گھوڑے کے بچوں کا وہ جانی دشمن ھے اور بھوک سے بے چین ھوکر تو وہ نر گھوڑے ' گائے اور قدآور واپتی کو مار لیتا ھے - " (۱)

ایسے بڑے بڑے جانوروں کا شکار کر لینے والے جانور میں جسمانی طاقت کی کیا کمی ھوگی - لیکن یہہ ایک عجیب بات ھے کہ وہ انسان پر کبھی حملہ نہیں کرتا - جنگلوں میں مسافر کھلے میدان میں بے خوف و خطر سو رھتے ھیں حالانکہ پیوما کی موجودگی کا ان کو بخوبی علم ھوتا ھے -

مشہور و معروف اھل فن مسٹر ھڈسن تحریر کرتے ھیں کہ " ازارا کا قول بالکل درست ھے کہ انسان تو انسان اُس کے کسی چھوٹے سے چھوٹے بچے کو بھی سوتا ھوا پاکر بھی پیوما کبھی نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ کبھی ایذا رسانی کی کوشش ھی کرتا ھے - "

پیوما کے لئے گھوڑے اور کتے کے گوشت کے برابر کوئی دوسری نعمت نہیں - سابق میں امریکہ کے وسیع گھاس کے میدانوں میں جنگلی گھوڑوں کے بے شمار گروہ تھے - ان کی تقلیل کا خاص باعث پیوما ھی ھوا - کتے کو دیکھکر پیوما

Outdoor Pastimes of an American Hunter, by Ex- (۱)
President Roosevelt.

کے ملهه میں پانی بهر آتا هے - ایک مرتبه ایک بڑا پُر لطف واقعه پیش آیا - ایک پالتو پیوما کچهه تماشے دکهایا کرتا تها - ایک دن اُس کو کٹهرے کے باهر تماشے کي غرض سے نکالا گیا - کچهه دیر تماشه به خیروخوبی هوتا رها که اتنے میں تماشائیوں کے درمیان اس کو ایک کتا نظر پڑ گیا - بس پهر کیا تها - کهیل تماشه چهوڑ وہ کتے کے پیچهے دوڑ پڑا اور تماشائی بیچارے چیخ چیخ کر بهاگے - پیوما نے اس کتے کو فوراً مار ڈالا - اِسی اثنا میں ایک اور کتا جو نظر سے گذرا اُس کا بهی کام تمام کردیا -

پیوما کے بچے بهآسانی پالے جا سکتے هیں -

کتے کی جماعت

(The Canidæ.)

گوشت خوار طبقے میں کتے کے جماعت کے جانور بلی کی جماعت کی طرح اپنی بسر اوقات کے لئے صرف زندہ شکار مارنے پر انحصار نہیں کرتے رهتے بلکہ اِن میں چھچھ خور بھی هیں جو دوسروں کے مارے هوئے جانوروں کا سڑا گلا گوشت کھا لیتے هیں مثلاً سیار ' اور بعض سب کچھہ کھانے والے (Omnivorous) هو گئے هیں مثلاً کتا - یہی وجہ ھے کہ اِن کے اعضا شکار پکڑنے اور مارنے کے لئے اتنے مناسب اور موزوں نہیں جیسے کہ بلی کی جماعت کے هیں - اِن کے پنجے سکڑنے والے (Retractile) نہیں هوتے اور اُن کی نوکیں همیشہ باهر نکلی رهنے کی وجہ سے گھس کر کند هو جاتی هیں - اِن کی زبان پر خار بھی نہیں هوتے -

یہہ بھی انگلیوں کے بل چلنے والے (Digitigrade) جانور هیں - اکثر اِن کے اگلے پاؤں میں پانچ پانچ اور پچھلوں میں چار چار ناخن هوتے هیں - مگر بعض بعض کے پچھلے پاؤں میں بھی پانچ ناخن هوتے هیں گو یہہ پانچواں ناخن کھال سے لٹکا هوا اور بالکل بیکار هوتا ھے -

اِن کی قوت شامہ خاص طور پر تیز هوتی ھے اور فہم و فراست میں یہہ گوشت خوار طبقے میں سب سے زیادہ هیں -

جماعت بلی کے جانور اکثر تنہائی پسند هوتے هیں بخلاف

کتے کی جماعت کے کہ جو اکثر گروہ بناکر ساتھہ رہتے ہیں - ان کے دانتوں کی تعداد بلی کی جماعت سے زیادہ ہے اس طرح کہ

کاٹنے والے دانت $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۴—۴}{۴—۴}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۲—۲}{۳—۳}$ = ۴۲

اس جماعت میں چار نوعیں ہیں - کتا ' بھیڑیا ' سیار ' اور لومڑی -

بعض ماہرین کی رائے ہے کہ ان چاروں جانوروں میں اتنا معمولی فرق ہے کہ اگر وہ علحدہ علحدہ نوعیں مانی جائیں تو اُن کا باہمی فرق بتانا دشوار ہے - اس لئے وہ اس جماعت میں صرف ایک نوع "کتے" ہی کی مانتے ہیں اور جماعت کے بقیہ جانوروں کو اس کی صنفیں قرار دیتے ہیں -

---

کتا

(Canis.)

کتے سے کون واقف نہیں - چھوٹا بڑا ' غریب امیر وہ سب کا رفیق ہے اور تمام عالم حیوانی میں انسان کا ایسا سچا بہی خواہ کوئی دوسرا نہیں - اُس کی وفا شعاری اور تمام اوصاف حمیدہ نے آج سے نہیں بلکہ ایک زمانے سے انسان کو

اپنا گرویدہ بنا لیا ہے - انسان نے بھی اس کی نگاہ داشت سے اس کی سیکڑوں قسمیں پیدا کرلیں -

ایک اہل فن بتلاتے ہیں کہ دنیا میں گھریلو کتے کے اس وقت کم از کم ایک سو نواسی افراد پائے جاتے ہیں اور اتنی کثیر تعداد ہونے سے اُن میں قدرتاً باہمی فرق بھی ہے - حالانکہ وہ سب ایک ہی صنف کے افراد ہیں پھر بھی ان افراد میں اس قدر فرق ہے کہ ایک ہی نوع کی اصناف میں بھی نہیں پایا جاتا - بعض کتے اس قدر چھوٹے ہیں کہ کوٹ کی جیب میں بہ آسانی بیٹھ سکتے ہیں اور بعض بھیڑئے کے برابر ہوتے ہیں - طول میں بعض کتے دوسروں سے چھ گنے بڑے ہوتے ہیں - تھنوں کی تعداد اور دانتوں کی ساخت میں بھی فرق پایا جاتا ہے -

انسان کے ساتھ رہ کر کتا اس قدر ذی عقل اور فہیم ہو گیا ہے کہ عالم حیوانی میں تو کوئی اُس کی همسری کر نہیں سکتا - "انسان کے تمام دلی جذبات مثلاً غصہ ، حسد ، محبت ، نفرت اور رنج اس کی طبیعت میں بھی پائے جاتے ہیں - وہ احسان مندی ، غرور ، نیکی اور خوف وغیرہ کا بھی اظہار کرتا ہے - مصیبت میں انسان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور اکثر ایسے واقعات بھی تجربے میں آئے ہیں کہ کتوں نے آپس میں بھی ایک دوسرے سے ہمدردی ظاہر کی -"

اس میں تو شک نہیں کہ اپنے آقا کا اس قدر مطیع

اور فرماں بردار کوئی دوسرا جانور نہیں - انسان کی طرح وہ خود غرض نہیں ہوتا - آقا کے خواہ تمام دوست اور احباب مصیبت میں دھوکا دے جائیں لیکن کتے کی محبت اور اُنس میں ہرگز کمی نہیں ہوتی - انسان کے رنج و راحت دونوں کا ساتھی ہے - آقا کے دشمن کو فوراً پہچان لیتا ہے اور اس کا مقابلہ کرنے میں کبھی پہلوتہی نہیں کرتا -

سرسیمول بیکر کتے اور ہاتھی کی عقل کا مقابلہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ,, میں اپنے تجربے سے کہہ سکتا ہوں کہ کتا انسان کا دوست ہے اور ہاتھی غلام - کتے میں کس قدر محبت اور اعتماد ہوتا ہے اس سے کون واقف نہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کتا انسان کی دوستی ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہو - ''

پہلے سب کتے جنگلی تھے اور اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر پالتو کتوں کا کوئی مالک اور نگراں نہیں رہتا تو وہ پھر اسی حالت کو پہنچ جاتے ہیں جو اُن کے مورثوں کی حالت تھی اور زندہ جانوروں کو مارنے کھانے لگتے ہیں ایک عجیب بات یہ ہے کہ جنگلی ہوتے ہی گھریلو کتے بھونکنا بھول جاتے ہیں - جنگلی کتے بھونکتے نہیں بلکہ ایک عجیب آواز سے چیخا کرتے ہیں اور گھریلو کتے بھی آزاد ہوکر اُسی طرح چیخنے لگتے ہیں - چنانچہ ایک سنسان جزیرے پر کچھ گھریلو کتے چھوٹ گئے تھے اور تیس سال تک اُس جزیرے پر کسی انسان کا گذر نہ ہوا - وہ کتے

بالکل جنگلی ہو گئے اور اپنی بسر اوقات بھیڑیوں کی طرح مل کر شکار مار کر کرنے لگے - یہہ ایک حیرت کی بات ھے کہ ایک ایسا حیوان جس میں تمام جنگلی خصلتیں فوری عود کر آتی ھیں انسان کا پورا مطیع اور فرماں‌بردار ہو جاتا ھے -

بعض بعض ایسی عادتیں گھریلو کتوں میں اب بھی پائی جاتی ھیں کہ جو اس امر پر شاہد ھیں کہ اُن کے مورث جنگلی تھے - تمثلاً گھریلو کتوں میں ایک عجیب عادت ہوتی ھے کہ لیٹنے سے قبل کئی بار گھوم گھوم کر چکر لگاتے ھیں - یہہ جنگلی کتوں کی عادت ھے - پہلے جب کتے جنگلوں میں رہتے تھے جہاں اونچی گھاس ہوتی تھی! تو ایک مقام ہموار کرنے کی غرض سے وہ گھوم گھوم کر گھاس کو دبا لیتے تھے اگرچہ گھریلو کتوں کو اُس سے اب کوئی فائدہ نہیں تاہم وہ عادت فطرت ہوکر اب نسلاً بعد نسل کتوں میں پائی جاتی ھے -

حالانکہ پالتو کتے ایک زمانے سے انسان کے ساتھہ رہتے ھیں تاہم اُن کے بعض افراد اب بھی اس جماعت کے دوسرے جنگلی جانوروں کے اس قدر مشابہ ھیں کہ اُن میں تفریق کرنا دشوار ھے - مثلاً شمالی امریکہ کے ایسکیمو کتے وہاں کے بھیڑیوں سے ظاہری ساخت میں اس قدر ملتے جلتے ھیں کہ اکثر دھوکا ہو جاتا ھے اور ھندوستان کے دیہاتوں میں اکثر کتے نظر آتے ھیں جن میں گیدڑ میں کوئی فرق نہیں ہوتا -

کتے کی خدمات بیان سے باہر ہیں - وہ اپنے آقا کی حفاظت کرتا ہے - اُس کے دشمن کو فوراً پہچان لیتا ہے اور اس پر بلا انتظار' حکم حملہ کرتا ہے - اپنے مالک کے ساتھہ کھیل تماشوں اور شکار کا خط اٹھاتا ہے - برفستان میں بوجھہ گھسیٹتا اور پہاڑوں پر مسافروں کی جان بچاتا ہے - کہیں دودھہ اور سبزی‌فروشوں کی گاڑیاں گھسیٹتا اور کہیں بھیڑ بکریوں کے گلے چراتا ہے - چلدہ جمع کرتا ہے اور سب سے تعجب خیز بات یہہ ہے کہ وہ انسان کے ساتھہ رہ کر گانے کا بھی شائق ہو گیا ہے - یہہ من گڑھت نہیں ہے - شاید ناظرین کو خود ہی تجربہ ہوا ہوگا کہ جب مندروں میں گھنٹے گھریال اور سنکھہ بجائے جاتے ہیں تو اُس پاس کے کتے ایک آواز ہو کر چلانے لگتے ہیں - دراصل وہ اُن کی آواز سے تان ملانے ہی کی کوشش کرتے ہیں -

اس کے متعلق اکثر اہل فن نے غور و خوض کیا ہے - ڈاکٹر کارل گروز نے اپنی اپنی تصنیف موسومہ " حیوان کے کھیل " میں تحریر کیا ہے کہ " اکثر دیکھا جاتا ہے کہ گانے اور بجانے کا کتوں پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے اور وہ گانے کے ساتھہ چیخیں مار مار کر سُر ملاتے ہیں - ان آوازوں کو سن کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی خاص تکلیف کے باعث آہ و نالہ کررہے ہیں - لیکن یہہ گمان حقیقت سے دور ہے کیونکہ جب کسی کمرے میں پیانو (باجا) بجایا جاتا ہے اور کتا خود بخود آکر اُس کے ساتھہ سر چھیڑتا

ھے تو یہہ قرین قیاس نہیں کہ وہ کسی تکلیف یا رنج کا اظہار کرنے کی غرض سے اندر آجاتا ھے - میں یقیناً کہہ سکتا ھوں کہ اس کی چیخیں اس کے ذوق و شوق پر دال ھے اور وہ انسان کی نقل و حرکت کی کوشش کرتا ھے - علاوہ اس کے ایسے واقعات بھی تجربے میں آئے ھیں کہ کتے گانے کے اُتار چڑھاؤ کی کوشش کرتے ھوئے پائے گئے - میرے ایک دوست کے پاس ایک کتیا تھی جس کا تماشہ وہ اکثر اپنے دوست احبابوں کو دکھایا کرتے تھے - جب وہ گانے میں اونچے سُر اُٹھاتے تھے تو کتیا بھی چیخیں مار مار کر برابر ساتھہ دیتی تھی اور اس میں شبہ نہیں کہ اُس کی آواز بھی سروں سے ملتی جلتی تھی - اگرچہ اس کی آواز میں دھن کا پتہ نہ تھا تاھم سننے سے صاف ظاھر ھوتا تھا کہ وہ گانے میں ساتھہ دے رھی ھے -

"رومانیز کا بیان ھے کہ "اِس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ گانے والے بندر کے علاوہ کسی شیر پروردہ جانور کو اُونچے نیچے سروں کی شناخت ھوتی ھو - لیکن میں نے ایک تیریر کتا دیکھا ھے جو اپنی چیخوں کے ذریعہ سے گانے میں ساتھہ دیتا تھا اور لمبے اُٹھنے والے سروں سے ایسی آواز ملاتا تھا کہ دونوں کی آوازیں بہت کچھہ مل جاتی تھیں - ڈاکٹر ھگنس جو فن موسیقی سے بخوبی واقف تھے بیان کرتے ھیں کہ اُن کا ماستف کتا ارگن باجے کے اُونچے سروں کے ساتھہ آواز ملایا کرتا تھا - ایلکز (Elix) کچھہ ایسے ھی

کتوں کا ذکر کرتے ہیں اور اِس کو پڑھ کر جادو کا کھیل یاد آتا ہے - آپ لکھتے ہیں کہ پیر پارڈیز (Pere Pardies) نے بیان کیا ہے کہ دو کتے تھے جن کو گانا سکھایا گیا تھا - اُن میں سے ایک تو اپنے مالک کے ساتھ ہی گایا کرتا تھا - پرکن ڈاگیمبلو (Perkin de Gembloux) ایک کتے کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ وہ سر گم کے ساتوں سُروں کے ساتھ آواز ملاتا تھا اور موزرٹ (Moazrt) کا اُتارا ہوا راگ "My heart it sighs at Eve" نہایت عمدگی سے گا سکتا تھا - " (۱)

گانے والے کتوں کے حالات تو حیرت انگیز ہیں ہی لیکن ہیکٹر (Hector) نامی ایک کتے کی فہم و فراست کا حال اسقدر تعجب خیز ہے کہ بظاہر یقین نہیں ہوتا - وہ امریکہ کے مشہور ماہوار رسالے "سائنٹفک امریکن" (The Scientific American) میں شایع کیا گیا تھا اور اگر ایسے معتمد ذریعہ سے اس کا حال نہ ملا ہوتا تو شاید ہرگز باور نہ کیا جا سکتا - اُس نے علم ریاضی سیکھا تھا اور اِنسان کی بات چیت بھی بخوبی سمجھ لیتا تھا اور جو کچھ حکم اُس کو دیا جاتا تھا حرف بحرف بجا لاتا تھا - کئی بڑے بڑے لائق و فائق اور تعلیم‌یافتہ حضرات نے مل

"The Play of Animals," by Dr. Karl Groos. (۱)

کر اُس کا امتحان بھی لیا اور اس بات کی جانچ کی کہ آیا وہ انسان کی گفتگو سمجھتا ہے یا نہیں - اُس سے کہا گیا کہ ھیکٹر اپنی پچھلی ٹانگوں پر چل کر کرسی کے چاروں طرف گھومو - جب کرسی کی پشت کے سامنے پہنچو تو کھڑے ہوکر بھوکو - پھر واپس ھوکر چاروں طرف گھومو اور اپنی جگہ جا کر بیٹھہ جاؤ - " چنانچہ ھیکٹر نے یہہ تمام کام کردئے - بعدازاں اُس کو حکم دیا گیا کہ ردّی کاغذ کی ٹوکری کو اپنے منھہ سے گرا دو تو اُس نے منھہ ھی سے دھکا دے کر ٹوکری گرا دی - پھر اُس کو حکم دیا گیا کہ ٹوکری کو پنجے سے گراؤ - چنانچہ اِس مرتبہ اس نے ٹوکری پنجے سے گرا دی -

اِس کے بعد ایک گھنٹی لائی گئی جس کی چابی دبانے سے ایک بار آواز ھوتی تھی - ھیکٹر سے پوچھا گیا کہ چار کا تین گُنا کتنا ھوتا ھے تو اُس نے بارہ مرتبہ گھنٹی بجا دی - اِسی طرح پہاڑوں کے کئی سوالات اُس سے پوچھے گئے - اُس نے قریب قریب ھر سوال کا جواب صحیح دیا - بعض اوقات اُس سے غلطی بھی ھوئی لیکن گھنٹی وہ اس قدر جلد بجاتا تھا کہ شمار کرنا نہایت دشوار تھا - اس لئے ممکن ھے کہ شمار کرنے والے ھی سے غلطی ھوئی ھو - جوڑ ، باقی ، ضرب وغیرہ کے سوالات بھی اُس نے صحیح حل کردئے - نو کا جذر پوچھا گیا تو اُس نے تین بار گھنٹی بجادی - نہ معلوم ھیکٹر میں کون سی عجیب طاقت تھی -

کتے کی فہم و فراست قابل قدر ہے - وہ کھیل تماشوں اور شکار کا ہی ساتھی نہیں بلکہ تربیت دئے جانے پر دشوار سے دشوار کاموں کے مقاصد کو بخوبی سمجھ کر دل و جان سے انسان کو امداد پہنچاتا ہے - یوروپین جنگ عظیم میں بعض مقامات پر گولے اور گولیوں کی اِس طرح بوچھار ہوتی تھی کہ انسان کا گذر ہی نہیں ہو سکتا تھا اس لئے ایک مقام سے دوسرے مقام کو خبریں پہنچانے کا کام کتوں کو سپرد کیا گیا - وہ صرف پانچ یا چھ ہفتے تربیت پاکر اِس کام کو بخوبی انجام دینے لگتے تھے اور گولے گولیوں کا خوف بالکل دور کر دیتے تھے -

اسمائلر نام کے کتے پر تمام فوج کو فخر تھا - ایک مرتبہ وہ صدر مقام کو جو کہ تین میل کے فاصلے پر تھا ایک پیغام لے کر روانہ کیا گیا - عموماً وہ اپنے کام کو بسرعت انجام دیتا تھا لیکن اُس روز بہت وقت گزر گیا اور وہ نہ پہنچا - بالاخر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد گھسٹتا ہوا صدر مقام پر پہنچتا نظر آیا - گولے کے ایک ٹکڑے سے اُس کے نیچے کا جبڑا چور چور ہو گیا تھا پھر بھی اُس کاری زخم کی ناقابل برداشت تکلیف بھی اُس کو اپنے فرائض کی انجام دہی سے باز نہ رکھ سکی - گردن کا کیسہ کھول کر خط نکالا ہی جا رہا تھا کہ اُس کی جان نکل گئی -

ایک اہل فن تحریر کرتے ہیں کہ " میرے ایک دوست کے پاس ایک کتا تھا جس کو جب ہی ایک پہنی

(penny) یا نصف پینی دی جاتی تھی تو اس کو منھہ میں داب کر نان‌بائی کی دوکان کو دوڑ جاتا تھا - دروازے کی گھنٹی بجا کر نان‌بائی کو بلا لیتا تھا اور اُس سے بسکٹ یا روٹی خرید لاتا تھا - نصف پینی کے عوض تو وہ بسکٹ لے لیتا تھا مگر پینی میں بغیر روٹی لئے نہ مانتا تھا - چونکہ کتا بار بار آتا تھا نان‌بائی تنگ آکر ایک مرتبہ اس سے سکہ تو لے لیا مگر عوض میں کچھہ نہ دیا - اِس کے بعد کتا یہہ ہوشیاری کرتا کہ سکے کو زمین پر دور رکھہ دیتا اور جب تک نان‌بائی اس کو روٹی وغیرہ نہ دے دیتا وہ اس کو سکے کے قریب نہ جانے دیتا - "

خیراتی کاموں کے لئے چندہ جمع کرنے کا کام انگلینڈ میں اکثر کتوں کو سکھایا جاتا ہے - وہ تنہا ھی جاتے ھیں اور آدمیوں سے بھی زیادہ چندہ جمع کر لاتے ھیں - کتے کی پشت پر بکس باندہ دیا جاتا ھے اور جس خیراتی یا مفید عام کام کے لئے چندہ مانگا جاتا ھے اُس کا نام بکس پر لکھہ دیا جاتا ھے -

اعلیٰ حضرت شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا "سیزر" نامی کتا لندن کے اسپتالوں کے لئے چندہ جمع کیا کرتا تھا اور جہاں پہنچتا اُس کو اچھی رقم مل جاتی تھی -

لندن کے واٹرلو نامی ریلوے اسٹیشن پر ایک کتا چندہ جمع کیا کرتا تھا اور ہر سال وہ سات آتھہ ہزار روپیہ وصول

کر لاتا تھا - اُس کے مرنے پر ایک دوسرے کتے کو اُس کام کی تربیت دی گئی - یہہ کتا جب کسی گاڑی میں داخل ہوکر دیکھتا کہ مسافر اخبار پڑھنے میں مشغول ہے تو وہ اپنا پنجہ نہایت محبت آمیز طریقے سے اُس کے زانو پر رکھہ دیتا اور اس قدر عاجزی اور انکساری سے اُس کی طرف دیکھتا کہ مسافر کو کچھہ نہ کچھہ دینا ہی پڑتا -

وہ تانبے ' چاندی اور سونے کے سکوں کی آواز پہچانتا تھا اور مسافر جس طرح کا سکہ دیتا اُسی کے مطابق اُس کا شکریہ ادا کرتا - تانبے کا سکہ دینے والے کی طرف وہ صرف ایک نظر ڈال کر معمولی طرح شکریہ ادا کر دیتا تھا - چاندی کا سکہ دینے والے سے ہاتھہ ملانے کو آگے بڑھا دیتا تھا - اور سونے کا سکہا دینے والے سے ہاتھہ ملاتا اور ملھہ بنا کر اظہار خوشی اور شکریہ ادا کرتا -

کتا گوشت خوار طبقے کا جانور ہے لیکن وہ اپنی بسر اوقات دوسری قسم کی غذاؤں پور بھی کر لیتا ہے -

اُس کو پسینہ کبھی نہیں آتا بلکہ پسینے کے عوض منھہ سے جھاگ آنے لگتے ہیں -

پاگل ہو جانے کا ہیبتناک مرض کتوں اور بعض دوسرے جانوروں کو بھی اکثر ہو جاتا ہے - شروع میں اُس کی علامتیں سستی ' اشتہا پیدا نہ ہونا ' آنکھوں پر ورم وغیرہ ہوتی ہیں اور اگرچہ پیاس کی وجہ سے وہ نہایت بے چین رہتا ہے تاہم پانی سے ڈرتا اور دور بھاگتا ہے -

پھر وہ نہ کسی کو پہچانتا ہی ہے نہ کسی کا خوف اس کی طبیعت میں رہتا ہے اور خواہ مخواہ اِدھر اُدھر بھاگا بھاگا پھرتا ہے - اُس کی تمام خصلتوں میں ایک ساتھہ عجیب تغیر پیدا ہو جاتا ہے - تمام عمر کی تربیت اور محبت بھول بیٹھتا ہے - جو کوئی اس کے سامنے آ جاتا ہے اسی کو کاٹ لیتا ہے اور جھاگ کے ذریعہ اس کے خون میں اپنا زہر پہنچا دیتا ہے - ایسے کتے کو فوراً ہلاک کر دینا هی بہتر ہے -

کتے کی دو صنفیں پائی جاتی ہیں گھریلو اور جنگلی - گھریلو کتوں کے افراد (Varieties) مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم کئے جا سکتے ہیں -

(۱) بھیڑیا نما (Wolf-dogs) (۲) اسپینئل (Spaniel) (۳) شکاری (Hounds) (۴) ماسٹف (Mastiff) (۵) ٹیریر (Terrier) (۶) تازی (Grey Hounds) -

بھیڑیا نما کتوں کی ایک نہایت کارآمد فرد "چرواہے کتوں" (Shepherd Dogs) کے نام سے موسوم کی جاتی ہے - یہہ جھبری دم کے کتے یورپ میں بھیڑ بکریاں چرایا کرتے ہیں - ڈارون صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بھیڑ بکریوں کے گلے اکثر آبادیوں سے دور نظر آتے ہیں جن کی نگہبانی کے لئے صرف دو ایک کتے ساتھہ ہوتے ہیں اور میلوں تک نہ تو کوئی آبادی ہوتی ہے نہ انسان -

یہہ کتے بھیڑ بکریوں کی حفاظت چور اور درندوں سے بخوبی کرتے ھیں - شام ہوتے ھی وہ اُن کو جمع کرکے گھر واپس لے آتے ھیں - بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ھے کہ دو یا زیادہ گلے ایک ھی مقام پر چرتے ھیں اور ان کی بھیڑیں سب مل جاتی ھیں - مگر یہہ کتے ایسے ہوشیار ہوتے ھیں کہ واپسی کے وقت اپنی اپنی بھیڑوں کو بہ‌آسانی علحدہ کر لیتے ھیں -

ایسکیمو کتے (Esquimaux Dogs) بھی بھیڑیا نما قسم ھی کی ایک فرد ھے - ایسکیمو قوم کے لوگ جو کہ نیو فاونڈ لینڈ اور شمالی برفستان کے دوسرے مقاموں میں آباد ھیں اُن کو پالتے ھیں - چھوٹے چھوٹے کھڑے ہوئے کان ' کھلے اُونی بال اور جھبری دم کی وجہ سے یہہ اپنی ظاہری تصویر میں بھیڑئے کے بالکل مشابہ ہوتے ھیں اور اِن کو دیکھہ کر اکثر دھوکا ہوجاتا ھے - فی‌الواقع یہہ کتے پوری طرح پالتو نہیں ہوتے - آزادی پاتے ھی وہ فوراً جنگلی ہو جاتے ھیں اور بھیڑیوں کی طرح گروہ بنا کر بارہ‌سنگے وغیرہ کا شکار کرنے لگتے ھیں - چنانچہ گرمی کے زمانے میں وہ اکثر مارے مارے پھرتے ھیں اور خود شکار مار کر اپنی غذا حاصل کرتے ھیں - سردی آتے ھی وہ اپنے اپنے مالکوں کے پاس پھر پہنچ جاتے ھیں -

غالباً کتے روے زمین پر کہیں اِس قدر مفید نہیں ثابت ہوتے جتنے کہ ایسکیمو کے ملک میں - وہ اپنی تیز قوت

شامہ سے اپنے مالک کو سیل (Seal) کی تلاش میں امداد دیتے ہیں اور بارہسنگے کا شکار اُس کے لئے کرتے ہیں - بھالو وغیرہ سے بھی اِس کی حفاظت کرتے ہیں اور برف پر بوجھہ گھسیٹتے ہیں -

موسم سرما میں اِن کی کھال تین چار انچ لمبے بالوں سے ڈھک جاتی ہے - اِس کے علاوہ بالوں کی ایک اور تہ بھی قدرت نے ان کو عطا کی ہے - اپنے گھنے بالوں کی وجہ سے وہ برف میں بھی بہ راحت زندگی بسر کر لیتے ہیں -

ایسکیمو کتے نہایت محنتی اور جفاکش ہوتے ہیں - ایسکیمو لوگوں کے سلیج یعنی بغیر پہیوں کی گاڑی آٹھہ دس فٹ لمبی اور دو فٹ چوڑی ہوتی ہے اور اُس میں کتوں کی کئی جوڑیاں جوت دی جاتی ہیں - اُن میں جو سب سے ہوشیار اور فہیم ہوتا ہے اُس کو رہنما بنا کر سب سے آگے جوتتے ہیں اور سلیج ہانکنے والا اسی کا نام لے لے کر دہنے بائیں مڑنے کا حکم دیتا ہے - برف کے چکنے اور ہموار میدان پر چھہ سات کتے تقریباً دس من کا وزن کھینچ لے جاتے ہیں - وہ اکثر دوڑ ہی کر چلتے ہیں اور سات آٹھہ میل فی گھنٹے کی رفتار سے پچاس ساٹھہ میل کا سفر دن بھر میں طے کر لیتے ہیں -

نیو فاونڈلینڈ کا کتا

(Newfoundland Dogs.)

بھیڑیا نما کتوں کی یہہ ایک مشہور فرد ہے - ان قدآور کتوں کے جسم پر گھونگر والے بال ہوتے ہیں اور دم بہت موٹی اور جھبری ہوتی ہے - ان کی خصلت اور عادتیں سلجھدہ اور شکل سے متانت ٹپکتی ہے - اپنے مالک کی حفاظت میں وہ جان تک دیتے ہیں اور یہہ اکثر سلیج میں بھی جوتے جاتے ہیں -

---

سینٹ برنارڈ کتے

(St. Bernard Dogs.)

یہہ قدآور اور طاقتور کتے یورپ میں سلسلہ کوہ آلپس پر پائے جاتے ہیں - سوئٹزرلینڈ اور اٹلی کے درمیان اِس پہاڑ کی بہت سی چوٹیاں ہیں جن پر برف گرتا ہے اور تمام تمام سال زمین برف سے ڈھکی رہتی ہے - سینٹ برنارڈ نامی ایک نہایت اونچی چوٹی ہے جس پر برف کے مہیب طوفانوں میں اکثر مسافر گم راہ ہوکر بھٹکتے پھرتے ہیں اور انتہائی سردی اور تکالیف سے اکثر بھی جاتے ہیں - اِس چوٹی کے قریب ہی ایک خانقاہ ہے اور اس میں رہنے والے رحم دل راہب مسافروں کی حفاظت کرنے کے لئے سینٹ برنارڈ کتے رکھتے ہیں - یہہ دو دو

ساتھہ روانہ کئے جاتے ھیں - ایک کی گردن سے شراب کی بوتل لٹکا دی جاتی ھے اور دوسرے کی پشت پر اُونی کمبل باندھہ دیا جاتا ھے - جو مسافر اُن کو راہ میں مل جاتا اِسی کو شراب اور کمبل دیتے ھیں اور خانقاہ تک پہنچا دیتے ھیں - بعض مرتبہ کوئی مسافر بے ھوش ھوکر گر جاتا ھے اور اُس کے جسم ھی پر برف جمنے لگتا ھے - کتے اپنی قوت شامہ سے ایسے بدقسمت کا پتہ لگا کر اُس کے پاس پہنچتے اور اُس کے جسم پر سے برف ھٹاتے ھیں اور اپنی بھاری اور کرخت آواز سے خانقاہ کے راھبوں کو خبر دے دیتے ھیں - ھر سال یہہ کتے بیسوں مسافروں کی جان بچاتے ھیں اور اُن میں سے ایک کو ایک طلائی تمغہ بائیس آدمی کی جان بچانے کے انعام میں ملا تھا -

اسپینیل کتوں کی دو قسمیں ھیں پانی کے اور خشکی کے - پانی کے اسپینیل (Water-Spaniel) کا رنگ اکثر کتھئی اور سفید ھوتا ھے بخلاف خشکی کے (Land-Spaniel) کہ اُن کا رنگ سیاہ اور سفید ھوتا ھے -

لٹکے ھوئے بڑے بڑے کان اور لمبے ریشم کی طرح ملائم اور گھونگر والے بال ان کی ساخت کی خصوصیتیں ھیں - اسپینیل کتا نہایت سیدھا اور خوبصورت ھوتا ھے -

ھاونڈ کتوں کی قسم میں سب سے بڑا ' خوفناک اور خونخوار "خونی ھاونڈ" (Blood-hound) کے نام سے موسوم کہا جاتا ھے - اِس کا قد بہت بڑا اور شکل نہایت مہیب

ہوتی ہے - کان لٹکے ہوئے آٹھ نو انچ کے ہوتے ہیں - سینہ چوڑا، تھوتھڑی بھاری، ٹانگیں گٹھیلی اور مضبوط اور آواز بھاری اور گونجتی ہوئی ہوتی ہے -

اِس کی قوت شامہ تو ضرب‌المثل ہے اور جس جانور کے تعاقب کے لئے وہ چھوڑا جاتا ہے اُس کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی - انسان یا جانور جہاں سے ایک بار نکل جاتا ہے یہہ کتے زمین سونگھہ کر ہی فوراً پتا لگا لیتے ہیں -

کچھہ ہی صدیاں گذریں کہ انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں مفرور قیدیوں اور مجرموں کا پتا لگانے کے لئے یہہ کتے کام میں لائے جاتے تھے - جب انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ پر علحدہ علحدہ سلطنتیں قائم تھیں اور دونوں میں اکثر جنگ چھڑی رہتی تھی اُس وقت بھی ایک دوسرے کا تعاقب کرنے میں اِن کتوں ہی سے امداد لی جاتی تھی - اسکاٹ لینڈ کے مشہور و معروف محب وطن بروس (Bruce) کو اکثر ان کتوں سے تعاقب کئے جانے کا اتفاق ہوا تھا اور اُن سے جان بچانا مشکل ہو گئی تھی - اُن سے پناہ پانے کی غرض سے اکثر مفرور مجرم اور قیدی پانی میں کود پڑتے تھے تاکہ تعاقب کرنے والے کتے زمین سونگھہ کر اُن کا پتا نہ لگا سکیں ملکہ ایلیزیبتھہ کے عہد حکومت میں ائرلینڈ کی بغاوت کے انسداد کے لئے جو فوج بھیجی گئی تھی اس کے ساتھہ آٹھہ سو خونی ہاونڈ تھے -

فاکس هاونڈ

(Fox-Hound.)

یہہ چھوٹے قد کے شکاری کتے ہیں - انگلینڈ میں یہہ بالخصوص لومڑی کے شکار کے لئے پالے جاتے ہیں اور اُن پر زرکثیر صرف کیا جاتا ہے - دوڑ بھاگ اور جفاکشی میں ان کا کوئی ثانی نہیں - ایک فاکس ہاونڈ سات منٹ میں چار میل دوڑتے دیکھا گیا ہے اور ایک مرتبہ اُن کے ایک گروہ نے متواتر دس گھنٹے تک ایک لومڑی کا تعاقب کیا -

---

پائنٹر کتے

(Pointers.)

شکاری کتے ہی کی یہہ بھی ایک قسم ہے - اپنی گردن اور منہہ کی خاص ساخت کی وجہ سے اُن کو پائنٹر یعنی "اشارہ کرنے والے" کے نام سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ اس کی گردن اور منہہ کو دیکھہ کر ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ کسی چیز کی طرف اشارہ کر رہا ہو -

شکار میں اگر شکاریوں سے وہ آگے ہوتا ہے تو جیسے ہی کسی جانور کی بو ملتی ہے فی‌الفور اُسی مقام پر ٹھٹک جاتا اور بت بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور جب تک شکاری نہیں پہنچتے ذرا بھی حرکت نہیں کرتا - بے حس و حرکت کھڑے رہنے کی تو اس میں اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ

اس کے متعلق ایک اہل فن ایک عجیب واقعہ سناتے ھیں کہ دو پائنٹر کتوں کو اشارہ کرتے کھڑا ہوا دیکھ کر ایک مصور نے ان کی تصویر کھینچنا شروع کی - اس کو پورا سوا گھنٹا لگا مگر کتوں نے ذرا بھی حرکت نہ کی -

ایک پائنٹر کتیا ایک دیوار کودنے کو اچھلی لیکن اچھلتے ھی اس کو پتا لگا کہ دیوار کی دوسری طرف تیتر ھیں جو اس کے کودتے ھی اڑ جائیں گے - اس لئے اپنی جست کو یکایک ختم کرکے وہ دیوار پر ھی گری اور اگلے پنجوں سے لٹک گئی - جب شکاری پہنچے اور اس کی یہہ کیفیت دیکھی تو ان کو خیال گذرا کہ اس کے پنجے پھنس گئے ھیں - دیوار کی دوسری طرف تیتر نظر آنے پر ان کو اس راز کا پتا چلا کہ کتیا اس قدر تکلیف کس غرض سے گوارا کر رھی تھی -

---

ماسٹف

(Mastiff)

یہہ تین قسموں کے پائے جاتے ھیں - (۱) ماسٹف (۲) بل ڈاگ اور (۳) پگ - ان سب کا جسم بھاری اور چہرہ نہایت چھوٹا سا اور چوڑا ہوتا ھے اور ان کے جبڑوں کی طاقت تو بے نظیر ھی ھے -

ماسٹف (Mastiff) قسم کے قدآور کتے تقریباً ڈھائی فٹ

اونچے ہوتے ہیں - یہہ شکل کے مہیب لیکن خصلتاً سیدھے ہوتے ہیں - ان کی آواز خاص طور سے بھاری ہوتی ہے - تبت میں ماستف کی ایک نہایت اعلیٰ فرد ہوتی ہے - اُن کے بال بہت لمبے اور قد کتوں کی تمام افراد سے بڑا ہوتا ہے -

---

بل ڈاگ

(The Bull Dog.)

کتے کی ایک یہی فرد ہے جس کی محبت اور اُنس پر کبھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا - اس کا کچھہ بھروسہ نہیں نہ جانے کس وقت ذرا سی ہی چھیڑ چھاڑ میں غضب‌آلود ہو جائے اور یہہ ضدی بھی بے حد ہوتا ہے اور دوسرے کتوں کے مقابلے میں اس کی عقل بھی کوتاہ ہوتی ہے -

بل ڈاگ کے جبڑے کی گرفت تمام عالم میں مشہور ہے - وہ بند ہوکر پھر کھلنا نہیں جانتے - ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بل ڈاگ نے امریکہ کے بسن کی تھوتھڑی پکڑ لی اور اُس کا سر زمین سے ملا دیا - جب بسن اپنی تھوتھڑی نہ چھڑا سکا تو اس نے پچھلی ٹانگ بڑھا کر اس کو کچل کر مار ڈالا - کتے کی موت ہو جانے پر بسن نے اس کو کھینچ کر علحدہ کیا -

پھر بھی کتے کا جبڑا نہ کھلا بلکہ تھوتھوڑی کا گوشت دانتوں کی گرفت ھی میں رہ گیا -

تیریر

(The Terrier.)

یہہ ولایتی کتوں کے نام سے ھند میں بھی اکثر گھروں میں پالے جاتے ھیں - ان کا قد چھوٹا ھوتا ھے -

تازی کتے

(Grey Hounds)

یہہ شکاری کتے ھیں - ان کے دبلے پتلے جسم کے ھر ایک عضو سے تیزی ٹپکتی ھے - جسم کا کوئی حصہ فربہ یا بھاری نہیں ھوتا بلکہ ان کو دیکھہ کر یہہ معلوم ھوتا ھے کہ کھال اور ھڈیوں کے علاوہ ان کے جسم میں اور کچھہ نہیں ھے اور وہ جس قدر دبلے ھوں اُسی قدر خوبصورت تصور کئے جاتے ھیں - یہہ نہایت تیز دوڑنے والے ھیں اور خصلتاً سیدھے اور حکم ماننے والے بھی ھوتے ھیں -

جنگلی کتے یا ڈھول

(Coun rutilans.)

کتے کی نوع کی یہہ دوسری صنف ہے جس کے کئی افراد پائے جاتے ہیں - ہندوستان میں بھی بعض مقاموں میں ان کے گروہ ملتے ہیں - شمالی ہند میں "جنگلی کتے" وسط ہند میں "سونا کتے" اور بعض مقاموں میں "ڈھول" کے نام سے وہ موسوم کئے جاتے ہیں -

ڈھول کی ساخت گھریلو کتوں سے کسی قدر مختلف ہے اور کتوں کے مقابلے میں ان کے دانتوں کی تعداد میں بھی دو کی کمی ہوتی ہے اور تھنوں کی تعداد میں بھی فرق ہوتا ہے - اس لئے اکثر ماہرین فن اس کو ایک علحدہ ہی نوع قرار دیتے ہیں -

ڈھول ہمیشہ گروہ میں رہتے اور مل کر شکار مارتے ہیں - ان کے خوفناک گروہ کے سامنے ارنا جیسے عظیم الجثہ جانور کو بھی عاجز ہونا پڑتا ہے - جس جنگل میں ان کا گزر ہو جاتا ہے اس کو چھوٹے بڑے جانور حتی کہ باگھ تک چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں - اپنے شکار کا پیچھا وہ اس استقلال سے کرتے ہیں کہ تمام تمام رات بھاگنے پر بھی اس کو پناہ نہیں ملتی -

ہند میں ڈھول کا رنگ ہلکا زرد گہرا سرخ ہوتا ہے - کان کھڑے ہوئے اور گول ' دم جھبری ' ٹانگیں مضبوط ' جسم

لمبا اور قد تقریباً بیس انچ ہوتا ہے -

نیپال میں جنگلی کتے کو بوآنسو کہتے ہیں - مسٹر ہاجسن نے اس کا بالتفصیل بیان تحریر کیا ہے اور اسی کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

"بوآنسو قد میں بھیڑئے اور گیدڑ کے درمیان ہوتا ہے - یہہ ہمیشہ گردن نیچی جھکا کر چلتا ہے اور اس کی شکل میں ناشایستگی اور جنگلی پن کی تمام علامتیں نظر آتی ہیں - جسم کا اگلا حصہ پچھلے سے کسی قدر اونچا ہوتا ہے - کھوپری کی ہڈی ناک کی سطح ہی میں ہوتی ہے - اگلی ٹانگیں سیدھی اور پچھلی خمیدہ اور پشت کسی قدر گول ہوتی ہے - وہ اکثر دن میں شکار کرتا ہے اور شکار کا تعاقب کرنے میں وہ اپنی قوت باصرہ سے اتنا کام نہیں لیتا جتنا کہ شامہ سے -

"اُن کی پیشاب میں ایک خاص قسم کی چیرپ ہوتی ہے اور اس میں سخت تعفن بھی ہوتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات وہ اس سے ایک حیرت‌انگیز طریقے سے امداد لیتے ہیں - نیچی نیچی جھاڑیوں کو وہ پیشاب سے تر کر دیتے ہیں اور قریب ہی پوشیدہ رہتے ہیں - کہتے ہیں کہ جو جانور اُدھر سے نکلتا ہے وہ پیشاب کی چیرپ کی وجہ سے اندھا سا ہو جاتا ہے اور پھر بوآنسو اس کو گھیر کر مار لیتے ہیں" -

افریقہ کا جنگلی کتا

"وسط اور جنوبی افریقہ میں بھی ایک فرد جنگلی کتے کی پائی جاتی ہے - ان میں سیاہ ، سفید ، بھورا ، زرد ہر رنگ کچھہ مختلف سا ہوتا ہے - پچھلے حصے پر کچھہ دھندلے دھبے بھی ہوتے ہیں - یہہ کتے نہایت بد وضع اور لاغر ہوتے ہیں مگر شکار میں وہ بڑے بڑے کرشمے دکھاتے ہیں - گارڈن کملگ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "ڈچ قوم کے بور (Boer) لوگوں کے گلوں کو ان سے بے حد نقصان پہنچتا ہے - شہد کی تلاش میں یا اور کسی غرض سے چرواہا ذرا ہٹا نہیں کہ اُن کے گروہ گلے پر آ ٹوٹے - پھر ان کو شکم پری کر لینے سے بھی آسودگی نہیں ہوتی بلکہ کشت و خون سے ان کو اس قدر حظ حاصل ہوتا ہے کہ بلاوجہ صدہا بھیڑوں کو چیر پھاڑ کر ڈال دیتے ہیں" -

---

سیار یا گیدڑ

(Canis aureus.)

کتے کی جماعت کے اس کمینے جانور کو اگر ناظرین نے دیکھا نہ ہوگا تو بھی اُس کی کرخت آواز تو سنی ہی ہوگی - لیکن اس چھتہ خور اور کمینے جانور کا وجود بھی خالی از حکمت نہیں کیونکہ وہ تمام سڑی گلی چیزیں کھاکر روئے زمین کو پاک صاف کرتا رہتا ہے - شکار کے وہ حصے جو کھانے کے قابل نہیں ہوتے اور جن کو بڑے جانور چھوڑ جاتے ہیں سیار بڑی رغبت سے کھا لیتا ہے اور آب و ہوا کو خراب نہیں ہونے دیتا - لکڑ بگھا کی طرح کبھی کبھی سیار بھی قبر کھود کر انسان کی نعش کھا جاتا ہے -

سیار ایشیا ، افریقہ اور یورپ کے جنوبی ممالک میں پایا جاتا ہے - اس کا طول تقریباً دو فٹ اور قد سوا فٹ ہوتا ہے - رنگ بھورا کسی قدر زردی مائل اور بنگال میں بعض بعض سیاہ بھی ہوتے ہیں -

ہندوستان اور لنکا میں ایک روایت مشہور ہے کہ بعض سیار کے سر پر ایک سینگ ہوتا ہے جس میں عجیب و غریب اوصاف بیان کئے جاتے ہیں - سر ہمر سن ٹینلنٹ اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ در اصل یہہ ایک چھوٹا سا سینگ کی شکل کا خار ہوتا ہے جو بالوں میں چھپا

رهتا هے - (۱)

گوشت کے علاوہ سیار پھل وغیرہ بھی بڑے شوق سے کھاتا هے اور گنے کی کاشت کو بالکل هی اُجاڑ دیتا هے - گنے کو جڑ کے قریب چبا کر اُس کا تمام رس چوس جاتا هے انگور، بیر وغیرہ بھی اُس سے نہیں بچتے - ڈاکٹر جرڈن لکھتے هیں کہ وائےناد اور لنکا میں وہ قہوہ کے پھل بھی کھا جاتا هے - ان کے تخم وہ هضم تو کر نہیں سکتا مسلم هی اس کے پیٹ سے باهر آ جاتے هیں - قلی ان تخموں کو جمع کر لاتے هیں اور بیان کیا جاتا هے کہ اِن کو پیس کر جو قہوہ بنایا جاتا هے اُس سے بہتر قہوہ کوئی نہیں هوتا -

اگرچہ سیار چرندہ خور هے مگر بعض اوقات کئی کئی مل کر شکار بھی کرتے هیں اور چھوٹے چھوٹے جانوروں کو یا کسی بیمار یا مسن هرن وغیرہ کو مار لیتے هیں -

هندوستان میں ایک روایت هے کہ هر شیر اور باگھ کے ساتھ ایک گیدڑ همیشہ رهتا هے اور شکار کا پتا لگا کر ایک خاص آواز سے اُن کو مطلع کر دیتا هے اور وہ اس صلہ میں شکار کا کچھ حصہ گیدڑ کے آگے چھوڑ دیتے هیں - اهل فن پہلے تو اس کو من گھڑت هی جانتے تھے لیکن اب

---

(۱) "Sketches of the Natural History of Ceylon," by Sir E. Tennent.

شکاریوں کو خود اپنے تجربے سے اس کی تصدیق ہوتی جاتی ہے - اور اس میں کوئی حیرت کی بات بھی نہیں کیونکہ سیار اِس قدر بےعقل نہیں ہے کہ وہ یہہ نہ سمجھہ سکے کہ جب کوئی بڑا درندہ شکار مارےگا تو اس کا کچھہ حصہ ضرور ہی چھوڑ دےگا جس سے کہ سیار کی شکم پری بخوبی ہو جائےگی -

اس کے متعلق ایک صاحب ایک چشم دید واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ " اچانک ایک مرتبہ باگھہ ہمارے سامنے کچھہ گز کے فاصلے پر نکلا اور جب وہ آگے بڑھہ گیا تو ہم نے گیدڑ کو بھی اس کے پیچھے دیکھا اور جب گیدڑ ہمارے پاس پہنچا تو اس کی آواز بھی سنی - میں نے اکثر سنا تھا کہ سیار ہمیشہ باگھہ کے آگے رہتا ہے لیکن اس موقع پر اور دوسرے موقعوں پر بھی میں نے اس کو پیچھے ہی پایا - میں یہہ نہیں کہہ سکتا کہ سیار باگھہ وغیرہ کا پیچھا کس لالچ سے کرتا ہے - نہ معلوم اس کو شکار میں حصہ ملنے کا لالچ ہوتا ہے یا کہ وہ بلا وجہ ہی اُن کے ساتھہ رہتا ہے جس طرح چھوٹے چھوٹے پرندے شکاری پرندوں کے پیچھے اُڑتے پھرتے ہیں - اس میں شبہہ نہیں کہ ایسے موقع پر سیار کی آواز اس کی معمولی آواز سے مختلف ہوتی ہے - اور جب یہہ آواز سنائی دیتی ہے اُس وقت اور کوئی سیار نہیں بولتا - یہہ بھی یقینی بات ہے کہ هندوستان کے جن حصوں میں بڑے درندے نہیں ہوتے وہاں سیار کی

یہہ خاص آواز کبھی سننے میں نہیں آتی - (۱)

بھیڑیا

(Canis lupus.)

کتے کی جماعت کا یہہ سب سے قدآور جانور ہے - بھڑیا ایشیا ' یورپ اور شمالی امریکہ میں پایا جاتا ہے - ہندوستان میں ہر جگہ اِس نقصان رساں جانور کی حرکتیں سننے میں آتی ہیں - بھیڑیا اُن گھنے جنگلوں میں جہاں باگھہ ' شیر ' ہاتھی وغیرہ پائے جاتے ہیں نہیں رہتا بلکہ کھلے میدانوں میں جھاڑیوں یا بھٹوں میں رہتا ہے - چونکہ وہ مختلف مقامات اور آب و ہوا میں پائے جاتے ہیں اس لئے اُن کے قد ' رنگ اور بالوں کی لمبائی میں فرق ہوتا ہے لیکن یہہ فرق اس قدر ضعیف ہے کہ اہل فن کی رائے ہے کہ روئے زمین پر اُس کی صرف ایک ہی صنف ہے -

عموماً بھیڑئے کا رنگ بھورا زردی مائل ہوتا ہے لیکن سیاہ اور سفید بھیڑئے بھی بعض اوقات نظر سے گذرے ہیں -

بھیڑئے کی خصلت اور عادتیں نہایت کمینہ ہوتی ہیں - کمزور کے لئے تو وہ بڑا خوفناک ہے مگر طاقتور کے سامنے سے دم دبا کر بھاگتا ہے - ہمیشہ چوری سے یا دھوکا دے کر وہ حملہ

---

(۱) Johnson's "Field Sports of India."

کرنا چاهتا هے اور سامنے آنے کي همت نہیں کرتا - امریکہ کے ایک شکاری اس کی خصلت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے هیں کہ " بهیڑیا بڑا هی بزدلا اور ڈر پوک جانور هے - تنہا هونے پر تو اُس میں اتنی همت بهی نہیں هوتی کہ ایک بهیڑ پر بهی آزادی سے حملہ کر سکے - اگر بهوک سے بے چین هو اور هو بهی گروہ کے ساتهہ تو بهلے هي گائے بیل پر حملہ کرے اور انسان پر حملہ آور هونے کي تو اُس میں زخمي هونے پر بهی همت نہیں هوتی - جب کتے اُس پر حملہ کرتے هیں تو صرف ملهہ مار کر رہ جاتا هے اور بزدلی کی وجہ سے وہ اپنے تیز دانتوں اور مضبوط جبڑوں سے کوئی فائدہ نہیں اُٹهانے پاتا اور موقع ملتے هی بهاگ جاتا هے - (۱)

یہی وجہ هے کہ بهیڑئے جب شکار کرتے هیں تو کئی کئی مل کر - انسان سے وہ بہت ڈرتا هے اور شاید بهوک سے بے چین هو کر وار کرتا هو تو کرتا هو - پهر بهی آدمی کے سامنے نہیں آتا بلکہ میلوں تک پیچهے لگا چلا جاتا هے اور یکایک حملہ کرنے کا موقع تلاش کرتا هے -

شیر اور باگهہ کی طرح بعض بعض بهیڑئے بهی مردم خور هو جاتے هیں اور ایک عجیب بات یہہ هے کہ صوبۂ متوسطہ میں مردم‌خور بهیڑیوں کے گروہ کئی کئی سال کے

---

(۱) "The Hunting Grounds of the Great West," by Lt. Col. Dodge.

بعد نظر آیا کرتے ھیں - چنانچہ اُن کا ایک گروہ اُس صوبے میں سنہ ۱۹۲۰ع میں دکھائی دیا تھا اور اُن کا ذکر کرتے ہوئے ایک صاحب نے تحریر کیا ھے کہ "اگر مجھے ٹھیک پتا لگا ھے تو مردم خور بھیڑئے صرف ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں ہوتے ھیں اور کہیں نہیں ہوتے - اُن کے گروہ کئی کئی سال کے بعد صوبۂ متوسطہ کے شمالی حصے میں بالخصوص ساگر اور مڑوارہ کی تحصیلوں میں آجا کرتے ھیں - چنانچہ مڑوارہ تحصیل میں وہ سنہ ۱۸۹۸ع میں نظر آئے تھے اور غالباً اُس سال کے قحط کی وجہ سے مردم خور ہو گئے تھے بعد ازاں اُن کے گروہ اِس سال (یعنی سنہ ۱۹۲۰ع) نظر آئے ھیں - عموماً بھیڑیا مردم خور نہیں ہوتا لیکن یہہ بری عادت وہ بہ آسانی سیکھہ جاتا ھے اور جب انسان پر حملہ کرنے لگتا ھے تو مردم خور باگھہ اور تیندوے سے بھی زیادہ خوفناک ہو جاتا ھے - بھیڑئے گروہ میں رہنے والے جانور ھیں اور جب گروہ کا کوئی ایک جانور مردم خور ہو جاتا ھے تو اُن سب میں یہہ مرض پھیل جاتا ھے اور سب مردم خور ہو جاتے ھیں - باگھہ یا تیندوا چاھے کتنا ھی بے خوف اور بے باک کیوں نہ ہو لیکن وہ مردم خور بھیڑئے کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ بھیڑیا حملے کے داؤ پیچ میں اُن سے کہیں ہوشیار ہوتا ھے - یہہ بھی ھے کہ بھیڑیا کبھی تنہا نہیں ہوتا بلکہ کم از کم ایک جوڑا تو ساتھہ ہوتا ھی ھے" -

مذکورہ دونوں تحصیلوں میں ان بھیڑیوں نے اس قدر آفت برپا کی کہ سرکار نے ان کے ہلاک کرنے کا انعام پچاس روپیہ فی بھیڑیا مقرر کر دیا اور انعام کے لالچ میں صدھا شکاری اپنی جان تک خطرے میں ڈالنے کو تیار ہو گئے - چنانچہ ایک شکاری دو بھیڑیوں کو آتے ہوئے دیکھ کر ایک درخت کی آڑ میں چھپ رہا اور بڑی خوشی خوشی اِس انتظار میں تھا کہ کب وہ بندوق کی زد پر آ جائیں - جب وہ تقریباً سو گز کے فاصلے پر رہ گئے تو شکاری کو اپنے پیچھے ایک خشک ٹہنی کے چٹکنے کی آواز سنائی دی - منھ پھیرا تو کیا دیکھتا ہے کہ کچھ اور بھیڑئے اس کے پیچھے بالکل قریب ہی آ گئے ہیں اور حملہ کرنے ہی کو ہیں - خود شکاری ہی شکار ہونا چاہتا تھا کہ اس کی بندوق کی دونوں نالیں ایک ساتھ اچانک چھوٹ گئیں - بھیڑئے مرے تو نہیں لیکن بھاگ گئے -

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے بھیڑئے اکثر فریب اور چالاکی سے کام لیتے ہیں اور نہایت عقل کے ساتھ شکار میں ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں - چنانچہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ گروہ کے کچھ جانور کسی نالے وغیرہ میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور بقیہ بھیڑئے شکار کو گھیر کر اُسی نالے میں لے آتے ہیں - اسی طرح جب بھیڑوں کے گلے پر حملہ کرتے ہیں تو دو ایک کتوں سے لڑتے بھڑتے ہیں اور بقیہ بھیڑوں کو اٹھا اٹھا کر بھاگتے ہیں -

یورپ اور ایشیا کے شمالی برفستانی مقاموں میں بھیڑیوں کے گروہ کے گروہ بھوک سے مضطرب ہوکر مارے مارے پھرتے ہیں - کوئی چھوٹا بڑا جانور نظر آیا نہیں کہ وہ اس کے پیچھے لگے - پھر نہایت جفا کشی سے میلوں تک اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتے نہ کبھی تھکتے ہیں نہ سستی ہی کا اُن میں نام و نشان ہوتا ہے -

بعض اوقات سلیج پر سفر کرنے والوں کو اُن کے گروہ مل جاتے ہیں تو مسافر بیچارے گھوڑوں کو مارا مار بھگاتے ہیں - اگر لمحہ بھر کو بھی گھوڑے رک جائیں یا آہستہ ہو جائیں تو مسافروں کی خیر نہیں - مگر گھوڑے تو خود ہی خائف ہوکر دیوانہ وار بھاگتے ہیں - کبھی گروہ کا کوئی بے باک جانور اوروں سے آگے بڑھ کر سلیج کے قریب پہنچتا ہے اور اُچھل کر اوپر چڑھ جانے کی کوشش کرتا ہے - اِن کے مسافر فوراً گولی مار دیتے ہیں - ان کو ہلاک کر دینے سے خاص فائدہ یہہ ہوتا ہے کہ جیسے ہی کوئی بھیڑیا مر کر گرتا ہے تو تمام گروہ سلیج کا پیچھا چھوڑ کر پہلے اُس کی نعش کو کھانا شروع کر دیتا ہے - بعض اوقات یہہ نوبت پہنچتی ہے کہ مسافروں کو اپنے گھوڑوں میں سے کسی ایک سے ہاتھہ دھونا پڑتا ہے - گھوڑا جیسے ہی سلیج سے نکال دیا جاتا ہے تو وہ اپنی جان لے کر بے تحاشہ بھاگتا ہے اور بھیڑیوں کا گروہ سلیج کا پیچھا چھوڑ کر گھوڑے کا تعاقب کرنے میں لگ جاتا ہے -

بھیڑیا نہایت چالاک جانور ہے - وہ کھٹکوں کے قریب تک نہیں پھٹکتا بلکہ ذرا سا بھی شبہہ ہو جانے پر اِن سے دور ھی رھتا ہے - ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کچھہ مسافروں کا جو کہ گاڑی میں جا رہے تھے بھیڑیوں نے پیچھا کیا - اُنھوں نے کھڑکی سے محض ایک رسی لٹکا دی جو کہ زمین پر گھسٹتی چلتی تھی - بھیڑئے اُس رسی سے ایسے خوف زدہ ھوئے کہ پھر انھوں نے گاڑی کے قریب آنے کی ھمت نہ کی -

اھلِ انگلینڈ کو تو اِس مضرت رساں جانور سے ایک عرصہ ھوا چھٹکارہ مل گیا لیکن شمالی امریکہ میں وہ اب بھی بہ کثرت ھیں - ایک مصنف تحریر کرتے ھیں کہ میٹاواسکا ندی میں جس کو اُس کی قدرتی خوبصورتی کی وجہ سے صوبۂ اُتاوہ کی ملکہ کا خطاب دیا گیا ہے ایک مقام ہے جہاں کہ بھیڑئے اکثر ھرن کا شکار کیا کرتے ھیں - ھرن اپنی جان بچانے کو دریا میں کود پڑتے ھیں اور دھار کے ساتھہ بہتے جاتے ھیں - آگے کچھہ فاصلے پر ایک مقام ہے جہاں کہ اوپر تو برف کی موتی تہہ جمی رھتی ہے اور برف کے نیچے ایک درہ سا بن گیا جس میں پانی داخل ھو کر آگے نکل جاتا ہے - چالاک بھیڑئے دوڑ کر فوراً اِس درے کے اوپر برف پر جا کر کھڑے ھو جاتے ھیں اور جیسے جیسے ھرن بہ بہ کر پہنچتے ھیں وہ اُن کو اوپر گھسیٹتے جاتے ھیں - (۱)

---

(1) Mr, W. P. Lett, in "The Big Game of America."

لومڑی

(Canis vulpes.)

کتے کی جماعت میں لومڑی سب سے چھوٹی نوع ہے - علاوہ آسٹریلیا کے دنیا کا کوئی حصہ نہیں جہاں لومڑی نہ پائی جاتی ہو اور روئے زمین پر کم از کم چوبیس صنفیں موجود ہیں - کتے کی جماعت میں صرف یہی نوع ہے جو گروہ پسند نہیں - وہ یا تو تنہا رہتی ہے یا اُن کا ایک جوڑا ساتھ رہتا ہے -

لومڑی رہتی تو ہمیشہ بھٹوں میں ہے لیکن اس کو کھودنے کی تکلیف کبھی گوارا نہیں کرتی - اکثر وہ بجّو یا خرگوش یا ایسے ہی کسی اور سادہ لوح جانور کے بھٹے پر جبراً قبضہ کر لیتی ہے - ہاں اگر وہ چھوٹا ہوتا ہے تو کھود کر ضرور بڑھا لیتی ہے - یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بجو اور لومڑی ایک ہی بھٹے میں ساتھ رہتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں - اِس ناخواندہ مہمان کو بجو بچارہ حتی المقدور نباہتا ہے لیکن دونوں کی عادتیں اس قدر متضاد ہیں کہ مستقل طور سے اُن کا ساتھ رہنا نا ممکن ہے - بجو اپنے بھٹے کو نہایت صاف ستھرا رکھتا ہے بخلاف لومڑی کے کہ نہایت غلیظ رکھتی ہے - غذا کے ٹکڑے چاروں طرف پڑے ہوئے سڑا کرتے ہیں اور اس کی غلیظ عادتوں کی وجہ سے بجو کو اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ آخر کار متنفر ہو کر بھٹہ چھوڑ بیٹھتا ہے -

جنوبی امریکہ میں ایک چھوٹا سا بے ضرر جانور پایا جاتا ہے جس کو وزکاچا (Vizcacha) کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اُس کے ساتھ بھی لومڑی یہی حرکت کرتی ہے - اہل فن مسٹر ہڈسن تحریر کرتے ہیں کہ لومڑی وزکاچا کے بھٹے میں جبراً گھس پڑتی ہے - کچھ دیر جنگ و جدال ہوتی ہے پھر وہ اصل مالک کو نکال کر اس کے بھٹے پر قبضہ کر بیٹھتی ہے - مگر چونکہ وزکا چوں کے گروہ کے گروہ ایک ہی مقام پر رہتے ہیں اور وہاں اُن کے صدہا بل ہوتے ہیں اس لئے ایک بل کے چھن جانے سے اُن کا کوئی بڑا حرج بھی نہیں ہوتا اور جلد ہی لومڑی کا قصور معاف کر کے وہ اس سے شناسائی پیدا کر لیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہمسایوں کی طرح برتاؤ کرنے لگتے ہیں - لیکن موسم بہار میں جب وزکاچوں کے چھوٹے چھوٹے بچے بھٹوں سے باہر نکلتے ہیں تو لومڑی ان کا شکار شروع کر دیتی ہے - (۱)

فروری یا مارچ میں لومڑی کے پانچ سے آٹھ تک بچے ہوتے ہیں اور وہ اُن کی پرورش بڑی محبت سے کرتی ہے - ان کی حفاظت میں اپنی چالاکی سے بڑی بڑی تدبیریں کرتی ہے - اگر بھٹے کے آس پاس کسی کی آمد و رفت کے نشانات نظر آ جاتے ہیں تو فوراً بچوں کو اُٹھا کر کسی دوسرے

---

(1) "A Naturalist in La Plata," by Mr. W. P. Hudson.

مقام پر لے جاتی ہے - بعض اوقات بچوں کو دو دو تین تین مختلف مقامات میں رکھتی ہے - بچوں کی حفاظت کے لئے وہ لڑنے مرنے تک کو تیار رہتی ہے چنانچہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو کتے عموماً بے خوف اس کے بھٹے میں گھس جاتے ہیں وہ جس وقت دیکھہ لیتے ہیں کہ اس کے بچے بھی ساتھہ ہیں تو پھر بھٹے میں گھسنے کی ہمت نہیں کرتے -

گوشت‌خوار طبقے کے بعض دوسرے جانوروں کی طرح لومڑی کے بچے بھی اندھے پیدا ہوتے ہیں - وہ نہایت کھلاڑی ہوتے ہیں اور گھنٹوں اپنی جھبری دم کو منھہ سے پکڑنے کی کوشش میں چکر لگایا کرتے ہیں -

لومڑی چھوٹے چھوٹے جانوروں اور پرندوں پر بسر اوقات کرتی ہے - کیڑے مکوڑے اور گرگٹ وغیرہ بھی کھا جاتی ہے اور آبادیوں کے اندر جاکر مرغیوں کی تلاش میں گھوما کرتی ہے -

یہہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ بلی کی جماعت کے اکثر جانور بلاوجہ بھی کشت و خون سے محظوظ ہوتے ہیں - یہی کیفیت لومڑی کی بھی ہے - اگر کبھی مرغیوں تک اس کو رسائی کا موقع مل جاتا ہے تو وہ ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑتی - مگر اُن کو مار کر رفتہ رفتہ سب کو اپنے بھٹے میں پہنچا دیتی ہے - اس لئے یہہ کہنا قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا کہ وہ بے فائدہ خونریزی پسند کرتی ہے بلکہ

اُس کے رویہ سے یہہ پتا لگتا ہے کہ اس کا خاص مقصد آیندہ کے لئے غذا کا انتظام کر لینا ہے -

چالاکی اور مکاری ' فریب اور دھوکا دہی میں اِس سے بڑھہ کر کوئی دوسرا جانور نہیں اور اگر یہہ حرکات اعلی درجے کی عقل پر دال ہیں تو لومڑي سے بڑھہ کر شاید ہی کوئی عقیل ہو - اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب بھاگنے کا موقع نہیں ملتا تو وہ مردہ بن جاتی ہے اور پھر خواہ ٹھوکریں ماری جائیں یا کان پکڑ کر اُٹھایا جائے یا اِدھر اُدھر پھینکا جائے وہ نہ نکھہ کھولتی ہے اور نہ سانس لیتی ہے - جب کتے اور شکاري کچھہ فاصلے پر نکل جاتے ہیں تو اُٹھہ کر بھاگ جاتی ہے -

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب لومڑی پربتی یا خاردار چوہے کو پکڑتی ہے تو اپنی چالاکی کا اچھا ثبوت دیتی ہے - چوہا دشمن کے سامنے اپنے کانٹوں کو کھڑا کر لیتا ہے اور اُس وقت کسی جانور کی ہمت اُس پر منھہ ڈالنے کی نہیں ہوتی - لیکن چوہے کی ایک عادت سے لومڑی بخوبی واقف ہوتی ہے کہ وہ پانی سے بہت خائف ہوتا ہے اور جسم پر پانی پڑتے ہی اُس کے کانٹے گر جاتے ہیں - اس لئے اگر کہیں قریب پانی ہوتا ہے تو وہ چوہے کو لڑھکا کر لے جاتی ہے اور پانی میں گرا کر اُس کو پکڑ لیتی ہے - اور اگر آس پاس پانی نہیں ملتا تو اُس پر پیشاب کر کے

پانی کا کام لے لیتی ہے - (۱)

لومڑی کی حیرت‌انگیز چالاکی کی ایک عمدہ مثال یہہ ہے کہ بچوں کی پیدایش کے بعد وہ اپنے بھٹے کے کسی پڑوسی جانور کو نہیں ستاتی - تیتر، بٹیر وغیرہ کے انڈے زمین پر گھونسلوں میں رکھے رہتے ہیں مگر وہ اُن کو نہیں چھوتی - اسی طرح خرگوش بھی قریب ہی رہتے مگر وہ اُن پر بھی ہاتھہ نہیں ڈالتی - اس سکوت سے اس کا اصل مقصد یہہ ہوتا ہے کہ شکاریوں کو اس کے بھٹے کا پتا نہ چلے - پرندوں اور چھوٹے چھوٹے جانوروں کو قرب و جوار میں رہتے دیکھہ کر شکاریوں کو مغالطہ ہو جاتا ہے کہ وہاں پر کوئی لومڑی نہیں رہتی -

لومڑی کی مکاری اور چالاکیوں کی وجہ سے اُس کے شکار میں بے حد لطف حاصل ہوتا ہے اور انگلینڈ میں قیمتی گھوڑے اور فاکس ہاؤنڈ کتوں کے گروہ بالخصوص اُس کے شکار کی غرض سے رکھے جاتے ہیں - لومڑی اُن کو بڑا ناچ نچاتی ہے اور بسا اوقات اپنی حیرت‌انگیز چالاکیوں سے اپنی جان بچا ہی لیتی ہے -

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک لومڑی کا تعاقب کئے جانے پر وہ ایک چھوٹی سی دیوار پھاند کر اُسی سے مل کر بیٹھہ گئی - یہہ اُس کے لئے از حد خطرناک تھا کیونکہ اگر

Houssays, "The Industries of Animals." (۱)

کتوں میں سے کسی کی اس پر نظر پڑ جاتی تو اس کی خیریت نہ تھی - لیکن اس میں شبہہ نہیں کہ وہ چالاک لومڑی بخوبی جانتی تھی کہ اُس جگہ پوشیدہ ہو جانے کا شبہہ نہ تو کتوں کو ہوگا نہ شکاریوں کو - کتے دوڑتے بھاگتے آئے اور دیوار کود کود کر آگے نکلتے چلے گئے - اس وقت لومڑی اُٹھی اور بیوقوفوں کی بیوقوفی پر ہنستی ہوئی دوسری طرف چل دی - یہہ در اصل ایک سچا واقعہ ہے اور لومڑی کے لئے ایسی چالاکیاں کرنا ایک معمولی کرشمہ ہے -

اُس کو کھٹکے کے ذریعہ سے پکڑنے کی کوشش کرنا ہمیشہ بےسود ہوتا ہے کیونکہ دوسرے جانوروں کی طرح وہ گوشت کے ایک ٹکڑے کے لالچ میں اپنی جان ہرگز نہیں دیتی - وہ اُس کے چاروں طرف چکر لگا لگا کر اُس کے راز کا پتا لگا لیتی ہے اور پھر پاس تک نہیں پھٹکتی -

---

قطب کی لومڑی

(Canis lagopus.)

لومڑی کی یہہ نہایت خوبصورت صنف قُطبین کے قریب قریب برفستان میں پائی جاتی ہے - گرمی کے زمانے میں اُس کا رنگ بھورا یا ہلکا نیلا ہوتا ہے لیکن موسم کی تبدیلی کے ساتھہ اُس کے رنگ میں بھی تبدیلی ہو جاتی ہے - موسم سرما کے شروع ہوتے ہی اس کا جسم لمبے لمبے سفید بالوں

سے ڈھک جاتا ہے - اس صنف کا رنگ مشابہت عامہ تحفظی اور مشابہت عامہ بطشی دونوں کی عمدہ مثال ہے -

یہہ قد میں کچھہ چھوٹی ہوتی ہے اور اُس میں یہاں کی لومڑی کی طرح چالاکی اور مکاری بھی نہیں ہوتی اور کھٹکوں میں بہ آسانی پھنس جاتی ہے - ایسے خوبصورت سمور والے جانور کا سب سے بڑا دشمن انسان ہی ہے اور ہر سال اِس کی تخمیناً دس ہزار کھالیں صرف انگلینڈ کو بھیجی جاتی ہیں -

کالی لومڑی

یہہ صنف شمالی امریکہ میں ملتی ہے اور قطعی سیاہ ہوتی ہے لیکن بالوں کے سرے سفید ہوتے ہیں - اس کی کھال اچھی قیمت میں فروخت ہوتی ہے - ایک مصنف تحریر کرتے ہیں کہ روس کے کسی بادشاہ کا ایک شاہی لباس جو سیاہ لومڑیوں کی گردن کی کھال سے تیار کیا گیا تھا سنہ ۱۸۵۱ ع میں لندن میں ہائڈ پارک کی نمایش میں رکھا گیا تھا اور تخمینہ کیا گیا تھا کہ اس کی قیمت ساڑھے تین ہزار پونڈ سے کم نہ تھی -

سرخ لومڑی

(C. fulvus.)

یہہ صنف بھی شمالی امریکہ میں پائی جاتی ہے اور

اس کے لمبے اور ملائم بالوں کا رنگ سرخ اور چمکدار ہوتا ہے - اس کی کھال کی بھی بے حد تلاش رہتی ہے اور اندازہ کیا جاتا ہے کہ صرف لندن ہی میں ہر سال اس کی ساٹھہ ہزار کھالیں فروخت ہو جاتی ہیں -

جماعت مستیلیڈے

(The Mustelidæ.)

اس جماعت میں کچھہ چھوٹے چھوٹے گوشت خوار جانور هیں جن کی ظاهری ساخت اور قد و قامت میں باهم بہت کم مشابہت ہے - اسی لئے آسانی کی غرض سے اس جماعت کے جانوروں کو تین ذیلی جماعتوں (Sub-families) میں منقسم کیا جاتا ہے - چنانچہ اهل فن مسٹر بلایتھہ نے اُن کو (۱) مستیلینے - (۲) لٹرینے اور (۳) میلنے کی ذیلی جماعتوں میں تقسیم کیا ہے -

مستیلینے کی ذیلی جماعت

(Sub-family Mustelinæ.)

اس ذیلی جماعت میں کچھہ چھوٹے چھوٹے جانور هیں جن کے جسم بڑے نیولے کی طرح لمبے اور ٹانگیں مختصر هوتی هیں - هر پاؤں میں پانچ حصے اور اُن پر تیز ناخون هوتے هیں - رفتار میں اِن کے تلوے کا کچھہ حصہ هی زمین پر پڑتا ہے اکثر اُن کے جسم پر گھنے اور ملائم بال هوتے هیں - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے —

کاٹنے والے $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۱—۱}{۲—۲}$ = ۳۴

اس ذیلی جماعت میں ویزل ' مارٹن ' ارمن ' فوریٹ وغیرہ انواع (genera) شامل کی جاتی ہیں -

---

لٹرینے کی ذیلی جماعت

(Sub-family Lutrinæ.)

اس میں خاص نوع اُودبلاؤ ہے - ان کا جسم لمبا اور چپٹا سا ہوتا ہے - ٹانگیں چھوٹی مگر موٹی موٹی ہوتی ہیں - اکثر یہہ پانی میں رہتے ہیں اور اُن کی معیشت پانی هی پر منحصر ہے - چنانچہ ان کی انگلیاں پھیلی ہوئی اور سب ایک هی جھلی میں ملحقی ہوتی ہیں اور پاؤں تیرنے میں امداد دیتے ہیں - جسم پر بالوں کی دو تہیں ہوتی ہیں - ایک تہہ میں چھوٹے چھوٹے اور گھنے اور دوسری میں لمبے لمبے اور چمکدار بال ہوتے ہیں - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے —

کاٹنے والے دانت $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ - دودھ داڑھیں $\frac{۴—۴}{۳—۳}$ -

داڑھیں $\frac{۱—۱}{۲—۲}$ = ۳۶

میلینے کی ذیلی جماعت

(Sub-family Melinæ.)

اس میں بجّو اور اُس کے مشابہ کچھہ اور جانور شامل

ھیں – اُن کا جسم فربہ ' ٹانگیں موٹی ' چال بھدی ' ناخون زمین کھودنے کے لئے موزوں ' اور بال موٹے اور خشک ھوتے ھیں – یہہ خشکی کے رھنے والے ھیں – اس ذیلی جماعت میں جتنی نوعیں ھیں سب کے دانتوں کی ساخت مختلف ھے –

جماعت مستیلیڈے

(Mustelidæ.)

اُن میں بعض جانور ایسے بھی ھیں جن میں مستیلینے اور میلینے دونوں ذیلی جماعتوں کی خصوصیتیں پائی جاتی ھیں' مثلاً گلاٹن اور اسکنک (Glutton and Skunk) – اس لئے اِن کا ذکر مستیلینے کی ذیلی جماعت کے بعد کیا گیا ھے –

ویزل

(Mustella—the Weasel.)

خوفناک ویزل ظاھری ساخت میں نیولے کے مشابہ ھے اور ذیلی جماعت مستیلینے کی ایک نوع ھے – یہہ یورپ ' شمالی امریکہ اور ایشیا کے شمال اور وسط میں پایا جاتا ھے –

گوشت خواروں میں یہہ جانور قریب قریب سب سے چھوٹا ھے لیکن اُس کی خصلتیں بڑے سے بڑے گوشت خواروں سے

بھی زیادہ خونخوار ھیں اور کشت و خون سے کسی وقت اُس کو آسودگی نہیں ہوتی - ہمت بھی اس میں اِس قدر ھے کہ اپنے سے دوگنے بڑے جانوروں پر بے خوف حملہ کر بیٹھتا ھے - اِس کا جسم نیولے کی طرح بل کھاتا ھے اور وہ چھوٹے چھوٹے سوراخوں اور درازوں میں بہ آسانی گھس جاتا ھے - ایک مرتبہ دیکھا گیا کہ ایک ویزل نے ایک بڑے عقاب پر حملہ کیا - یہ اپنی حفاظت کے لئے اُڑا لیکن ویزل اس کی گردن سے برابر لٹکا ھی رہا اور اپنے تیز دانتوں سے اُس کی گردن چبا ڈالی - بالاخر عقاب زمین پر گر پڑا - ویزل کو اس قدر اونچائی سے گرنے پر بھی کوئی ضرب نہ پہنچی لیکن عقاب کا کام کر ھی لیا -

اِس کا جسم تقریباً آٹھ انچ لمبا ، دم ڈھائی انچ اور رنگ بھورا سا کچھ سرخی مائل ہوتا ھے - جسم پر گھنے اور ملائم بال ہوتے ھیں - اِس کا سمور اگرچہ قیمتی نہیں ھے تاھم کارآمد ھے -

---

کتھیا نیال

(Mustella Kathia.)

ویزل کی یہ صنف نیپال اور بھوٹان میں پائی جاتی ھے - اس کی دم کے نیچے دو سوراخ ہوتے ھیں جن سے ایک رقیق اور متعفن مادہ نکلتا رہتا ھے - اہل نیپال اس خوبصورت جانور کو ہمارے یہاں کی بلیوں کی طرح چوہوں

سے محفوظ رکھنے کو پالتے ہیں -- چوہے فطرتاً اُس سے اس قدر خائف رہتے ہیں کہ اُس کے پہنچتے ہی تعفن سے پتا لگا کر گھروں سے نکل نکل کر بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں -

اِس کی خونخوار خصلت کا تماشہ دیکھنے کے لئے اکثر لوگ اس کو کسی بھیڑ بکری کے قریب چھوڑ دیتے ہیں - وہ بجلی کی طرح اس کی ٹانگوں سے اوپر چڑھ جاتا ہے اور گردن کی موٹی رگ پکڑ لیتا اور خون پینا شروع کر دیتا ہے جس سے کہ بھیڑ بکری کا کام ہی تمام ہو جاتا ہے -

یورپ کا ویزل

(Mustella vulgaris.)

ویزل کی ایک صنف یورپ کے اُن ممالک میں بھی پائی جاتی ہے جن کی آب و ہوا معتدل ہے - یہہ چھوٹا سا ویزل اکثر آبادیوں کے قریب پایا جاتا ہے اور اس کا طول صرف چھہ انچ ہوتا ہے - خصلت کا یہہ بھی نہایت خونخوار اور تند ہے - شکم پری کے لئے وہ سیکڑوں جانور ہلاک کیا کرتا ہے کیونکہ شکار کا گوشت اُس کو مرغوب نہیں ہے بلکہ صرف دماغ کھا لیتا اور خون پی لیتا ہے -

پول کیٹ

(The Pole-cat, or Mustella putorius.)

یہہ ویزل کی ایک مشہور صنف ہے جو یورپ میں قریب

قریب ہر جگہ پائی جاتی ہے - پول کیٹ جب غضب آلود ہوتا ہے تو اُس کے جسم سے بھی ایک ایسا تعفن پیدا ہوتا ہے کہ جس کو انسان تو انسان کوئی حیوان بھی برداشت نہیں کر سکتا - یہہ آبادیوں کے قریب ہی رہتا اور چھوٹے چھوٹے گھریلو جانوروں کو کثرت سے ہلاک کرتا ہے -

---

ہمالیہ کا ویزل

(Musteila sub-hemanchalana.)

یہہ صنف ہمالیہ پر کشمیر سے دارجیلنگ تک بالخصوص درمیانی اور شمالی سلسلۂ کوہ پر پائی جاتی ہے - اِس کا رنگ ہلکا بھورا - طول تقریباً بارہ انچ اور دم چھہ انچ کی ہوتی ہے - بھوٹان میں اس کو "زمیلنگ" اور شمالی پہاڑوں پر "سارنگ کلنگ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

---

مارتن

(The Marten.)

مستیلیڈے کی ذیلی جماعت کی مارتن ایک نوع ہے - اس کا قد بمقابلہ ویزل کے بڑا اور طول تقریباً بیس انچ ہوتا ہے - مارتن کی خصلت بھی ویزل ہی کی طرح خونخوار ہوتی ہے - یہہ درختوں پر بخوبی چڑھہ سکتا ہے اور اکثر اُن ہی کے کھوکھلوں میں یا جھاڑیوں میں رہتا ہے - چھوٹے چھوٹے جانور اور پرند اس کی غذا ہیں - مارتن کے جسم

سے بھی بدبو آتی ہے لیکن وہ ویزل کی طرح ناقابل برداشت نہیں ہوتی -

مال سمپرا

(Martes flavigula.)

مارٹن کی یہہ صنف ہمالیہ پر پائی جاتی ہے - اس کو نیپال میں مال سپرا اور کمایوں کے پہاڑوں پر "توترالہ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں - ہندوستان کے جنوب میں یہہ نیل‌گر پہاڑ پر اور لنکا میں بھی ہوتا ہے - چوہے ' گرگٹ ' سانپ وغیرہ جو کچھہ ہاتھہ لگ جاتا ہے اسی پر گزر کر لیتا ہے لیکن اس کی خاص غذا پرندوں کے انڈے ہیں -

یورپ اور امریکہ کے شمال میں بھی مارٹن کی ایک صنف پائی جاتی ہے -

سیبل

(The Sable Martes zibellina.)

مارٹن کی سب سے مشہور صنف روئے زمین کے شمالی برفستانوں کے قریب پائی جاتی ہے اور اُس کو سیبل کے نام سے موسوم کرتے ہیں - سردی کے موسم میں اس کی کھال نہایت گھنے اور ملائم سیاہ بالوں سے ڈھک جاتی ہے اور خاصی قیمت میں فروخت ہوتی ہے - شمالی امریکہ میں کھتکے

کو پکڑتے ھیں - اندازہ کیا گیا ھے کہ اس کی کم از کم ایک لاکھ کھالیں ھر سال انگلینڈ کو بھیجی جاتی ھیں -

---

ارمن

(The Ermine-mustella Erminea.)

مستھیلیے کی ذیلی جماعت کی یہہ سب سے مشہور نوع ھے جو اُن ھی مقاموں میں ملتی ھے جہاں سمبل پایا جاتا ھے - ارمن ایک قسم کا بڑا ویزل کہا جا سکتا ھے اور دونوں کی عادات اور خصائل بھی قریب قریب ایک سی ھوتی ھیں -

گرمی میں اس کی کھال کا رنگ بھورا سرخی مائل ھوتا ھے لیکن سردی آتے ھی اُس کے رنگ میں تغیر ھونے لگتا ھے اور جسم پر سفید دودیہ بال نکل آتے ھیں - اُسی وقت یہہ اپنے بیش قیمتی سمور کے لئے مارے جاتے ھیں - ھزارھا کھٹکے برف میں لگائے جاتے ھیں اور سیکڑوں کا ذریعہ معاش اسی کا شکار ھو جاتا ھے - سائبیریا ' روس ' ناروے ' سوئڈن ' وغیرہ سے اس خوبصورت جانور کی ھزاروں کھالیں باھر بھیجی جاتی ھیں -

ارمن کے بیش بہا سمور سے یورپ کے سلاطین ' اُمرا ' ججوں ' اور اعلے افسروں کے لباس آراستہ کئے جاتے ھیں '

بلکہ کسی زمانے میں ارمنی سمور سے آراستہ لباس شاہی نشان سمجھے جاتے تھے اور ایڈورڈ سویم کے عہد سلطنت میں علاوہ شاہی خاندان کے اور کسی کو ارمن سے آراستہ لباس کی اجازت نہ تھی -

اس کی دم کے سرے پر سیاہ بالوں کا ایک گچھا ہوتا ہے جس کا رنگ کبھی متغیر نہیں ہوتا - ان سیاہ بالوں کے ستارے اس کے سفید سمور میں ٹانک دئے جاتے ہیں - ان ستاروں کے پھول مختلف طرز کے بنائے جاتے ہیں اور ان ہی کے اختلاف سے مراتب اور عہدے ممتاز کئے جاتے ہیں -

---

فیریٹ

(The Ferrett, or Mustella furs.)

مستیلیڈے کی ذیلی جماعت کی یہہ بھی ایک نوع ہے جو یورپ میں اکثر جگہ گھروں میں پالی جاتی ہے مگر آزاد فیریٹ کہیں نہیں پایا جاتا - وہ پہلے پہل افریقہ سے اسپین میں لایا گیا اور پھر یورپ کے تمام ملکوں میں پہنچا -

اس کا رنگ سفید کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے - طول تقریباً چودہ انچ اور دم چار انچ کی ہوتی ہے - جسمی ساخت ویزل کے مشابہ ہے اور خصلت بھی اُسی کی طرح خونخوار ہے -

یورپ میں یہہ ریبٹ (ایک قسم کا خرگوش) کے شکار کے لئے پالا جاتا ہے - اُس کو ریبٹ کے بھٹے میں گھسا کر باہر جال پھیلا دیا جاتا ہے - ریبٹ اُس کی بو پاتے ہی بھٹے سے دیوانہ‌وار بھاگتے ہیں اور جال میں پھنس جاتے ہیں - بھٹے میں چھوڑنے سے قبل فیریٹ کے منھہ پر جالی باندھہ دی جاتی ہے ورنہ وہ اندر ہی ریبٹ کا خون پینا شروع کر دیتا ہے اور کبھی اس کو ایسا موقع مل جاتا ہے تو تازہ خون سے سیر ہوکر بھٹے ہی میں سو رہتا ہے اور کئی کئی دن تک باہر نہیں نکلتا -

اگرچہ فیریٹ پالتو جانور ہے تاہم اس کی خصلت قابل اعتبار نہیں - اکثر اجنبی آدمیوں کو کاٹ کھاتا ہے اور بعض اوقات سوتے ہوئے بچوں پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے -

---

گلاٹن

(Glutton, or Gulo luscus.)

گوشت خوار طبقے میں مسٹیلیڈے جماعت کی یہہ ایک نوع ہے - جسمی ساخت میں وہ مارٹن اور بجو کے درمیان ہوتا ہے اور مسٹیلیڈے جماعت کا یہہ سب سے بڑا جانور ہے - اس کے جسم پر چھوٹے چھوٹے اونی بال ہوتے ہیں جو دم اور پہلوؤں پر گھنے اور لمبے ہوتے ہیں اور اُن کی وجہ سے گلاٹن بہت جھبرا معلوم ہوتا ہے - اُس کی ٹانگیں چھوٹی اور موٹی اور پنجے بڑے جن میں نکیلے مضبوط اور بہت خم‌دار

ناخون ہوتے ہیں - سر چوڑا ' اور آنکھیں چھوٹی ' قوت باصرہ کمزور ' رنگ گہرا بھورا ' اور پشت خمیدہ اور اوپر کو اٹھی ہوتی ہے - مستیلیڈے جماعت کے بعض دوسرے جانوروں کی طرح گلاٹن کی دم کے بھی نیچے گرہ ہوتی ہیں جن میں ایک بدبودار زرد مادہ پیدا ہوتا ہے - اُس کا طول تقریباً ڈھائی فٹ ہوتا ہے -

گلاٹن دنیا کے شمالی حصوں میں پایا جاتا ہے - اپنے بھاری بھدے اور سبک روی کی وجہ سے وہ زیادہ تر زندہ شکار نہیں مار سکتا بلکہ مرے ہوئے جانوروں ہی کے گوشت پر قناعت کرتا ہے - پھر بھی اگر کہیں موقع مل جاتا ہے تو کشت و خون کرنے میں کمی نہیں کرتا اور بھاری اور بھدا ہوتے ہوئے بھی اس قدر نقصان پہنچاتا ہے کہ اُس کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ ناروے کی گورنمنٹ ہر گلاٹن کے ہلاک کرنے کے لئے اُتنا ہی انعام دیتی ہے جتنا کہ بھیڑئے اور بھالو کو مارنے کے لئے -

انگریزی لفظ گلاٹن کے معنی "بلا خور" کے ہیں اور ایسے نام سے بدنام کئے جانے کی وجہ تسمیہ صرف یہہ ہے کہ اُس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا - شکار مار کر وہ گوشت کی ایک بوٹی بھی نہیں چھوڑتا - ایک اہل فن تحریر کرتے ہیں کہ "اگرچہ گلاٹن کی خوفناک خصلت کے بیان میں کچھہ مبالغہ کیا گیا ہے لیکن اس کی بلاخوری میں کوئی مبالغہ نہیں - کھاتے کھاتے وہ اپنے پیٹ کو کس کس طرح بھر لیتا ہے اس کا بیان اولاس میگنس (Olaus magnus) نے تحریر کیا ہے

کہ قدیم اہل رومہ کی طرح خوب شکم سیر ہو کر وہ فوراً ہی پھر واپس آتا اور دوبارہ کھانا شروع کر دیتا ہے " - (۱)

گلاتن پوشیدہ رہنا پسند کرتا ہے اور رات ہی میں باہر نکلتا ہے - اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن مقاموں میں گلاتن رہتا ہے وہاں بھی برسوں تک کبھی نظر سے نہیں گزرتا -

اگرچہ ظاہری ساخت میں وہ ایک بھدا سا جانور معلوم ہوتا ہے تاہم اُس کی عقل بھدی نہیں ہے بلکہ اُس کی شمار ہوشیار اور چالاک جانوروں میں کرنا چاہئے - دنیا کے اُن حصوں میں جہاں گلاتن ہوتا ہے ایک چھوٹا سا جانور سیبل (دیکھئے مستئیلوتے جماعت) بھی ہوتا ہے - جو لوگ کہ سیبل پکڑنے کو کھٹکے لگاتے ہیں اُن کا گلاتن بہت بڑا دشمن ہے -

اُن سنسان میدانوں میں یہہ لوگ ایک ساتھہ چالیس پچاس میل تک تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھٹکے لگا دیتے ہیں گلاتن ایک طرف سے چلتا ہے اور ہر کھٹکے کا گوشت نکال نکال کر کھا جاتا ہے اور اگر کسی میں سیبل بھی پھنسا ہوا مل جاتا ہے تو اُس کو بھی چٹ کر جاتا ہے کیونکہ پیٹ تو اُس کا کبھی بھرتا ہی نہیں - اور کھٹکوں میں

---

(۱) "Mammalia," by Mr. F. B. Beddard, F. R. S.

وہ نہایت چالاکی سے اُلٹی طرف سے داخل ہوتا ہے اس لئے اگر کبھی کھٹکا چھوٹ بھی جاتا ہے تو بھی اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا - اُس کو پتا لگا نہیں کہ کھٹکے لگائے گئے ہیں کہ پھر وہ پیچھا نہیں چھوڑتا اور سیبل کے شکاریوں کو پہلے اُس کا انتظام کرنا پڑتا ہے -

بلاخور ہونے کے علاوہ گلاٹن میں ایک اور بھی عیب ہے کہ آپ پکے چور بھی ہیں - اگر وہ صرف کھانے کی چیزیں چرائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں - عجب تو یہہ ہے کہ جو چیزیں اس کے کسی مفاد کی نہیں اُنہیں تک چرا لیتا ہے - چنانچہ ایک مرتبہ ایک شکاری کو معہ اپنے خاندان کے اپنا مکان تنہا چھوڑ کر کہیں جانے کا اتفاق ہوا ' واپس آنے پر کیا دیکھتا ہے کہ اُس کا تمام مال اسباب لٹ گیا ہے ' مکان کی صرف دیواریں ہی دیواریں باقی رہ گئی ہیں - کمبل ' بندوقیں ' کیتلیاں ' چھریاں ' ٹین کے ڈبے ' فرض جس چیز کو دیکھئے غائب - تلاش کئے جانے پر خوش قسمتی سے کچھہ چیزیں اِدھر اُدھر پڑی نظر آئیں اور اُن ہی کے ذریعہ سے تلاش کرنے سے ایک گلاٹن کے بھٹے میں سب چیزیں مل گئیں - (۱)

گلاٹن کا ایک عجیب طریقہ یہہ ہے کہ انسان کو دیکھہ

---

(۱) "Fur-bearing Animals of North America," by Mr. Cowes.

کر بھاگتا نہیں بلکہ کتے کی طرح ٹھیک لگا کر بیٹھ جاتا ھے اور اگلے پنجوں سے اپنی آنکھوں پر بالکل اُسی طرح سایہ کر لیتا ھے جیسے کہ انسان دھوپ میں کسی دور کی چیز کو دیکھتے وقت کر لیتا ھے - یہہ عجیب طریقہ اور کسی حیوان میں نہیں دیکھا جاتا -

---

اسکنک

(The Skunk, or Mephitis Mephitica.)

اسکنک بھی مستھلیتے جماعت کی ایک نوع ھے - قد و قامت اور ظاھری ساخت میں یہہ مارٹن کی بڑی صنفوں کے مشابہ ھے لیکن دانتوں کی ساخت قطعی مختلف ھوتی ھیں - اس کے پنجوں میں لمبے لمبے ناخون ھوتے ھیں جو کھودنے کے لئے موزوں ھوتے ھیں - قد میں وہ قریب قریب بلی کے برابر ھوتا ھے لیکن اس کا جسم بلی سے کچھہ فربہ ھوتا ھے - اس کے بال سیاہ ' چمکتے ھوئے اور ریشم کی طرح ملائم ھوتے ھیں اور لمبائی میں دو سفید اور چوڑی دھاریاں بھی ھوتی ھیں - دم پر بہت بڑے بڑے سفید اور بھورے بال ھوتے ھیں اور وہ اُس کو جوھری کی طرح یا سیدھا کھڑا کئے رھتا ھے یا اُٹھا کر پشت پر رکھہ لیتا ھے -

یہہ شمالی اور جنوبی امریکہ میں ھوتا ھے اور چوھے ' مینڈک ' کیڑے مکوڑے وغیرہ کھا کر گزر بسر کرتا ھے - علاوہ

ازیں وہ جیفہ‌خور بھی ہے اور بڑے بڑے جانوروں کی نعشیں بھی کھا لیتا ہے -

اہل فن ڈاکٹر میریم بیان کرتے ہیں کہ دوسرے جانوروں کی طرح اسکنک انسان کو دیکھ کر خائف نہیں ہوتا اور نہ بھاگتا ہے* - اس کے طور و طریق میں متانت اور ہر کام میں سنجیدگی پائی جاتی ہے - عموماً وہ ایک ایک قدم نہایت آہستہ آہستہ بڑھاتا ہے - اس کو خوف‌زدہ کرنا مشکل ہے لیکن اگر خائف ہو جاتا ہے تو تیزی سے بھاگ بھی لیتا ہے - وہ ایک خوش‌نما پالنے کے قابل جانور ہے اور اپنے آقا سے محبت بھی کرتا ہے - اس کا گوشت سفید ' ملائم اور خوش ذائقہ ہوتا ہے - (۱)

لیکن اس خوش‌نما صاف ستھرے جانور میں ایک زبردست عیب بھی ہے - مستیلیڈے خاندان کے اکثر جانوروں کی دم کے نیچے ایک گرہ ہوتی ہے جو اسکنک میں بالخصوص بڑی ہوتی اور اس میں ایک زرد سا مادہ پیدا ہوتا ہے جس کو وہ پچکاری کی طرح دور تک چھوڑ سکتا ہے - اس مادہ میں اس قدر تکلیف‌دہ اور ناقابل برداشت تعفن ہوتا ہے کہ انسان تو انسان کسی حیوان کی بھی ہمت نہیں کہ اس کو برداشت کر سکے اور اس تعفن کی وجہ سے زیادہ دیر تک کوئی زندہ نہیں رہ سکتا - حیرت کی بات یہہ

---

(۱) "Mammals of the Adirondack Region," by Dr. C. H. Merriam.

ہے کہ اس بدبو کو منتشر کرنا اُس کا اختیاری فعل ہے -
بالعموم اُس کے جسم میں بدبو نہیں آتی - صرف غضب آلود ہونے پر یا اپنی حفاظت کے لئے وہ اس ناگفتہ بہ ہتھیار سے کام لیتا ہے - اس تعفن کی وجہ سے وہ ایسا ذلیل و خوار سمجھا جاتا ہے کہ امریکہ میں اُس کا نام بھی لینا تہذیب کے خلاف مانا جاتا ہے -

ایک سیاح ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جو اُن ھی پر گزرا تھا کہ " میں ایک مقام پر ٹھہرا تھا - وہاں ایک اسکنک آ گیا - شب کا وقت اور سردی کا موسم تھا - کتے جاگ گئے اور اسکنک کے پیچھے دوڑے - فی‌الفور اس نے اپنے تعفن کو ایسا منتشر کر دیا کہ اگرچہ میں سو رہا تھا مجھے اپنا سانس گھٹتا ہوا معلوم ہوا - بدبو اس قدر ناقابل برداشت تھی کہ گئے بھی تک چلانے لگے - اسی سال ایک اور اسکنک ہمارے باورچی خانے میں گھس آیا اور ایک ملازمہ نے اُس کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر اس کو پہچان لیا اور مار ڈالا - ایک لمحہ میں تمام باورچی خانے میں اس قدر بو پھیلی کہ وہ ملازمہ کئی دن تک بیمار رہی - روٹی ' گوشت اور تمام سامان جو وہاں تھا سب بدبودار ہو گیا اور پھینک دینا پڑا " -

ڈاکٹر میریم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک اسکنک تقریباً سو گز کے فاصلے پر مارا گیا اور اگرچہ تمام دروازے بند کر لئے گئے پھر بھی اُس تمام مکان میں پانچ منٹ کے اندر بدبو سرایت کر گئی -

بجو

(Mellivora).

میلویلے کی ذیلی جماعت میں بجو اور اُس کے مشابہ کچھہ اور جانور بھی هیں - مستیلیدے کی ذیلی جماعت سے یہہ بہ آسانی ممتاز کئے جا سکتے هیں - مستیلیدے کے سب جانور چھریرے جسم کے اور پھرتیلے هوتے هیں بخلاف میلیلے کے کہ جو کسی قدر بھاری جسم کے هوتے هیں - اُن کی ٹانگیں موٹی موٹی ' رفتار آهستہ آهستہ اور ناخون بڑے بڑے ' مضبوط اور کند هوتے هیں جو کھودنے کے لئے نہایت موزوں هیں - اکثر اُن کے جسم پر لمبائی میں دھاریاں اور بال ملایم ' چکنے اور چمکدار هوتے هیں - اُس کے خلاف میلیلے کی ذیلی جماعت کے بال موٹے اور کھرکھرے هوتے هیں -

---

هندوستان کا معمولی بجو

(Mellivora indica.)

یہ شمال سے جنوب تک هر جگہ پایا جاتا هے اور بالخصوص پہاڑوں کے ان ڈھالو حصوں میں جہاں اُن کو بھٹے کھودنے میں آسانی هو کثرت سے پائے جاتے هیں - شمالی هند کے دریا اور تالابوں کے ڈھالو ساحلوں پر بھی اُس کے بھٹے اکثر نظر آتے هیں -

اُس کے جسم کے اوپری حصے کا رنگ بھورا لیکن پہلوؤں اور پیٹ کا سیاہی مائل ہوتا ہے - بالائی حصے کا رنگ ہلکا اور نیچے گہرا ہونا معمول کے خلاف ہے - عام طور سے جانوروں کا رنگ اُس کے خلاف ہوتا ہے - اُس کی پیشانی پر ایک چوڑی سفید دھاری ہوتی ہے - پاؤں میں پانچ حصے اور اُن پر مضبوط ناخون ہوتے ہیں جو زمین کھودنے کے لئے نہایت ہی موزوں ہیں - اگلے پاؤں کی کھودی ہوئی مٹی وہ پچھلے پاؤں سے پیچھے پھیلتا جاتا ہے - کدال اور پھاوڑہ دونوں کی شکل اس کے پاؤں میں موجود ہوتی ہے اور ان سے وہ بڑے بڑے وسیع بھٹے کھود لیتا ہے - قبریں کھودنے کا ذلیل کام بھی وہ ان ہی سے کرتا ہے - اس کے جسم پر نہایت لمبے اور موٹے بال ہوتے ہیں جو سیدھے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ جسم پر اِس طرح پڑے ہوتے ہیں گویا کنگھے سے درست کئے گئے ہیں -

بجو کی پیشانی کی سفید دھاری بے مطلب نہیں ہوتی بلکہ سامنے سے آتا ہوا بجو اس دھاری سے نظر کو مغالطے میں ڈال دیتا ہے اور دور سے نظر نہیں آتا - مشابہت عامہ تحفظی اور بطشی دونوں ہی کا انتظام اس کے لئے قدرت نے کیسی آسانی سے کر دیا ہے -

بھاری اور بھدا بجو پاؤں کے تلوں کے بل چلا کرتا ہے اور اس میں دوڑنے بھاگنے کی زیادہ طاقت نہیں ہوتی - پھر بھی اُس کو غذا کی کمی نہیں کیونکہ وہ ہمہ خور

(Ominivorous) ھے اور پھل ' جڑیں ' کیڑے مکوڑے '
سانپ ' گرگٹ ' انڈے وغیرہ جو کچھہ ھاتھہ لگ جاتا ھے
اسی کو چٹ کر جاتا ھے - اُس کے دانتوں کی ساخت اُس
کی ھمہ خوری پر کافی روشنی ڈالتی ھیں -

شمالی ھند میں بسا اوقات وہ قبریں کھود ڈالتے ھیں اور
بالخصوص بچوں کی نعشیں اکثر نکال ھی لے جاتے ھیں - اسی
شنیع عادت کی وجہ سے وہ قابل نفرین بھی سمجھا جاتا
ھے -

مگر یہہ امر قابل تعجب ھے کہ ایک ایسا جانور جو
نعش تک نہیں چھوڑتا وہ رھتا بڑا صاف ستھرا ھے - اپنا
جسم اور جائے قیام دونوں کو وہ صاف رکھتا ھے - بھٹے کے
جس حصے میں رھتا ھے اُس میں گھاس وغیرہ بڑی صفائی
سے بچھائے رھتا ھے اور صاف تازہ ھوا کی غرض سے وہ اپنے
بھٹے میں کئی کئی سوراخ اوپر تک کھود لیتا ھے - اندر ھی اندر
کئی اور سرنگ بھی ھوتے ھیں جن کا طول اکثر پچیس تیس
فٹ تک ھوتا ھے - اُن میں بجو اپنے کھانے پینے کا سامان
جمع رکھتا ھے - وہ اس قدر صفائی پسند ھے کہ اگر غلیظ
رھنے والی لومڑی کبھی اس کے بھٹے میں جبراً گھس پڑتی
ھے تو بیچارہ اس کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ھے -

بجو ایک نہایت ھی بزدل اور ڈرپوک جانور ھے اور تمام
دن کبھی نظر نہیں آتا - شب میں باھر آتا اور غذا کی
تلاش میں چکر لگاتا ھے - اگر کبھی کتے اس کا تعاقب کرتے

میں تو اول تو یہی کوشش کرتا ہے کہ بھاگ کر اپنے بھٹے میں گھس جاے اور اگر وہ دور ہو تو جھٹ لوٹ کر اپنے مضبوط پانجوں اور دانتوں سے ان کا مقابلہ کرتا ہے -

---

یورپ کا بجو

(Meles taxus.)

یہہ صنف یورپ ' ایشیا اور شمالی امریکہ کے شمال میں ملتی ہے - اِس کو جو کچھہ غذا مل جاتی ہے اُسی پر بسر اوقات کر لیتا ہے - سائبیریا میں تو وہ ایسا پکا گوشت خور ہوتا ہے کہ چوپایوں کے بچوں کو مارنے کے لئے اُن کے گروہ پر حملہ کر بیٹھتا ہے - جرمنی میں موسم بہار میں وہ چوہے ' چھچھوندریں ' چیونٹیاں اور شہد کی مکھیوں کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے اور سؤر کی طرح خراٹا کرتا ہوا زمین کھودتا پھرتا ہے - شہد کی مکھیوں کی نیش‌زنی سے اس کو کوئی خوف و خطر نہیں ہوتا - جب وہ اس کے اوپر بیٹھہ جاتی ہیں تو صرف کھال کو حرکت دے کر اُڑا دیتا ہے - سردی کے شروع ہونے پر وہ سبزی‌خور ہو جاتا ہے اور یہی اس کی فربہی کا زمانہ ہے - اس زمانہ میں وہ طرح طرح کی جڑیں ' پھل ' انگور وغیرہ بڑے شوق سے کھاتا ہے - (۱)

Vogt's "Natural History of Mammals." (1)

جن ملکوں میں سردی بے حد پڑتی ہے وہاں بجو بھی بھالوؤں کی طرح کئی کئی ماہ تک کسی محفوظ مقام میں پڑے سوتے رہتے ہیں (Hybernation) - جب ہر طرف سے زمین ڈھک جاتی ہے اور کسی قسم کی غذا دستیاب ہونے کی امید نہیں ہوتی تو موٹا تازہ بجو اپنے بھٹے میں ٹانگیں سمیٹ کر لیٹا رہتا اور گہری نیند میں سو رہتا ہے اور کئی کئی ماہ تک بے آب و دانہ سکون کے ساتھہ پڑا رہتا ہے - جب برف گل جاتا ہے اور تمام حیوان اور پرند خوش‌گوار موسم کا لطف اُٹھاتے ہیں تو بجو بھی اپنی خواب‌گاہ سے لڑکھڑاتا ہوا اٹھتا ہے اور اپنے کمزور جسم کو فربہ کرنے کی فکر پھر اس کو دامنگیر ہوتی ہے -

شہد کا بجو

(The Honey Badger, or Mellivora Capensis.)

بجو کی یہہ صنف افریقہ میں اکثر جگہ بالخصوص راس امید کے گرد و نواع میں ملتی ہے - یہہ جسمانی ساخت میں بہت کچھہ ہندوستانی بجو کے مشابہ ہے لیکن اس کا طول تقریباً ایک گز ہوتا ہے - شہد کا وہ اس قدر شائق ہے کہ تمام دن اُسی کی تلاش میں حیران و سرگردان پھرتا ہے اور یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے -

بھالو سؤر

(The Hog-Badger, or Arctonyx collaris.)

میلوئے کی ذیلی جماعت میں یہہ ایک نوع ہے جو نیپال اور شکم کی ترائی میں نیز آسام سلہٹ اور اراکان میں پائی جاتی ہے - اُس کے جسم کے بالائی حصے کا رنگ سفید اور کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے - سینے پر کالر کی طرح ایک دھاری ہوتی ہے جو سیاہی مائل ہوتی ہے - طول تقریباً دو فٹ اور دم چھہ انچ کی ہوتی ہے - اس کا جسم بھاری اور بھدا اور چال نہایت دھیمی اور سست ہوتی ہے - وہ بھالو کی طرح پچھلے پاؤں پر بہ آسانی کھڑا ہو سکتا ہے - یہہ بھی تمام دن پڑا سوتا رہتا اور صرف شب میں نکل کر غذا کی تلاش میں گھومتا ہے -

---

اُودبلاؤ

(The Otter—Lutra.)

لٹریلے کی ذیلی جماعت میں اُودبلاؤ اور اُس کی صنفیں شامل ہیں - اور اپنے لمبے اور چپٹے جسم، چھوٹی اور موٹی ٹانگوں اور جھلی سے ملتے ہوئے پنجوں کے ذریعہ دوسرے جانوروں سے بہ آسانی ممتاز کئے جا سکتے ہیں - اس کی لمبی دم اوپر سے گول اور نیچے چپٹی ہوتی ہے - یہہ دریائی جانور ہے اور اس کا تمام جسم، دم اور پنجے تیرنے

کے لئے نہایت موزوں بنائے گئے ہیں - پلکوں کے اندر ایک جھلی ہوتی ہے جو غوطہ لگانے کے وقت آنکھوں پر آ جاتی ہے اور ان کو پانی سے محفوظ رکھتی ہے - یہہ جھلی اس قدر باریک ہوتی ہے کہ اس سے تھوڑی تھوڑی روشنی بھی چھن چھن کر آنکھوں تک پہنچتی رہتی ہے - اُن کے دانت مضبوط اور نکیلے ہوتے ہیں اور ڈاڑھوں پر مضبوط گھنڈیاں ہوتی ہیں - کیلوں کی نوکیں اندر کو مڑی ہوتی ہیں اور ایسی ساخت ہونے کی وجہ سے چکنی مچھلیاں جو کہ اُود کی خاص غذا ہیں اُن کی گرفت سے چھوٹنے نہیں پاتیں -

اود ندیوں کے کنارے پر پتھروں اور چٹانوں میں پوشیدہ رہتا ہے یا اپنے مضبوط پنجوں سے بھٹا کھود لیتا ہے جس میں داخلے کے لئے وہ کئی راستے بنا لیتا ہے - یہہ گروہ پسند جانور ہیں اور ایک ہی جگہ پانچ چھہ یا زیادہ مل کر رہتے ہیں -

موسم بہار کے شروع میں ان کے تین چار بچے پیدا ہوتے ہیں اور ماں ان کی پرورش بڑی محبت سے کرتی ہے - اگر بچے کبھی پکڑ لئے جاتے ہیں تو اکثر انتہائی غم سے وہ مر بھی جاتی ہے -

اُود کے جسم پر بالوں کی دو تہیں ہوتی ہیں اور اس کا سمور کارآمد ہے - وہ نہایت بہتر تیراک ہے - اور مچھلیوں کا مارنا تو اس کا کھیل ہے - بسا اوقات مچھلی پر منہہ مار ہی کر چھوڑ دیتا ہے - ہاں ، اگر بھوکا ہوتا ہے تو کنارے

پر لے جاتا اور اُس کو سر کی طرف سے کھانا شروع کرتا ہے -

ہندوستان کا بجو

(Lutra indica.)

یہہ صاف ہند میں ہر جگہ پائی جاتی ہے - اس کے جسم پر بھورے یا کتھئی بال ہوتے ہیں صرف پیٹ سفید کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے - طول تقریباً ڈھائی فٹ اور دم ڈیڑھ فٹ کی ہوتی ہے - یہہ صنف برما اور ملے میں بھی پائی جاتی ہے -

ان کے چھوٹے چھوٹے گروہ ندیوں اور سمندروں کے کنارے پر نظر آتے ہیں - اکثر وہ شب ہی میں باہر آتے ہیں لیکن بعض اوقات دن میں بھی پانی میں اُچھلتے کودتے نظر آتے ہیں - اِن کے بچے بہ‌آسانی پالے جا سکتے ہیں اور بنگال میں مچھلی‌مار اکثر ان کو پالتے ہیں - یہہ پالتو اُود مچھلیوں کے گروہ کو گھیر کر جال کی طرف لے آتے ہیں اور اکثر مچھلی کو پکڑ لاتے اور اپنے مالک کو دے دیتے ہیں -

ڈاکٹر جرڈن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک اود کا بچہ کتوں کے بچوں کے ساتھہ پالا تھا - وہ میرے ساتھہ کتے کی طرح ہوا خوری کو جاتا اور موقع ملتے ہی فوراً پانی میں کود پڑتا اور کھیل کود کرتا تھا - کبھی کبھی وہ

مینڈک یا چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پکڑ لیا کرتا تھا - جب وہ بڑا ہو گیا تو اکثر تنہا بھی چلا جاتا تھا - ایک روز وہ بازار میں جا نکلا اور ایک مچھوا کے ہاتھہ سے ایک بڑی مچھلی چھین لی اور جب مچھوا نے اس کو مار کر بھگانا چاہا تو اس کا مقابلہ کرنے پر تیار ہو گیا - اس کے بعد اس کا یہی دستور ہو گیا اور مجھہ کو کئی بار مچھلیوں کی قیمت بھی دینا پڑی - اس وجہ سے میں نے اُس سے پیچھا چھڑانے کا ارادہ کر لیا - میں نے اس کو ایک بکس میں بند کر کے سات آتھہ میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے پر چھوڑا اور جب وہ کھیتوں میں گھس کر نظر سے غائب ہو گیا تو میں دوسرے ہی راستے سے واپس چلا آیا - مگر اُسی دن شام کے وقت جب کہ میں اپنے مکان سے تقریباً ڈیڑھہ میل کے فاصلے پر محرم کا تماشہ دیکھہ رہا تھا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہ وہیں پہنچا اور میرے پاؤں سے آ کر لپٹ گیا "" -

اُود کی ایک صنف ہمالیہ پہاڑ پر بھی پائی جاتی ہے (Lutra leptonyx) - اس کی ساخت کی خصوصیت یہہ ہے کہ پنجے بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں -

---

بحرالکاہل کا اُود

(Lutra enhydra.)

یہہ نہایت مشہور صنف بحرالکاہل کے ساحلوں پر پائی جاتی ہے - قد و قامت میں یہہ اُود بہت بڑا ہوتا ہے اور

اُس کا طول تقریباً تین فٹ ہوتا ہے - اس کے بال اپنی ہر صنف کے مقابلے میں بڑے اور ملائم ہوتے ہیں اور اس کی کھال بڑی قیمت کو فروخت ہوتی ہے - جزیرہ‌نما کام چھٹکا میں تو ہزاروں آدمیوں کی معیشت اُسی کی کھال پر منحصر ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہہ ہے کہ اب وہ شاذ و نادر ہی کہیں نظر آتا ہے اور اس کی کھالیں اس قدر کمیاب ہو گئی ہیں کہ ہرسکلنگس بیان کرتے ہیں کہ اب اس کی قیمت ایک سو پونڈ سے بھی زیادہ ہے -

اود بلاؤ کی اور بہت سی صنفیں یورپ ' افریقہ اور ایشیا میں بھی پائی جاتی ہیں -

لکڑبگھے کی جماعت

(The Hyenidæ)

ماہرین فن کا اِس بارے میں اختلاف ہے کہ لکڑ بگھے کو کس جماعت میں شامل کرنا چاہئے - ظاہری ساخت میں وہ کتے کی جماعت کے جانوروں کے مشابہ ہے اور اسی لئے للی (Linne) نے اس کو کتے ہی کی جماعت میں شامل کیا تھا اور بعض دوسروں کی رائے ہے کہ جسمی ساخت میں لکڑبگھا سیویٹ جماعت کے جانوروں سے ملتا جلتا ہے اور وہ اس کو سیویٹ جماعت کا ہی مانتے ہیں - اگر دانتوں کی ساخت پر لحاظ کیا جائے تو وہ بلی کی جماعت کے بہت مشابہ ہے کیونکہ بلی کی جماعت میں بتیس اور لکڑبگھا کے چونتیس دانت ہوتے ہیں اس طرح کہ -

کاٹنے والے $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ - دودھ ڈاڑھیں $\frac{۴—۴}{۳—۳}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ =

اختلاف رائے ہونے کا نتیجہ یہہ ہے کہ اب لکڑبگھے کی اکثر ایک علحدہ ہی جماعت قرار دی جاتی ہے - لکڑبگھا کی کھوپڑی بھاری اور چوڑی اور جبڑے نہایت قوی ہوتے ہیں - بلی کی جماعت کی طرح اس کی زبان بھی نہایت کھرکھری ہوتی ہے - پنجوں پر چھوٹے چھوٹے مضبوط اور کند ناخون ہوتے ہیں اور اُن کی ساخت اور شکل سے صاف ظاہر ہوتا

ہے کہ زندہ شکار پکڑنے کے لئے وہ نہیں بنائے گئے ہیں بلکہ وہ کھودنے کے لئے موزوں ہیں - ہر اگلے اور پچھلے پنجے میں چار چار ناخون ہوتے ہیں جو بلی کی جماعت کی طرح سکوڑنے والے (Retractilea) نہیں ہوتے - ناخون کی تعداد کے اعتبار سے گوشت خوار طبقے کے تمام جانوروں سے یہہ مختلف ہیں - یہہ بھی انگلیوں پر چلنے والے جانور ہیں -

اس جماعت میں صرف دو نوعیں مانی جاتی ہیں (۱) لکڑبگھا اور (۲) آرڈ بھیڑیا -

---

لکڑبگھا

(The Hyæna.)

لکڑبگھا بھی سیار کی طرح اُن جانوروں میں ہے جو صفائی کے قدرتی ٹھیکےدار ہیں اور جن کی بدولت روے زمین سڑی گلی اشیا سے پاک اور صاف رہتی ہے - شکار کا کوئی ایسا حصہ نہیں جس کو وہ چٹ نہ کر جائے - کوڑے کرکٹ میں پڑی ہوئی سڑی گلی چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتا اور بھوک میں چمڑے کے جوتے تک کھا جاتا ہے اور ہضم بھی کر لیتا ہے - اپنے مضبوط پنجوں سے قبریں کھود کر نعشیں بھی نکال کر کھا لیتا ہے - ہڈی توڑنے کی اُس کے جبڑوں میں ایسی بے نظیر طاقت ہے کہ تمام عالم حیوانی میں اُس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا - اُس کی گردن اور جبڑوں کے پٹھے اس قدر قوی ہوتے ہیں کہ جن

هڈیوں کو شیر اور باگھ جیسے عظیم‌الجثہ جانور نہیں توڑ سکتے اُن کے ٹکڑے ٹکڑے وہ بہ آسانی کر ڈالتا ہے ـ جوڑوں کی ہڈیاں تک مسلم نگل جاتا ہے اور جنگلی بھینسے کی ران کی ہڈی توڑ کر بلا تکلف کھا لیتا ہے ـ

کھوپڑی کی ہڈی بڑی اور چوڑی ہونے کی وجہ سے اُس کی شکل مہیب معلوم ہوتی ہے ـ پچھلی ٹانگیں بہت خمیدہ ہونے کی وجہ سے جسم کا پچھلا حصہ بہ مقابلہ اگلے کے نیچا اور پشت بہت ڈھالو ہوتی ہے ـ اِس کے بال کھلے اور ریڑھ پر شروع سے آخر تک بڑے بڑے اور چھدرے ہوتے ہیں ـ

قطرتاً لکڑبگھا نہایت بزدلا ہوتا ہے اور جب تک کہ شکم‌پری کے لئے اُس کو سڑا گلا گوشت ' کھال ' چمڑا ' ہڈیاں وغیرہ دستیاب ہو جاتی ہیں وہ کسی جانور پر ہاتھ نہیں ڈالتا ـ اگر کہیں قحط پڑ جاتا ہے تو لکڑبگھوں کے گروہ کے گروہ پہنچ جاتے ہیں کیوں کہ بھوک سے مرے ہوئے جانوروں کی نعشیں وہاں کثرت سے سے ملتی ہیں اور بڑے درندے جہاں شکار کا کچھ حصہ چھوڑ جاتے ہیں وہاں بھی لکڑبگھا اپنی قوت شامہ سے پتا لگاکر فوراً پہنچ جاتا ہے ـ

انسان سے لکڑبگھا بہت خائف رہتا ہے اور محصور ہو کر بھی انسان پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں کرتا ـ مشہور شکاری مسٹر سیلوس بیان کرتے ہیں کہ افریقہ کے غیر آباد حصوں میں جہاں کہ وہ انسان سے واقف نہیں ہوتا وہ آدمی

کی نعش تک سے خوف زدہ رهتا هے - چنانچہ افریقہ کے
هاٹن‌ٹاٹ قوم کے ایک آدمی کو کسی جرم میں موت کی
سزا دی گئی اور اس کی نعش کچھہ فاصلے پر پھینک دی
گئی - شب میں لکڑبگھے آئے اور گھنٹوں تک چیختے چلاتے
رهے لیکن نعش کو کسی نے نہیں چھوا - دوسری شب کو
بھی ایسا هی هوا - پھر تیسری شب بے خوف هوکر انہوں نے
نعش کھا ڈالی - یہہ لکڑبگھے ایک ایسے حصے کے رهنے والے
تھے جہاں ان کو انسان کی نعش کھانے کا کبھی موقع نہ ملا
تھا اور ان کے دل سے اس کا خوف نکلا نہ تھا - برخلاف
اس کے صوبۂ مقابلی میں جب کسی کو جادو ٹونہ کے جرم
میں سزائے موت دی جاتی هے تو وهاں دستور هے کہ اس
کی نعش کو لکڑبگھوں کو کھلا دیتے هیں اس لئے وهاں انسان
کی نعش کو وہ فوراً گھسیٹ لے جاتے هیں -

یہہ نہایت کمینہ خصلت هے - بھیڑ بکری جیسے کمزور
اور نحیف جانور پر اور انسان کے بچے پر اگر تنہا مل جائے
حملہ کر بیٹھتا هے -

لکڑبگھے جب کسی جانور پر حملہ کرتے هیں تو پہلی
فکر اُن کو اس بات کی هوتی هے کہ اس کا مقابلہ نہ کرنا
پڑے - اس لئے اُن میں سے ایک دبے پاؤں جاکر جانور کے
سامنے دفعتاً اُچھلتا هے تاکہ جانور خوف زدہ هو کر بھاگ
پڑے - اس کے بھاگتے هی سب پیچھے لگ جاتے هیں اور
اچھل اچھل کر اس کو زخمی کرتے هیں - خون بہنے کی

وجہ سے جب جانور مضمحل ہو کر گر جاتا ہے تو سب مل کر اس کو مار لیتے ہیں -

لکڑبگھے کی آواز نہایت ہی عجیب و غریب ہوتی ہے - بعض اوقات اس کو سن کر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کوئی ہنس رہا ہو اور یہی وجہ ہے کہ اس کو اکثر ہنسنے والے لکڑبگھے کے نام سے موسوم کرتے ہیں (The Laughing Hyæna) -

اس نوع کی دو صنفیں پائی جاتی ہیں (۱) دھاری دار اور (۲) گل دار -

دھاری دار لکڑبگھا

(Hyæna striata.)

یہہ صنف افریقہ کے شمالی نصف حصے میں پائی جاتی ہے - علاوہ افریقہ کے ہندوستان ، ایران ، عرب اور ایشیائی ترکی میں بھی ہوتا ہے - اس کا قد بڑے کتے کے برابر ہوتا ہے ، رنگ بھورا کچھہ زردی مائل اور جسم پر لمبی لمبی بادامی دھاریاں ہوتی ہیں - پشت پر بڑے بڑے بال اور دم جھبری ہوتی ہے - ہند میں یہہ اکثر کھلے میدانوں میں رہتا ہے اور کتوں کو اُٹھا لے جاتا ہے -

گل‌دار لکڑبگھا

(Hyæna maculata.)

اس صنف کے جانور افریقہ کے جنوبی نصف حصے میں پائے جاتے ھیں اور قد و قامت میں دھاری‌دار سے بڑے ہوتے ھیں - یہہ بہت بزدل بھی نہیں ہوتا - اس کی پشت پر جھبرے بال بھی نہیں ہوتے - ایک شکاری بیان کرتے ھیں کہ اس میں جسمانی طاقت کافی ہوتی ھے اور وہ گدھے کی نعش بہ آسانی گھسیٹ لے جاتا ھے -

پاگل ہو جانے کا مرض کتے اور سیار کے علاوہ بھیڑیئے اور لکڑبگھے کو بھی ہوتا ھے - سنہ ۲۷-۱۹۲۶ ع کی کسولی اسپتال کی سالانہ رپورٹ سے معلوم ہوا کہ لکڑبگھوں نے سترہ آدمیوں کو کاٹا اور ان کا معالجہ وہاں ہوا - مگر یہہ بات یقینی طور سے نہیں کہی جا سکتی کہ آیا وہ تمام لکڑبگھے پاگل تھے یا نہیں - ممکن ھے کہ بھوک ھی سے مضطر ہوکر بعض لکڑبگھے انسان پر حملہ کر بیٹھتے ھوں -

ان زخمی کئے ہوئے آدمیوں میں سے دو نے لکڑبگھوں کے حملے کے واقعات حسب ذیل بیان کئے تھے - ایک یہہ کہ ضلع اناؤ میں دو بھائی ایک جھونپڑی میں سو رہے تھے بڑے بھائی کی آنکھہ کھلی تو اس نے دیکھا کہ چھوٹے بھائی کو ایک لکڑبگھا جھونپڑی کے باہر گھسیٹے لئے جا رہا ھے - بلا پس و پیش اس نے اٹھہ کر جانور کے گھونسے مارنا شروع

کیا اور آدھے گھنٹے تک دونوں میں جنگ ہوتی رہی - بالآخر اُس نے لاٹھی سے اس خوفناک جانور کو مار لیا -

دوسرا واقعہ یہہ تھا کہ ایک آدمی اور اس کا بیٹا کہیں چلے جا رہے تھے کہ ایک لکڑبگھے نے باپ پر حملہ کیا - بیٹے نے اس کو بلا ہتھیار ہی مقابلہ کر کے پکڑ لیا اور ٹانگیں باندھہ کر اُناؤ میں زندہ لے آیا -

---

آرڈ بھیڑیا

(The Aard Wolf, or Proteles balanbi.)

ڈچ زبان میں آرڈ کے معنی زمین کے ہیں - یہہ جانور زمین کے اندر بھٹے میں رہتا ہے اور یہی اُس کی وجہ تسمیہ ہے - یہہ جنوبی افریقہ میں پایا جاتا ہے -

اِس کا طول تقریباً ساڑھے تین فٹ ، رنگ بھورا زردی مائل اور جسم پر گہری گہری سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں - آرڈ کے بارے میں بھی یہہ طے کرنا دشوار ہے کہ وہ کس جماعت کا جانور ہے - بعض اُس کو لکڑبگھے کی جماعت کا جانور قرار دیتے ہیں اور بعض سیویٹ (Civet) جماعت کا - جسمی ساخت اور طور طریق میں آرڈ بہت کچھہ لکڑبگھے کے مشابہ ہے - کم از کم یہہ بات تو یقینی معلوم ہوتی ہے کہ آرڈ کے مورث جسمی ساخت اور عادتوں کے اعتبار سے لکڑبگھے سے ملتے جلتے ہوں گے -

آرڈ کے دانتوں کی ساخت نہایت عجیب و غریب اور لکربگھے سے قطعاً مختلف ہوتی ہے - اُس کی ڈاڑھیں نکیلی اور سب ایک سی ہوتی ہیں اور ایک دوسرے سے کسی قدر فاصلے سے ہوتی ہیں - یہہ کیفیت گوشت‌خوار طبقے کے کسی جانور کی ڈاڑھوں کی نہیں ہوتی - آرڈ کی خاص خوراک دیمک ہے اور اِسی غذا کے مطابق اُس کی ڈاڑھیں متغیر ہو گئی ہیں - وہ چھچھوندر بھی ہے اور دوسروں کا مارا ہوا گوشت بھی کھا جاتا ہے -

اوپر ذکر کیا گیا تھا کہ آرڈ کی تمام ڈاڑھیں نکیلی اور ایک ہی سی ہوتی ہیں - لیکن یہہ ایک دل‌چسپ امر ہے کہ آرڈ کے بچوں کے جب دودھہ دانت نکلتے ہیں اس وقت دودھہ ڈاڑھوں اور ڈاڑھوں کی تفریق بظاہر نظر آتی ہے - ان سب کی ساخت ایک سی نہیں ہوتی اور ان میں قینچی‌نما ڈاڑھہ (Carnassial tooth) بھی موجود ہوتی ہے - یہہ دودھہ دانت اس امر پر مشاہد ہیں کہ کسی زمانے میں آرڈ کی دودھہ ڈاڑھیں اور اصل ڈاڑھیں مختلف ساخت کی ہوتی ہوں‌گی جیسی کہ تمام دوسرے گوشت خواروں کی ہوتی ہیں کیونکہ علم حیوانات میں یہہ امر مسلم ہے کہ جن جانوروں میں اپنے مورثین کی کوئی خصوصیت تغیر اور ارتقاع کی وجہ سے معدوم ہو گئی ہے وہ اُن کی زندگی کے کسی نہ کسی حصے میں کچھہ عرصے کے لئے ضرور نمودار ہو جاتی ہیں (The Law of Recapitulation) -

جماعت وورائڈے

یعنی

سیویٹ بلیاں

(The Viverridæ.)

اس جماعت میں کچھہ چھوٹے چھوٹے گوشت خوار جانور ہیں جن کا جسم لمبا ، تھوڑی پتلی اور تکھلی اور دم بہت لمبی ہوتی ہے - اکثر اُن کی دم کے نیچے گرہ ہوتی ہیں اور ان میں جو مادہ پیدا ہوتا ہے اُس سے طرح طرح کی خوشبودار اشیا تیار کی جاتی ہیں - ان کے جسم پر موٹے سخت اور خشک بال ہوتے ہیں - سیویٹ بلیاں زیادہ تر انگلیوں کے بل چلتي ہیں لیکن بعض بعض پچھلے تلووں کا کچھہ حصہ زمین پر رکھتی ہیں -

ان کی زبان پر سخت خار (papillæ) ہوتے ہیں جن کی نوکیں پیچھے کو مڑي ہوتی ہیں - دانتوں کي تفصیل حسب ذیل ہے—

کاتنے والے $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ - دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۲—۲}{۲—۲}$ = ۴۰

اس جماعت میں چار نوعیں ہیں—

(۱) سیویٹ بلیاں (Viverra.)

(۲ درخت کی بلیاں (Paradoxures.)

(۳) گیلیٹ (Genet.)

(۴) نیولا (Ichneumon.)

سیویٹ بلیاں

(The Civets—Viverra.)

اس جماعت میں قد کے لحاظ سے سیویٹ بلیاں سب سے بڑی ہیں اور وہ بلي کے ھی برابر ہوتي ھیں مگر ان کی دم بہت لمبی ھوتی ھے - جسم پر گہرے رنگ کے دھبے اور زبان پر بلی کی جماعت کی طرح خار ھوتے ھیں - ناخون کسی قدر سکڑنےوالے ھوتے ھیں (Retractile) ؛ دم کے نیچے بہت بڑی گرہ ھوتی ھے اور دو حصوں میں منقسم ھوتی ھے - اُس میں جو مادہ پیدا ھوتا ھے اس کو بھی سیویٹ ھی کے نام سے موسوم کرتے ھیں - قدرتاً سیویٹ کی بو نہایت تیز اور ناقابل برداشت ھوتی ھے لیکن جب دوسری اشیا کے ساتھہ وہ ملا دی جاتی ھے تو اُس کی بو مشک کی طرح خوش گوار ھو جاتی ھے - افریقہ میں سیویٹ کو پال کر اُس کی خوشبو فروخت کرتے ھیں اور ملک حبش میں اکثر لوگوں کا ذریعہ معاش ھی یہہ ھے - اُن کو بعض ایسی غذائیں بھی کھلائی جاتی ھیں کہ اس خوشبودار مادے کی زیادہ مقدار پیدا ھونے لگتی ھے - سیویٹ کو ایک تنگ

پنجڑے میں کھڑا کرکے اس کی گرہ سے اس مادے کو نچوڑ لیتے ھیں - سیویٹ کی خاص صنفوں میں تین کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

مالابار کی سیویٹ

(Civetta viverra.)

مالابار کے ساحل پر اور کرگ اور تراونکور میں یہہ پائی جاتی ھیں - اس کا رنگ گہرا بھورا اور پشت اور پہلوؤں پر سیاہ دھبے ھوتے ھیں - گردن سفید اور دم پر سیاہ چھلے سے ھوتے ھیں - پرند ' مرغ اور دوسرے چھوٹے چھوٹے جانور اس کی خوراک ھیں - یہہ نہایت خوفناک ' تند خو اور بر افروختہ مزاج کی ھوتی ہے -

اس کی ایک فرد افریقہ میں بھی پائی جاتی ہے -

بھران

(Viverra zibetha.)

یہہ ایشیا میں عرب سے ہندوستان تک پائی جاتی ہے ھند میں نیپال ' شکم ' اوڑیسا ' وسط ھند اور بنگال میں اور ھند سے مشرق کی جانب سوماترا ' جاوا ' اور بورنیو کے جزیروں میں بھی ھوتی ہے - اس کا رنگ بھورا زردی مائل ھوتا ہے اور جسم پر سیاہ دھاریاں اور دھبے ھوتے ھیں - ٹانگیں دھندلے بھورے رنگ کی ھوتی ھیں -

ایک صاحب اس کی عادتوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اس کی حرکتوں میں بھیڑیے کی طرح لوٹ مار ' بلی کی تیزی اور لومڑی کی سی چالاکیاں پائی جاتی ہیں - شکار کئے جانے پر وہ استقلال کے ساتھہ دشمن کا مقابلہ کرتی ہے اور اپنے جسم سے ایسی تیز بد بو منتشر کرتی ہے کہ کتے تک بیمار ہو جاتے ہیں -

سیویٹ کی خوش بو بنانے کا مادہ اِس کے جسم سے بھی بہت نکلتا ہے اور نیپال میں اس کو بھران کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

مشک بلی

(Viverra malaccensis.)

سیویٹ کی تیسری صنف ہند میں مشک بلی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے - مہاراشٹر میں اس کو کستوری اور بنگال میں گندھہ گوکل کہتے - یہہ تمام ہندوستان میں شمال سے جنوب تک اور برما ' ملے اور اُس کے قرب و جوار کے جزیروں میں بھی پائی جاتی ہے -

رنگ بادامی بھورا ' پشت پر سیاہ لمبی لمبی دھاریاں اور پہلوؤں میں دھبے ہوتے ہیں - دم پر بھی گہرے سیاہ دھبے ہوتے ہیں - یہہ ہمیشہ تنہا رہتی اور بعض مقاموں میں اُس کو پالتے ہیں اور اس کا خوش‌بودار مادہ نکالتے ہیں -

درخت کی بلی

(Paradoxurus.)

وورائڈے کی جماعت میں یہہ ایک نوع ہے جس کی صنفیں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں اور مختلف مقاموں میں اُن کو میلوری ' لکھاتی ' جھاڑ کے کتے وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں - اِن کی انگلیاں جھلی سے ملحقی ہوتی ہیں اور ناخون پوری طرح سکڑنے والے نہیں ہوتے - یہہ تلوؤں کے بل چلتی ہیں (Plantigrade) اور دانتوں کی ساخت بہت کچھہ کتے کے مشابہ ہوتی ہے -

---

تاڑ کی بلی

(Paradoxurus musanga.)

درخت کی بلی کی یہہ ایک مشہور صنف ہے - اِس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ وہ اکثر پالمائرا تاڑ (Palmyra) اور ناریل کے درختوں پر رہتی ہے اور تاڑی بھی پیتی ہے - اکثر اُن ہانڈیوں کو جو تاڑی جمع کرنے کی غرض سے لٹکائی جاتی ہیں وہ چاٹ کر صاف کر دیتی ہے اور نشے میں چور ہوکر جھومتی پھرتی ہے -

یہہ ہندوستان میں اکثر مقاموں پر کھلے جنگلوں میں بالخصوص کارناٹک اور مالابار کے ساحلوں پر کثرت سے ہیں - رنگ بھورا کسی قدر سیاہی مائل اور بعض کے جسم پر زرد

دھندلی دھاریاں بھی ہوتی ہیں - تار کے سہارے تلے پر وہ عجیب تیزی سے چڑھتی چلی جاتی ہے -

چنگھار

(Paraloxurus bondor)

درخت کی بلی کی یہہ صنف نیپال کی ترائی میں پائی جاتی ہے اور اُس کا نیپالی نام چلکھار ہے - رنگ زرد لیکن بالوں کے سرے سیاہ ہوتے ہیں - یہہ آبادیوں کے قریب ہی رہتی اور گوشت کے علاوہ پھل وغیرہ بھی کھایا کرتی ہے - عادتیں جنگلی اور ناشایستہ ہوتی ہے لیکن اُس کے بچے پالے جا سکتے ہیں -

گینیٹ

(Genetta Vulgaris.)

وورانگے کی جماعت میں تیسری نوع ہے - اس کی کئی صنفیں افریقہ میں پائی جاتی ہیں - اس کا قد و قامت ایک لمبی سی بلی کی طرح اور ملبہ نکیلا نیولے کی طرح ہوتا ہے - رنگ گہرا بھورا اور جسم پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں - اس کے ناخن بلی کی جماعت کی طرح پوری طرح سکڑنے والے (Retractile) ہوتے ہیں - ترکی میں اس کو چوہے مارنے کو گھروں میں پالتے ہیں -

نیولا

(Herpestes.)

وورانگڑے کی جماعت میں سب سے چھوٹی نوع نیولا ہے جو افریقہ اور ایشیا کے گرم حصوں میں پایا جاتا ہے - یہہ ایک ہمت والا جانور ہے اور خصلتاً تند اور خونخوار ہوتا ہے - اگر مرغیوں یا کبوتروں کے دربے میں اس کا گزر ہو جاتا ہے تو ایک دو کو مار کر اُس کو ہرگز تسلی نہیں ہوتی بلکہ سب کی گردنیں کاٹ دیتا ہے - شکار مار کر نیولا گوشت نہیں کھاتا صرف دماغ کھا لیتا ہے اور خون پی جاتا ہے - یہہ ہمہ خور ہے اور انڈے ' کیڑے ' پھل وغیرہ بھی کھانے کو تیار رہتا ہے - تیتر اور بٹیر کے انڈوں کا بڑا دشمن ہے اور سانپ گرگٹ وغیرہ بھی مار ڈالتا ہے - انسان کو نقصان پہنچانے والے جانوروں کو ہلاک کرنے کی وجہ سے نیولا ایک مفید جانور تصور کیا جاتا ہے -

اکثر یہہ بھی دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے ایذارساں جانوروں کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ خود انسان کے لئے تکلیف‌دہ ہو جاتا ہے اور اس کا جزیرہ جمیکا میں بہت اچھا تجربہ ہو چکا ہے - جمیکا میں گنے کی کاشت بہت ہوتی ہے مگر چوہوں کی اس قدر کثرت تھی کہ کاشت کو ان سے بےحد نقصان پہنچتا تھا - تمام تدبیریں کی گئیں لیکن چوہوں سے پیچھا نہ چھوٹا - آخر مجبور ہوکر کاشتکاروں نے باہر سے نیولے منگا کر وہاں چھوڑے -

نیولوں کے پہنچتے ہی چوہوں کی تعداد تو ضرور کم ہو گئی مگر اُن کا خاتمہ کرنے کے بعد جب نیولوں کو فرصت ملی تو اُنھوں نے جزیرے کے دوسرے جانور کی طرف رخ کیا - پہلے مرغ اور مرغیوں پر حملہ شروع کیا بعد ازاں سؤر ، بھیڑ ، کتا ، بلی وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا نمبر آیا - اور سانپ ، گرگٹ ، مینڈک ، کیچھوؤں وغیرہ کا تو انھوں نے ایسا کشت و خون کیا کہ اُن کی کئی قسموں اُس جزیرے سے ہمیشہ کے لئے فنا ہی ہو گئیں - بالخصوص جزیرے کے تمام کرم‌خوار جانوروں کو انھوں نے عدم‌آباد پہنچا دیا -

کرم‌خواروں کے نہ رہنے کا نتیجہ یہہ ہوا کہ طرح طرح کے کیڑے مکوڑے بھنگے وغیرہ کی افزایش دن دونی رات چوگنی ہونے لگی حتی کہ انسان اور چرپایوں سب کے جسموں پر کیڑے ہی کیڑے نظر آنے لگے - اُس وقت چاہکن را چاہ درپیش کا مقولہ پیش آیا اور کیڑوں نے اُلٹا نیولوں ہی پر ہاتھہ صاف کرنا شروع کیا - اُن کے جسم بھی کیڑوں سے بھر گئے اور اب اُنھوں کی تعداد میں کمی ہونے لگی - نیولوں کی تعداد کم ہونے پر کرم خوروں کی تعداد میں پھر اضافہ ہونے لگا اور جزیرے کے حیوان تعداد وغیرہ کے لحاظ سے پھر حالت سابقہ پر پہنچ گئے -

جمیکا کا یہہ واقعہ قابل غور اور نصیحت بخش ہے - قوانین قدرت میں دست اندازی کرنا انسان کی حماقت ہے

باھر ھے - تمام جانوروں کی ضروریات کا قدرت نے انتظام فرما دیا ھے لیکن اسی کے ساتھ خیال رکھا ھے کہ کسی کی افزائش ایک مناسب حد سے زیادہ بھی نہ ھو - اور جس مقام میں جو جانور پیدا کئے گئے ھوں اس میں ھزارھا حکمتیں ھیں جن کا سمجھنا انسان کی قدرت سے باھر ھے - نہ کہیں کوئی جانور نیست و نابود ھونے پاتا ھے نہ کسی کی تعداد ایک مقررہ حد سے بڑھنے ھي پاتی ھے - قدرت کی میزان اعتدال ھمیشہ اعتدال قائم رکھتی ھے -

نیولا سانپ کا جانی دشمن ھے اور یہی اِس کی سب سے بڑي صفت ھے - سانپ کے سامنے وہ بجلی کی طرح ادھر اُدھر اچھلتا کودتا اور اُس کے حرب و ضرب سے بچتا ھوا حملہ کرنے کا موقع تلاش کرتا ھے - ایک مرتبہ ایک سانپ اور نیولے کی لڑائی کا سامان دیکھنے میں آیا - سانپ پھن اُٹھا کر اُونچا کھڑا ھو گیا تھا اور نیولا اُس کے پھن کے نیچے پچھلی ٹانگوں پر بے خوف و خطر کھڑا تھا - وہ نظارہ دیکھنے ھی سے تعلق رکھتا تھا - دونوں بخوبی سمجھتے تھے کہ ھم میں سے جس کي آنکھ جھپکی اُسي کی موت آئي - جیسے جیسے سانپ لہراتا نیولا بھی اُس کے پھن کے ساتھ ساتھ ھلتا - مگر دونوں حریفوں میں سے کسی کی بھی حملہ کرنے کی ھمت نہ ھوتی تھي - بالاخر جیسے ھی سانپ نے پھن مارا نیولے نے چشم زدن میں اُس کی گردن پکڑ کر چبا ڈالی -

نیولے اور سانپ کی لڑائی کا ہمیشہ یہی انجام ہوتا ہے اور نیولے کو کبھی شکست نہیں ہوتی - ہندوستان میں یہہ روایت چلی آتی ہے کہ اگر سانپ نیولے کو کاٹ لیتا ہے تو نیولا "منگوس بیل" نامی ایک پودے کی پتی کھا کر زہر کو اُتار دیتا ہے - لیکن یہہ قرین قیاس نہیں - اصل یہہ ہے کہ نیولے کی تیزی کی وجہ سے سانپ کو منھہ مارنے کا موقع ہی نہیں ملتا -

نیولے کی کئی قسمیں پائی جاتی ہیں -

مصر کا نیولا

(Herpestes ichneumon.)

یہہ قسم مصر میں پائی جاتی ہے - اِس کا طول علاوہ دم کے سوا فٹ ہوتا ہے - مصر میں ایک قدیم کہاوت چلی آتی ہے کہ یہہ نیولا ناکے کے پیٹ میں گھس کر اُس کی آنتیں کھا جاتا ہے -

مدراس کا نیولا

(Herpestes griseus.)

یہہ جنوبی ہند میں پایا جاتا ہے - رنگ کچھہ زردی مائل بادامی ہوتا ہے - اِس کا طول تقریباً سولہ انچ اور دم چودہ انچ ہوتی ہے -

شمالی هند کا نیولا

(Herpestes melaccensis.)

یہہ صنف شمالی ہند ' بنگال ' آسام ' برما اور ملے میں پائی جاتی ہے - رنگ بہورا کچہہ یا سرخی مائل ہوتا ہے - طول تقریباً پندرہ انچ اور دم دس انچ کی ہوتی ہے -

سنہرا نیولا

(Herpestes nipalensis.)

یہہ صنف کشمیر ' افغانستان ' آسام اور برما میں پائی جاتی ہے -

بھالو

(Ursus.)

بھالو سے ہندوستان میں شاید ہی کوئی ناواقف ہو - جنگل کے اِس خوفناک اور طاقتور جانور پر انسان نے ایسا قبضہ پایا ہے کہ گلی گلی نچاتا پھرتا ہے اور اُس کا تماشہ اپنا ذریعہ معاش بنا لیا ہے - لیکن جنگل میں وہ انسان کا نہایت خطرناک دشمن ہے - چونکہ وہ اپنی خداداد طاقت سے خوب واقف ہوتا ہے اِس لئے وہ بزدل بھی نہیں ہوتا - بعض اوقات تو وہ ذرا انکھیں اُٹھاتے ہی بلا پس و پیش حملہ کر بیٹھتا ہے اور اُس وقت اُس سے بڑا دشمن کوئی نہیں - سیدھا کھڑا ہو کر جس وقت انسان کا مقابلہ کرنے کو بڑھتا ہے تو موت کی مجسم تصویر ہی سامنے آ جاتی ہے - وہ اِس وجہ سے اور بھی مخدوش ہوتا ہے کہ پہلے انسان کے چہرے ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے اور پنجوں اور دانتوں سے اُس کو اِس قدر بد شکل بنا دیتا ہے کہ لمحہ بھر میں آدمی کی صورت بھی نہیں پہچانی جاتی - اور اگر انسان کی کھوپڑی اُس کے خوفناک دانتوں کی گرفت میں آ جاتی ہے تو اِس طرح صاف اُڑا لے جاتا ہے گویا سر سے ٹوپی اُتار لی گئی ہو -

بظاہر بھالو ایک بھدا سا جانور معلوم ہوتا ہے - اُس کی گردن درخت کے تنے کی طرح موٹی ہوتی ہے - سر گول ، تھوتھنی لمبی ، آنکھیں چھوٹی ، ٹانگیں موٹی اور مضبوط ہوتی

ھیں - چلنے میں وہ انسان کی طرح اپنا پورہ تلوہ زمین پر رکھتا ھے اور چونکہ اکثر صنفوں کے تلوں پر بال نہیں ھوتے اس لئے اُن کے پاؤں کے نشان بالکل انسان کے مشابہ ھوتے ھیں - ھر پاؤں میں پانچ انگلیاں ھوتی ھیں جن پر تین چار انچ لمبے ناخون ھوتے ھیں - زمین کھودنے کی تو اُس کے پنجوں میں بے نظیر طاقت ھوتی ھے - جس سخت زمین میں پھاوڑا بھی کام نہیں دیتا اُس کو بھالو آسانی سے کھود ڈالتا ھے -

بھالو کی چال کسی قدر بھدی اور لڑکھڑاتی ھوئی معلوم ھوتی ھے اِس کی خاص وجہ یہہ ھے کہ اونٹ کی طرح بھالو بھی ھر طرف کی دونوں ٹانگیں ساتھہ ساتھہ بڑھاتا ھے - لیکن اس بھدی چال اور سبکساروی سے کوئی مغالطے میں نہ پڑے کیونکہ جب وہ دشمن کے مقابلے پر کھڑا ھوتا ھے تو اپنے مہیب پنجوں کے تھپیڑ حیرت‌انگیز تیزی سے چلاتا ھے -

بھالو ھمیشہ سرپٹ بھاگتا ھے اور تیز آدمی بھی اس سے پناہ نہیں پا سکتا - اُس کے جسم پر لمبے لمبے بال ھوتے ھیں لیکن اُن کے نیچے کوئی اور تہہ نہیں ھوتی اور اکثر اصناف کے بالوں کا رنگ سیاہ ھوتا ھے -

روئے زمین پر بھالو کی کئی اصناف پائی جاتی ھیں جن کی ساخت میں کم و بیش فرق ھوتا ھے لیکن اھل فن مسٹر لڈکار (Mr. Lyddekar) کی رائے ھے کہ وہ سب علحدہ علحدہ صنفیں

نہیں ہیں بلکہ یورپ کے بھورے بھالو کے افراد ہیں -

ہند کا کالا بھالو

(Ursus labiatus.)

یہہ صنف ہندوستان کے جنگلوں اور پہاڑوں پر شمال سے جنوب تک اکثر جگہ پائی جاتی ہے - اس کے بال بالکل سیاہ ہوتے ہیں - صرف سینے پر ہلال کی شکل کا ایک سفید یا بھورا نشان ہوتا ہے - طول تقریباً ساڑھے پانچ فٹ قد تین فٹ اور وزن تخمیناً ساڑھے تین من کا ہوتا ہے - اُس کی کھال نہایت دبیز اور پشت پر بالوں کا ایک گچھا ہوتا ہے جو چھہ سات انچ لمبے ہوتے ہیں -

ہند کا کالا بھالو گوشت‌خوار نہیں ہے بلکہ طرح طرح کے پھل جڑیں اور کیڑے مکوڑے کھاتا ہے - پہاڑوں پر بعض موسموں میں کیڑے کثرت سے نکلتے ہیں اور اُس وقت بھالو اُن کی تلاش میں پہاڑ کی چوٹیوں تک چڑھ جاتا ہے اور زمین میں غار کے غار کھود ڈالتا ہے - شہد تو اس کو اس قدر مرغوب ہے کہ اُس کی تلاش میں کوسوں مارا مارا پھرتا ہے - شہد کا چھتا دیکھہ کر فوراً درخت پر چڑھ جاتا ہے - مکھیاں اس کے چاروں طرف اُڑتی رہتی ہیں لیکن اس خوفناک دشمن کے سامنے ان کو قطعی عاجز ہونا پڑتا ہے - اُس کے جھبرے بالوں کی وجہ سے وہ اس کو کوئی ایذا نہیں پہنچا سکتیں - مدتوں کا جمع کیا ہوا شہد وہ لمحہ

پھر میں چوس جاتا ہے اور اگر مکھیاں اُس کا پیچھا کرتی ہیں تو کسی گھنی جھاڑی میں گھس جاتا ہے -

ہندوستان کا کالا بھالو مہوے کے پھل پھول بہت کھاتا ہے - ڈاکٹر جرڈن تحریر فرماتے ہیں کہ "مہوے کے پھلوں سے زیادہ اس کے لئے کوئی نعمت نہیں - اُس کے پھل اور پھول شب میں کثرت سے زمین پر گرا کرتے ہیں اور جو شکاری کہ علی‌الصباح نکلتے ہیں ان کو بھالو یہہ خوش ذائقہ غذا کھاتا ہوا کسی نہ کسی درخت کے نیچے ضرور نظر آتا ہے" - مہوے میں نشہ ہوتا ہے اس لئے وہ مدہوش سا ہو جاتا ہے اور اُس کے مدہوشی کا عالم بھی قابل دید ہوتا ہے -

اُس سے کسی قسم کے کیڑے مکوڑے نہیں چھوٹتے حتیٰ کہ بچھو تک کھا جاتا ہے - اکثر ماں اپنے بچوں کو ہمراہ لیئے کیڑے مکوڑے تلاش کرتی پھرتی ہے - چلتے پھرتے اگر بچوں کو شبہہ ہو جاتا ہے کہ کسی چٹان کے نیچے کیڑوں کا چھتا ہے تو وہ اپنی تھوتھڑی سے اُس کو اُٹھانے کی ہر طرح کی کوشش کر گزرتے ہیں - جب وہ اپنی تمام کوششوں میں ناکامیاب ہو جاتے ہیں تو اُن کی پر شفقت ماں اپنی بے نظیر طاقت سے چٹان کو اُٹھا کر پکڑے ہوئے کھڑی رہتی ہے اور بچے کیڑوں کو کھود کھود کر کھا جاتے ہیں -

دیمک بھی بھالو کے لئے نعمت ہے کیونکہ اُس کا ترش ذائقہ اس کو نہایت ہی مرغوب ہے - اُس کی تلاش میں وہ سخت سے سخت زمین میں غار کے غار کھود ڈالتا ہے - پہلے چھتے کے

اوپر کی مٹی کھودتا ھے اور جب دیمک اور ان کے انڈے نظر آتے ھیں تو پھنکاریں مار مار مٹی اور چھتے کے ٹکڑوں اُڑا دیتا ھے - اس کے بعد وہ زور زور سے سانس کھینچ کر دیمک اور اُس کے انڈے بچوں کو منھہ میں پہنچا دیتا ھے - وہ سانس ایسی طاقت سے بھرتا اور نکالتا ھے کہ آواز کم از کم دو سو گز تک سنی جا سکتی - جہاں بھالو رھتے ھیں وہاں ایسے غار جا بجا نظر آتے ھیں اور اُن ھی سے پتا چل جاتا ھے کہ بھالو قرب و جوار میں ھیں -

اس کے ھر مرتبہ دو یا تین بچے ھوتے ھیں جو پیدایش کے وقت نہایت ھی بد شکل اور اندھے ھوتے ھیں اور ان کے جسم پر قطعاً بال نہیں ھوتے - ان کے متعلق ایک اور بھی عجیب بات یہہ ھے کہ بھالو جیسے عظیم‌الجثہ جانور کے بچے پیدایش کے وقت صرف بڑے چوھے کے برابر ھوتے ھیں - ماں اُن کی پرورش نہایت محبت سے کرتی ھے اور دشمن کو دیکھہ کر اپنے بے بس بچوں کو پشت پر بیٹھا کر بھاگتی ھے - بچے بھی پشت پر اس طرح جم کر بیٹھہ جاتے ھیں کہ کبھی نہیں گرتے - مسٹر والٹرایلیوٹ ایک مرتبہ کا واقعہ سناتے ھیں کہ ایک مادہ بچوں کو پشت پر لے کر مارے جانے سے قبل تین میل بھاگی چلی گئی -

بھالو میں ایک عجیب عادت ھوتی ھے کہ جب آرام کرنے کو بیٹھتا ھے اور بالخصوص کھانے کے بعد تو اپنے پنجوں کو منھہ سے چوستا ھے اور تمول کی گونگواھٹ کی طرح

ایک عجیب آواز کرتا ہے - اکثر ماہرین نے اس عادت پر غور و خوض کیا ہے لیکن عقل نے کچھہ رسائی نہیں کی کہ اُس سے اُس کو کیا خاص فائدہ ہوتا ہے - صرف اپنے ہی پنجے کو نہیں بلکہ دوسرے بھالوؤں کے پنجوں کو اور انسان کے ہاتھہ کو بھی اسی طرح چوسنے کو تیار رہتا ہے -

ہندوستان کا بھالو درختوں پر چڑھنے کا پکا ماہر ہوتا ہے اس لئے انسان کو اس سے درختوں پر بھی پناہ نہیں ملتی - درخت پر سے بھالو سر نیچا کرکے نہیں اُترتا بلکہ انسان کی طرح ہاتھہ پاؤں سے تنا پکڑ کر آہستہ آہستہ نیچے کھسک آتا ہے -

اگرچہ دیکھنے میں بھاری اور بھدا معلوم ہوتا ہے تاہم وہ بڑا چلنے والا جانور ہے اور رات ہی رات میں دس پانچ میل کا چکر لگا کر طلوع آفتاب سے قبل ہی اپنے بھٹے میں پھر واپس پہنچ جانا تو اس کی ایک معمولی بات ہے -

ہند کے کالے بھالو کے خصائل نہایت پاجی اور کمینہ ہوتے ہیں - گو عموماً وہ بھی اور سب صنفوں کی طرح ڈر پوک ہوتا ہے پھر بھی بعض اوقات بلا وجہ بھی انسان پر حملہ کر بیٹھتا ہے - مگر تجربہ‌کار شکاریوں کی رائے ہے کہ اُس کی یہہ تندی اور بےباکی فطرتی نہیں بلکہ اُن کا اظہار وہ محض بزدلی کی وجہ سے اور اپنی حفاظت کے خیال سے کرتا ہے - اُس کے مزاج کا کوئی ٹھکانا نہیں چنانچہ سر سموئیل بیکر فرماتے ہیں کہ انہوں نے بھالو کو دو مرتبہ

ہاتھی پر حملہ آور ہوتے دیکھا ہے اور ایک بار تو وہ بغیر چھیڑے ہی دوڑ پڑا - آپ تحریر کرتے ہیں کہ " ہم لوگ بالاگھاٹ کے علاقہ میں سانبھر کا شکار کرنے کو جنگل کا گشت کر رہے تھے - میرا ہاتھی ایک جھاڑی کی آڑ میں کھڑا تھا اور میں اس انتظار میں تھا کہ کوئی جانور جنگل سے باہر نکلے - تھوڑی دیر میں ایک بڑا سا بھالو تقریباً سو گز کے فاصلے پر باہر آیا اور کھلے میدان میں آ کر دو ایک لمحہ تک کھڑا رہا گویا بھاگنے کے خیال سے دیکھ بھال کر رہا تھا - دفعتاً اُس کی نگاہ ہاتھی پر پڑی اور بلا کسی پس و پیش کے وہ پوری تیزی سے اس پر دوڑ پڑا - جب بھالو دس گز پر تھا تو میں نے بندوق چلائی اور آواز ہوتے ہی ہاتھی بھی بھاگ چلا - "

جن مقاموں پر ہند کا کالا بھالو پایا جاتا ہے وہاں قرب و جوار کے مواضعات میں اکثر بھالو کے زخمی کئے ہوئے آدمی ملتے ہیں جو کہ اُس کے کاری زخموں کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے بد شکل ہو چکے ہوتے ہیں اور بعض بعض کے چہرے پر تو انسانی شکل و صورت کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہتا - میجر والٹر کمبل لکھتے ہیں کہ " میں نے اپنے گھوڑوں کو ایک پڑاؤ سے دوسرے پڑاؤ کو روانہ کیا تو راستے میں بھالوؤں کی جماعت نے بلا وجہ ہی ان پر حملہ کیا اور ہر سائیس اور گھوڑے کو بے حد زخمی کر دیا حتیٰ کہ ایک گھوڑے کی تو جان بچنے کی بھی اُمید نہ رہی - "

ھند کے سیاہ بھالو کی خصلت غصہور ' جنگجو اور ضدی ھوتی ھے - پہاڑوں کے تنگ راستوں پر چلتے ھوئے کوئی حیوان یا انسان اُس کو مل جاتا ھے تو وہ ھرگز اپنا راستہ چھوڑ کر نہیں ھٹتا - اُس سے یہہ اُمید کرنا فضول ھے کہ وہ کترا جاے اور کوئی دوسری راہ اختیار کر لے - ایک مرتبہ کا ذکر ھے کہ ایک صاحب تاریکی ھو جانے پر ایک چھہ فٹ چوڑے پہاڑی راستے پر اپنے گھوڑے پر چلے جا رھے تھے کہ موڑ پر ان کو ایک بھالو مل گیا - اُس نے کھڑے ھوکر خوف زدہ گھوڑے کو ایسا دھکا مارا کہ وہ فوراً ھی لڑھک گیا - خوش قسمتی سے غار کے کنارے زیادہ ڈھالو نہ تھے پھر بھی سوار اور گھوڑا تقریباً پچاس فٹ نیچے جاکر رکے - دوسرے دن صبح کو اُس کے پاؤں کے نشان دیکھہ کر ایسا معلوم ھوتا تھا کہ گھوڑے کو لڑھکا دینے کے بعد بھالو بےخوف و خطر آھستہ آھستہ اس طرح چلا گیا گویا کوئی غیر معمولی واقعہ ھوا ھی نہ تھا - (۱)

بھالو کے سامنے بغیر ھتھیار کے انسان قطعاً بے بس ھوتا ھے - مسٹر ھکس بیان کرتے ھیں کہ انھوں نے اس کو کیڑے مکوڑوں کی تلاش میں ایسے ایسے وزنی پتھر اُلٹتے دیکھا ھے جن کو دس آدمی بھی جنبش تک نہ دے سکیں اور جن کا قطر پانچ فٹ سے کم نہ تھا -

---

"Jungle Bye-Ways in India," by E. P. Stebbing. (۱)

اس کی اگلی ٹانگیں بہ نسبت پچھلی کے بڑی ہوتی ہیں اس لئے وہ ڈھال پر بہ آسانی اُتر نہیں سکتا اور اگر کبھی تھوڑی سے اُترنے کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ ہاتھ پاؤں سمیٹ کر گیند کی طرح اوپر سے لڑھکتا ہوا نیچے آ جاتا ہے - اکثر شکاریوں نے بھالو کو اس طرح گرتے ہوئے دیکھا بھی ہے -

ہندوستان کے سیاہ بھالو کے دانتوں کی ساخت دوسری ملکوں سے مختلف ہوتی ہے -

ہمالیہ کا سیاہ بھالو

(Ursus tibetanus.)

یہہ صرف ہمالیہ پر اور بھوٹان اور آسام میں پائی جاتی ہے - گرمی کے موسم میں وہ دس بارہ ہزار فٹ بلند اور برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں پر چڑھہ جاتا ہے اور سردی کے زمانے میں چار پانچ ہزار فٹ کی اُونچائی پر اُتر آتا ہے - اس کی کھوپڑی چپٹی ہوتی ہے اور تھوتھڑی کی سطح سے اونچی نہیں ہوتی - کان بڑے بڑے اور ٹانگیں موٹی موٹی اور بھدی ہوتی ہیں - ہند کے سیاہ بھالو کی طرح یہہ بھی سبزی اور میوہ خور ہے لیکن بھوک میں بعض اوقات بھیڑ بکری کو بھی مار کر کھا لیتا ہے - اس کی عادتیں اور خصلتیں ہند کے بھالو ہی کے مشابہ ہیں -

ملے کا بھالو

(Ursus malayanus.)

یہہ صنف برما سے جزیرہ‌نما ملے تک پائی جاتی ہے اور اس کا قد ہندوستان کے بھالو سے کچھہ چھوٹا ہوتا ہے یہہ بھی سبزی‌خور ہے اور بہ آسانی پالا جا سکتا ہے -

---

بھورا بھالو

(Ursus arctos.)

بھالو کی جماعت کی یہہ سب سے خاص صنف ہے اور یورپ ، شمالی امریکہ اور سائبیریا میں پائی جاتی ہے - دور دور مقامات میں پائے جانے کی وجہ سے ان کے رنگ میں کچھہ فرق ہوتا ہے - بعض گہرے بھورے بعض ہلکے بھورے اور بعض زرد رنگ کے ہوتے ہیں - اہل فن مسٹر لیڈیکر کی رائے ہے کہ باوجود اس اختلاف کے یہہ سب ایک ہی صنف کے جانور ہیں -

اس کا سر بڑا اور پیشانی آنکھوں کے آگے نکلی ہوئی ہوتی ہے - قد تقریباً ساڑھے تین فٹ اور طول پانچ فٹ سے سات فٹ تک ہوتا ہے - یہہ پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیوں اور گہرے گہرے غاروں میں اور چوڑ کے گھنے جنگلوں میں تنہا رہتا ہے اور اکثر شب ہی میں باہر نکلتا ہے -

بھورا بھالو ہمہ‌خور ہے چنانچہ گرمی کے ایام میں وہ

پھل ، جڑوں اور طرح طرح کے بیج وغیرہ پر بسر اوقات کرتا اور شہد اور دیمک بھی اُس کو نہایت مرغوب ھیں لیکن سردی کے زمانے میں جب برف کی وجہ سے سبزی اور پھل دستیاب نہیں ہوتے تو وہ گوشت‌خوار ھو جاتا ھے — اکثر وہ بھیڑ بکریوں کے گلوں ھی پر ھاتھہ صاف کرتا ھے لیکن بعض اوقات گائے بیل تک پر حملہ کر بیٹھتا ھے —

قطب کے بھالو کی طرح اس کو بھی پانی سے اُنس ھے اور یہہ اچھا تیراک بھی ھوتا ھے — درختوں پر بھی وہ بہ آسانی چڑھ جاتا ھے — بھورا بھالو نہایت طاقتور جانور ھے اور آدمی کو ایک ھی بار دبا کر اُس کی ھڈی پسلی تک چور کر دیتا ھے —

ھمالیہ کا بھورا بھالو

(Ursus isabellinus.)

اھل فن کا خیال ھے کہ یہہ بھی غالباً بھورے بھالو ھی کی ایک قسم ھے — اس کا رنگ بھورا کسی قدر زردی مائل ھوتا ھے — گرمی میں یہہ برف سے ڈھکی چوٹیوں کے قریب پہنچ جاتا ھے اور موسم سرما میں نیچے اُتر آتا ھے — یہہ گوشت خوار نہیں ھے —

بعض ماھرین کی رائے ھے کہ سیریا کا بھالو بھی اسی قسم کا جانور ھے —

گرزلی بھالو

(Ursus ferox.)

یہہ عظیم‌الجثہ جانور امریکہ میں سلسلۂ کوہ راکی پر پایا جاتا ھے - ان کی قوت جسمانی قابل حیرت اور ھے ایک قدآور نر کا وزن پندرہ سولہ من تک ھوتا ھے - بھالو کی تمام صنفوں میں گرزلی کی طرح خوفناک اور تند خصلت کسی کی نہیں ھوتی - امریکہ کے بسن بھینسے کے گروہ پر وہ بلا تکلف حملہ آور ھوتا ھے اور انسان سے ذرا بھی خائف نہیں رھتا - ایک صاحب بیان کرتے ھیں کہ ایک گرزلی نے اُن کا تیس میل تک تعاقب کیا اور اگر وہ ایک ندی پار نہ کر گئے ھوتے تو شائد وہ اُتنی ھی دور اور پیچھا کرتا - ریڈ انڈین قوم کے لوگوں میں جو کوئی گرزلی بھالو مار لیتا ھے اس کی شجاعت اور دلیری کا سکہ جم جاتا ھے -

اس کا رنگ ھلکا زرد یا بھورا ھوتا ھے - بالوں کے سرے بہت ھلکے رنگ کے ھوتے ھیں -

---

الاسکا کا بھورا بھالو

(Ursus gyas.)

یہہ صنف جزیرہ نما الاسکا میں پائی جاتی ھے اور بھورے بھالو کی غالباً یہہ سب سے بڑی قسم ھے - تعجب کی

بات ھے کہ سنہ ۱۸۹۹ع تک اس کے وجود کا پتا نہ تھا اگرچہ یہہ ایک عظیم‌الجثہ جانور ھے لیکن خصلتاً خوفناک نہیں ھوتا اور انسان کو دیکھتے ھی خوف‌زدہ ھوکر بھاگتا ھے — باوجود اپنے قد کے وہ چوھے اور گلہری جیسے چھوٹے چھوٹے جانوروں کو مار کر کھاتا ھے اور ندیوں میں جب سامنے مچھلی آ جاتی ھیں تو ان کو بھی پکڑ لیا کرتا ھے — گرمی میں یہہ سبزی خور ھو جاتا ھے —

قطب کا بھالو

(Ursus maritimus.)

قطب شمالی کے برف آلود سنسان میدانوں میں اِس کی سلطنت ھے اور اُس کی حکومت میں حصہ لینے والا کوئی نہیں — اس عظیم‌الجثہ جانور کا کا طول آٹھہ فٹ قد ایک اچھے خاصے گھوڑے کے برابر — اور وزن تقریباً پندرہ سو پونڈ سے زائد نہیں ھوتا اور اسی سے اندازہ ھو سکتا ھے کہ قطب کا بھالو کس قدر لحیم شحیم ھوتا ھے —

ایک صاحب نے ایک قطب کا بھالو مارا تھا اس کی پیمایش کی تھی — چنانچہ اس کا طول آٹھہ فٹ سے زائد تھا — جسم کا دور بھی آٹھہ فٹ — قد ساڑھے چار فٹ اور اگلے پنجے کا محیط چونتیس انچ تھا — اس کے جسم سے چار سو پونڈ چربی نکلی اور صرف کھال کا وزن سو پونڈ تھا—

اُن کا تخمینہ تھا کہ اس کا وزن سولہ سو پونڈ سے کم نہ تھا –

قطبی بھالو بھی گرزلی سے کم خوفناک نہیں ہوتا – برفستان میں غذا نہایت کم دستیاب ہوتی ہے اور بڑی دقتوں سے وہ اپنی شکمپری کر پاتا ہے اس لئے مزاج میں تندی آ جانا قدرتی بات ہے – دوسرے یہہ بھی ہے کہ اُن برفستانی مقاموں میں کوئی جانور ایسا نہیں جو بھالو کا مقابلہ کر سکے اور کمزور اور نحیف جانوروں پر سخت سے سخت مظالم کرنے کا وہ عادی ہو جاتا ہے – یہی وجہ ہے کہ جب انسان کو دیکھتا ہے تو اس کو بھی کوئی کمزور اور بے مقدور جانور تصور کرکے بے خوف و خطر حملہ کر بیٹھتا ہے –

قدرت نے اُس کو قطب شمالي کی سردي سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام سامان مہیا فرما دیا ہے – اس کا جسم بڑے بڑے ' سفید اور ملائم بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے حتی کہ تلوے تک لمبے لمبے بالوں سے محفوظ کر دئے گئے ہیں ورنہ اس کو برف پر چلنا پھرنا بھی دشوار ہو جاتا – اُن ہی وجہ سے وہ دوڑنے میں پھسلتا بھی نہیں اور بغیر آہٹ کئے اپنے شکار کے قریب تک پہنچ سکتا ہے –

قدرت نے حکمتاً اس کے جسم کو سفید بنایا ہے اور وہ برف میں بالکل مل جاتا ہے – مشابہت عامہ بطشی (Aggressive General Resemblance) کي اُس کو ضرورت

بھی بہت تھی - قطب شمالی پر جانوروں کی تعداد نہایت ہی کم ہے اور گھنٹوں تک حیران اور سرگرداں رہنے پر مشکل سے کوئی سیل یا والرس نظر پڑتا ہے - اگر وہ سفید نہ ہوتا تو جانور اس کو دور ہی سے محسوس کر لیتے اور اس کو بہت پالنا بھی دشوار ہو جاتا -

اُس کے جسم پر ایک موٹی تہ چربی کی ہوتی ہے جو حرارت کو بھی قائم رکھتی ہے اور اس کے جسم کو تیرنے کے لئے ہلکا بھی بنا دیتی ہے - کھال سے ایک روغن نکل کر اس کے بالوں کو چکنا کرتا رہتا ہے اور وہ بھیگنے نہیں پاتے -

قطبی بھالو کی بسر اوقات گوشت ہی پر ہوتی ہے کیونکہ نباتات کا تو وہاں پتہ ہوتا ہی نہیں - وہ اپنا تمام وقت سیل اور والرس کی تلاش میں گذارتا ہے حتیٰ کہ شب میں بھی بمشکل چار گھنٹے آرام کرتا ہے - شکار کی تلاش میں اس کو رات میں بھی زیادہ دقت نہیں ہوتی کیونکہ برف کی چمک کی وجہ سے روشنی کافی ہوتی ہے -

قطبی بھالو کے حالات زندگی میں سب سے عجیب و غریب بات اس کی طویل خاموشی اور سکون ہے جب کہ موسم سرما میں کئی کئی ماہ تک وہ بے آب و دانہ پڑا سوتا رہتا ہے (Hybernation) - سردی سے جب سمندر تک یخ ہو جاتا ہے اور تھرمامیٹر کا پارہ صفر سے بھی دس بارہ ڈگری نیچے گر جاتا ہے تو وہ کسی محفوظ کھوہ میں لیٹ کر سو رہتا ہے - گرمی کے موسم میں وہ کافی کھلائی کر کے فربہ

اور چربیلا ہو جاتا ہے اور یہی چربی سکوت کے زمانے میں اس کو زندہ رکھتی ہے - وہ بخوبی سمجھتا ہے کہ ہر طرح کی جسمانی محنت میں حتیٰ کہ اعضا کو ذرا سی جنبش بھی دینے میں جسم کی حرارت صرف ہوتی ہے اور زیادہ خوراک کی ضرورت ہوتی ہے - اس لئے وہ نہ اُٹھتا ہے نہ بیٹھتا ؟ نہ ہاتھ ہلاتا ہے نہ پیر - سانس چلنے کے علاوہ زندگی کی اور کوئی علامت اس میں باقی نہیں رہ جاتی - رفتہ رفتہ چربی گھلنے لگتی ہے اور جسم لاغر ہو چلتا ہے - بالآخر ہڈی اور چمڑے کے علاوہ اس کے جسم میں کچھہ باقی نہیں رہ جاتا - پھر موسم بہار آنے پر جب برف گلتا ہے اس وقت وہ بھی مریض کی طرح لڑکھڑاتا ہوا اُٹھتا ہے اور لاغر جسم کو فربہ کرنے کی فکر پھر اس کو دامن‌گیر ہوتی ہے -

اسی سکون کے زمانے میں اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں - ماں ان کو ساتھہ لے کر تیرنا سکھاتی ہے اور ان کی حفاظت بڑی ہمت سے کرتی ہے - ایک صاحب ذکر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند ملاحوں نے ایک مادہ اور اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کا تعاقب کیا - بچوں کو ہمت دلانے کی غرض سے ماں آگے آگے بھاگتی تھی اور تھوڑی تھوڑی دور پر رک کر ایک خاص آواز کرتی تھی گویا اُس خطرے سے ان کو آگاہ کر رہی تھی - جیسے جیسے اس کو محسوس ہوتا جاتا تھا کہ تعاقب کرنےوالے قریب پہنچ رہے ہیں وہ کبھی

بچوں کو دھکا دیتی کبھی آگے کو اچھالتی اور کبھی اپنے جسم سے ٹھکیلتی تھی - بچے خود بخود بیٹھہ جاتے تھے تاکہ ماں ان کو دھکا دے - جب وہ ان کو کچھہ آگے اچھال دیتی تھی تو گرتے ھی وہ پھر بھاگتے تھے یہاں تک کہ ماں آ پہنچتی تھی اور ان کو پھر دھکا دے دیتی تھی - (۱)

ریکون

(The Racoon, or Procyon lotor.)

ریکون بھالو کی جماعت ھی کی ایک قسم ھے اور یہہ چھوٹا سا جانور صرف جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ھے - اس کا منھہ لومڑی کی طرح اور جسم بجو کے مشابہہ ھوتا ھے - یہہ بھی بھالو کی طرح تلووں کے بل چلتا ھے - تمام جسم جھبرے بالوں سے ڈھکا ھوتا ھے اور دم بھی جھبری ھوتی ھے جس پر سیاہ چوڑے پڑے ھوتے ھیں -

ریکون ھمہ‌خور ھے اور ھر قسم کی اشیا پر اپنی بسر اوقات کر لیتا ھے - پرند ' چوھے ' انڈوں وغیرہ کے علاوہ وہ پھل ناج وغیرہ بھی شوق سے کھاتا ھے -

خصلتاً یہہ ایک نہایت صاف ستھرا اور صفائی پسند جانور ھے اور جہاں تک ممکن ھوتا ھے اپنی غذا تک کو کھانے سے قبل دھو لیتا ھے - ایک اھل فن تحریر کرتے ھیں کہ " تمام گوشت خواروں میں اگلے پنجوں سے کام لینے

Scoresby's "Account of the Arctic Regions." (۱)

میں شاید ریکون سے زیادہ ھوشیار اور کوئی جانور نہیں ھے - اُڑتے ھوئے کیڑوں کو وہ پنجوں سے پکڑ لیتا ھے - اور پنجوں ھی میں دبا کر کیڑے کو کچل لیتا ھے - اپنے منھہ تک غذا پہنچانے میں وہ پنجوں سے بالکل ھاتھہ کی طرح کام لیتا ھے اور اگر قریب میں کہیں پانی ھوتا ھے تو غذا کو اُس میں ضرور دھو لیتا ھے اور بغیر صاف کئے کھانا شروع نہیں کرتا (۱) -

اکثر دیکھا جاتا ھے کہ جو جانور غذا کو منھہ تک پہنچانے میں پنجوں سے امداد لیتے ھیں، اُن کی عقل تیز ھوتی ھے - اس کی مثال میں بندر، طوطا، ریکون وغیرہ پیش کئے جا سکتے ھیں -

سردی کے موسم میں ریکون بھی بھالو کی طرح سکون اختیار کر لیتا ھے - اکثر ایک ھی مقام میں کئی کئی ساتھہ لیٹ رھتے ھیں اور ایک دوسرے کو گرم رکھتے ھیں -

---

کن کاجو

(The Kinkajou, or Cercoleptes caudivolvulus)

کن کاجو بھالو کی جماعت ھی کی ایک نوع ھے اور وسط امریکہ اور جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ھے - قد میں وہ

---

(۱) Vogt's "Natural History of Animals."

بلی سے کسی قدر چھوٹا لیکن بھاری ہوتا ہے - اس کے بال اُونی اور رنگ بھورا کچھہ زردی مائل ہوتا ہے - اس کی لمبی دم اس کے جسم کا ایک نہایت ہی مفید عضو ہے کیونکہ وہ درختوں پر رہتا ہے اور اپنی مضبوط دم کو شاخوں میں لپیٹ کر بہ آسانی لٹک جاتا ہے - ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اُچھلنے میں بھی وہ اپنی دم سے امداد لیتا ہے - اپنی جماعت کے دوسرے جانوروں کی طرح یہہ بھی پاؤں کے تلووں کے بل چلا کرتا ہے -

تمام دن وہ درختوں پر پوشیدہ رہتا ہے - تاریکی ہونے پر اُن کے گروہ درختوں پر بڑی بڑی چھلانگیں بھر کر اچھلتے کودتے نظر آتے ہیں - پرند ' انڈے ' چھوٹے چھوٹے جانور ' شہد اور طرح طرح کے پھل اس کی غذا ہیں -

---

کوتی

(The Coati, or Nasua fusca)

بھالو کی جماعت کا یہہ چھوٹا سا جانور بھی وسط امریکہ میں پایا جاتا ہے - قد میں یہہ بلی کے برابر ہوتا ہے - تھوتھنی نہایت لمبی ' پلنجے مضبوط اور مڑے ہوئے اور دم نہایت لمبی اور موٹی ہوتی ہے - دم پر سیاہ گول گول چھلے ہوتے ہیں -

یہہ بھی درختوں هی پر رهتا هے - اس کے خشک بالوں سے بو آتی هے - کوئی گروہ‌پسند جانور هیں - وہ پالتو تو بہ آسانی هو جاتے هیں لیکن ان کا پکڑنا بہت دشوار هے -

کترنے والے جانوروں کا طبقہ

(The Rodentia.)

اس طبقے کے جانوروں کی نوعیں روئے زمین پر بکثرت هیں - اِن کے دانت نہایت سخت چیزوں کو بھی بہ آسانی کتر ڈالتے هیں اور یہی اُن کی وجہ تسمیہ ہے - ان میں صرف دو قسم کے دانت هوتے هیں یعنی کاٹنے والے اور ڈاڑهیں - ان کے کاٹنےوالے دانتوں کی ساخت بڑی حکمت سے کی گئی ہے - باهری جانب اُن پر انامل کی ایک تہہ چڑهی هوتی ہے جو کہ چینی کی طرح ایک نہایت سخت شے ہے - مگر دانتوں کے اندر کی جانب یہہ نہیں هوتی - انامل کی وجہ سے ان کے کاٹنے والے دانت باهر کی طرف گھسنے نہیں پاتے - مگر چونکہ اوپر نیچے کے کاٹنے والے دانت باهم رگڑتے هیں اس لئے اندر کی جانب وہ گھستے رهتے هیں اور اس طرح ان کی دهار نہایت تیز هو جاتی ہے -

ان جانوروں کے کاٹنے والے دانت تمام عمر بڑهتے رهتے هیں لیکن رگڑتے رهنے کی وجہ سے جس قدر وہ بڑهتے هیں اتنے هی گھس بھی جاتے هیں - بعض اوقات ایسا اتفاق هوتا ہے کہ کسی جبڑے کا ایک کاٹنے والا دانت ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے مقابلے کا دانت بے روک بڑهتا رهتا ہے - اس کی وجہ سے کچھہ هی عرصے میں جانور کو منهہ چلانا بھی دشوار هو جاتا ہے اور بالآخر یہہ دانت بڑهتے بڑهتے دوسرے

جبڑے میں گھس جاتا ہے اور اس کا کام ہی تمام کر دیتا ہے -

اس طبقے کے جانور پھل پھول ' طرح طرح کے بیج ' جڑیں ' چھال وغیرہ کھاتے ہیں اور ان میں سے بعض ہمہ خور بھی ہیں -

قد و قامت میں ان میں ایک دوسرے سے بہت فرق ہے - ہاتھہ پاؤں ان کی ضروریات کے لئے نہایت ہی موزوں اور مناسب بنائے گئے ہیں - بعض کی اگلی ٹانگیں بہ نسبت پچھلی کے بڑی ہوتی ہیں -

اکثر ان کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں لیکن بعض بعض کے خار ہوتے ہیں - ان کے ہاتھہ پاؤں اکثر پانچ حصوں میں منقسم ہوتے ہیں - اور اُن پر تیز ناخون ہوتے ہیں - بود و باش کے لئے یہہ اکثر گھونسلے بنا لیتے ہیں اور بعض بعض میں خانہ‌سازی کی اعلے درجے کی لیاقت ہوتی ہے -

یہہ کثیرالاولاد جانور ہیں - ان کی مادہ ہر سال دو دو تین تین بچے دیتی ہیں اور بچے بھی بہت جلد جوانی پر پہنچ جاتے ہیں -

اکثر ماہرین تو ان کی تقسیم جماعت میں مختلف ہیں لیکن جو تقسیم اس کتاب میں اختیار کی ہے وہ حسب ذیل ہے —

(۱) چوہے کی جماعت (Muridæ.)

(۲) گاہری کی جماعت (Scuiridæ.)

(۳) خرگوش کی جماعت (Leporidæ.)

(۴) ساھی کی جماعت (Hystricidæ.)

(۵) آرک ٹامیڈے کی جماعت (Arctomydæ.)

(۶) بیور کی جماعت (Castoridæ.)

چوھا

(Mus.)

اس جماعت کی سب سے مشہور نوع چوھا ھے - اگرچہ دنیا میں اتنے دشمن کسی دوسرے جانور کے نہ ہونگے جتنے کہ چوہے کے تاہم اس نقصان‌رساں جانور کی ہر جگہ ترقی اور افزایش ھی نظر آتی ھے اور وہ اپنی محافظت معیشت میں ہمیشہ کامیاب ھی رھتا ھے - روئے زمین پر شاید ھی کوئی ایسا مقام ہو جہاں چوھا موجود نہ ہو -

---

گھریلو بھورا چوھا

(Mus decumanus.)

چوہے کی اس سب سے مشہور صنف کے بارے میں یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ اولاً وہ کس ملک کا رہنے والا تھا - مسٹر فرینک بکلینڈ تحریر کرتے ھیں کہ اکثر ماھرین کی

رائے ہے کہ وہ ہندوستان اور ایران کا قدیم باشندہ ہے - ان ملکوں سے وہ یوروپین روس کی طرف بڑھا تھا اور پھر تجارتی جہازوں کے ذریعہ سے وہ انگلینڈ اور دوسرے ملکوں میں پہنچ گیا -

اہل فن مسٹر بلایتھہ کی رائے ہے کہ بھورا چوھا اولاً سائبیریا میں بیکال جھیل کے قریب رہتا تھا اور وہاں سے تمام دنیا میں پھیل گیا - بعض ماہرین اس کو چین کا باشندہ بیان کرتے ہیں - غرض کہ یورپ کے ماہرین اُس کی ترقی اور وسعت سیر کی تہمت کسی نہ کسی ایشیائی ملک کے سر رکھتے ہیں -

صرف دو ہی صدیوں میں بھورے چوھوں نے تمام دنیا پر اپنا سکہ جما لیا جیسے کوئی ذی وقار اور طاقتور انسانی قوم روئے زمین پر چاروں طرف پھیل کر عروج کو پہنچتی ہے اور دوسری قوموں کو مغلوب کرکے جگہ جگہ اپنی نو آبادیاں قائم کر لیتی ہے - بالکل اسی طرح اس چوھے کا بھی عروج ہوا -

گمان اغلب یہہ ہے کہ انگلینڈ میں اس نے اٹھارھویں صدی کے وسط میں قدم رکھا اور اس کے پہنچتے ہی سیاہ چوھے کا تنزل ہونے لگا کیونکہ وہ معیشت کی حفاظت میں اس بھورے کا مقابلہ نہ کر سکا -

بھورا چوھا نہایت کثیرالاولاد ہے - مادہ صرف تین ماہ کی عمر سے بچے دینے لگتی ہے اور ہر سال کم از کم تین

مرتبہ اور بعض بعض پانچ یا چھہ بار تک بچے دیتی ہیں - اس کے دس بارہ تین ہوتے ہیں اور بچوں کی تعداد بھی اسی قدر ہوتی ہے - پھر ان کی افزائش دن دونی رات چوگنی کیوں نہ ہو - اندازہ کیا گیا کہ اگر ایک جوڑے کے سال میں تین بار بچے ہوں تو ان کی اولاد تین سال میں دو کروڑ ایک لاکھ پچپن ہزار تین سو بانوے تک پہنچ جائےگی -

ایسے کثیرالاولاد جانور سے انسان کو کتنا نقصان پہنچتا ہوگا اس کا تو اندازہ کرنا ہی دشوار ہے - ہر چوہا اپنی گزر کے لئے انسان ہی کی غذا میں حصہ لگاتا ہے - اگر ایک چوہا ایک سال میں صرف ایک سیر غلہ کھائے تو ایک کروڑ چوہوں کے لئے پچیس ہزار من غلہ کی ضرورت ہوگی اور آٹھہ سیر فی روپیہ کی شرح سے اس کی قیمت پچاس ہزار روپیہ ہوئی - تخمینہ کیا گیا ہے کہ فرانس میں اس چھوٹے سے جانور کی بدولت ہر سال اسی لاکھہ پونڈ کا نقصان ہوتا ہے -

ہم اہل ہند چوہوں کو مارنے کے روادار نہیں اس لئے ہندوستان میں وہ بے خوف و خطر نقصان پہنچاتے ہیں - ایک مشہور ڈاکٹری رسالے میں ڈاکٹر میجر کنارڈ نے کچھہ عرصہ گزرا تخمینہ کیا تھا کہ بیس سال میں چوہوں کی وجہ سے کل ۱۲,۴۲,۵۰,۰۰,۰۰۰ روپیہ کا نقصان ہوا - اس کی تفصیل آپ نے اس طرح بیان کی تھی کہ-

(۱) ان اشیاء خوردنی کی قیمت جو چوهوں نے کها لیں یا برباد کردیں - ۰۰۰,۰۰,۰۰,۰۰۰ ۲ روپیه -

(۲) طاعون کی وبا سے لاکهوں آدمیوں کی بے وقت موت هو جانے یا اس مرض میں مبتلا هوکر بےکار هو جانے کی وجه سے مالی نقصان ۰۰۰,۰۰,۰۰,۰۳,۰ ۲ روپیه -

(۳) طاعون کے وبا سے چهٹکاره پانے کی تدابیر پر صرف هوا - ۰۰۰,۰۰,۵۰,۳۹ روپیه -

غرض یهه که بیس سال میں جس قدر صرفه هندوستان کی تمام فوج پر هوا اس سے دو گنه نقصان چوهوں کے ذریعه سے پهنچا - (۱)

ان کی ترقی کا انسداد خاص کر ان کے چهوٹے قد زمین کے اندر بلوں میں رهنے اور ان کی تیزی کی وجه سے نهایت دشوار هے -

اس کے علاوه چوها ایک نهایت چالاک اور هوشیار جانور بهی هے اور اس کے متعلق اکثر واقعات تجربے میں آ چکے هیں - جب کسی پنجرے میں دو ایک بار چوهے پهنس جاتے هیں تو اس کے بعد کوئی چوها اس کے قریب تک نهیں پهٹکتا - پنجرے میں چوهے کی بو معلوم هوتے هی وه سمجهه جاتے هیں که اس کے ذریعه سے اُن کے کسی نه

---

(۱) Major Kunhardt in the "Indian Journal of Medical Research."

کسی بد قسمت بھائی کی جان ضرور جا چکی ہے - لیکن اگر وہی پلنجرہ دھو کر لگایا جاتا ہے تو وہ پھر گرفتار ہونے لگتے ہیں -

وزنی چیزوں کو اُٹھا لے جانے میں چوہے بڑی ترکیب سے کام لیتے ہیں اور اپنی ہوشیاری کا ثبوت دیتے ہیں - چنانچہ مسٹر راڈویل بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو چوہے مل کر کئی انڈے سیڑھیوں پر سے اُتار لے گئے - ایک چوہا ایک سیڑھی اُتر جاتا تھا اور پچھلے پیروں پر کھڑا ہو جاتا تھا - اس وقت اوپر والا چوہا انڈے کو اس کے ہاتھ میں دے دیتا تھا - بعد ازاں اوپر والا چوہا اُتر کر اُس سے انڈا لے لیتا تھا - اس طرح باری باری سے اُترتے ہوئے وہ انڈے کو نیچے اُتار لے گئے - (۱)

چوہے کی ایک زبردست صفت حمیدہ یہہ ہے کہ وہ قومی ہمدرد بھی ہے اور مصیبت میں ساتھ دیتا ہے ، نابینا کو راہ دکھاتا ہے ، ضعیف اور کمزوروں کو امداد دیتا ہے ، لکڑی کا ایک سرا منھہ میں دبا کر دوسرا سرا کسی نابینا چوہے کے منھہ میں دےکر وہ رہنمائی کرتے دیکھے گئے ہیں - مسٹر رومانیز اپنی مشہور تصنیف میں تحریر کرتے ہیں کہ چوہے اس حکمت سے کام کرتے ہوئے اس قدر لوگوں نے دیکھا ہے کہ اُس کی صداقت پر شبہہ نہیں کیا جا سکتا - (۲)

---

(۱) Rodwell, "The Rat: Its Natural History."

(۲) Ramane's "Animal Intelligence."

اکثر دیکھا گیا ہے کہ چوہے بوتل کے اندر کا تیل پی لیتے ہیں - ایک چوہا بوتل پر چڑھہ کر اپنی لمبی دم اس کے اندر ڈال دیتا ہے اور پھر اس کو نکال کر دوسروں کو چوسنے کو دے دیتا ہے - اس طرح باری باری سے بوتل پر چڑھہ کر تمام تیل پی لیتے ہیں - (۱)

یہہ بھی اُن کی ہمدردی اور یکجہتی کی مثال ہے -

جب کسی مقام میں غذا کی کمی ہو جاتی ہے تو چوہے اس کو ترک کر کے کسی دوسرے مقام میں جاکر آباد ہوجاتے ہیں - چنانچہ کرنل سائکس صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے خود چوہوں کے گروہوں کو اپنا وطن چھوڑ کر جاتے دیکھا ہے - راہ میں ناج کے کھیتوں کو تو وہ بالکل برباد ہی کر ڈالتے ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ ایسے دور دراز سفر میں وہ اپنے مسن اور ضعیف ساتھیوں کو کبھی نہیں چھوڑتے بلکہ اُن کو ہر طرح کی امداد دیتے ہیں اور ساتھہ لے جاتے ہیں -

ہندوستان میں بھورا چوہا یوں تو ہر جگہہ پایا جاتا ہے لیکن آبادیوں میں تو اُن کی تعداد بے شمار ہی ہے کیونکہ وہاں غذا بہ آسانی دستیاب ہوتی ہے -

---

(۱) Watson's "Reasoning Power in Animals."

سیاہ چوھا

(Mus rattus.)

سیاہ چوھے نے بڑی عروج کا زمانہ دیکھا ہے لیکن بھورے چوھے کی قوتوں کے سامنے اُس کو عاجز ہونا پڑا اور اب اس کی تعداد روز بروز تنزل پر ہے - یہہ امر دلچسپ ہے کہ پہلے سیاہ چوھے کا بھی عروج بالکل اسی طرح ہوا تھا جیسے کہ اب بھورے چوھے کا ہو رہا ہے - اُس نے بھی چوھے کی دوسری نوعوں کو زیر کر کے روئے زمین پر اپنی سلطنت قائم کی تھی - قدرت ایسے ہی کرشمے ہمیشہ دکھاتی رہتی ہے -

یورپ کے ملکوں میں سیاہ چوھے اب بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں - بھورے چوھے کی بہ نسبت اِس کا منھہ پتلا ' کان بھاری اور بال بڑے ہوتے ہیں ' جسم کے اوپری حصے کا رنگ دھندلا سیاہ ہوتا ہوتا ہے اور بھورے چوھے کے مقابلے میں یہہ چھوٹا ہوتا ہے -

یہہ ہندوستان میں بھی بعض بعض جگہہ بالخصوص سمندر کے ساحلوں کے قریب پایا جاتا ہے اور گمان اغلب یہہ ہے کہ وہ جہازوں کے ہی ذریعہ سے یورپ سے ہندوستان پہنچا ہے -

سیاہ چوھے کی ساخت میں ایک خصوصیت یہہ ہے کہ اُس کے پچھلے پاؤں گھوم کر پیچھے کی طرف لوٹ جاتے ہیں

اور اس وجہ سے وہ سیدھی دیواروں پر بھی بہ آسانی چڑھ اور اُتر سکتا ہے -

گھریلو چھوٹا چوھا

(Mus musculus.)

بھورے چوھے اور اس میں خاص فرق قد و قامت کا ہے - یہہ ھند میں مکانوں میں کثرت سے پاے جاتے ھیں - سفید چوھا جو اکثر پالا جاتا ہے اسی کی ایک نسل ہے -

درختوں کا چوھا

(Mus brunneus.)

یہہ صنف تمام ھندوستان میں اور لنکا میں پائی جاتی ہے - جسم کا اوپری حصہ ھلکا اور سرخ اور نیچے میلا سفید ھوتا ہے - کان بڑے اور طول آٹھہ نو انچ ھوتا ہے - یہہ درختوں پر رھتا ہے اور اپنا گھونسلہ جھاڑیوں پر یا آم کے درختوں پر بناتا ہے -

گھونس

(Mus bandicota.)

یہہ بہت بڑا چوھا ھندوستان میں ھر جگہ پایا جاتا ہے - جنوبی ھند میں اس کی کثرت ہے - لنکا اور ملے میں بھی گھونس پائے جاتے ھیں -

عموماً اس کا طول تقریباً دس انچ ہوتا ہے لیکن بعض بعض پندرہ انچ تک کے دیکھے گئے ہیں - دم کی لمبائی دس بارہ انچ کی ہوتی ہے اور اس پر سخت چھلکے چڑھے ہوتے ہیں - وزن ڈیڑھ سیر تک ہوتا ہے - یہہ مکانوں کی دیواروں میں یا غلہ کی کھتّوں کے نیچے بڑے بڑے بل کھود لیتا ہے اور بہت غلہ چٹ کر جاتا ہے آلو کی کاشت کو بھی اس سے بڑا نقصان پہنچتا ہے -

بھورا خاردار چوہا

(Leggada playtythrix.)

یہہ خاردار چوہا صرف ہندوستان کے جنوبی حصے میں ملتا ہے - رنگ اوپر بھورا اور نیچے سفید ہوتا ہے - اس کے خار گول نہیں بلکہ چپٹے ہوتے ہیں - طول تین چار انچ اور دم تقریباً تہائی فٹ ہوتی ہے - یہہ چوہا زمین کے اندر چھوٹے چھوٹے بل کھود لیتا ہے اور اس میں داخل ہونے پر ہمیشہ اس کے سوراخ کو کنکر پتھروں سے بند کر لیتا ہے - اس کی کئی قسمیں جنوبی ہند میں پائی جاتی ہیں اور ایک قسم ہمالیہ پہاڑ پر بھی ہوتی ہے -

دکن کے کھیتوں کا چوہا

(Golund meltada.)

یہہ جنوبی هند میں پایا جاتا هے - رنگ سرخی مائل ' تھوتھری پتلی ' کان بڑے بڑے ' طول تقریباً ساڑھے پانچ انچ اور دم اس سے کسی قدر چھوٹی هوتی هے - یہہ یا تو جھاڑیوں کی جڑوں کے قریب چھوٹا سا بل کھود لیتا هے یا بعض اوقات اُن درازوں میں رهنے لگتا هے جو گرمی کے موسم میں هندوستان کے جنوبی میدانوں کی کالی مٹی کے پھٹ جانے سے زمین میں بن جاتی هیں - بارش هونے پر جب یہہ درازیں بند هوتی هیں تو صدها چوہے اُن کے اندر هی مر جاتے هیں اور اُن کی تعداد میں کمی هو جاتی هے - مسٹر ایلیٹ تحریر فرماتے هیں کہ " سنہ ۱۸۲۶ ع میں بارش کم هونے کی وجہ سے اِن کی اس قدر کثرت هوئی تھی کہ تمام کاشت برباد هو گئی تھی - کھیت میں تخم ریزی هوتے هی وہ ایک ایک دانہ چن کر کھا جاتے تھے اور جب فصل تیار هوئی تو انھوں نے پودھوں پر چڑھہ کر بالیں کھانا شروع کیں - آسانی کی غرض سے پہلے وہ بالوں کو کتر کر نیچے گرا لیتے تھے - میں نے خود ایسے کھیت دیکھے تھے کہ جن کو چوهوں نے بالکل تباہ کر دیا تھا اور جن کے کاشتکار لگان تک نہ ادا کر سکے - کاشتکاروں نے بدر قوم کے لوگوں کو چوہے مارنے پر مقرر کیا اور ایک ایک بدر نے

ہزاروں ہی چوہے مار ڈالے لیکن پھر بھی اُن کی تعداد میں کوئی کمی نظر نہ آئی " -

---

وول چوہے

(The Vole, or Arvicola.)

آرویکولا نوع کے چوہے وول کے نام سے مشہور ہیں - یہہ بھاری جسم کے ہوتے ہیں اور دیکھنے میں کچھہ چوڑے چپٹے سے معلوم ہوتے ہیں - ان کی چال بھی دھیمی اور بھدی ہوتی -

ان کی تھوتھڑی، چوڑی اور کان، آنکھیں، ٹانگیں اور دم چھوٹی ہوتی ہیں - ان کی ڈاڑھیں تمام عمر بڑھتی رہتی ہیں مگر جتنی بڑھتی ہیں اُسی قدر گھس بھی جاتی ہیں -

---

پانی کا وول

(Arvicola amphibious.)

وول کی یہہ ایک مشہور قسم ہے جو تمام یورپ اور شمالی ایشیا میں پائی جاتی ہے - اس کا قد گھریلو چوہے کے برابر ہوتا ہے - رنگ بھورا اور دم اُس کے جسم کی لمبائی کی آدھی ہوتی ہے - پچھلے پاؤں نہایت مضبوط ہوتے ہیں اور ان کا طول بھی معمول کے خلاف ہوتا ہے -

یہہ ندیوں کے ڈھالو کناروں میں بل کھود لیتا ہے اور اکثر دن میں باہر نظر آتا ہے -

عموماً اُس کی غذا پانی کے پودھے اور جڑیں ہیں لیکن بھوک سے پریشان ہو کر کبھی کبھی چھوٹے چھوٹے چوہے اور کیڑے مکوڑے بھی کھا لیتا ہے -

کھیت کا وول

(Arvicola arvalis.)

علاوہ اٹلی کے یہہ وول تمام یورپ میں پایا جاتا ہے اور کاشت کو بہت نقصان پہنچاتا ہے -

سائبیریا کا وول

(Arvicola æconomus.)

یہہ قسم سائبیریا میں پائی جاتی ہے جہاں سردی کے موسم میں زمین برف سے ڈھک جاتی ہے اور پھر کسی قسم کی غذا دستیاب نہیں ہوتی - یہہ وول اس زمانے کے لئے اپنی غذا کا سامان کثرت سے جمع کر رکھتا ہے -

ہمالیہ کا وول

(Arvicola Roylei.)

اس کا طول تقریباً ساڑھے تین انچ اور دم دو انچ کی ہوتی

ہے - کشمیر میں اور ہمالیہ پر یہہ دس بارہ ہزار فٹ اونچائی تک پایا جاتا ہے -

ہیمسٹر

(The Hamster, or Cricetus frumentarius.)

یہہ نوع سائبیریا ، روس ، پرلینڈ اور جرمنی میں پائی جاتی ہے - قد و قامت میں یہہ تقریباً سیاہ چوہے کے برابر ہوتا ہے اور اس کے رخساروں میں بڑے بڑے کیسے ہوتے ہیں - اس کی ساخت کی یہی سب سے بڑی خصوصیت ہے - ہیمسٹر کا جسم وزنی ہوتا ہے اور کھلے ملائم بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے - جسم کا بالائی حصہ بھورا اسی قدر سرخی مائل لیکن نیچے کا حصہ سیاہ ہوتا ہے - پہلوؤں میں کچھہ سفید دھبے بھی ہوتے ہیں -

یہہ زمین کے اندر بلوں میں رہتا ہے جس میں کئی علحدہ علحدہ سوراخ ہوتے ہیں اور فصل پر وہ ان میں غلہ اور طرح طرح کا کھانے کا سامان جمع کر لیتا ہے - بل کے خاص حصے میں وہ بود و باش رکھتا ہے اور اس میں گھاس وغیرہ کا ملائم بستر بچھائے رکھتا ہے - بل سے باہر نکلنے کے لئے وہ ہمیشہ دو راستے بناتا ہے - ایک سیدھا ہوتا ہے ور دوسرا ڈھالو اور گھوما ہوا -

آیندہ کا انتظام کرنے میں شاید کوئی دوسرا جانور ہیمسٹر

سے زیادہ منتظم نہ ہوگا - اُس کی دور اندیشی اور محنت دونوں قابل تحسین ہیں - کوئی ایسا غلہ نہیں جو اُس کے ذخیرے میں موجود نہ ہو اور تعجب یہہ ہے کہ ہر غلے کا انبار علحدہ علحدہ رکھتا ہے اور کسی دوسرے سے ملنے نہیں دیتا - ایک مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ "ہمیسٹر دو ایسی حکمتوں سے کام لیتا ہے جس کی نظیر کسی دوسرے جانور میں نہیں پائی جاتی - ایک تو یہہ کہ وہ غلہ کی بال سے صرف دانہ ہی لاتا ہے اس کا اور کوئی حصہ لانے میں وقت خراب نہیں کرتا - اور دوسرے یہہ کہ وہ غلہ کے ذخیروں کو اپنی جائے بود و باش سے قطعی علحدہ رکھتا ہے - ہر ہیمسٹر اپنے بل کے خاص حصے کو رہنے کے کام میں لاتا ہے اور اس کے پہلوؤں میں دو ایک سوراخ اور بنا لیتا ہے جن میں غلہ جمع کر لیتا ہے - وہ پودھوں کو اگلے پنجوں سے پکڑ کر جھکا لیتا ہے اور بال کو دانتوں سے کتر لیتا ہے - بعد ازاں اُس کو دونوں پنجوں سے رگڑتا ہے اور بھوسے وغیرہ سے ناج کے دانے علحدہ کر کے منھہ کے کیسوں میں بھر لیتا ہے اور بل میں لے جاکر اُن کا انبار لگا دیتا ہے" - (۱)

محنت اور استقلال سے دشوار سے دشوار کام بھی حل ہو جاتا ہے اور قدرت نے یہہ دونوں اوصاف حمیدہ ہیمسٹر

(۱) "The Industries of Animals," by Frederick Houssay.

کو بدرجہ کمال عطا فرمائے ہیں چنانچہ دانہ دانہ بہم شود انبار پر عمل کرکے وہ اس قدر ذخیرہ جمع کر لیتا ہے کہ اس کے ایک ایک بل میں ایک بشل تک (تقریباً ایک من چوبیس سیر) غلہ پایا گیا ہے - قدرتاً کاشتکار اُس کے جانی دشمن ہوتے ہیں اور اس کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتے -

چوہے کی اور سب نوعوں کی طرح یہہ بھی کثیرالاولاد جانور ہے - مادہ ہر سال کئی بار بچے دیتی ہے اور ہر حمل سے آٹھہ دس بچے پیدا ہوتے ہیں - دو تین ہفتوں ہی میں بچے اپنی معیشت کا انتظام کرنے کے لائق ہو جاتے ہیں اور اپنے واسطے علحدہ بل کھود لینے کی فکر اُن کو دامن‌گیر ہو جاتی ہے -

ہیمسٹر میں ایک زبردست عیب بھی ہے کہ شاید تمام عالم حیوانی میں وہ نہایت غضب‌ناک اور غصہ‌ور جانور ہے اور غیظ و غضب کی مجسم تصویر ہی ہے - غضب‌آلود ہونے پر نہ اُس کو کوئی خوف و خطر رہتا ہے نہ اپنی حفاظت کی فکر - ایک صاحب مسٹر ٹامسن اُس کے غصے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ " اس کو اپنی زندگی میں بجز دو کاموں کے اور کوئی مشغلہ ہی نہیں - ایک شکم پری کی فکر اور دوسرے غصہ کرنا - جو جانور اس کے سامنے آ جاتا ہے اُسی پر حملہ کر بیٹھتا ہے - نہ تو دشمن کی طاقت سے خائف ہوتا ہے نہ اپنی جان کی حفاظت

کے لئے وہ کبھی بھاگتا ھی ھے - اگر کبھی کسی انسان کا ھاتھہ پکڑ لیتا ھے تو پھر مر جانے ھی پر چھوڑتا ھے - کتے اس کا شکار کرنے کے بہت شایق ھوتے ھیں - جس وقت کتے اس کو نظر آتے ھیں تو اگر رخساروں کے کیسوں میں غلہ بھرا ھوتا ھے وہ اُن کو فوراً خالی کرتا ھے اور پھر کیسوں کو اس قدر پھلا لیتا ھے کہ اس کا مُنھہ جسم سے بھی بہت بڑا نظر آتا ھے - پھر پچھلے پاؤں پر کھڑا ھوکر وہ دشمن پر حملہ کرتا ھے اور اگر دانتوں سے پکڑ پاتا ھے تو مر جانے ھی پر چھوڑتا ھے - اپنی اس خصلت کی وجہ سے ھمستر کسی دوسرے جانور کے ساتھہ صلح سے نہیں رہ سکتا بلکہ اگر کہیں دو ھمستر بھی مل جاتے ھیں تو فوراً ایک دوسرے پر حملہ کر بیٹھتے ھیں اور جو طاقتور ھوتا ھے وہ دوسرے کو مار کر کھا جاتا ھے " - (۱)

ھرنا موسا

(The Jerboa-Gerbillus.)

چوھے کی یہہ ایک نوع ھے جس کو بڑی بڑی چھلانگیں بھرنے کی وجہ سے ھرنا موسا کے نام سے موسوم کرتے ھیں - یہہ وسط ایشیا ، ھندوستان ، لنکا ، مشرقی و جنوبی یورپ اور افریقہ میں پایا جاتا ھے -

---

Thompson's "Possions of Animals." (۱)

اس کی پچھلی ٹانگیں نہایت لمبی ہوتی ہیں اور پچھلے پاؤں کی بھی لمبائی تقریباً چھہ انچ ہوتی ہے - مگر اگلے پاؤں صرف ایک ایک انچ کے ہی ہوتے ہیں - کودنے کے وقت وہ پچھلے پاؤں پر کھڑا ہوکر دم کا تھوڑا سا سہارا لے کر چھلانگ بھرتا ہے اور پھر ایک کے بعد دوسری چھلانگ اس تیزی سے بھرتا ہے کہ اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے - اس کی رفتار ایک تیز گھوڑے سے کم نہیں ہوتی -

---

ہند کا ہرنا موسا

((Gerbillus indicus.)

یہہ صنف ہندوستان میں اکثر مقامات میں پائی جاتی ہے - اس کا طول چھہ سات انچ ' دم تقریباً آٹھہ انچ ' رنگ بھورا کسی قدر زردی مائل اور دم کے آخر پر سیاہ بالوں کا ایک گچھا ہوتا ہے - یہہ میدانوں میں بہت گہرے گہرے بل کھود لیتا ہے جس میں کئی کئی سوراخ ہوتے ہیں اور ہر سوراخ کے آخر حصے میں ایک گول کمرہ سا ہوتا ہے -

یہہ بھی کانگرو کی طرح دم ٹیک کر پچھلے پاؤں پر بیٹھا کرتا ہے اور شام ہوتے ہی بل سے نکل کر غذا کی تلاش میں اُچھلتا کودتا پھرتا ہے - گھاس ' جڑیں اور غلہ اس کی خوراک ہیں -

مادہ کے ہر حمل سے دس بارہ اور بعض اوقات اس سے

بھی زیادہ بچے پیدا ہوتے ہیں - اس کی ایک قسم پلجاب سندھہ اور راجپوتانا میں بھی پائی جاتی ہے (Gerbillus Erythrourus) - قد میں یہہ چھوٹا ہوتا ہے اور اس کا طول پانچ انچ سے زائد نہیں ہوتا -

اس کی ایک قسم افریقہ کے ویرانوں میں بھی پائی جاتی ہے اور اس کے متعلق ایک عجیب بات یہہ ہے کہ وہ ایسے مقامات میں رہتا ہے جہاں کوسوں تک پانی کا کہیں پتا نہیں ہوتا - لیکن قدرت نے تمام حیوانات کو اپنی ضروریات کی بہم‌رسانی کا انتظام کر لینے کی عقل عطا فرمائی ہے - افریقہ کے خشک میدانوں میں ایک قسم کا تلخ خربوزہ ہوتا ہے جس میں رس بھرا رہتا ہے - وہ ان پھلوں کو ریت میں آتھہ دس انچ گہرا گاڑ رکھتا ہے اور گرمی کے موسم میں اس کو کھود کر پانی کی جگہ اُس کا رس پیتا ہے -

---

لیمنگ

(The Lemming, or Myodes.)

لیمنگ بھی چوہے کی ہی ایک نوع ہے جو کہ قد و قامت میں چوہے کے ہی برابر ہوتا ہے لیکن اس کی تھوتھڑی گول اور دم نہایت مختصر ہوتی ہے - یہہ یورپ میں ناروے اور سویڈن کے پہاڑوں پر پایا جاتا ہے - لیمنگ خصلتاً جنگجو ہوتا ہے اور آپس میں وہ لڑتے بھڑتے رہتے ہیں - یہہ سبزی خور جانور ہیں -

عموماً یہہ تمام دن پوشیدہ رہتے ہیں اور نظر نہیں آتے - مگر کئی کئی سال کے بعد جب اُن کے گروہ ایک مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام کو روانہ ہوتے ہیں اُس وقت پتا چلتا ہے کہ اُن کی تعداد کس قدر بے شمار ہے - دس بیس سال کے بعد اتفاق سے یہہ عجیب نظارہ دیکھنے میں آتا ہے - تمام میدان اور کھیت اُن کے گروہوں سے بھر جاتے ہیں - اور حیرت کی بات یہہ ہے کہ لیملگ ہمیشہ ناک کی سیدھہ پر چلتا ہے - اُن کو دیکھہ کر ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ کسی قوی کشش سے کھنچے چلے جا رہے ہوں - غار اور خندقیں ' ندی اور نالے راہ میں آتے جاتے ہیں لیکن لیملگ اپنی دھن کا پکا ہے - وہ اپنا سیدھا راستہ نہیں چھوڑتا - اگر گھاس کا کوئی انبار اُس کے راستے میں پڑ جاتا ہے تو اس میں سوراخ کرکے اپنی سیدھی رفتار جاری ہی رکھتا ہے -

ہزارہا گوشت‌خوار جانور اور شکاری پرندے اُن کے ساتھہ ہو جاتے ہیں - لومڑی ' بلی ' بھالو ' ویزل ' اُلو وغیرہ سب کے عیش ہو جاتے ہیں -

ایک اور عجیب بات یہہ ہے کہ اُن کا سفر کہیں ختم نہیں ہوتا نہ ان کی کوئی منزل مقصود ہی ہے - چلتے چلتے وہ آخرکار سمندر کے کنارے پہنچ جاتے ہیں - مگر سمندر بھی اُن کو روک نہیں سکتا اور یکے بعد دیگرے پانی میں داخل ہوکر سب ڈوب جاتے ہیں -

چھچھوندر چوھا

(Nesokia indica.)

کھیتوں کا یہہ بڑا چوھا ھندوستان میں ھر جگہ پایا جاتا ھے - جنوبی ہند میں اس کو کوک کہتے ھیں - اس کا طول چھہ سات انچ ' دم تقریباً چار انچ ' رنگ ھلکا بھورا ' بال لمبے لمبے اور سخت اور کان چھوٹے اور گول ھوتے ھیں - مسٹر ایلیٹ فرماتے ھیں کہ یہہ چوھا تنہائی پسند کرتا ھے اور بڑے بڑے بلوں میں تنہا ھی رھتا ھے - فصل پر اپنے بل میں وہ بہت غلہ جمع کر لیتا ھے - جب غلہ دستیاب نہیں ھوتا تو گھاس اور جڑوں ھی پر بسر اوقات کر لیتا ھے -

مادہ آتھہ دس تک بچے دیتی ھے اور جیسے ھی بچے اپنی معیشت کی فکر کرنے کے قابل ھو جاتے ھیں ماں ان کو بھگا دیتی ھے - بدر قوم کے لوگ اس کو بہت پکڑتے ھیں اور اُس کے بلوں سے ناج نکال لیتے ھیں - بعض بعض جگہ کوک کے بلوں سے اِن کو اس قدر غلہ دستیاب ھو جاتا ھے کہ اُسی پر ان کی گزر ھو جاتی ھے -

ساھی کی جماعت

(The Hystricidæ.)

اس جماعت کے جانوروں کی سب سے بڑی خصوصیت یہہ ھے کہ ان کے جسم پر بڑے بڑے خار ھوتے ھیں – ساھی کی حفاظت کا قدرت نے یہہ نہایت عمدہ انتظام فرما دیا ھے کیونکہ جس وقت وہ اپنے خار کھڑے کر لیتی ھے تو کسی جانور کی ھمت اس پر منہہ مارنے کی نہیں ھوتی – ساھی کی بعض قسمیں درختوں پر رھنے والی بھی ھیں –

ھند کی ساھی

(Hystrix leucura.)

اس کا طول تیس بتیس انچ اور دم تقریباً چھہ انچ ھوتی ھے – بجز بنگال کے کچھہ حصے کے یہہ قسم ھند میں ھر جگہ پائی جاتی ھے –

اس کی کول تھوتھنی پر موٹے موٹے بال ھوتے ھیں – جسم پر دو قسم کے خار ھوتے ھیں ایک لمبے اور موٹے جن پر سفید چھلے پڑے ھوئے ھیں اور دوسرے باریک جن کی کہ صرف نوکیں ھی سفید ھوتی ھیں –

ساھی اکثر ندیوں اور تالابوں کے ڈھالو کناروں پر بھٹا کھود لیتی ھے ۔ تمام دن اسی میں پوشیدہ رھتی ھے اور

رات ہی میں باہر نکلتی ہے - ڈاکٹر جرڈن بیان کرتے ہیں کہ ساہی اُلٹی ہوکر دم کی طرف سے دشمن کا مقابلہ کرتی ہے اور جسم کے تمام خاروں کو برچھی کی طرح کھڑا کر لیتی ہے - اُس کے خار کتوں کے جسم میں اکثر بہت گھرے گھس جاتے ہیں -

---

یورپ کی ساہی

(Hystrix cristata.)

یہہ قسم جنوبی یورپ میں اور شمالی افریقہ میں پائی جاتی ہے - اس کی گردن پر لمبے لمبے بالوں کی چوٹی سی ہوتی ہے - بھالو کی طرح یہہ بھی سردی کے زمانے میں سکوت اختیار کر لیتی ہے -

---

کناڈا کی ساہی

(Erethizon dorsatus.)

یہہ نوع کناڈا اور امریکہ کے ممالک متحدہ میں پائی جاتی ہے - یہہ درختوں پر بہ آسانی چڑھ جاتی ہے اور اُن ہی پر رہتی ہے - اس کے خار نہایت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور اس کے لمبے لمبے بالوں میں پوشیدہ رہتے ہیں -

جس درخت پر دو چار مرتبہ اس کی رسائی ہو جاتی ہے اس کی پوری بربادی ہو جاتی ہے اور حیرت کی بات یہہ ہے کہ وہ اُن پتلی پتلی ٹہنیوں کی پتیاں بھی کہا جاتی ہے جو اس کے وزن کی متحمل نہیں ہو سکتیں -

آرکتامیڈے کی جماعت

(The Arctomydæ.)

اس جماعت کے جانوروں کا قد کچھ چوڑا چکلا ، بھاری اور بھدا سا ہوتا ہے - اُن کی ٹانگیں چھوٹی چھوٹی اور پنجے مضبوط ہوتے ہیں اور ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کھودنے کے لئے موزوں ہیں -

ان کا اوپری لب دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے -

اس کی جماعت میں تین خاص نوعیں ہیں -

(۱) آرکٹامس (Arctomys.)

(۲) سنومس (Cynomis.)

(۳) اسپرموفیلس (Spermophilus.)

آرکٹامس

جماعت کی یہہ خاص نوع ہے - یہہ جانور زبان عام میں مارمات (Marmot) کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں -

مارمات ایک چھوٹا سا جانور ہے جس کی ایک مشہور قسم کوہ الپس کی برف ڈھکی چوٹیوں پر پائی جاتی ہے - ان کا گروہ کا گروہ ایک ہی مقام پر رہتا ہے اور جب وہ اپنے بلوں سے نکل کر دھوپ میں بیٹھتے ہیں تو نہایت ہی

چوکنے رہتے ہیں ۔ کھٹکا ہونے ہی ان میں سے ایک نے سیٹی کی طرح آواز کی اور تمام گروہ کو متنبہ کر دیا ۔ پھر وہ سب کے سب لمحہ بھر میں بلوں کے اندر گھس جاتے ہیں ۔

ان کے پلنجے مضبوط ہوتے ہیں اور ان سے وہ گہرے گہرے بل کھود لیا کرتے ہیں جن میں کئی کئی سوراخ اور رہنے کے لئے مقام ہوتے ہیں ۔

مارمات سبزی‌خور ہے اور عادتوں کا سیدھا سادہ جانور ہے ۔ اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے ۔

موسم سرما سے قبل یہ لمبی لمبی گھاس کاٹ کر دھوپ میں خشک کر لیتے ہیں اور اس کو اپنے بلوں میں لے جا کر بچھا لیتے ہیں اور اسی پر بھالو کی طرح سکوت اختیار کرکے کئی کئی ماہ تک بے آب و دانہ پڑے سوتے رہتے ہیں ۔ موسم بہار میں جب برف گلتا ہے اور سبزی زمین پر نظر آنے لگتی ہے تو مارمات اپنے خواب سے بیدار ہوکر باہر نکلتے ہیں ۔

اگرچہ اس کے بال کسی قدر موٹے ہوتے ہیں تاہم اس کا سمور کار آمد ہے اور اس کی غرض سے صدہا مارمات کا شکار کیا جاتا ہے ۔ ان کے شکاری سردی ہی کے زمانے میں ان کے بھٹے کھود ڈالتے ہیں اور خواب غفلت ہی میں ان کا کام تمام کر لیتے ہیں ۔

سنومس یا گھاس کے کتے

(The Cynomis, or Prairie Dogs.)

یہہ بھی ساخت میں مارمات سے ملتے جلتے ہیں اور شمالی امریکہ کے وسیع سبزہزاروں میں پائے جاتے ہیں — اِن کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ خوف‌زدہ ہوکر وہ کتے کی طرح بھونکتے ہیں — اِن کے بھی گروہ کے گروہ ساتھہ رہتے ہیں اور جس مقام پر وہ بود و باش اختیار کرتے ہیں وہاں کی زمین اُن کے بلوں کی وجہ سے چھلنی ہو جاتی ہے — جب وہ باہر نکل‌کر بیٹھتے ہیں تو ان کا تماشہ قابلِ دید ہوتا ہے —

یہہ نہایت سیدھے سادے جانور ہیں اور اکثر سانپ، اُلو اور خوفناک ویزل اُن کے بھٹے میں گھس کر اُن کے بچے نکال لے جاتے ہیں —

اسپرموفیلس

(Spermophilus.)

قد میں یہہ دونوں مذکورہ نوعوں سے چھوٹے ہوتے ہیں — اس کی کئی قسمیں شمالی امریکہ، شمالی ایشیا اور یورپ میں پائی جاتی ہیں — یہہ جانور اپنے گھرے بھٹے میں تنہا ہی رہتا ہے اور اس میں طرح طرح کا غلہ جمع رکھتا ہے —

گلہری کی جماعت

(Sciuridæ.)

اس جماعت کے جانور دنیا کے تقریباً ہر حصے میں پائے جاتے ہیں -

گلہری نہایت تیز خصلتاً بےقرار جانور ہے اور ایک لمحہ کو بھی خاموش اور سکوت کے ساتھہ نہیں بیٹھتی - یہی اس کی سب سے بڑی خصوصیت ہے - ایک شاخ سے دوسری پر اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اچھلنا کودنا ہی اس کے تمام دن کا مشغلہ ہے - اگر اس مشغلے سے کبھی فرصت پاتی ہے تو عجیب کلکلاہٹ کی آوازیں کر کے دل کو بہلایا کرتی ہے - ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اچھلنے کے وقت وہ کیسا صحیح اندازہ لگاتی ہے کہ کبھی خطا نہیں ہوتا اور بعض اوقات ایسی ایسی اونچی شاخوں سے کود پڑتی ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ اس کی جان کیسے بچ رہی -

ان کی دم جھبری اور جسم پر گھنے گھنے ' نہایت ملائم ' صاف ستھرے اور چمک دار بال ہوتے ہیں -

اس جماعت میں بہت سی نوعیں ہیں جن کے قد و قامت میں کافی فرق ہے - چھوٹی نوعوں کے جانور تو چوہوں کے برابر اور بڑی نوعوں کے بلی کے برابر ہوتے ہیں -

ان کی غذا طرح طرح کے بیج ' پھل اور غلہ وغیرہ ہے اور بعض پرندوں کے انڈے بھی کھا لیتی ہیں - گلہری اپنی

غذا کو پلجوں سے پکڑ کر بڑی صفائی سے منھہ میں لے جاتی ھے - ان کے دانت بہت تیز ہوتے ھیں اور نہایت سخت چیزوں کو بھی وہ کتر ڈالتے ھیں -

گلہری نہایت صفائی پسند ھے اور اپنے جسم کو کبھی غلیظ نہیں رھنے دیتی - اکثر وہ منھہ اور زبان سے اپنے ملائم بالوں کو سنوارتے اور صاف کرتے دیکھی جاتی ھے -

گلہری کی دوراندیشی قابل تحسین ھے - جس فصل میں غذا کافی دستیاب ہوتی ھے وہ بڑی محنت اور جانفشانی سے آیندہ کے لئے انتظام کر لیتی ھے - اس لئے اس کو غذا کی کبھی کمی نہیں ہوتی - اور یہہ ہوشیاری بھی وہ کرتی ھے کہ غذا کے ذخیروں کو کئی کئی جگہ رکھتی ھے - اگر کسی دوسرے جانور کی رسائی کسی ایک ذخیرے تک ہو بھی جاتی ھے تو بھی گلہری کو کوئی بڑا نقصان نہیں - اور حافظہ اُس کا ایسا اچھا ہوتا ھے کہ وہ بخوبی یاد رکھتی ھے کہ اس کے ذخیرے کس کس مقام میں جمع ھیں -

گلہری تہنیوں وغیرہ سے نہایت مضبوط گھونسلا بنا لیتی ھے اور اُس میں اپنے بچوں کی معیشت کا انتظام کرتی ھے جن کی تعداد تین سے آٹھہ تک ہوتی ھے -

---

جنگلی گلہری

(Scuirus malabari.)

یہہ صلف مالابار ' ترانکور اور نیل گری پہاڑ پر پائی

جاتی ہے - اس کا طول سولہ انچ سے اٹھارہ انچ تک اور دم تقریباً بیس انچ کی ہوتی ہے - جسم کے بالائی حصے کا رنگ کتھئی اور نیچے دھندلا زردی مائل سا ہوتا ہے -

کراٹ

(Sciurus maximus.)

اس صنف کے جانور وسط ہند میں پائے جاتے ہیں اور شکل اور صورت اور رنگ میں جنگلی گلہری کے مشابہ ہیں -

دھاری دار گلہری

(Sciurus palmarum.)

یہہ صنف تمام ہندوستان میں بکثرت پائی جاتی ہے - ہند کے علاوہ یہہ اور کہیں نہیں ہوتی -

اُڑنے والی گلہری

(Pteromys.)

گلہری کی جماعت کی ایک مشہور نوع تیرومس ہے جو اُڑنے والی گلہری کے نام سے موسوم کی جاتی ہے - ان کے دونوں پہلوؤں میں اگلی پچھلی ٹانگوں کے درمیان درمیان لٹکتی ہوئی کھال ہوتی ہے جس کی مدد سے اگرچہ وہ پرندوں کی طرح اُڑ نہیں سکتیں لیکن بہت بڑی بڑی

چھلانگیں پھر کر ہوا میں تیرتی ہوئی نہایت آہستہ آہستہ زمین پر اُتر آتی ہیں - ان کے خصائل اور عادتیں معمولی گلہری کی طرح ہی ہوتی ہیں -

اُڑنےوالی بھوری گلہری

(Pteromys petaurista.)

یہہ وسط اور جنوبی ہند میں پرانے پرانے جنگلوں میں اونچے اونچے درختوں پر پائی جاتی ہے اور جنگل کے سب سے گھنے حصے میں سب سے اونچے درخت پر رہتی ہے - اس کا طول بیس انچ اور دم بھی قریب قریب اتنی ہی لمبی ہوتی ہے -

اس کے جسم پر مختلف رنگوں کے کچھہ دھندلے سے، کچھہ سفید اور کچھہ سیاہ بال ہوتے ہیں اور اِن سب کے ملنے سے اس کا رنگ بھورا سا معلوم ہوتا ہے -

گلہری کی معمولی نوعوں کی طرح اس میں تیزی نہیں ہوتی اور زمین پر تو صرف اُچھل اُچھل کر چل سکتی ہے - درختوں پر بھی اُس کی رفتار دھیمی ہی ہوتی ہے - کیونکہ پہلوؤں کی کھال اِدھر اُدھر جھولتی ہے اور شاخوں میں اُلجھتی ہے - جب وہ ایک درخت سے دوسرے پر جانا چاہتی ہے تو زمین پر کبھی نہیں اُترتی بلکہ پہلے سب سے اونچی شاخ پر چڑھہ جاتی ہے اور وہاں سے کود کر ہوا میں تیرتی ہوئی دوسرے درخت کی کسی نیچی شاخ پر

جا کرتی هے - ان کے پرواز کے متعلق ڈاکٹر جرڈن تحریر فرماتے هیں که "میں نے اکثر ان کو اُڑتے دیکھا هے - ایک مرتبه ایک گلہری ایک درخت سے دوسرے درخت پر اُڑی اور ساٹھه گز کا فاصله طے کر لیا - دوسرے درخت کے پاس پہنچتے پہنچتے وہ زمین سے کچھه هی اونچی رہ گئی تھی اور اس کی ایک نیچی شاخ پر پہنچنے کے لئے اُس کو آخر میں کچھه اوپر کو اُٹھنا پڑا - اختتام پرواز پر اس طرح اوپر کی جانب اُٹھتے هوئے میں نے اُن کو اکثر دیکھا هے" -

اس کی قسمیں همالیه پہاڑ پر اور شمالی امریکه ' روس اور سائبیریا میں بھی پائی جاتی هیں -

خرگوش کی جماعت

(The Leporidæ.)

اس جماعت کے جانوروں کی خصوصیت یہہ ہے کہ اُن کے اوپری جبڑے میں کاٹنےوالے دانتوں کے دو جوڑ۔ آگے پیچھے ہوتے ہیں - پچھلا جوڑ آگے والے سے قطعاً پوشیدہ رہتا ہے - کترنے والے طبقے میں اور کسی نوع کے جانوروں کے دانت اس قسم کے نہیں ہوتے - ان میں سے پچھلے جوڑ کے دانت خرگوش کے لئے اصل کاٹنےوالے دانت ہوتے ہیں اور اگلا جوڑ کیلوں کے قائم مقام ہوتا ہے -

خرگوش کے اگلے پاؤں میں پانچ اور پچھلوں میں چار انگلیاں ہوتی ہیں - دم بہت ہی مختصر ہوتی ہے -

اس جماعت میں صرف دو نوعیں ہیں -

(۱) خرگوش (Lepus.)

(۲) لیگومس (Legomys.)

خرگوش

(Lepus.)

اس نوع کی کئی صنفیں روئے زمین پر ملتی ہیں - اِن کے کان بہت بڑے اور اگلی ٹانگیں پچھلی ٹانگوں کی بہ نسبت

بہت لمبی ہوتی ہیں - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے —

کاٹنے والے ۲—۲ / ۱—۱ — دودھ ڈاڑھیں ۳—۳ / ۲—۲ —

ڈاڑھیں — ۳—۳ / ۳—۳ = ۲۸

اس نہایت ہی بزدل اور چوکنے جانور کی نسلیں بجز آسٹریلیا کے اور سب جگہ ملتی ہیں - ان کا رنگ ان کے جائے قیام سے اکثر ملتا جلتا ہوتا ہے - ہر طرف خرگوش کے دشمن ہی دشمن نظر آتے ہیں اور اس کمزور اور نحیف جانور کا انحصار صرف مشابہت عامہ تحفظی پر ہے -

خرگوش بہت نہیں کھودتا بلکہ اکثر جھاڑیوں میں کسی محفوظ مقام میں پوشیدہ پڑا رہتا ہے اور تاریکی سے قبل باہر نہیں آتا - اس کی قوت سامعہ نہایت تیز ہوتی ہے اور بجز اس کے اس بد قسمت کو اور کوئی ہتھیار اپنی حفاظت کرنے کے لئے قدرت نے عطا نہیں فرمایا ہے - اس کے لمبے لمبے کان برابر ہر طرف کو گھوم گھوم کر دھیمی سے دھیمی آواز کا بھی پتا لگائے رہتے ہیں -

دشمن کے سامنے جب وہ اپنی حفاظت کے لئے بھاگتا ہے تو بڑی تدبیروں سے کام لیتا ہے - کبھی تو چکر لگا کر جہاں سے روانہ ہوتا ہے وہیں پھر پہنچ جاتا ہے - کبھی دوڑتے

دوڑتے یکبارگی اُچھل کر دفعتاً راستہ تبدیل کر دیتا ھے تاکہ کتوں کو اُس کی بو نہ ملے اور پاؤں کے نشان نظر نہ آئیں - بعض اوقات جب کوئی تدبیریں نہیں بن پڑتی تو وہ پانی میں کود پڑتا ھے اور نتھنے اوپر نکالے ہوئے بیٹھا رہتا ھے -

خرگوش کا خاندان دن دونا رات چوگنا بڑھتا ھے - تقریباً ایک سال کی عمر ہونے پر اس کے بچے ہونے لگتے ہیں جن کی تعداد چار پانچ ہوتی ھے -

قطب کا خرگوش

(Lepus glacialus.)

یہہ صنف امریکہ کے شمال میں برفستان میں ملتی ھے - اس کا رنگ سفید ہوتا ھے - یہہ برف میں بہت کھود لیتا ھے - اس صنف کے جانور دوسرے خرگوشوں کی طرح بزدل اور ڈرپوک نہیں ہوتے -

ہند کا خرگوش

(Lepus ruficaudatus.)

یہہ قسم ہندوستان میں ہمالیہ سے گوداوری ندی تک اور پنجاب سے آسام تک ہر جگہ پائی جاتی ھے -

سیاہ خرگوش

(Lepus hispidus.)

یہہ ہمالیہ کی ترائی میں گورکھپور سے آسام تک پایا جاتا ہے - اس کا رنگ کچھہ سیاھی مائل ' کان چھوٹے اور چوڑے ' جسم بھاری اور ٹانگیں چھوٹی اور موٹی ہوتی ہیں -

ریبٹ

(Lepus cuniculus.)

ظاہری ساخت میں ریبٹ بڑی خرگوش کے مشابہ ہے لیکن اس کا قد کسی قدر چھوٹا ہوتا ہے - اِن کے کان اور ٹانگیں بھی خرگوش کی طرح بڑی نہیں ہوتیں - دونوں کی عادتوں میں بھی فرق ہے - ریبٹ ہمیشہ بہت کھود لیتا ہے اور اسی کے اندر رہتا ہے اور خرگوش کی طرح تنہائی پسند نہیں ہے بلکہ گروہ کے ساتھہ رہتا ہے -

خرگوش کے بچوں کی آنکھیں پیدایش کے وقت ہی سے کھلی ہوئی ہیں بخلاف ریبٹ کے بچوں کے کہ بلی کے بچوں کی طرح اندھے پیدا ہوتے ہیں - ریبٹ کے بچوں کے لئے کوئی محفوظ مقام ہونا نہایت ضروری ہے اور اسی لئے قدرت نے اس کو بہت کھودنے کی عقل عطا فرمائی ہے -

ریبٹ خرگوش سے بھی زیادہ کثیرالاولاد جانور ہے - ہر سال

اُس کے چار مرتبہ سے آٹھہ مرتبہ تک بچے ہوتے ہیں - تین ہی ہفتوں میں بچے اپنی معیشت کا انتظام خود کرنے لگتے ہیں اور اپنا بہت علحدہ کھود لیتے ہیں -

ریبٹ یورپ کے جنوبی ملکوں میں اور افریقہ کے شمال میں پایا جاتا ہے لیکن اُس کی افزایش تیزی سے ہو رہی ہے اور رفتہ رفتہ وہ اور ملکوں میں بھی پہنچ رہا ہے -

آسٹریلیا میں اور نیو زیلینڈ کے جزیرے میں پہلے نہ ریبٹ تھے نہ خرگوش - پھر گوشت کی غرض سے ریبٹ باہر سے لاکر جنگلوں میں چھوڑے گئے ؛ اور بہت جلد اُن کی اس قدر افراط ہو گئی کہ کاشت اور باغوں کو وہ بہت نقصان پہنچانے لگے - خصوصاً چونکہ آسٹریلیا وغیرہ میں گوشت خوار جانور کم ہیں اُن کی ترقی کے انسداد کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور آخرکار کاشتکاروں کو بےرحم ہوکر اُن کی تعداد کم کرنے کی تدبیریں عمل میں لانی پڑیں - چنانچہ وقتاً فوقتاً اب اُن کا "گھیرا" کیا جاتا ہے - ہزارہا ریبٹ کو گھیر کر کاشتکار باڑوں میں گھسا لے جاتے ہیں اور پھاٹک بند کرکے سب کو ہلاک کر دیتے ہیں -

گوشت کی غرض سے اکثر ریبٹ پالے بھی جاتے ہیں اور اُن کی کئی نوعیں پیدا ہو گئی ہیں - بیلجیم وغیرہ سے لندن کو ہر سال ہزارہا من ریبٹ کا گوشت بھیجا جاتا ہے اور اُن کا گوشت فروخت کرنے والوں کو اچھا خاصا منافع ہوتا ہے - ہر مادہ کم از کم تیس بچے ہر سال دیتی ہے اور

اُن کی پرورش وغیرہ کا صرفہ منہا کر کے اُن کا گوشت فروخت کئے جانے پر پندرہ سولہ شلنگ کا منافع حاصل ہو جاتا ہے -

لیگومس

(Lagomys Roylei.)

خرگوش کی جماعت کا یہہ چھوٹا سا جانور ہمالیہ پہاڑ پر ہوتا ہے اور دس بارہ ہزار فٹ بلندی پر پایا جاتا ہے - اس کے دانتوں کی ساخت خرگوش کی طرح ہی ہوتی ہے اور کان چھوٹے چھوٹے بیضوی ہوتے ہیں - اس کا طول صرف چھہ سات انچ ہوتا ہے اور دم قطعاً نہیں ہوتی - یہہ سیٹی کی طرح آواز کرتا ہے پتھریلی زمین میں رہنا پسند کرتا ہے اور کہیں کہیں بہت کھود لیتا ہے - اکثر وہ گروہ بناکر بہت سے ایک ساتھہ رہتے ہیں اور آہٹ ہوتے ہی اپنے بلوں میں گھس جاتے ہیں -

لیگومس کی کئی قسمیں سائبیریا اور امریکہ میں بھی پائی جاتی ہیں - بعض قسموں کے جانور جو نہایت سرد ملکوں کے باشندے ہیں سردی شروع ہونے سے قبل اپنی غذا کے لئے گھاس جمع کر لیتے ہیں - یہہ محنتی جفاکش جانور گھاس کو پہلے دھوپ میں خشک کر لیتے ہیں اور اپنے بلوں کے سامنے اُس کے انبار لگا لیتے ہیں جو دو دو گز

تک کی اونچائی کے ہوتے ہیں - اکثر ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے کہ کسی بڑے سبزی‌خور جانور کی نگاہ ان انباروں پر پڑ جاتی ہے اور وہ تمام گھاس چٹ کر جاتا ہے ' لیکومس بیچاروں کی مہینوں کی محنت رائگاں جاتی ہے -

بیور کی جماعت

(The Castoridæ.)

اس جماعت میں صرف ایک نوع (Beaver) ہی ہے جس کی دو قسمیں روئے زمین پر پائی جاتی ہیں ایک یورپ میں اور دوسری امریکہ میں –

بیور ایک عجیب و غریب جانور ہے – ان کا باہمی اتفاق اور اتحاد ، یکجہتی اور ایک دوسرے کا معاون رہنا نیز وہ صنعت اور کاریگری جو وہ خانہ‌سازی میں ظاہر کرتے ہیں سب قابل حیرت اور نصیحت‌آموز ہیں –

اس کا طول تقریباً دو فٹ اور دم ایک فٹ کی ہوتی ہے – کترنےوالے طبقے کا یہ سب سے قدآور جانور ہے – اس کا وزن تقریباً پچاس پونڈ ہوتا ہے اور بعض بعض نر اس سے بھی زیادہ وزنی ہوتے ہیں –

اپنی ظاہری ساخت میں بیور کچھ خوشنما نہیں ہوتا بلکہ اس کا جسم بھاری اور چپٹا سا معلوم ہوتا ہے – سر بڑا ، آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور اوپر کا لب دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے – اس کے کترنےوالے دانت باہر سے نظر آتے ہیں اور اس وجہ سے وہ اور بھی بدشکل معلوم ہوتا ہے – دم بہت چوڑی اور چپٹی ہوتی ہے – پچھلے پاؤں اگلے پاؤں کے مقابلے میں بہت بڑے ہوتے ہیں اور انگلیاں پھیلی ہوئیں اور سب ایک ہی جھلی میں منڈھی ہوتی ہیں – چپٹی

دم اور ملتھے ہوئے پنجے اس کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہیں کیونکہ وہ زیادہ وقت پانی ہی میں گزارتا ہے - تیرنے کا بھی وہ ماہر ہے اور غوطہ لگاکر اکثر دو دو منٹ تک اوپر نہیں آتا -

اس کے کان چھوٹے چھوٹے اور جسم کا بالائی حصہ کتھئی بالوں سے ڈھکا ہوتا ہے - نیچے کی جانب بالوں کا رنگ بھورا ہوتا ہے - بیور کا سمور نہایت ملائم اور کارآمد ہوتا ہے - جسم پر دو تہیں بالوں کی ہوتی ہیں ایک گھنے اور چھوٹے چھوٹے اُون کی اور دوسری لمبے لمبے بالوں کی -

خصلتاً بیور نہایت ہی صاف ستھرا جانور ہے اور اپنی جائے قیام کو پاک صاف رکھتا ہے - چنانچہ ایک اہل فن بیان کرتے ہیں کہ ایک گرفتار بیور نے اپنے کٹہرے کا صرف وہی حصہ پاخانہ پیشاب کے لئے منتخب کر رکھا تھا جو کھڑکی کے قریب تھا اور جس وقت کھڑکی کھولی جاتی وہ تمام غلاظت کو اپنے پنجوں سے باہر پھینک دیتا تھا -

بیور گروہ میں رہنے والا جانور ہے - وہ کئی کئی مل کر ایک ہی گھر میں رہتے ہیں اور ایک ہی مقام پر اکثر اُن کے بہت سے گھر ہوتے ہیں -

اب سے قبل بیور کے سمور کی بہت تلاش رہتی تھی - سترھویں اور اٹھارویں صدی میں کسی دوسرے جانور کی

کھال کی اتنی بڑی تجارت نہ ہوی جتنی کہ اس کی کیونکہ جس وقت کہ سیاہ ریشمی کپڑے کے ٹوپ کا رواج نہیں ہوا تھا اُسی کی کھال کے ٹوپ عام طریقے سے استعمال میں تھے حتیٰ کہ کثرت استعمال کی وجہ سے بیور ٹوپ ہی کو کہنے لگے تھے - ایک مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سو ساٹھہ سال کا زمانہ گزرا شہر کوبیک سے ایک لاکھہ ستائیس ہزار بیور کی کھالیں ہر سال باہر بھیجی جاتی تھیں - کھال کے لئے وہ اس قدر مارے گئے کہ آج یہہ خدشہ ہے کہ کہیں بیور روئے زمین سے فنا ہی نہ ہو جائے - چنانچہ کناڈا اور ممالک متحدہ امریکہ نے اسی وجہ سے ان کو ہلاک کرنا اب خلاف قانون قرار دیدیا ہے -

فن خانہ‌سازی میں تو وہ استاد ہے اور کوئی دوسرا حیوان اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا - وہ ایک زبردست انجینیر ہے اور اس کی جانفشانی اور استقلال بھی قابل تحسین ہیں - جب تک کہ بچشم خود نہ دیکھا جائے یہہ باور کرنا بہت دشوار ہے کہ بیور جیسا چھوٹا جانور دریا میں بند بنا کر اس کی روانی روک دیتا ہے -

بیور اپنا گھر ہمیشہ دریا کے کنارے تعمیر کرتا ہے اور اُس کی شکل گنبد کی طرح ہوتی ہے - اُس کی تعمیر وہ لکڑی ' ٹہنیوں وغیرہ سے کرتا ہے اور اس کے اوپر مٹی کا پلاستر ایسی خوبی سے کرتا ہے کہ بارش کا ایک قطرہ بھی اندر نہیں جا سکتا - ٹہنیوں کو وہ آپس میں اس خوبی

سے گوندتا ھے کہ گھر نہایت مضبوط بن جاتا ھے - اُس کا قطر چھہ سات فٹ یا کچھہ اور زائد ھوتا ھے - باھر جانے کے لئے وہ دو راستے بناتا ھے اور ایسی تدبیر کرتا ھے کہ کم اَز کم ایک دروازہ تو ھمیشہ پانی کے اندر رھے - خطرے کے وقت وہ اسی راستے سے بھاگتا ھے اور اسی سے وہ اپنے گھر میں اپنی غذا کا سامان پہنچاتا ھے -

اس راستے کے متعلق اس کو سب سے بڑی فکر یہہ ھوتی ھے کہ دروازے کے سامنے تمام سال پانی بھرا رھے اور گرمی میں وہ پانی کی سطح کے اوپر نکلنے نہ پائے - دوسری فکر اس کو یہہ دامن‌گیر ھوتی ھے کہ پانی اس قدر گھرا رھے کہ سردی میں برف کی تہ کی وجہ سے راستے کا دروازہ بند نہ ھونے پائے -

اس خیال سے وہ ندی کے آر پار اپنے گھر کے قریب دو ایک بند اس طریقے سے باندھہ دیتا ھے کہ ندی کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا ھوکر اُس کے دروازے پر ھمیشہ کافی پانی بھرا رھے -

بعض بعض بند بیور لکڑی اور پتلی پتلی ٹہنیوں سے تعمیر کرتے ھیں اور اس کے اوپر مٹی کا پلاسٹر کر دیتے ھیں یا کبھی اس کو وہ مٹی کا ٹھوس بناتے ھیں جس میں جابجا پتھر بھی لگے ھوتے ھیں - ان پتھروں کا وزن ایک پونڈ سے چھہ پونڈ تک ھوتا ھے - پتھر اور مٹی بیور کھڑے ھوکر ھاتھوں پر لے جاتے ھیں -

اُن کے تعمیر کئے ہوئے مٹی کے بند اس قدر مستحکم ہوتے ہیں کہ اُن پر گھوڑا بخوبی چل جا سکتا ہے – مٹی کے تودوں کے بند اکثر اُن ہی ندیوں میں بناتے ہیں جو تیزی سے بہتی ہیں اور معمولی ندیوں میں تھلوں کے ہی بند کام دے جاتے ہیں –

مسٹر مارگن تحریر فرماتے ہیں کہ "خانہ‌سازی کے متعلق بند کا باندھنا ہی ایک خاص کام ہے جس کے لئے بےحد جانفشانی اور استقلال کی ضرورت ہے ورنہ اتنے بڑے کام کو اختتام تک پہنچانا اور پھر اس کا قائم رکھنا ممکن نہیں – گھر کی تعمیر سے قبل بند باندھ لینا لازمی امر ہے کیونکہ گھر کی کرسی اور راستوں کی اونچائی اس پانی کی سطح کے مطابق رکھنا ہوتی ہے جو باندھ کی وجہ سے دروازوں کے سامنے پھر جاتا ہے" – (۱)

بند کی تعمیر کے متعلق بیور کی فراست اور ذہانت کو دیکھتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ ایک زبردست ماہر سائنس ہے – ایک اہل فن اُس کی تعمیری خصوصیات کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ندی کے بہاؤ کی طرف وہ اس کو ڈھالو بناتا ہے اور دوسری طرف سیدھا – اور اس سے بہکر پانی کی زد روکنے کی اور

"The American Beaver and His Work," by L. H. Morgan. (1)

کوئی ترکیب ہو ہی نہیں سکتی - معمولی دریاؤں میں بند کو وہ ایک خط مستقیم میں بنا لیتا ہے - لیکن اگر بند کسی ایسے مقام میں بنانا ہوتا ہے جہاں ندی کی روانی تیز ہوتی ہے تو وہ اُس میں کسی قدر گولائی بنا کر پانی کی تیزی کو ہلکا کر دیتا ہے " - (۱)

بند بنانے کے لئے کوئی مناسب مقام منتخب کرکے بیور کو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ، شاخیں وغیرہ مہیا کرنی ہوتی ہیں اور ان کے لئے وہ درخت کے درخت گرا دیتا ہے - پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوکر اپنے تیز دانتوں سے درخت کے تنے کو وہ چاروں طرف سے کترنا شروع کرتا ہے اور اس میں اُس کو ایسی مہارت ہوتی ہے کہ ایک ہی جوڑا دو تین رات میں چھوٹے چھوٹے درختوں کا کام تمام کر لیتا ہے - بعض بعض کا بیان ہے کہ بیور درخت کو ہمیشہ اس طرح کترتا ہے کہ وہ پانی ہی کی طرف گرے - درخت کو گرا کر وہ اُس کے تنے اور شاخوں سے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں کتر کتر کر کاٹتا ہے - اگر درخت پانی سے دور ہوتا ہے تو وہ اِن کو گھسیٹ کر پانی تک لے جاتا ہے اور پھر پانی میں گرا کر اُن کو باسانی کھینچ لے جاتا ہے - مقام تعمیر پر یہہ لکڑیاں کوئی تو گاڑ دی جاتی ہیں ، کوئی چلی جاتی ہیں اور کوئی ایک دوسرے میں پروئی

---

(۱) "The Industries of Animals," by Fredrick Houssay.

جاتی ہیں – پھر مٹی سے مستحکم کی جاتی ہیں اور حسب ضرورت جا بجا پتھر بھی لگائے جاتے ہیں –

ایک ایک بند کی تعمیر میں صدہا بیور متحد ہو کر ہمہ تن مصروف ہو جاتے ہیں اور پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھ عرصے تک کام میں لگے رہتے ہیں – گروہ کا کوئی فرد اپنے فرائض کی انجام دہی میں حتی الامکان کوتاہی نہیں کرتا اور نہ ان کو کسی کی نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے – ہاں کمی صرف اس قدر ہوتی ہے کہ آپس میں کام کی کوئی تقسیم نہیں بلکہ جو جس کی سمجھ میں آتا کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بند کی تعمیر میں کوئی ترتیب اور قاعدہ نظر نہیں آتا –

چونکہ ٹہنیاں پانی کے اندر مٹی میں گاڑی جاتی ہیں بعض میں اکثر شاخیں پھوٹ آتی ہیں اور رفتہ رفتہ بڑھ کر بند پر پورے درخت ہو جاتے ہیں – چنانچہ پرانے بندوں پر ایسے درخت اکثر نظر آتے ہیں –

اگر موقعہ تعمیر کے قریب ہی لکڑی دستیاب نہیں ہوتی تو بیور اور بھی حیرت انگیز کرشمے دکھاتے ہیں – ان لکڑیوں کو زمین پر گھسیٹ کر موقع تک لے جانا تو ایک کارے دارد کا مضمون ہے – اس لئے پانی تک لکڑیاں پہنچانے کے لئے وہ لمبی لمبی نہریں کھود لیتے ہیں – تین چار فٹ چوڑی اور اسی قدر گہری اور چار پانچ سو فٹ لمبی نہریں کھود لینا اُن کے لئے معمولی بات ہے –

مسٹر مارگن نے ایک بند کی پیمایش کی تھی - اس کا طول دو سو ساٹھہ فٹ تھا اور بعض بعض تو چار پانچ سو فٹ لمبائی کے بھی دیکھے گئے ھیں -

بند تیار ھو جانے پر جب پانی بھر جاتا ہے اس وقت بیور اپنے مکان کی تعمیر میں ھاتھہ لگاتا ھے - اپنے گھر کی مرمت بھی وہ وقتاً فوقتاً کرتا رهتا ھے - جب گھر کی کوئی لکڑی سڑ جاتی ھے تو وہ اُس کی جگہ باھر کی طرف نئی لکڑی لگا دیتا ھے - اور سڑی ھوئی لکڑی نکال کر پھینک دیتا ھے -

طبقۂ کرم خور

(The Insectivora.)

یہہ چھوٹے قد کے جانور ہیں اور بجز آسٹریلیا اور جنوبی امریکہ کے ان کی نوعیں روئے زمین پر ہر جگہ پائی جاتی ہیں - ان کے نام ہی سے واضح ہے کہ اُن کی غذا کیڑے مکوڑے ہیں مگر ان میں بعض چھوٹے چھوٹے جانوروں کو بھی کھا لیتے ہیں -

ان کے دانتوں کی ساخت کیڑے مکوڑوں کو پکڑنے اور کچلنے کے لئے خاص طور پر مناسب اور موزوں ہوتی ہے - دونوں جبڑوں میں سامنے کی جانب آٹھہ آٹھہ دانت ہوتے ہیں جن میں سے آخری دانت کیلے ہیں - ان کے کیلے بہ نسبت کاٹنے والے دانتوں کے چھوٹے ہوتے ہیں - یہہ خلاف معمول ہے - اکثر اوپر اور نیچے کے جبڑوں میں دانتوں کی تعداد یکساں ہوتی ہے - ڈاڑھوں پر چھوٹی چھوٹی گھنڈیاں بھی ہوتی ہیں جو اُن کیڑے مکوڑوں کو جن کے جسم پر سخت چھلکے ہوتے ہیں کچلنے میں کارآمد ہوتی ہے -

ان کی کھوپڑی چھوٹی اور تھوتھڑی پتلی ہوتی ہے اور اس کے آخری حصے میں سامنے کی طرف ان کے نتھنے ہوتے ہیں - شکار کی تلاش میں وہ اپنی قوت شامہ ہی سے امداد لیتے ہیں - ان کے کان اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں - انگلیوں پر مضبوط ناخن ہوتے ہیں اور اور یہہ تلووں کے بل چلنے والے جانور ہیں - ان کی رفتار

سبک اور عقل کمزور ہوتی ہے - یہہ اکثر بھٹوں میں رہتے ہیں -

ان کی اکثر انواع کے جسم میں ایک گرہ ہوتی ہے جس سے ایک بدبودار مادہ خارج ہوتا ہے اور یہی اُن کا ذریعہ حفاظت ہے کیونکہ بدبو کی وجہ سے کوئی گوشت‌خواران پر نظر بھی نہیں ڈالتا -

یہہ طبقہ مندرجہ ذیل جماعتوں میں منقسم ہے —

(۱) چھچھوندر (Sorcidæ.)

(۲) مول (Talpidæ.)

(۳) خاردار چوہے (Erinacidæ.)

(۴) درختوں کی چھچھوندر (Tupaiadæ.)

چھچھوندر کی جماعت

(The Soreidæ.)

چھچھوندر کی جماعت کے چھوٹے چھوٹے جانور ظاہری ساخت میں چوہوں کے مشابہ ہوتے ہیں مگر ان کی تھوتھنی بہت لمبی ہوتی ہے - جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں - آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور قوت باصرہ نہایت کمزور ہوتی ہے حتیٰ کہ آفتاب کی روشنی میں وہ اپنی آنکھیں کھول تک نہیں سکتے - اسی لئے یہہ دن میں اپنے بلوں سے باہر نہیں نکلتے -

اوپر کے جبڑے میں درمیان کے دو کاٹنے والے دانت بڑے بڑے اور اُن کی نوکیں ھک کی طرح خمیدہ ہوتی ھیں - ڈاڑھوں پر کھونٹیاں اور پاؤں میں پانچ پانچ انگلیاں ہوتی ھیں - جسم کے پہلوؤں میں گرہ ہوتی ھیں اور ان سے ایک نہایت ھی متعفن مادہ خارج ہوتا ھے -

ھندوستان کی معمولی چھچھوندر

(Sorex Cœrulescens.)

یہہ صنف ھندوستان میں ہر جگہ پائی جاتی ھے - موریوں کے راستے اکثر گھروں میں گھستی ھے اور آہٹ ہوتے ھی "چٹ چٹ چٹ" کی آوازیں کرکے چھچھتی اور

بھاگتی ہے - اس کا طول چھہ سات انچ اور دم تقریباً چار انچ کی ہوتی ہے -

اس صنف کی بدبو خاص طور پر تیز ہوتی ہے چنانچہ بلی اُس پر حملہ کرتی ہے لیکن منھہ مارتے ہی چھوڑ دیتی ہے اور اکثر لوگ بیان کرتے ہیں کہ سانپ تک اس کی بدبو کی وجہ سے بھاگ جاتا ہے - ایک مرتبہ ایک سانپ کا مقابلہ ایک چھچھوندر سے ہو گیا تھا اور اس واقعہ کا ذکر ایک صاحب نے اس طرح کیا ہے کہ " پانی کے ایک چھوٹے سے حوض میں ایک سانپ لپٹا ہوا پڑا تھا اور ایک چھچھوندر بھی کسی طرح اس میں پہنچ گئی تھی - چھچھوندر ادھر اُدھر پھرتی تھی اور سانپ کبھی کبھی اس پر پھن مارتا تھا - ایک مرتبہ سانپ بھی چونکا اور دونوں میں جنگ آزمائیاں ہونے لگیں - جب دونوں علحدہ ہوئے تو سانپ کے جسم سے خون بہہ رہا تھا مگر چھچھوندر خیر و عافیت سے تھی - دفعتاً سانپ نے اپنے پیٹ سے ایک مینڈک نکالا اور چھچھوندر نے اُس کو فوراً کھانا شروع کر دیا - غالباً دونوں کے جھگڑے کی بنا یہہ مینڈک ہی تھا " -

چھچھوندر اگر کاگ لگی ہوئی بوتل پر چڑھہ جاتی ہے تو بوتل کے اندر بھری ہوئی شراب میں اس کی بدبو آ جاتی ہے - چنانچہ ہندوستان میں اس کا تجربہ اکثر ہوا ہے -

یورپ کی چھچھوندر

(Sorex vulgaris.)

یہہ صنف یورپ کے متوسطہ اور جنوبی ملکوں میں پائی جاتی ھے - اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں بالوں میں قطعی پوشیدہ ہوتی ھیں - کان بڑے بڑے ہوتے ھیں لیکن وہ بھی بالوں کی وجہ سے نظر نہیں آتے - یہہ خصلتاً اس قدر جنگجو ھیں کہ جہاں کہیں دو مل جاتی ھیں فوراً لڑائی ھو پڑتی ھے اور جنگ میں جو فتحیاب ہوتی ھے وہ دوسرے کو ضرور ھی کھا جاتی ھے -

مول کی جماعت

(The Talpidæ.)

مول بھی ایک قسم کی چھچھوندر ھی ھے - اس کی انواع یورپ میں کثرت سے ھیں - ھندوستان میں مول صرف مشرقی ھمالیہ پر اور آسام میں کھاسیا پہاڑ پر پایا جاتا ھے -

ان کا جسم چھوٹا اور فربہ ہوتا ھے - اگلے پاؤں میں نہایت مضبوط ناخن ہوتے ھیں جو زمین کھودنے کے لئے نہایت موزوں ھیں - پچھلے پاؤں بمقابلہ اگلے کے چھوٹے اور کمزور ہوتے ھیں - آنکھیں نہایت ھی چھوٹی چھوٹی ہوتی

ہیں - بعض بعض کی آنکھوں پر ایک جہلی ہوتی ہے جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا - ان کے کان نہیں ہوتے لیکن قوت سامعہ تیز ہوتی ہے -

چھچھوندر کی طرح یہہ بھی زمین کے اندر بلوں میں رہتا ہے -

مول

(The Mole--Talpa)

اس کا جسم گول گول گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوتا ہے کیونکہ اس کے جسم میں گردن کا پتا نہیں ہوتا - اس کے مضبوط ہاتھہ پاؤں دیکھہ کر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بلوں کا رہنے والا ہے - اگلے پاؤں چوڑے چوڑے پھاوڑے کے مشابہ ہوتے ہیں اور اُن پر پانچ پانچ چپٹے ناخون ہوتے ہیں - پچھلے پاؤں کے تلوے باہر کو مڑے ہوتے ہیں اور اُن سے وہ کھودی ہوئی مٹی بڑی آسانی سے دہنے بائیں پھینک سکتا ہے -

مول اپنا بل کھودنے میں بڑی کاریگری اور ہوشیاری سے کام لیتا ہے - اس میں سوراخوں کا ایک جال سا بنا ہوتا ہے اور باہر آنے جانے کے کئی کئی راستے ہوتے ہیں - کوئی مول کسی دوسرے مول کو اپنے بل میں داخل نہیں ہونے دیتا -

بعض مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بہت سے مولوں کے بل قریب قریب ہوتے ہیں اور اُن کے جال اس طرح مل جاتے ہیں کہ ان میں کچھہ عام راستے بن جاتے ہیں - ان پر آمد و رفت کا سب کو اختیار ہوتا ہے - ہاں یہہ ضرور ہے کہ جب کوئی دو مول راستے میں مل جاتے ہیں تو جو چھوٹا ہوتا ہے وہ راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہٹ جاتا ہے -

مول بڑا بلا خور ہے اور بھوک اُس سے برداشت نہیں ہوتی - بھوک سے مضطر ہوکر وہ دیوانہ سا ہو جاتا ہے اور اگر آٹھہ دس گھنٹے تک غذا دستیاب نہ ہو تو وہ اکثر مر بھی جاتا ہے - بھوکا ہونے پر وہ اپنے سے بڑے جانوروں پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے اور اگر دو بھوکے مول کسی جگہ بند کر دئے جائیں تو اُن میں جو طاقتور ہوتا ہے وہ دوسرے کو کھا جاتا ہے -

وہ ایسا خون کا پیاسا ہوتا ہے کہ شکار مارنے پر پہلے اُس کا پیٹ چاک کر دیتا ہے اور گرم گرم گوشت میں اپنی تھوتھڑی داخل کر دیتا ہے -

مول تیر سکتا ہے اور سیلاب کے وقت تیر کر اونچے مقاموں پر پہنچ کر اپنی حفاظت کر لیتا ہے -

سنہرا مول

(The Golden Mole, or Chrysochloris.)

یہہ نوع صرف جنوبی افریقہ میں پائی جاتی ہے اور

وہاں اس کی سات آٹھ قسمیں ہوتی ہیں - اس کے دھوپ چھاں کے سے رنگ میں سنہرا سبز اور بیجلی رنگ ملے ہوئے ہوتے ہیں -

هیج‌هاگ یا خاردار چوھے کی جماعت

(The Eranicidæ.)

اس جماعت کی خاص نوع هیج هاگ (Hedgehog) ہے جس کے جسم پر خار هوتے هیں - اس کا طول آٹھہ نو انچ کا ، ٹانگیں چھوٹی چھوٹی اور پنجوں میں لمبے لمبے ناخن هوتے هیں جو کھودنے کے لئے موزوں نہیں هوتے - بخلاف دوسرے کرم‌خوروں کے هیج هاگ کی تھوتھڑی چھوٹی سی هوتی ہے -

اس کے جسم پر خاروں کے نیچے موٹے موٹے بال بھی هوتے هیں اور پشت پر کچھہ ایسے پٹھے هوتے هیں کہ اُن کے ذریعہ سے وہ خاروں کو کھڑا کر سکتا ہے اور جسم کو گول گول بھی لپیٹ سکتا ہے - جب وہ اپنے جسم کو لپیٹ لیتا ہے تو تھوتھڑی ، منھہ اور پنجے سب پیٹ کے نیچے پوشیدہ هو جاتے هیں اور چاروں طرف خار هی خار نظر آتے هیں - دم نہایت مختصر هوتی ہے اور دانتوں کی تعداد حسب ذیل ہے--

کاٹنے والے دانت $\frac{۳-۳}{۳-۳}$ - دودهہ ڈاڑھیں $\frac{۴-۴}{۲-۲}$ -

ڈاڑھیں $\frac{۳-۳}{۳-۳}=۳۶$

اس کے کیلے نہیں هوتے - ڈاڑھیں چوکھونٹی اور اُن پر کھلتیاں هوتی هیں - اس کی قوت شامہ تیز لیکن قوت باصرہ کمزور هوتی ہے -

یہہ ایک کامل الوجود جانور ہے اور اس کی چال بھی نہایت سست اور بھدی ہوتی ہے - لیکن چوہے پکڑنے میں وہ بلی سے بھی زیادہ ہوشیار ہوتا ہے اور جس مکان میں ہیجہاگ کا گزر ہو جاتا ہے وہاں چوہوں کا نام و نشان تک نہیں رہتا -

ہیجہاگ میں ایک خاص صفت یہہ ہے کہ سانپ کا جانی دشمن ہے اور اس کو فوراً ہی مار ڈالتا ہے - سانپ کے زہر کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا - اکثر دیکھا گیا ہے کہ جیسے ہی سانپ اس پر منھہ مارتا ہے تو وہ چشم زدن میں اپنے خار کھڑے کرکے جسم کو لپیٹ لیتا ہے -

ایک مرتبہ آزمایش کی غرض سے ایک سانپ اور ایک ہیجہاگ ایک بکس میں چھوڑے گئے - سانپ گول گول لپٹ کر لیٹ رہا - تھوڑی ہی دیر بعد ہیجہاگ اُس کے قریب آیا تو سانپ نے اس کے ناک پر کاٹ لیا اور ایک قطرہ خون کا بھی نکل آیا - ہیجہاگ وہاں سے ہٹ گیا اور اپنے زخم کو چاٹتا رہا - ایک بار پھر ہیجہاگ سانپ کے قریب پہنچا تو سانپ نے اس کی زبان میں کاٹ لیا - اس مرتبہ وہ ذرا بھی خائف نہ ہوا اور سانپ کو پکڑ لیا - دونوں غضب آلود تھے - سانپ بار بار کاٹتا تھا اور وہ سانپ کو جھٹکے دیتا تھا - ہیجہاگ نے ذرا سی ہی دیر میں سانپ کو چبا ڈالا اور پھر نہایت اطمینان سے اس کا اگلا حصہ کھا لیا -

ہیجہاگ کا آلۂ حفاظت اس کے خار ہی ہیں - خار

کپڑے کر لہانے پر پھر وہ مارے پھٹے جانے یا اُچھالے جانے پر بھی ملھہ باہر نہیں نکالتا - ہاں پانی میں گرا دئے جانے پر وہ ضرور ملھہ نکالتا ہے کیونکہ پانی سے وہ نہایت خائف رہتا ہے -

یورپ کا ہیجہاگ

(Erinaceous europeus.)

یہہ صنف یورپ میں ہر جگہ پائی جاتی ہے -

شمالی ہند کا ہیجہاگ

(Erinaceous collaris.)

یہہ سندھ ، پنجاب اور صوبۂ آگرہ و اودھ میں پایا جاتا ہے - اس کے خار کسی قدر لمبے اور ان کا کچھہ حصہ سیاہ اور کچھہ سفید ہوتا ہے -

جنوبی ہند کا ہیجہاگ

(Erinaceous micropus.)

یہہ قسم نیل گر پہاڑ پر پائی جاتی ہے -

ٹینریک

(The Tenrec—Centetes.)

یہہ ہیجہاگ کی جماعت کی ایک نوع ہے جس کی کئی صنفیں مڈغاسکر کے جزیرے پر پائی جاتی ہیں - اگرچہ

یہہ ہیجہاگ کی جماعت کا جانور ہے تاہم اس کی تھوتھڑی بہت لمبی ہے - بعض بعض صنفوں کے جسم پر چھوٹے یا بڑے خار ہوتے ہیں اور بعض کے قطعی نہیں ہوتے -

ہیجہاگ کی طرح یہہ اپنے جسم کو گول نہیں لپیٹ سکتا بلکہ کچھہ حصہ کھلا ہی رہتا ہے - اس کی بعض قسمیں اس قدر کثیرالاولاد ہیں کہ مادہ کے پندرہ سولہ تک بچے ہوتے ہیں اور ایک مادہ کے تو اکیس بچے پیدا ہوئے -

درختوں کی چھچھوندر

(Tupaia.)

اس جماعت کے جانور درختوں پر رہتے ہیں اور ظاہری ساخت اور عادتوں میں گلہری کے مشابہ ہیں -

ان کی تھوتھڑی لمبی ' کان بیضوی اور دم لمبی اور جھبری ہوتی ہے - کیڑے مکوڑوں اور پھلوں پر یہہ بسر اوقات کرتے ہیں - گلہری کی طرح یہہ بھی غذا کو اگلے پنجوں سے پکڑ کر منھہ تک لے جاتے ہیں -

ان کی بہت سی صنفیں ہند ' برما ' ملے اور قرب و جوار کے جزیروں میں ملتی ہیں -

شکم کی درخت پر رہنے والی چھچھوندر

(Tupaia peguana.)

اس کا طول تقریباً چھہ انچ اور دم بھی اتنی ہی لمبی ہوتی ہے - رنگ دھندلا بھورا کسی قدر سبزی مائل ہوتا ہے -

ملے کی درخت پر رهنے والی چھچھوندر

(Tupaia ferruginea.)

یہہ نہایت بے قرار جانور هے اور تمام دن درختوں پر عجیب تیزی سے حیرت‌انگیز چھلانگیں بھرتا رهتا هے - پنجرے میں بند کر دئے جانے پر بھی وہ لمحہ بھر کو خاموشی سے نہیں بیٹھہ سکتے بلکہ متواتر اچھلتے کودتے رهتے هیں -

چمگادڑوں کا طبقہ

(The Cheiroptera.)

یہہ طبقہ تمام شیرخوار جانوروں سے مختلف ہے کیونکہ قدرت نے صرف ان ہی کو آلۂ پرواز عطا کیا ہے - مگر یہہ پرند نہیں ہیں - شیرخوار حیوانوں کی خاص خصوصیت ان میں موجود ہے - مادہ کے تھن ہوتے ہیں اور ان کے بچے دودھہ ہی سے پرورش پاتے ہیں - بجز اس کے کہ چمگادڑ اُڑ سکتے ہیں اور کوئی مشابہت اُن میں پرندوں کی نہیں ہے - مثلاً پرندوں کی ہڈیاں اندر کھوکلی ہوتی ہیں اور چمگادڑوں کی ٹھوس -

ان کے دونوں پہلوؤں کی کھال بڑھہ کر ہاتھوں کی اُنگلیوں پر منڈھی ہوتی ہے جو کہ نہایت لمبی اور چھاتے کی تیلیوں کی طرح معلوم ہوتی ہیں - لیکن ہاتھوں کے انگوٹھے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور ان پر جھلی نہیں ہوتی -

ان کے آلۂ پرواز میں قدرت نے جھلی کی دو تہیں رکھی ہیں جن میں سے ایک پشت کی کھال سے بڑھہ آتی ہے اور دوسری شکم کی کھال سے - ان پر بال بالکل نہیں ہوتے - پچھلی ٹانگوں کے کچھہ حصے پر بھی یہہ جھلیاں منڈھی ہوتی ہیں لیکن اُن کی انگلیوں تک کبھی نہیں پہنچتی - جس وقت چمگادڑ آرام کرتا ہے تو اس کی پرواز کی جھلی چھاتے کی طرح بند ہوکر جسم پر لپٹ جاتی ہے -

زمین پر چمگادڑ بہ مشکل تمام تھوڑا بہت گھسٹ سکتا ہے اور جس وقت زمین پر بیٹھ جاتا ہے تو پھر اس کو اُڑنے میں بھی بڑی دقت ہوتی ہے - زمین سے اُڑنے کے لئے وہ پہلے اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی امداد سے کسی درخت یا دیوار پر چڑھتا ہے اور کچھ اونچائی پر پہنچ کر اُچھلتا ہے اور اپنی جھلی کو کھول لیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ چمگادڑ حتی الامکان زمین پر کبھی نہیں اُترتا بلکہ آرام کرنے کو کسی تاریک کھوہ یا درخت کے کھوکلے یا غیر آباد مکان کی چھت سے اُلٹا لٹکا رہتا ہے -

چونکہ ان کی آنکھیں نہایت کمزور ہوتی ہیں اور سورج کی روشنی برداشت نہیں کر سکتیں اس لئے تمام دن وہ کسی تاریک مقام میں لٹکے ہوئے سوتے رہتے ہیں -

اس کی پرواز کی جھلیاں ہی قوت لامسہ کا کام انجام دیتی ہیں اور تمام عالم حیوانی میں اس قدر نازک اور تیز کسی کا عضوالمس نہیں ہوتا - چمگادڑ کو ایک تاریک کھوہ میں بھی اُڑنے میں اتنی ہی آسانی ہوتی ہے جتنی کہ پرندوں کو دن کی روشنی میں - وہ اس میں نہ کسی گوشے سے ٹکراتا ہے نہ کسی پتھر وغیرہ سے بلکہ ایسی صفائی سے بچ جاتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے - تاریکی میں اس کی آنکھیں تو کام دیتی نہیں عضو لامس ہی اس کی رہنمائی کرتا ہے -

اِس امر کے متعلق اکثر آزمایشیں بھی کی گئی ھیں - چنانچہ ایک مرتبہ ایک کمرے میں نہایت باریک باریک دھاگے جگہ جگہ باندھہ دئے گئے اور کچھہ چمگادڑ جن کی آنکھیں ایک لعاب‌دار شے سے چپکا دی گئی تھیں اس میں چھوڑے گئے - وہ تمام کمرے میں اُڑتے پھرے لیکن کسی ڈورے سے نہ ٹکرائے - اهل فن اسپلانزانی (Spallanzani) نے تجربے کی غرض سے ایک مرتبہ کچھہ چمگادڑوں کی آنکھیں پھوڑ کر ایک کمرے میں چھوڑا اور دیکھا کہ قوت باصرہ کے جاتے رھنے سے اُن کی پرواز پر کوئی اثر نہ پڑا بلکہ وہ بلا پس و پیش تمام کمرے میں اُڑتے پھرے اور کسی چیز سے نہ ٹکرائے - اسپلانزانی کو یہہ دیکھہ کر اس قدر حیرت ھوئی کہ ان کو یہہ خیال گزرا کہ شاید قدرت نے ان کو حواس خمسہ کے علاوہ کوئی اور قوت عطا کی ھے جس کی امداد سے آنکھیں نہ ھونے پر بھی اُن کو پتا چل جاتا ھے کہ کون کون سی چیزیں ان کی پرواز میں حائل ھیں - یہہ احساس ان کو اپنی قوت لامسہ ھی کی بدولت حاصل ھوتا ھے - جس وقت چمگادڑ اُڑتا ھے تو اُس کے آلۂ پرواز سے ہوا میں لہریں سی پیدا ھو جاتی ھیں جو چاروں طرف ٹکراتی اور واپس آتی ھیں ا ر پھر چمگادڑ کے عضوِالمس ھی سے ٹکراتی ھیں اور اُن ھی سے اس کو ھر چیز کے فاصلے کا پتا چل جاتا ھے - اسی طرح جب کوئی کیڑا کسی چمگادڑ کے قریب اُڑتا ھوا نکلتا ھے تو اس کی پرواز سے جو

لہریں ہوا میں پیدا ہوتی ہیں اُن سے چمگادڑ کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس طرف اور کتنے فاصلے پر اُڑ رہا ہے ۔

اس کے علاوہ اس کی قوت سامعہ اور شامہ بھی تیز ہوتی ہیں ۔ بعض بعض کے نتھنوں کے اوپر پتی کی شکل کی ایک جھلی لگی ہوتی ہے ۔ ان پتی‌دار چمگادڑوں کی قوت شامہ بالخصوص تیز ہوتی ہے ۔

سرد مقاموں میں رہنے والے چمگادڑ بھی جاڑے میں سکونت اختیار کر کے کسی محفوظ مقام میں اُلٹے لٹک کر ساکت و صامت پڑے رہتے ہیں اور اُن پر اُس وقت ایسی غفلت اور مدہوشی طاری ہوتی ہے کہ اگر ان کو پکڑ لیا جائے یا اچھالا جائے تو بھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے ۔ اور اُن کی جسمانی طاقت اس قدر مضمحل ہو جاتی ہے کہ ایک اہل فن کا بیان ہے کہ ہر تین منٹ میں ان کی نبض صرف ایک ہی بار حرکت کرتی ہے اور سانس اس قدر وقفے کے بعد اور آہستہ آہستہ چلتا ہے کہ بسا اوقات محسوس بھی نہیں ہوتا ۔

اس کے ایک حمل سے ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے پنجوں سے ماں کی کھال پکڑ کر لٹکا رہتا ہے ۔

اس طبقے کے جانور دو جماعتوں میں منقسم کیے جا سکتے ہیں (۱) میوہ‌خور اور (۲) کرم‌خور ۔

میوہ‌خور چمگادڑوں کی جماعت

(Pteropodidæ.)

چمگادڑ کے طبقے میں بڑے قد کے جانور میوہ‌خور ہیں - اِن کی تھوتھڑی لومڑی کی طرح لمبی اور پتلی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انگریزی زبان میں وہ اُڑنےوالی لومڑی (The Flying Fox) کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں -

ان کے کان بہت چھوٹے اور دم یا تو ہوتی ہی نہیں اور اگر ہوتی ہے تو بہت ہی مختصر - میوہ‌خور چمگادڑ ایشیا کے گرم حصوں میں اور ایسٹ انڈیز جزیروں میں نیز آسٹریلیا میں پائے جاتے ہیں -

بادون

(Pteropus Edwardsu.)

میوہ‌خور تیروپس نوع کی یہہ ایک صنف ہے - یہہ ہندوستان، لنکا اور برما میں پائی جاتی ہے - اِس کو شمالی ہند میں بادون اور جنوبی میں گدل کے نام سے موسوم کرتے ہیں -

یہہ چمگادڑ کے طبقے میں سب سے بڑا جانور ہے - اس کا طول چودہ انچ تک اور پروں کا طول ایک سرے سے دوسرے سرے تک پورے ساڑھے چار فٹ ہوتا ہے -

دن میں یہہ درختوں سے اُلٹے لٹکے رہتے ہیں اور جس

درخت کو وہ دن کے آرام کے لئے منتخب کر لیتے ہیں اُس پر ان کا مکمل قبضہ ہو جاتا ہے - اپنی جائے قیام سے ان کو اس قدر اُنس ہوتا ہے کہ اگر اُن کو مار مار کر بھی بھگایا جائے تو بھی اُس کو نہیں چھوڑتے -

تمام دن تو آنکھیں بند کئے وہ عالم سکوت میں رہتے ہیں اور جہاں شام ہوئی کہ ان کی چہل پہل شروع ہوئی پہلے تو وہ ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اڑنا شروع کرتے ہیں - پھر تاریکی ہو جانے پر یکے بعد دیگرے اُڑ جاتے ہیں اور تمام رات شکم پری کی فکر میں ادھر اُدھر اُڑتے پھرتے ہیں -

جامن، گولر، بڑ وغیرہ ہر قسم کے پھل اس کو مرغوب ہیں - پھلوں کے باغ کو ان کے گروہ بالکل ہی برباد کر دیتے ہیں -

صبح ہونے سے قبل ہی اپنے درخت پر وہ پھر واپس آجاتے ہیں اور اس وقت جو شور و غل مچاتے ہیں وہ سننے ہی سے تعلق رکھتا ہے - ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ سب سے اونچی جگہ مجھی کو ملے اور کوئی دوسرا میرے قریب تک نہ آسکے - آپس میں زبردست جنگ آزمائیاں بھی ہو جاتی ہیں - کوئی دانتوں سے کاٹتا ہے اور کوئی ناخنوں سے حملہ کرتا ہے اور سب ایک آواز ہو کر گلا پھاڑ پھاڑ کر نہایت کرخت آواز سے چیختے اور چلاتے ہیں -

اگر قرب و جوار میں کوئی دریا یا تالاب ہوتا ہے تو یہ

پانی کی سطح کے برابر اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں - بانون کے جسم سے سخت بدبو آتی ہے -

کرم خور چمگادڑوں کی جماعت

چمگادڑ کی اکثر نوعیں کرم‌خور ہی ہیں اور روئے زمین پر قریب قریب ہر جگہ پائی جاتی ہیں -

فائی لاستوما

(Phyllostoma.)

اِن چمگادڑوں کی یہہ خصوصیت ہے کہ ان کی ناک پر جھلی کی ایک پتی سی لگی ہوتی ہے - ان کا منھہ نہایت فراخ اور زبان خاردار ہوتی ہے اوپر کے کیلے منھہ کے باہر نکلے ہوتے ہیں -

یہہ نوع صرف وسط امریکہ اور جنوبی امریکہ میں ملتی ہے اور ان کی عادتوں کے متعلق عجیب عجیب خوفناک قصے بعض سیاح اور اہل فن بیان کرتے ہیں - یہہ صرف کیڑے مکوڑوں ہی پر قناعت نہیں کرتے بلکہ بڑے بڑے جانوروں کا بھی خون چوس جاتے ہیں - گائے ، بیل ، گھوڑے وغیرہ سے چپٹ کر وہ کھال کاٹ ڈالتے ہیں اور اُن کا خون چوس چوس کر پیٹ بھر لیتے ہیں - اہل فن ازارا (Azara) بیان کرتے ہیں کہ موقع مل جانے پر وہ انسان کا خون بھی پی لیتے ہیں - خود اُن کو بھی کئی بار تجربہ ہوا کہ

جب کبھی جنگل میں کھلے میدان سونے کا اتفاق ہوا تو یہہ چمگادڑ ان کا انگوٹھا کاٹ کر خون چوس گئے - اور کہا کہ وہ ایسی آہستگی سے کاٹ لیتے ہیں کہ اس سے مطلق تکلیف نہیں ہوتی اور سوتا ہوا انسان ہرگز جاگنے نہیں پاتا -

ویسپرٹیلیو

(Vespertillio.)

اس نوع کی تقریباً تینتالیس صنفیں پائی جاتی ہیں جن میں آپس میں نہایت خفیف سا فرق ہوتا ہے -

مونچھدار چمگادڑ

(Vespertillio caliginosus.)

ویسپرٹیلیو کی یہہ ایک مشہور صنف ہے - اس کا طول دم تک تقریباً ڈھائی انچ ہوتا ہے - اوپر کے لب کے دونوں جانب کچھہ بال مونچھوں کی طرح نکلے ہوتے ہیں - یہہ ہندوستان میں پایا جاتا ہے لیکن اس کی تعداد نہایت قلیل ہے -

رنگدار چمگادڑ

(Kerivoula picta.)

یہہ نوع ہندوستان میں ہر جگہہ ملتی ہے اور اس کا طول تقریباً ساڑھے تین انچ ہوتا ہے - اس کے اوپر کے جسم کا رنگ

نارنگی اور نیچے زرد ہوتا ہے - مگر یہہ رنگ چمکدار نہیں ہوتے - اس کا آلۂ پرواز قطعاً سیاہ ہوتا ہے اور اُس پر نارنگی رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں - قدرت نے اس کو ایسے خوش نما رنگ عطا کئے ہیں کہ اُڑنے کے وقت وہ بالکل تتلی سا معلوم ہوتا ہے - کیلے کے نئے گول لپٹے ہوئے پتوں میں یہہ اکثر پوشیدہ رہتا ہے -

زرد چمگادڑ

(Nycticejus luteus.)

اس نوع کا طول دم تک پانچ انچ سے زائد نہیں ہوتا - کارناتک ، شمالی ہند ، بنگال ، برما اور آسام میں یہہ پایا جاتا ہے -

بڑے کان کا چمگادڑ

(Magaderma lyra)

اس کی ناک پر بھی پتی کی شکل کی ایک جھلی ہوتی ہے - یہہ چھوٹا سا چمگادڑ ہند میں ہر جگہ کوہ ہمالیہ سے جنوبی گوشے تک پایا جاتا ہے اور ویران اور غیر آباد مکانوں میں اکثر رہتا ہے - ایک اہل فن بیان کرتے ہیں کہ یہہ پوری طور سے تحقیق ہو گیا ہے کہ یہہ بھی دوسرے جانوروں کا خون پیتا ہے - اکثر وہ چمگادڑوں ہی کے کان کے پیچھے چمٹ جاتا ہے اور خون چوسا کرتا ہے

اور خون چوسنے کے بعد اکثر اپنے شکار کو کھا بھی جاتا ہے (۱) -

اس کا رنگ نیلگوں ہوتا ہے - جسم کا طول تین چار انچ اور اس کے کان خاص طور پر بڑے بڑے ہوتے ہیں -

---

Dobson's "Monograph of the Asiatic Cheiroptera." (1)

چہاردستی طبقہ

(The Quadrumana.)

یہہ طبقہ عالم حیوانی کا سرتاج ہے اور ساخت جسمانی کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے - کوئی دوسرا طبقہ اپنی ساخت میں انسان کے اس قدر مشابہ نہیں -

ان کے دانتوں اور ہڈیوں کی تعداد اُتنی ہی ہے جتنی کہ انسان میں ' اور دانتوں کی ساخت بھی انسان کے دانتوں کے مشابہ ہے - دانتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے —

کاٹنےوالے دانت $\frac{۲—۲}{۲—۲}$ - کیلے $\frac{۱—۱}{۱—۱}$ دودھہ ڈاڑھیں $\frac{۲—۲}{۲—۲}$ -

ڈاڑھیں - $\frac{۳—۳}{۳—۳}$ = ۳۲

ان کے چہرے اور ہاتھوں پر انسان کی طرح بالکل بال نہیں ہوتے اور ہاتھہ پاؤں کے انگوٹھے انسان کی طرح انگلیوں سے ملائے جا سکتے ہیں - باقاعدہ مذکورہ ہاتھوں کا مفاد بہت کچھہ اسی وصف پر منحصر ہے -

اُن کی آنتیں اور آلۂ تناسل بالکل انسان ہی کے مشابہ ہیں اور مادہ کو حیض بھی آتا ہے اور ان کے تھن بھی سینہ پر ہوتے ہیں -

اگر انسان سے فرق ہے تو یہہ ہے کہ ان کے بازو بہت لمبے ہوتے ہیں اور کولھا انسان کی طرح چوڑا نہیں ہوتا

اور یہی وجہ ہے کہ وہ انسان کی طرح سیدھے نہیں کھڑے ہو سکتے -

ان کے ہاتھوں ہی کے انگوٹھے نہیں بلکہ پاؤں کے بھی انگلیوں سے مل جاتے ہیں - درخت پر رہنے والے جانور کے لئے یہہ وصف نہایت مفید اور ضروری ہے کیونکہ شاخوں کو پکڑنے کا کام وہ ہاتھوں کے علاوہ پاؤں سے بھی لے سکتے ہیں -

جب یہہ کھڑے ہوتے ہیں تو ان کا پورا تلوہ زمین پر نہیں پڑتا بلکہ اُن کے کنارے ہی زمین پر رہتے ہیں -
علاوہ اس کے اُن کے ہاتھہ پاؤں کے انگوٹھے انگلیوں سے بہت فاصلے پر ہوتے ہیں اور اس لئے انسان کے انگوٹھوں کی طرح کار آمد نہیں ہوتے -

اس طبقے کے اکثر جانور سبزی اور میوہ‌خور ہیں مگر بعض پھل وغیرہ کے علاوہ کیڑے مکوڑے بھی کھاتے ہیں اور بعض بعض گوشت بھی کھا لیتے ہیں -

اس طبقے کے جانور تنہائی پسند نہیں بلکہ سب گروہ میں رہتے ہیں اور ان کی عقل تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ ہے -

چار دستی جانور دو قسموں میں منقسم ہیں -

(۱) پروسیمئی (Prosimiae.)

(۲) سمئیڈی (Simiidae.)

پروسیمئی میں اس طبقے کے ادنیٰ قسم کے جانور شامل

ھیں اور اس میں لیمر کی جماعت کی بہت سی نوعیں ھیں -

سمانگے جو کہ اعلیٰ قسم کے جانور ھیں اپنی ناک کی ساخت کے لحاظ سے دو قسموں میں منقسم ھیں -

(۱) کیٹیرائن (Catarrihnes.)

(۲) پلیٹیرائن (Platarrihnes.)

کیٹیرائن کی ناک کے نتھنے ایک دوسرے کے قریب قریب اور ان کے سوراخ کے منھہ نیچے کو ہوتے ھیں بخلاف پلیٹیرائن کے کہ ان کے نتھنے ایک دوسرے سے کچھہ فاصلے پر ہوتے ھیں اور اُن کے سوراخ سامنے ہوتے ھیں -

کیٹیرائن صرف مشرقی نصف الارض میں ہوتے ھیں اور پلیٹرائن امریکہ میں -

پرازیبئے

لیمر کي جماعت

(The Lemuridæ.)

اس جماعت کے اکثر جانور مڈیگاسکر جزیرے پر پائے جاتے ھیں - ھندوستان اور ملے میں ان کی صرف دو تین ھی نوعیں پائی جاتی ھیں - چہاردستی طبقے کے یہہ سب سے ادنیٰ جانور ھیں -

ان کی تھوتھوری نکیلی لومڑی کی طرح ہوتی ہے اور انسانی مناسبات جو اس طبقے کے اعلیٰ جانوروں میں نمایاں ہے وہ ان میں نہیں –

میڈیگاسکر کے لیمروں کی پچھلی ٹانگیں بہ نسبت اگلی ٹانگوں کے بڑی ہوتی ہیں – انگوٹھے انگلیوں سے پوری طرح نہیں مل سکتے اور تمام انگلیاں ایک ہی جھلی میں ملگئی ہوتی ہیں – پچھلے پاؤں کی ان انگلیوں پر جو انگوٹھے کے قریب ہوتی ہیں لمبا سا جھکا ہوا تیز ناخون ہوتا ہے – باقی تمام ناخون انسان کے ناخونوں کی طرح چپٹے ہوتے ہیں – یہہ سیدھے کھڑے ہوکر چل تو سکتے ہیں لیکن ان کو اپنے بازو اوپر اٹھائے رکھنا پڑتا ہے –

میڈیگاسکر کے قدما ان سے بہت خائف رہتے ہیں کیونکہ ایک قدیم روایت وہاں مشہور ہے کہ مرنے کے بعد ہر لیمر انسان کا جنم پاتا ہے – اس لئے وہ ان کو مارنے کے ہرگز روادار نہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس جزیرے پر ان کی نوعیں افراط سے ہیں – ان کی آواز بڑی کچھہ عجیب دردناک سی ہوتی ہے –

لیمر کی کچھہ خاص نوعوں کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے –

آئی آئی

(The Aye Aye, or Chiromys Madagascariensis.)

یہہ عجیب جانور صرف میڈیگاسکر ہی میں پایا جاتا

ہے اور وہاں بھی اُس کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ کچھ عرصہ قبل اس کے وجود کا بھی پتا نہ تھا حتیٰ کہ میڈیگاسکر کے قدما بھی اُس سے قطعاً ناواقف تھے - انھوں نے جب اس کو اول مرتبہ دیکھا تو "آئی آئی" کہہ کر اپنی حیرت کا اظہار کرنے لگے اور یوروپین لوگوں نے اُس کو آئی آئی کے نام سے موسوم کر دیا -

ایک عرصے تک اس کے متعلق اہل فن میں یہہ اختلاف رہا کہ آئی آئی کس جماعت میں شامل کیا جائے - اس کے دانتوں کی ساخت کترنےوالے جانوروں کے مشابہ ہے اور جسم کی ظاہری ساخت میں وہ گلہری کی طرح ہوتا ہے - لیکن غور کرنے پر ظاہر ہوتا ہے کہ چہار دستی جانوروں کی بہت سی خصوصیتیں اس میں پائی جاتی ہیں اور اکثر ماہرین اب اس امر پر متفق ہیں کہ وہ در اصل چہاردستی طبقے کا جانور ہے -

اس کی عادتوں سے لوگ بہت کم واقف ہیں مگر اس کے دانتوں کی ساخت اس امر پر کافی روشنی ڈالتی ہے کہ اس کی غذا کیڑے مکوڑے اور پھل ہیں - وہ درختوں پر رہتا ہے اور اکثر کھوکلوں میں پوشیدہ رہتا ہے -

شرمیلی بلی

(Nycticebus tardigradus.)

یہہ چھوٹا سا جانور مشرقی بنگال میں پایا جاتا ہے -

اس کا رنگ دھندلا ، دم چھوٹی اور جسم چھریرا ہوتا ہے - آنکھیں بڑی بڑی ، انگوٹھے انگلیوں سے فاصلے پر اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی دوسری انگلیوں سے بہت چھوٹی ہوتی ہے - نتھنے تھوتھنی سے آگے نکلے ہوتے ہیں - زبان لمبی ، باریک اور کھردری ہوتی ہے -

بنگال میں اس کو "لجاوتی بانر" کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اس کی قسمیں ملے اور جاوا میں بھی پائی جاتی ہے -

شرمیلی بلی آبادیوں سے دور گھنے جنگلوں میں رہتی ہے - تمام دن درختوں پر پوشیدہ رہتی ہے اور رات ہی میں باہر نکلتی اور پھل پتی ، کیڑے مکوڑے وغیرہ کھایا کرتی ہے -

دیوانتسی بلی

(Loris gracilis.)

لیمر کی جماعت میں کئی نوع کے جانور چھوٹے چھریرے جسم کے ہوتے ہیں اور دیوانکسی بلی اسی نوع کی ایک مثال ہے -

اس کے دم بالکل نہیں ہوتی - آنکھیں بڑی اور ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہی ہوتی ہیں - یہ جنوبی ہند اور لنکا میں پائی جاتی ہے - رنگ بھورا کچھ دھندلا سا اور جسم پر چھوٹے چھوٹے گھنے اور ملائم بال ہوتے ہیں -

طول تقریباً آٹھ انچ ہوتا ھے - مشرقی گھاٹ پر یہہ بکثرت پائی جاتی ھیں اور ڈاکٹر جرڈن بیان کرتے ھیں کہ مدراس میں اکثر لوگ ان کو زندہ ھی لاکر فروخت کرتے ھیں - ان کی آنکھوں کا تیار کیا ہوا سرمہ آنکھوں کے امراض کے لئے نہایت مفید سمجھا جاتا ھے -

یہہ صرف رات ھی میں باھر نکلتی ھے اور تمام دن گیند کی طرح لپٹی ہوئی پڑی سوتی رھتی ھے - ریشمی پتیاں ' کیڑے مکوڑے اور انڈے اس کی غذا ھیں -

مارموسٹ

(The Marmoset)

لیمر کی جماعت کے تمام مذکورہ جانور مشرقی نصف الارض میں پائے جاتے ھیں - امریکہ میں اس جماعت کی صرف ایک نوع مارموسٹ پائی جاتی ھے - ساخت کے لحاظ سے یہہ لیمر اور بندروں کے درمیان درمیان ہوتے ھیں -

وسط امریکہ اور جنوبی امریکہ میں مارموسٹ کی بہت سی صنفیں پائی جاتی ھیں - ان کے انگوٹھے انگلیوں سے مل جاتے ھیں - انگلیوں پر ناخن چپٹے نہیں ہوتے بلکہ لمبے لمبے اور تیز گوشت‌خوار جانوروں کی طرح ہوتے ھیں - ان کا سر گول ' تھوتھڑی چھوٹی ' نتھنے علحدہ علحدہ اور کان بڑے بڑے ہوتے ھیں - کانوں کے پیچھے بڑے بڑے بال ہوتے ھیں جن کی وجہ سے ان کی شکل نہایت عجیب

معلوم ہوتی ہے - دم نہایت لمبی اور موٹی ہوتی ہے اور اُس پر سیاہ اور سفید چھلے سے پڑے ہوتے ہیں -

ظاہری ساخت اور حرکت میں یہہ بہت کچھہ گلہریوں کے مشابہ ہیں اور اپنی بسر اوقات کیڑے مکوڑوں پر کرتے ہیں مگر بعض اوقات انڈے اور چھوٹے چھوٹے پرندوں پر بھی ہاتھہ صاف کر جاتے ہیں -

بندروں کی جماعت

(The Simiadæ.)

چہاردستی طبقے میں یہہ بندروں کی اصل جماعت ہے - پرازیمیئے جانوروں کی بہ نسبت یہہ اعلیٰ درجے کے جانور ہیں - بن‌مانس اس جماعت میں شامل کئے جاتے ہیں - اکثر ان کی دم چھوٹی ہوتی ہے اور بعض کے ہوتی ہی نہیں - انسانی حرکات و سکنات کی نقل یہہ ہو بہو کر دکھاتے ہیں اور ان کے تمام نوع تمام حیوانوں پر فوقیت رکھتے ہیں -

اس جماعت میں دو اقسام ہیں

(۱) امریکہ کے بندر -

(۲) مشرقی نصف‌الارض کے بندر -

امریکہ کے بندر

ان کے نتھنے ایک دوسرے سے فاصلے پر اور ان کے سوراخ سامنے کو ہوتے ہیں - ان کے دانتوں کی تعداد چھتیس ہے

اور اکثر ان کی دم لمبی اور جسم دبلا پتلا ہوتا ھے - ان کی خاص خاص نوعوں کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ھے -

چلّانے والے بندر

(Myeetes.)

یہہ اپنی بھاری ، خوفناک ، اور گونجتی ہوئی آواز کے لئے مشہور ھیں اور یہہ ان کے نام ھی سے واضع ھے - اگرچہ ان کا قد چھوٹا سا ہوتا ھے تاھم جس وقت ان کا گروہ مل کر آواز لگاتا ھے تو تمام جنگل گونج اٹھتا ھے - ایسی بھاری اور غیر مسموع آواز شاید ھی کسی دوسرے جانور کی ھو - انسان کا دل تو ان کی آواز سنتے ھی سہم جاتا ھے -

ان کی دم سرے پر گھومی ہوئی اور اس میں کچھہ عجیب قوت گرفت ہوتی ھے - ان کی چار پانچ صنفیں جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ھیں -

مکڑی نما بندر

(The Spider Monkey, or Ateles.)

اپنے دبلے پتلے جسم - لمبی لمبی ٹانگوں اور بازؤں کی وجہ سے ایٹیلیز نوع کا بندر مکڑی نما بندر کے نام سے موسوم کیا جانے لگا ھے - ان کی ساخت کی خصوصیت یہہ ھے کہ ہاتھوں میں انگوٹھا نہیں ہوتا - ہاں بعض کے بجائے

انگوٹھے کے ایک کھلڈی سی ہوتی ہے جو بلا ناخن ہوتی ہے -

ان کی دم اپنی عجیب قوت گرفت کی وجہ سے ایک علحدہ ہاتھ کی طرح کام دیتی ہے - بلا دیکھے ہوئے وہ اپنی دم کے ذریعہ سے احساس کر لیتا ہے کہ کون سی شاخ اُس کے جسم کی متصل ہو سکتی ہے چنانچہ ایسی ہی شاخ میں دم لپیٹ کر وہ بلا پس و پیش اُلٹا لٹک جاتا ہے اور چھلانگ بھرنے کے لئے جھولنے لگتا ہے -

اگر وہ کسی دریا کو عبور کرنا چاہتا ہے تو بھی اپنی دم ہی کی امداد سے اس مقصد میں کامیاب ہوتا ہے - گروہ کا کوئی ایک بندر کنارے پر کسی درخت کو اپنی دم کی گرفت میں لے لیتا ہے - پھر دوسرا اس پہلے کے جسم کو اپنی دم سے پکڑ لیتا ہے - علی ھذا یکے بعد دیگرے سلسلہ وار ایک زنجیر سی بنا لیتے ہیں - پھر سب چھوڑکے لٹکے ہیں حتی کہ آخری بندر دوسرے کنارے کے کسی درخت کی شاخ تک پہنچ کر اُس کو پکڑ لیتا ہے - اس طرح پل بناکر تمام گروہ اس پر سے گذر جاتا ہے -

سیبس

(The cebus.)

امریکہ کے بندروں میں سیبس ایک مشہور نوع ہے جو کہ جنوبی امریکہ میں ہر جگہ پائی جاتی ہے - یہ بہ آسانی پالا جاسکتا ہے اور اس کی طبیعت انسان سے بہت جلد

مانوس ہو جاتی ہے - یہہ نہایت عقیل اور عادت کا سیدھا جانور ہے - اہل فن مسٹر رومانیز کے پاس ایک بھورا سیبس (Cebus fatuellas) تھا اور ان کی ہمشیرہ نے اس کے کارناموں کا ایک نہایت ہی دلچسپ روزنامچہ تیار کیا تھا جس کا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

آپ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن دیکھا کہ جن اخروٹوں کو اپنے دانت سے نہیں توڑ سکتا اُن کو اپنے پانی کے پیالے سے توڑ لیتا ہے - تمام دن تو وہ عجیب بے قراری اور اضطراب کی حالت میں گذارتا ہے اور شب کے وقت بڑی لیاقت سے اونی گرم دوشالہ اوڑھہ کر سو رہتا ہے - اور ایک دن میں نے اُس کو ایک ہتوڑہ اخروٹ توڑنے کو دیا تو اس نے بڑی ہوشیاری سے اس سے کام لیا - اگر کوئی شے اتنے فاصلے پر ہوتی ہے کہ وہ نہیں پہنچ سکتا تو وہ لکڑی سے اس کو اپنی طرف گھسیٹ لیتا ہے اور اگر اس طرح بھی اُس کو کامیابی نہیں ہوتی تو سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے اور دوشالے کے دو کونے ہاتھہ میں پکڑ کر اس کو پہلے تو پیچھے کی طرف پھینک دیتا ہے اور پھر جھوکا دیکر سامنے پھینکتا ہے اور اخروٹ کو اُس سے گھسیٹ لیتا ہے -

ایک دن اس کو جھاڑو دینے کا برش مل گیا جس کے دستے میں پیچ کی چوڑیاں تھیں - دستے کو گھما گھما کر پیچ کھولنے کی ترکیب اُس نے فوراً ہی سیکھہ لی - پھر اس کو یہہ فکر ہوئی کہ دستے کے پیچ کو کس دے - پہلے

اُس نے دستے کا اُلٹا سرا سوراخ میں ڈالا اور گھمانا شروع کیا - دستے کو وہ گھماتا اُسی طرف کو تھا جس طرف کہ وہ گھمایا جانا چاہئے تھا - کامیاب نہ ہونے پر اس نے دستے کا دوسرا سرا پیچ میں ڈال کر گھمانا شروع کیا - ایک خاص دقت اُس کو یہ پیش آئی کہ دستے کو سیدھا رکھنے کے لئے اس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنا پڑتا تھا - تب پیرش کو اس نے اپنی ٹانگوں میں دبا لیا اور نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اُس کام میں مشغول ہوا اور بالآخر پیچ کی پہلی چوڑی اُس نے کس ہی لی - پھر اُس نے کئی بار پیچ کسنے اور کھولنے کی مشق کی -

ایک دن میں نے اس کو کنجی دے دی تو وہ ایک بکس کا تالا کھولنے کی تدبیروں میں لگاتار دو گھنٹے تک کرتا رہا - یہ تالا خراب ہو گیا تھا اور بڑی دقت سے کھلتا تھا اور اس کو کھولنے کے لئے بکس کا ڈھکنا دبانا پڑتا تھا - تھوڑی ہی دیر میں اُس نے کنجی ڈالنا سیکھ لیا اور اُس کو اُلٹا سیدھا گھمانے لگا اور کنجی گھما کر ہر مرتبہ ڈھکنا اُٹھانے کی کوشش کرتا تھا -

یہ تو صاف ظاہر تھا کہ تالا کھولنے کی ترکیب اُس نے دیکھ کر سیکھ لی تھی کیونکہ سوراخ میں کنجی ڈالنے سے قبل وہ اُس کو کئی بار اُس کے چاروں طرف گھماتا تھا - اُس کی وجہ یہ تھی کہ [illegible] جس کو صاف نظر نہ آتا تھا کنجی کو چاروں طرف پھیر پھیر کر سوراخ کو

تلاش کیا کرتی تھیں - چنانچہ بندر کا یہہ خیال تھا کہ تالا کھولنے کے لئے کنجی کو اس طرح گھمایا جانا بھی ضروری ہے -

گلہری نما بندر

(Chrysothrix.)

بندر کی تمام نوعوں میں شاید گلہری نما بندر سے زیادہ خوبصورت کوئی اور نہیں ہے - اپنی ساخت عادتوں اور تیزی میں یہہ گلہری کے مشابہ ہے اور یہہ نہایت عقیل بھی ہوتا ہے - دم بہت لمبی ہوتی ہے لیکن اس میں قوت گرفت نہیں ہوتی - شکل و صورت سے وہ بچوں کی طرح بے گناہ اور سیدھا سادہ معلوم ہوتا ہے اور کسی قسم کی تکلیف یا شکایت ہونے پر وہ بچوں ہی کی طرح رونے چلانے لگتا ہے - اہل فن ھمبولت تحریر کرتے ہیں کہ خوف زدہ ہونے پر یا ستائے جانے پر اُس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں مگر مسٹر ڈارون بیان فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے اُس کی آنکھوں میں اُنسو آتے کبھی نہیں دیکھا -

گلہری نما بندر گوشت خوار ہے اور کیڑے مکوڑے پکڑنے کی غرض سے درختوں پر تمام دن اچھلتا کودتا پھرتا ہے -

مشرقی نصف الارض کے بندر

مشرقی نصف الارض کے بندر اپنے نتھنوں کے ذریعہ سے ممتاز کئے جا سکتے ہیں کہ ایک دوسرے کے بہت قریب ہوتے ہیں

اور نیچے کو کھلتے ہیں ۔ تقریباً تمام نوعوں کے رخساروں میں کیسے ہوتے ہیں اور دم کے قریب موٹی سخت کھال کے بڑے بڑے ٹکڑے ہوتے ہیں ۔ یہی ان بندروں کی بیٹھکیں ہیں ۔ ان کی دم امریکہ کے بندروں کی طرح لمبی نہیں ہوتی اور بعض کے بالکل نہیں ہوتی ۔ ان کے دانتوں کی تعداد اور ساخت بالکل انسان کے مشابہ ہے ۔

ان کی خاص خاص نوعوں کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔

سنوسیفیلس

(Cynocephalus.)

یہ نوع افریقہ میں پائی جاتی ہے ۔ ان کا منہ کتے کی طرح لمبا ہوتا ہے اور یہی ان کی وجہ تسمیہ ہے ۔ ان کا قد بڑا اور دانت خوفناک ہوتے ہیں ۔ منہ اور ٹکڑے اکثر چمکیلے رنگ کے ہوتے ہیں ۔ عوام ان کو بیبون کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔

بیبون ہمیشہ گروہ میں رہتے ہیں اور پھلوں کے باغ کے بڑے دشمن ہیں ۔ ان کے گروہ کو بھگانا کوئی آسان کام نہیں ہے اور انسان ان سے خائف ہی رہتے ہیں ۔

بیبون پتھریلے اور چٹانی مقاموں میں رہنا پسند کرتا ہے ۔ گروہ کا ہمیشہ ایک سردار ہوتا ہے اور اس کی آواز سنتے ہی سب جمع ہو جاتے ہیں ۔

ایک مصنف تحریر کرتے ھیں کہ جب یہہ بھاگتے ھیں تو اپنے تعاقب کرنے والے پر پہاڑ پر سے بڑے بڑے پتھر لڑھکاتے چلتے ھیں اور چھوٹے چھوٹے پتھر اُٹھا کر بھی مارتے ھیں اور چونکہ ایک ایک گروہ میں سو ڈیڑھ سو بندر سے کم نہیں ھوتے کنکر پتھروں کی زبردست بوچھار ھونے لگتی ھے -

سردار ھمیشہ سب سے آگے چلتا ھے اور تھوڑی تھوڑی دیر پر کسی درخت پر چڑھ کر چاروں طرف کا پتا لگاتا چلتا ھے - بیبوں کی کئی صنفیں پائی جاتی ھیں -

معمولی بیبون

(Cynocephalus babouin.)

یہہ صنف ملک حبش میں پائی جاتی ھے -

چمکا

(C. porcarius.)

یہہ صنف صرف جنوبی افریقہ میں خصوصاً ٹیبل پہاڑ پر پائی جاتی ھے - ان کے چھوٹے چھوٹے گروہ ھوتے ھیں جن میں بیس تیس بندر سے زیادہ نہیں ھوتے - چمکا بڑا بےباک جانور ھے اور انسان کو تنہا پاکر بے خوف و خطر لوٹ مار کرتا ھے -

گنی بیبون

(C. Sphinx.)

یہہ مغربی افریقہ میں پایا جاتا ھے -

مینڈرل

(C. Mormon.)

یہه بهی دنیا کے عجیب جانوروں میں هے –

اُس کی ناک کے دونوں جانب بہت سی جهریاں هوتی هیں جو که نہایت شوخ سرخ اور نیلے رنگ کی هوتی هیں اس کی دم کے قریب پٹھوں کا رنگ بهی نہایت چمک‌دار هوتا هے –

مینڈرل قدآور جانور هے اور پالے جانے پر بهی اس پر کبهی اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکه بعض اوقات وه بلا وجه بهی غضب آلود هو جاتا هے –

ایک اهل دل بیان کرتے هیں که اُس میں یہه عجیب بات هے که نوجوان عورتوں کو دیکهه نہیں سکتا – ان کو دیکهه کر وه ایسا متوالا اور دیوانه سا هو جاتا هے که اگر کبهی اُس کو موقع مل جائے تو وه ان کو ضرور مضرت پہونچائے –

یہه بندر امریکه میں پایا جاتا هے –

لنگور

(Presbytis.)

اپنے موٹے چهوٹے اور لمبے ' پتلے ' سیدهے دم کے ذریعه

سے یہہ ممتاز ہوتے ہیں - ان کے سر گول اور جسم چھریرہ ہوتا ہے - پاؤں کی انگلیاں لمبی ، ہاتھوں کے انگوٹھے چھوٹے دم کے قریب بیٹھکیں ہوتی ہیں - ان کی بہت سی صنفیں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں - یہہ حیرت انگیز چھلانگیں بھرتے ہیں اور پچیس تیس فٹ کا فاصلہ طے کر کے جس شاخ پر چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں اور کبھی دھوکا نہیں کھاتے - لنگور صرف ہندوستان ہی میں پائے جاتے ہیں -

بنگال کا لنگور

(Presbytis Entellus.)

یہہ صنف بنگال ، شمالی ہند اور وسط ہند میں پائی جاتی ہے - اس کا چہرہ اور ہاتھہ پاؤں سب سیاہ ہوتے ہیں - ان میں بعض بعض کی دم طول میں سوا گز تک ہوتی ہے - اکثر یہہ جنگلوں ہی میں رہتے ہیں اور طرح طرح کے پھلوں پر زندگی بسر کرتے ہیں - خصوصاً پیپل اور گولر کے پھل ان کو بہت مرغوب ہیں -

ڈاکٹر جرڈن بیان کرتے ہیں کہ نر اور مادہ علحدہ علحدہ گروہوں میں رہتے ہیں اور مادہ کے گروہوں کے ہمراہ صرف ایک دو مسن نر رہتے ہیں - کہا جاتا ہے کہ نوجوان نروں کو یہہ یا تو بھگا دیتے ہیں یا مار ڈالتے ہیں - ہر سال ایک خاص موسم میں تمام نر مادہ کے گروہوں کے قریب پہنچتے ہیں

اور نروں میں زبردست جنگ ہوتی ہے - جو نر شکست کھاتے ہیں وہ بچوں کو لے کر جنگل کو بھاگ جاتے ہیں -

ہمالیہ ، نیل گر اور مالابار کے ساحل پر بھی لنگور کی نسلیں پائی جاتی ہیں -

اِنیوز

(Inuus.)

شمالی ہند کا معمولی بندر اِنیوز نوع کا جانور ہے - ان کا چہرہ آگے کو نکلا ہوا نہیں ہوتا - تھیلے منہ سے کچھ فاصلے پر ہوتے ہیں - کلے بڑے بڑے ، دم چھوٹی اور کبھی بڑی ہوتی ہیں - بچپن میں خصوصاً یہ سیدھے ہوتے ہیں لیکن جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے - ان کا مزاج نہایت وحشیانہ اور خوفناک ہوتا جاتا ہے -

شمالی ہند کا بندر

(Inuus rhesus.)

یہی صنف بنگال اور شمالی ہندوستان میں کثرت سے پائی جاتی ہے - بنگال میں اس کو [illegible] اور شمالی ہند میں بندر کے نام سے یہ موسوم کیا جاتا ہے - ہمالیہ پر بھی چار یا پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک یہ صنف پائی جاتی ہے - یہ جنگلوں اور آبادی دونوں ہی میں دیکھا جاتا ہے -

نیل بندر

(Inuus silenus.)

یہہ مغربی گھاٹ پر پایا جاتا ھے - رنگ سیاہ لیکن سر اور گردن پر سرخی مائل بڑے بڑے بال ہوتے ھیں - اس کا مزاج نہایت ھی وحشي اور جنگلی ھوتا ھے اور یہہ پالا نہیں جا سکتا -

میگٹ

(Inuus Sylvanus.)

یہہ شمالی افریقہ میں الجیریا اور موراکو میں پایا جاتا ھے - اسی صنف کے تھوڑے سے جانور یورپ میں جبرالٹر بندرگاہ میں بھی ھیں - افریقہ میں اِن کے گروہ ساتھہ ساتھہ رہتے ھیں اور نہایت بےباکی سے باغوں کو اُجاڑا کرتے ھیں -

گیونن

(Cercopithecus.)

یہہ نوع افریقہ میں پائی جاتی ھے اور اس کي پچیس تیس صنفیں ھیں - ساخت کی یہہ خصوصیت ھے کہ ان کی کھوپڑي کی ھڈی اور آنکھوں کے درمیان بہت ھي کم فاصلہ ھوتا ھے - ان کے گروہ بھی پھلوں کے درختوں کو بےحد نقصان پہنچاتے ھیں اور عادت کے یہہ ایسے جنگلی ھیں کہ ھرگز پالے نہیں جا سکتے -

بڑی ناک کا بندر

(Semnopitheous nasalis.)

یہ بورنیو کا باشندہ ہے - اس کی ناک انسان کی ناک سے بھی زیادہ لمبی اور اٹھی ہوئی ہوتی ہے - رخساروں اور ٹھوڑی پر لمبے لمبے بالوں کی داڑھی ہوتی ہے -

---

بن مانس

(Anthropomorphus Monkeys.)

اب ہم بندروں کی ان نوعوں کا تذکرہ کرینگے جو تمام مخلوق حیوانی میں انسان کے ساتھ اپنی ساخت کے لحاظ سے زیادہ مناسبت اور مشابہت رکھنے کی وجہ سے اعلیٰ‌ترین مخلوق ہیں چنانچہ بن مانس اسی قسم کے مانند ہے اور اس کی چار نوعیں بہت مشہور ہیں (۱) گبن - (۲) اورینگ اوٹان - (۳) چمپانزی - (۴) گوریلا -

گبن

(The Gibbons Hylobates)

بن مانسوں میں چھوٹے قد کے صرف گبن ہی ہیں - ان کا جسم چھریرا ، آنکھیں پھٹی ، اور انگلیاں بہت لمبی لمبی ہوتی ہیں - یہ قد کے ہی چھوٹے نہیں بلکہ فہم و فراست میں بھی دوسری نوعوں کے مقابلہ میں بہت کم ہیں -

ان کے گروہ سوماترا اور بورنیو کے جزیرو میں بکثرت پائے جاتے ھیں اور عادتاً یہہ نہایت سیدھے سادے اور ڈرپوک جانور ھیں -

یوں تو بندر کی جماعت میں تمام جانور نہایت تیز ھیں اور بڑی بڑی چھلانگیں بھرتے ھیں لیکن گبن اپنی تیزی اور چھلانگوں میں ضرب‌المثل ھے - کسی لچکتی ہوئی شاخ کو پکڑ کر وہ دو چار بار جھولتا ھے اور جھوکا لے کر اس طرح تڑپتا ھے کہ تیس چالیس فٹ کا فاصلہ طے کر کے کسی دوسرے درخت کی شاخ پر بلا خطا کئے جا گرتا ھے -

اس نوع میں جو سب سے قدآور جانور ھیں ان کا طول بھی تقریباً تین فٹ سے زائد نہیں ھوتا - یہہ درختوں پر رھتے ھیں اور جب زمین پر چلتے ھیں تو دونوں بازوں کو اوپر اُتھائے رھتے ھیں - ان کا رنگ گہرا بھورا یا کسی قدر سیاھی مائل ھوتا ھے -

اورنیگ اوتان

(Orang Outan Simia satyrus.)

سمائڈے کی یہہ مشہور نوع صرف سوماترا اور بورنیو کے جزیروں میں پائی جاتی ھے جہاں کہ قدما ان کو اورینگ اوتان کے نام سے موسوم کرتے ھیں - اورینگ اوتان کے معنی "جنگل کا آدمی" ھیں چنانچہ اس نام ھی سے واضح ھے کہ اس کی شکل و صورت انسان سے بہت

ملتی جلتی ہوتی ہے ۔ یہہ امر جائے تاسف ہے کہ ابھی تک انسان کو اُس کی واقفیت حاصل کرنے کا موقع دستیاب نہیں ہوا اور اس کی خاص وجہ یہہ ہے کہ وہ بہت کم تعداد میں پائے جاتے ہیں اور دوسرے وہ کھلے جنگل اور تر نشیبی میدانوں میں رہتے ہیں ۔

جب یہہ سیدھا کھڑا ہوتا ہے تو اس کا قد تقریباً چار فٹ چار انچ ہوتا ہے ۔ جسم پر بڑے بڑے اور موٹے بال ہوتے ہیں جن کا رنگ بھورا اسی قدر سرخی مائل ہوتا ہے ۔ شانوں اور بازوں کے بالائی حصے پر بالوں کی لمبائی تقریباً سوا فٹ ہوتی ہے ۔

اورینگ کی ٹانگیں چھوٹی چھوٹی اور بازو بہت لمبے ہوتے ہیں حتی کہ سیدھے کھڑے ہونے پر وہ پاؤں کے قریب تک پہونچتے ہیں ۔ اُس کے ہاتھ بالکل انسان کی طرح ہوتے ہیں صرف فرق یہہ ہے کہ انگلیاں لمبی اور انگوٹھا چھوٹا سا ہوتا ہے ۔ اس کے پاؤں کے انگوٹھے بھی اس کے لئے نہایت مفید ہوتے ہیں کیونکہ وہ بھی ہاتھوں کے انگوٹھوں کی طرح انگلیوں سے مل سکتے ہیں اور اُن کی وجہ سے درختوں پر چڑھنے میں اس کو زیادہ آسانی ہوتی ہے ۔ ہاتھ اور پاؤں دونوں سے وہ شاخوں کو نہایت مضبوطی کے ساتھ پکڑ سکتا ہے ۔

اورینگ شاذ و نادر ہی ٹانگوں پر سیدھا کھڑا ہوتا ہے ۔ وہ ہمیشہ کسی قدر جھک کر چلتا ہے اُس کے ہاتھ سہارے

کے لئے زمین تک پہنچ جاتے ھیں اور اُن کی انگلیاں موڑ کر وہ مٹھی ٹیکتا ہوا چلتا ھے - اُس کے تلوے بھی پوری طور سے زمین پر نہیں پڑتے بلکہ اُن کے باھری حصے ھی کے بل اس کو چلنا پڑتا ھے - یہي وجوھات ھیں کہ اس کو زمین پر چلنے میں بڑي دقت ھوتی ھے اور اُس کی چال بھی بھونڈی اور بھدی معلوم ھوتي ھے - زندگی کا لطف اُس کو درختوں ھی پر حاصل ھوتا ھے جن پر وہ نہایت ھی تیزی سے اچھلتا کودتا پھرتا ھے - اُس کے پچھلے جسم پر موتی سخت کھال کے ٹھٹے نہیں ھوتے اور دم قطعی نہیں ھوتی - یہہ بھی اُس کے اعلیٰ مرتبہ کي ایک علامت ھے - جوانی میں اس کے بڑی سي ڈاڑھی بھی نکل آتی ھے -

عموماً یہہ سیدھا سادہ جانور ھے اور بغیر کسي چھیڑ چھاڑ کے انسان پر کبھی حملہ نہیں کرتا - پھر بھی وہ بزدل نہیں اور اپنی حفاظت کے لئے بے خوف و خطر جنگ کرنے پر آمادہ ھو جاتا ھے - چنانچہ ڈاکٹر والیس تحریر کرتے ھیں کہ "ایک مادہ ایک درخت پر چڑھی ھوئی شاخوں اور خاردار پھلوں کی جو تقریباً بتیس پونڈ کے گولوں کے برابر تھے دس منٹ تک اس طرح بوچھار کرتی رھی کہ ھم لوگوں کو اُس نے درخت سے دور ھي روک دیا " - (۱)

"The Malay Archipelago," by Dr. A. R. Wallace. (۱)

بندر کی بعض دوسری نوعوں کی طرح اورنگ میں بھی یہہ خصوصیت پائی جاتی ھے کہ جیسے جیسے سن بڑھتا جاتا ھے اُس کی خصلتیں اور عادتیں نہایت وحشی اور خوفناک ھوتی جاتی ھیں – مسن ھونے پر اِن کی عادتوں میں ایسی تبدیلی ھو جاتی ھے کہ پہلے اکثر لوگ مسن رسیدہ اور اورینگ اوٹانوں کو اور اُن کے بچوں کو مختلف صنفوں کے جانور تصور کرتے تھے –

یہہ سبزی اور میوہ خور ھے اور اُس کے لئے قدرت نے اُس کے جائے قیام میں غذا کا سامان افراط سے مہیا کر دیا ھے – درختوں سے وہ پانی پینے کو بھی شاذ و نادر ھی اُترتا ھے کیونکہ وھیں بڑے پتوں سے اُس کو پانی میسر رھتا ھے –

تمام دن کی دوا دوش کے بعد شام ھوتے ھی وہ شب کے آرام کی غرض سے روزانہ ایک خوابگاہ تیار کرتا ھے اور ایک ھی رات اُس کو استعمال کرتا ھے – نہ معلوم روزانہ ایک جدید مقام منتخب کرنے میں اُس کی کیا مصلحت ھے – ممکن ھے کہ صفائی کے خیال سے وہ اِس قدر زحمت گوارا کرتا ھو – یہہ بھی ھو سکتا ھے کہ اُس کی غرض یہہ ھو کہ اُس کی خوابگاہ کا کوئی پتا نہ لگا سکے – غرضکہ وجہ خواہ کچھ ھو ھے یہہ ایک عجیب سی بات – حیوانات میں کسی اور کا یہہ دستور نہیں ھے – جس جنگل میں اورینگ رھتے ھیں اُس میں ایسی خوابگاھیں کثرت سے نظر آتی ھیں –

ایک صاحب ڈاکٹر موبلس اس کی ایک خوابگاہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ " اس کا طول ۱ء۴۲ میٹر تھا اور عرض ۸ء میٹر تھا - اس میں تقریباً پچیس شاخیں لگائی گئی تھیں جو چن چن کر ایک دوسرے سے متوازی رکھی گئی تھیں - شاخوں کے ڈھانچے کے اوپر پتیاں بچھی تھیں ایسی آرامگاہ کی تعمیر کے لئے نہ کوئی کاریگری درکار ہوتی ہے نہ بہت مشقت " -

ہر سال اُس کے ایک بچہ ہوتا ہے - ڈاکٹر والیس نے ایک مرتبہ ایک مادہ ماری اور اس کا چھوٹا سا بچہ پکڑ لیا - انہوں نے اُس کو پالنے کی بہت تدبیریں کی مگر وہ بہت دن زندہ نہ رہا - آپ تحریر فرماتے ہیں کہ " جب میں اس کو گھر لا رہا تھا تو اُس نے اپنے ہاتھ میری ڈاڑھی میں ڈال دئے اور ایسے زور سے پکڑ لی کہ اس کا ہاتھ علحدہ کرنے میں مجھے بڑی دقت ہوئی - اُس وقت اُس کے ایک بھی دانت نہ تھا لیکن کچھہ ہی دن میں سامنے کے دو دانت نکل آئے - جب میں اُس کے منھہ میں اُنگلی دیتا تھا تو وہ بڑی طاقت سے اُس کو چوستا تھا اور دودھہ نکالنے کی کوشش کرتا تھا - بہت دیر تک کوشش کرنے کے بعد جب ناکامیاب رہتا تو تھک کر انگلی چھوڑ دیتا تھا اور چیخ مار کر بالکل بچوں ہی کی طرح روتا تھا -

" کچھہ عرصے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ اس کو غسل کرائے جانے کی ضرورت ہے - چند مرتبہ غسل کرائے

جانے پر اُس کو خود لطف حاصل ہونے لگا چنانچہ جب اس کا جسم گلدہ ہو جاتا تھا وہ رونے چلانے لگتا تھا اور جب تک میں اُس کو پانی کے نل کے قریب نہ لے جاتا وہ خاموش نہ ہوتا تھا - جو غذا اس کو دی جاتی تھی اُس سے اپنی رغبت یا نفرت ظاہر کرنے کے لئے ایسی عجیب طرح سے منھ بناتا تھا کہ دیکھ کر ہنسی آتی تھی" -

انسان کے ساتھ رہ کر اورینگ بڑا ہوشیار اور سمجھدار ہو جاتا ہے - ایک صاحب ڈاکٹر ڈارک ایک اورینگ کو جاوا سے لائے تھے - وہ اپنا بستر بچھانے میں بڑی مہارت کرتا تھا - اگر کوئی سخت چیز اُس کے نیچے ہوتی تھی تو اس کو بڑی ہوشیاری سے نکال دیتا تھا - بستر پر چت لیٹ کر وہ بادبان اوڑھ لیتا اور اگر بادبان ہاتھ نہ لگتا تو ملاحوں کے کپڑے اُٹھا لاتا تھا یا اُن کے بستروں ہی پر ہاتھ مارتا تھا - وہ گوشت کھا لیتا تھا اور چاء اور قہوہ بہت پسند کرتا تھا -

ایک صاحب ایک پالتو اورینگ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دستانے مل جانے پر وہ ان کو ہاتھوں پر چڑھانے کی کوشش کرنے لگا - اگرچہ پہلے تو وہ سمجھتا نہ تھا کہ کس ہاتھ کا کون سا دستانہ ہے تاہم اتنا وہ بخوبی جانتا تھا کہ دستانے ہاتھوں پر چڑھائے جاتے ہیں -

مشہور و معروف عالم کووِے صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مونث اورینگ تنہا کمرے میں بند کر دیا گیا

اور چٹخنی دے دی گئی - اس نے باہر نکلنے کی بےانتہا کوشش کی مگر چٹخنی اونچی تھی اور جب اس کا ہاتھ نہ پہنچ سکا تو ایک کرسی گھسیٹ کر بالاخر چٹخنی کھول ہی لی -

ڈاکٹر کارل گروس لکھتے ہیں کہ ایک مادہ اوینگ سخت سے سخت گرہ اپنے دانتوں اور انگلیوں سے کھول لیتی تھی۔ اور گرہ کھولنے میں اس کو کچھ ایسا لطف آتا تھا کہ جو کوئی اُس کے قریب جاتا اُسی کے جوتوں کے فیتے کھول ڈالتی تھی -

گورلا

(The Gorilla, or Troglodytes gorilla.)

بن‌مانسوں میں یہ سب سے قدآور اور خوفناک ہے - ظاہری ساخت میں وہ انسان سے اسُ قدر ملتا جلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے تین سو سال قبل جب کارتھیج کا سیاح ہیلو افریقہ میں پہنچا اور گورلا اس کی نظر سے گزرا تو اس نے اس کو کوئی غیر مہذب انسان ہی تصور کیا چنانچہ ہیلو نے تحریر کیا ہے کہ "ہم نے ان کا تعاقب کیا - مردوں میں سے تو کوئی نہ پکڑ پایا، ہاں تین عورتیں ضرور گرفتار کر لیں" -

گورلا نہایت گھنے اور دشوار گذار جنگلوں میں رہتا ہے اس لئے اُس کی عادتوں وغیرہ سے بہت کم واقفیت حاصل

ہو سکتی ہے ۔ ایک فرانسیسی سیاح پال ڈوشیلو نے اپنے سفر نامے میں اس کا نہایت ہی دلچسپ بیان تحریر کیا ہے ۔

اس کا قد تقریباً ساڑھے پانچ فٹ ہوتا ہے اور جسمانی طاقت میں وہ شیر سے کم نہیں ہوتا ۔ اس کا چوڑا سینہ اور لحیم شحیم شانے اس کی بے نظیر طاقت پر شاہد ہیں ۔ اورینگ کی طرح اس کے بازو بھی بہ نسبت ٹانگوں کے بڑے ہوتے ہیں اور یہ بھی چاروں ہاتھ پاؤں پر چلتا ہے ۔ تاہم وہ دوسرے بندروں کے مقابلے میں زیادہ آسانی سے سیدھا کھڑا ہو سکتا ہے اور زیادہ دیر تک کھڑا بھی رہ سکتا ہے ۔

اس کا سر بڑا ، پیشانی ڈھلواں اور کان چھوٹے ہوتے ہیں اور وہ اس قدر کوتاہ گردن ہوتا ہے کہ اس کا سر شانوں پر رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اس وجہ سے وہ نہایت بدشکل اور مہیب معلوم ہوتا ہے ۔ آنکھیں گہرے گہرے گڑھوں میں دھنسی ہوتی ہیں ۔ ناک چپٹی لیکن اور بن مانسوں کی بہ نسبت زیادہ اونچی ہوتی ہے ۔ ہاتھ پاؤں کی ساخت یکساں ہوتی ہے اور ان سب کے انگوٹھے انگلیوں سے ملائے جا سکتے ہیں اور پاؤں میں بھی اسی قدر قوت گرفت ہوتی ہے جتنی کہ ہاتھوں میں ۔

اس کی کھال قطعی سیاہ ہوتی ہے اور اس پر گہرے بھورے رنگ کے بال ہوتے ہیں ۔ صرف سر پر بالوں کا رنگ کسی قدر سرخی مائل ہوتا ہے ۔

یہ درختوں پر نہیں رہتا تاہم ان پر بہ آسانی چڑھ

سکتا ہے اور پھلوں کی تلاش میں اکثر درختوں پر نظر آتا ہے - اگرچہ یہہ عظیم‌الجثہ بن‌مانس بظاہر بھاری اور بھدا معلوم ہوتا ہے تاہم فی‌الواقع اُس میں چستی اور تیزی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہیں -

ماہر سائنس سر رچرڈ اوین کی راے ہے کہ تمام بن مانسوں میں گورلا اپنی جسمانی ساخت کے اعتبار سے انسان کے بے حد مشابہ ہوتا ہے - فرانسیسی سیاح ڈوشیلو تحریر کرتے ہیں کہ "اگرچہ بالعموم ہر شکاری شکار کرنے کے بعد نہایت فرحت اور شادمانی کا اظہار کرتا ہے مگر گورلا کا شکار کرنے کے بعد کسی قسم کی فرحت اور انبساط نہیں ہوتی بلکہ ایک طرح کا انقباض اور تاسّف ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی انسان کی جان لے لی ہو - میری طبیعت اس کو مارنے کے بعد اُس کے گوشت کی طرف کبھی راغب نہ ہوئی" -

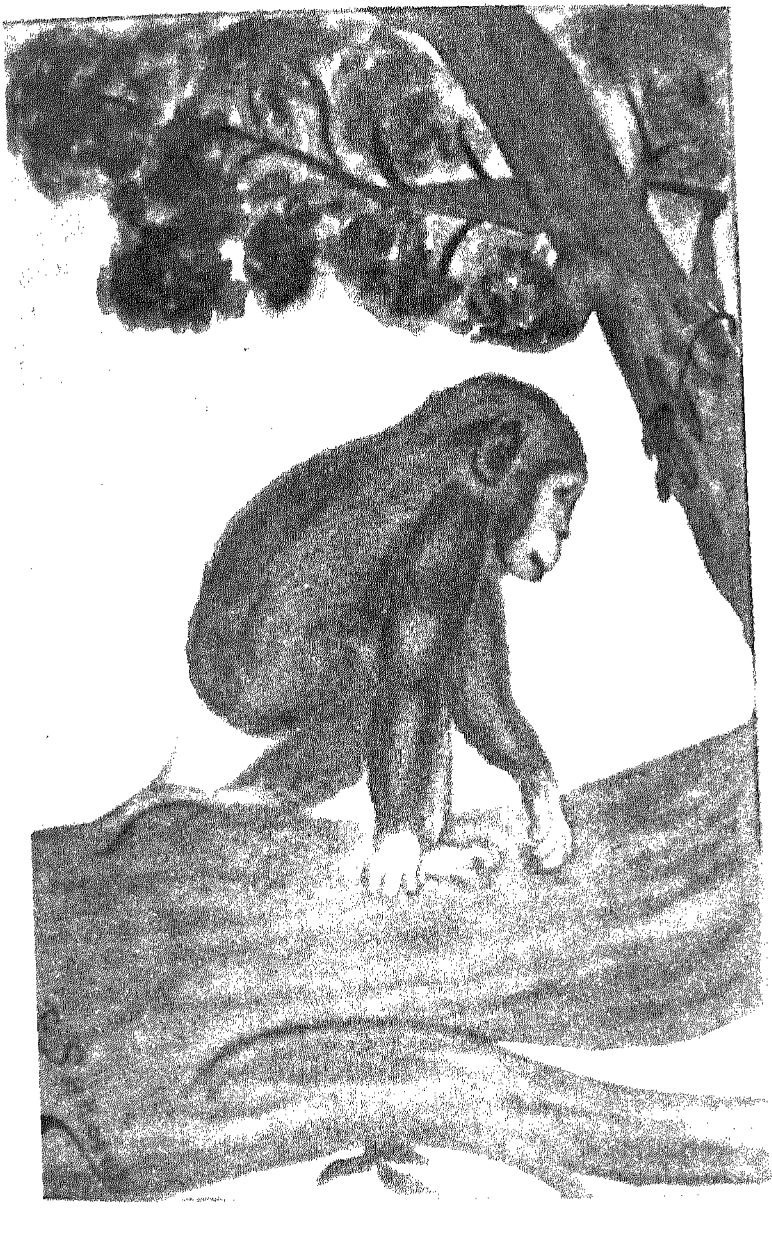
ظاہری ساخت میں انسان کے اس قدر مشابہ ہوتے ہوئے بھی گورلا کی فہم و فراست اُتنی اعلیٰ درجے کی نہیں ہوتی جتنی کہ اور بن‌مانسوں کی - چنانچہ چمپانزی اُس کے مقابلے میں بہت زیادہ عقیل ہوتا ہے - گورلا کی فہم و فراست کے بارے میں جو روایتیں مشہور ہیں وہ محض قیاسی ہی قیاسی معلوم ہوتی ہیں - مثلاً اکثر کہا جاتا ہے کہ جنگل کے بڑے بڑے جانوروں کو وہ ڈنڈے سے مار کر بھگا دیتا ہے - مگر یہہ بالکل بے بنیاد ہے - اصل یہہ ہے کہ دشمن

کا مقابلہ کرنے میں گوریلا بھی اپنے قوی ہاتھ پاؤں اور خوفناک دانتوں ہی سے کام لیتا ہے -

اکثر گوریلے کا ایک جوڑا ساتھ رہتا ہے - دشمن کا احساس اکثر مادہ ہی کو پہلے ہوتا ہے اور وہ فوراً اپنے بچے کو اٹھاکر چیختی چلاتی ہوئی بھاگ پڑتی ہے - مگر نر کبھی نہیں بھاگتا بلکہ غضب آلود اور خوفناک شکل بنا کر گرجتا ہے - اس کی آواز نہایت بھاری اور گونجدار ہوتی ہے اور بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے - غصے کے جوش میں پہلے وہ اپنے مضبوط ہاتھوں سے اپنا سینہ پیٹتا ہے اور اس کے بعد طوفانی بدتمیزی کی طرح اپنے دشمن پر ٹوٹ پڑتا ہے - اس وقت اگر خیریت ہے تو اسی میں کہ شکاری کا نشانہ خطا نہ ہو - چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک شکاری کا نشانہ خطا ہو گیا اور گوریلا نے دوڑ کر بندوق کی نال ہاتھ میں لے لی اور اس کو اپنے مضبوط دانتوں سے دبا کر اس طرح توڑ مروڑ دیا گویا تنکے کی ہو -

یہ بھی میوہ خور ہے اور خصوصاً جنگلی کیلے کا بڑا شائق ہے - میوہ خوری کی وجہ سے اس کو زیادہ تر اپنی جنگلی قیام میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے - جب ایک مقام پر پھلوں کی کمی ہو جاتی ہے تو وہ اس کو چھوڑ کر جنگل میں کسی دوسرے مقام پر رہنے لگتا ہے -

یہ مغربی افریقہ کے گھنے تاریک جنگلوں میں پایا جاتا ہے اور شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے - اس کے بچے قدرتی



زندگی سے محروم ہو کر زندہ نہیں رہتے -

چمپانزی

(The Chimpanzee, or Troglodytes niger.)

جس طرح گورلا اس جماعت کا سب سے بڑا جانور ہے اسی طرح چمپانزی سب سے زیادہ عقیل اور فہیم ہے - چمپانزی خصلتاً شایستہ اور شریف ہوتا ہے اور اس کے بچے باسانی پالے جا سکتے ہیں - اس کے کان بڑے اور اُٹھے ہوئے ہوتے ہیں - کھال کا رنگ بہ نسبت گورلا کے ہلکا ہوتا ہے اور ناک گورلا کی طرح اٹھی ہوئی نہیں ہوتی - ہاتھ پاؤں بڑے بڑے ' جبڑے نہایت مضبوط اور رخساروں پر ڈاڑھی کی طرح بال ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اس کی شکل کچھ پر مذاق سی معلوم ہوتی ہے -

اس کے بازو گورلا کی طرح لمبے نہیں ہوتے بلکہ صرف زانو ہی تک پہنچتے ہیں - قد جب کہ وہ سیدھا کھڑا ہو تقریباً چار فٹ ہوتا ہے -

جسمانی طاقت میں یہ گورلا کی ہمسری نہیں کر سکتا مگر جس قدر گورلا کی شکل اور شباہت سے آثارِ ہیبت ٹپکتے ہیں اتنی ہی چمپانزی کی شکل سے شرافت اور عقل - انسان کو دیکھ کر دوسرے جانوروں کی طرح یہ بھی بھاگ جاتا ہے بخلاف گورلا کے کہ جم کر جنگ کرنے کو کھڑا ہو جاتا ہے -

چمپانزی بھی اُن ہی خطوں میں پایا جاتا ہے جہاں

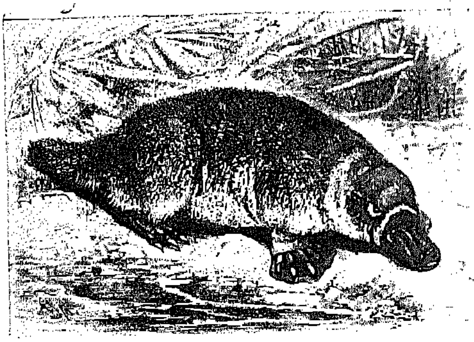
کہ کروا — یہ بھی میوہ خور ہے اور درختوں پر رہتا ہے لیکن پالتو ہو کر وہ گوشت بھی رغبت سے کھانے لگتا ہے — اگر جنگل کے قریب اناج کے کھیت ہوتے ہیں تو چمپانزی کے گروہ ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور بہت نقصان کرتے ہیں —

اگر یہ بچپن میں گرفتار کر لیا جاتا ہے تو نہایت آسانی سے پالا جا سکتا ہے — وہ طرح طرح کے کام سیکھ لیتا ہے اور اپنے آقا سے بہت مانوس بھی ہو جاتا ہے — چنانچہ پادری ڈاکٹر لونگسٹن نے جو چمپانزی پالا تھا ان کے ساتھ ہواخوری کو جایا کرتا تھا — جس وقت وہ ہواخوری کا ارادہ کرتے تھے وہ بھی ہاتھ پکڑ کر چلنے کو تیار ہو جاتا تھا اور اگر کسی روز وہ اس کو نہ لے جاتے تو بچوں کی طرح رونا چلانا تھا —

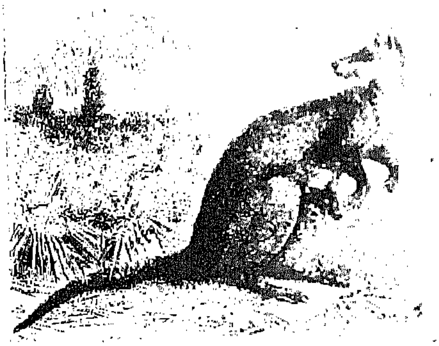
فرانسیسی سیاح فرشوفر نے بھی چمپانزی کا ایک بچہ پالا تھا جس کی فہم و فراست قابل تحسین تھی — یہ بچہ بڑا چور بن گیا تھا — علی الصباح وہ اپنے مالک کے کمرے کے دروازے پر پہنچ جاتا تھا اور پردے کا ایک کونہ اٹھا کر دیکھتا تھا کہ آیا وہ سو رہے ہیں — اگر سوتے ہوئے معلوم ہوتے تو وہ دبے پاؤں ان کے پلنگ کے قریب پہنچتا تھا اور جھانک کر دیکھتا تھا کہ ان کی آنکھیں بند ہیں کہ نہیں — اس طرح پورا اطمینان کر لینے پر ان کی میز پر سے کھانے اٹھا کر بھاگ جاتا تھا —

انگریزی سیاح سر ہیری جانسٹن ایک مرتبہ افریقہ سے ایک چمپانزی لا رہے تھے اور وہ جہاز کے تمام مسافروں سے بہت مانوس ہو گیا تھا - کچھہ عرصے کے بعد جہاز نے کسی بندرگاہ میں قیام کیا اور وہاں ایک اور مسافر معہ اپنی بیوی اور بچے کے سوار ہوا - اب تمام مسافر اُس بچے ہی کو پیار کرنے اور اُسی سے دل بہلانے لگے - اس پر چمپانزی کے دل میں اس قدر حسد پیدا ہوا کہ ایک روز جب کہ تمام مسافر کھانا کھا رہے تھے اُس نے بچے کو تنہا سوتا پا لیا اور فوراً اُتھا کر سمندر میں پھینک دینے کو لے چلا - خوش‌قسمتی سر ہیری کو خود اسی اثنا میں اوپر آنے کا اتفاق ہوا اور اُن کو دیکھتے ہی چمپانزی بچے کو چھوڑ کر بھاگ گیا -

چمپانزی میز کرسی پر بیٹھہ کر چھری کانٹے سے کھانا سیکھہ لیتا ہے - چینی اور کانچ کے برتنوں کے بارے میں وہ بخوبی سمجھتا ہے کہ وہ توٹنےوالی اشیا ہیں اور اُن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بڑی ہوشیاری سے اٹھاتا اور رکھتا ہے - چائے اور شراب پینا بھی وہ سیکھہ لیتا ہے اور چائے چھان کر اور دودھہ اور شکر ملا کر پیالہ بھی خود تیار کر لیتا ہے -



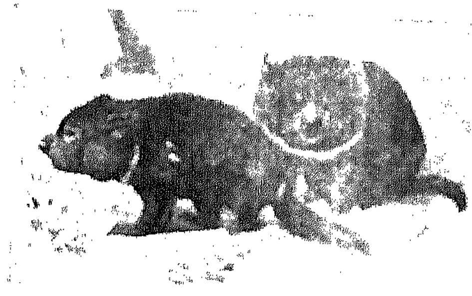
ڈک بل
(Duckbill)
ص ۳۷



کانگرو
(Macropus)
ص ۳۷



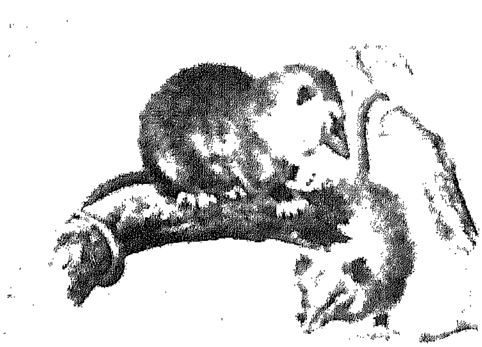
ڈیسیورس
(Dasyurus)
ص ۵۸



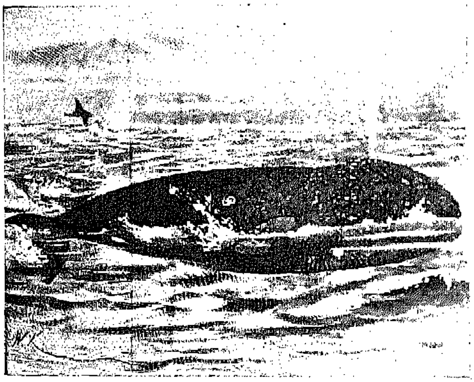
شیطان تاسمانیا
(Dasyurus ursinus)
ص [illegible]



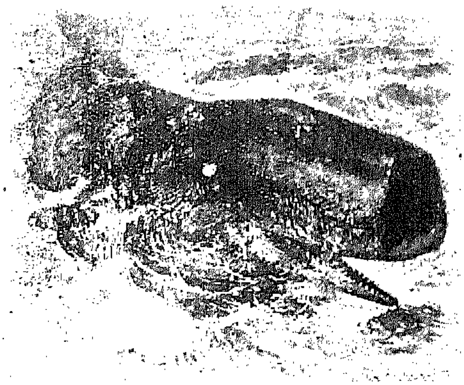
[illegible]
(Thylacinus [illegible]
ص [illegible]



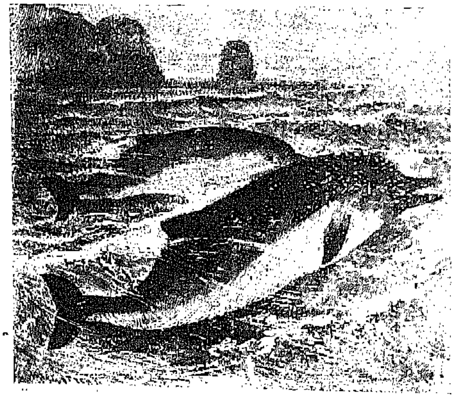
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]



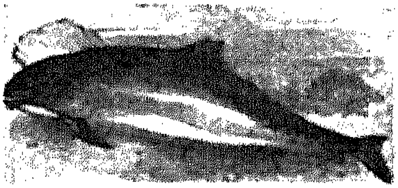
گرین لینڈ کا وھیل
(Balæna Mysti-
cetus)
ص ۷۱



کیچیلاٹ وھیل
(Physeter Macro-
cephalus)
ص ۸۶



ڈالفن
(Delphin)
ص ۸۹



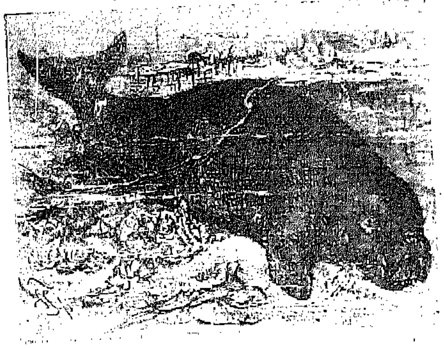
سونس
(The Gangetic Porpoise)
ص ۹۳



[illegible]



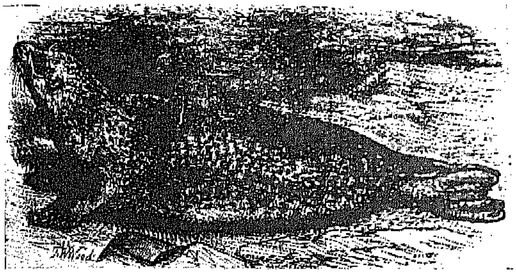
[illegible]



دیوگانگ
(Halicore)
ص ۹۹



والرس
(Trichechus
Rosmarus)
ص ۱۰۲



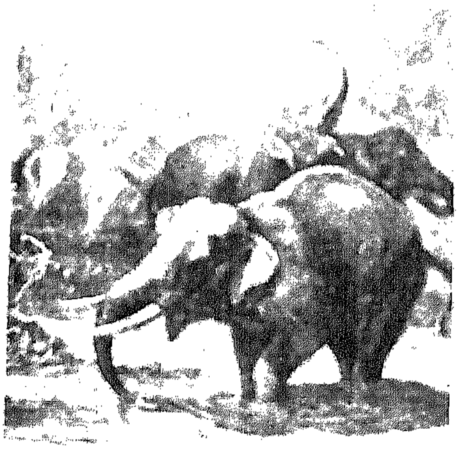
فوکا
(Phoca)
ص ۱۰۶



[illegible]
(Otaria Stelleri)
[illegible]



[illegible]



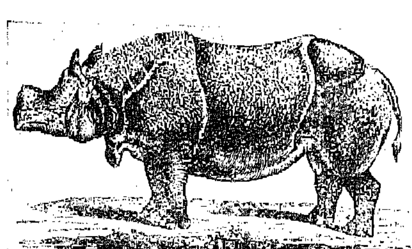
[illegible]



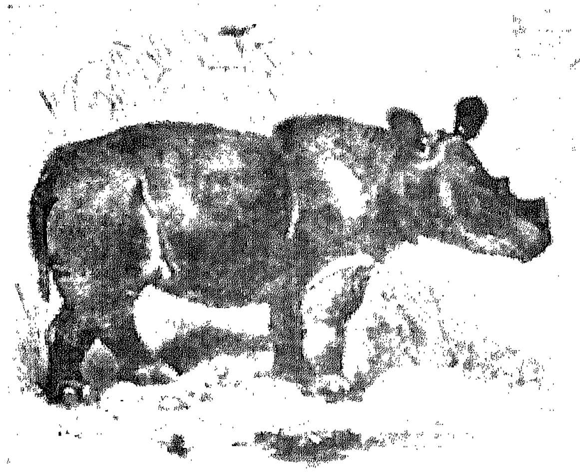
افریقہ کے ہاتھیوں کے جھنڈ
(Elephas Africanus)
ص ۱۱۹



ہپوپوٹیمس
(Hippopota-mus)
ص ۱۵۳



ہند کا بڑا گینڈا
(Rhinoceros Indicus)
ص ۱۶۸



(Rh. Sumatranus)
ص ١٧٣



Rh.



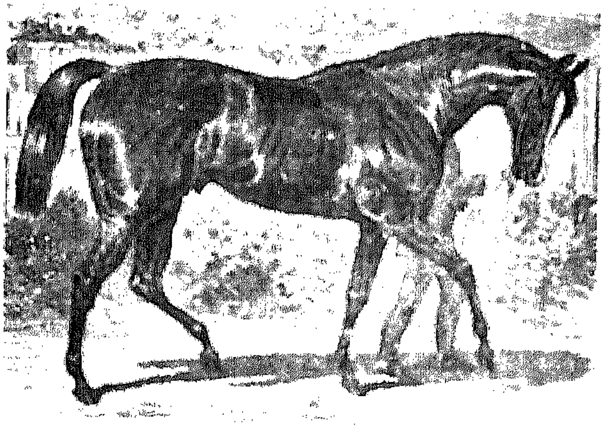
افریقہ کا گینڈا
(Rh. Simu)
ص ۱۷۳



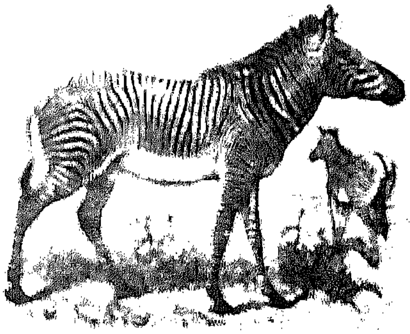
ٹیپر
(Malayan Tapir)
ص ۱۷۶



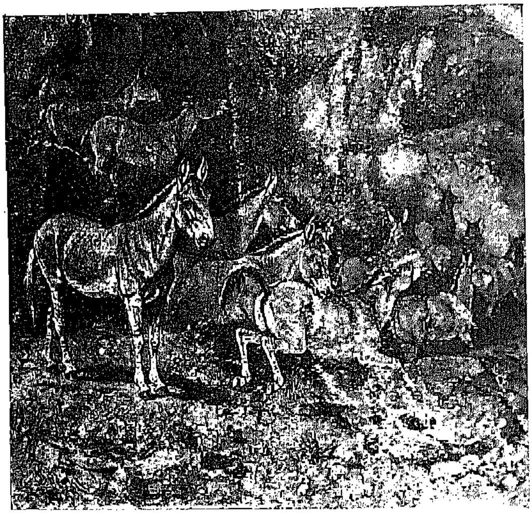
ہائریکس
(Hyrax)
ص ۱۷۸



(Equus Caballus)
ص ١٧٩



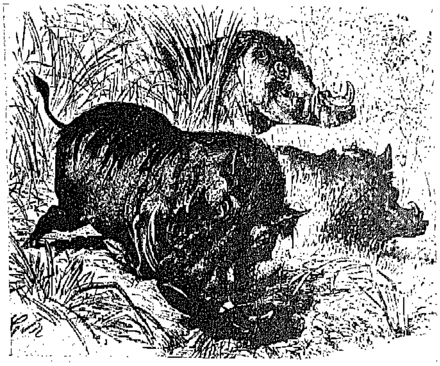




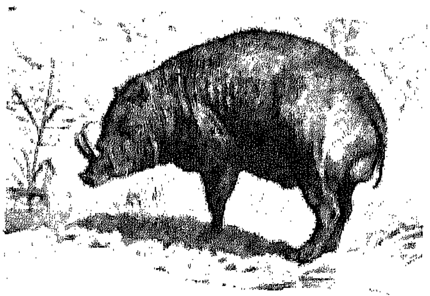
گورخر
(Equus
Onager)
ص ۲۰۳



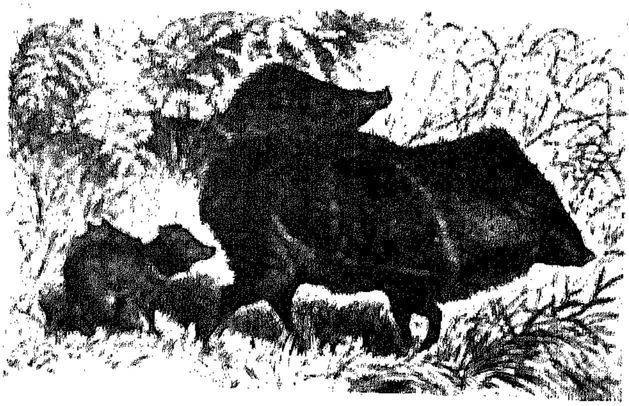
یورپ کے جنگلی سؤر
(Sus Scrofa)
ص ۲۱۰



وارٹ سؤر
(Wart Hog)
ص ۲۱۳



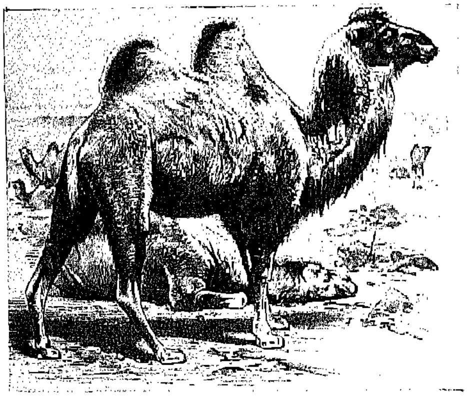
[illegible]
(Babirussa Alfurus)
[illegible]



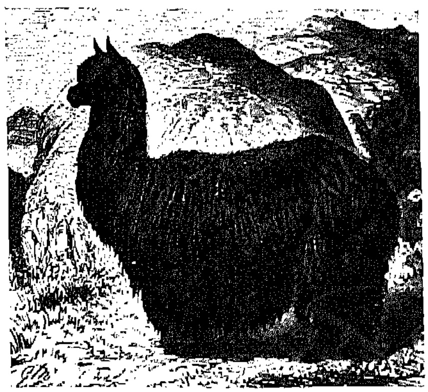
[illegible]
(White-lipped Peccary)
[illegible]



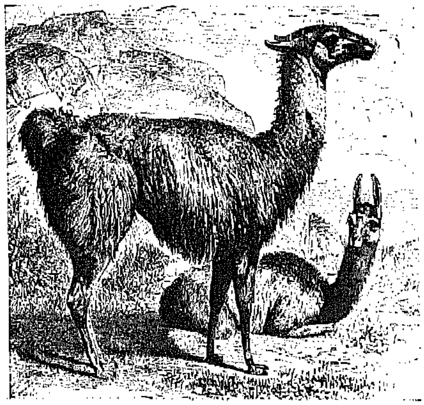
[illegible]



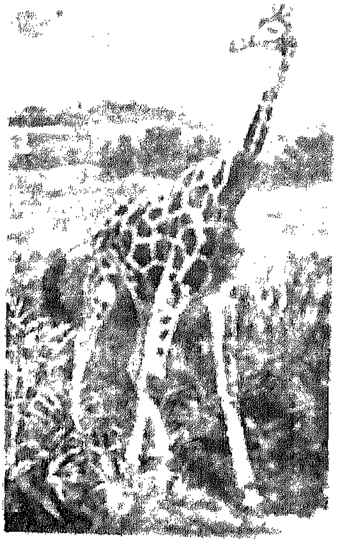
بیکٹریا کا اونٹ
(Camelus Bac-
trianus) ص ۲۲۶



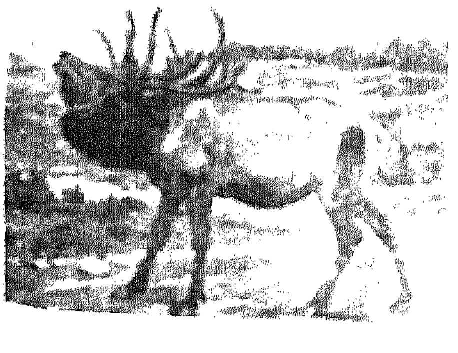
الپکا
(Aucheria Paco)
ص ۲۲۸

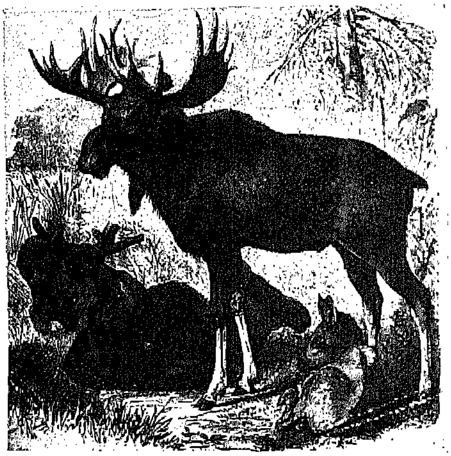


وکیونا
(The Vicugna)
ص ۲۲۹





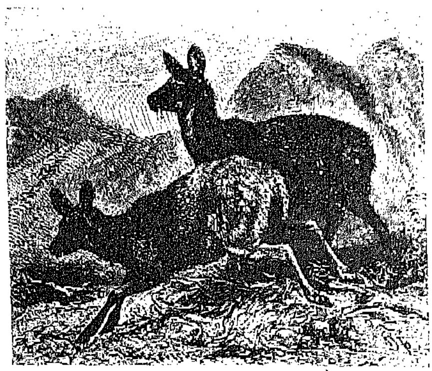




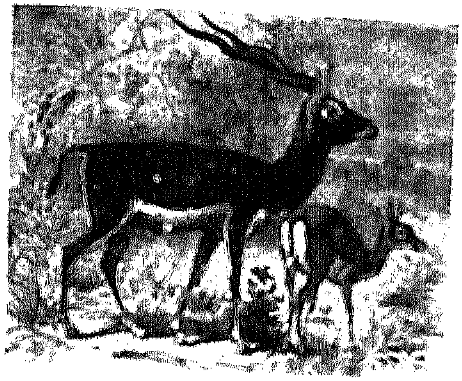
ایاک یزدسنگا
(Alces Malches)
ص ۲۲۴



سرخ بارەسنگا
(The Red Deer)
ص ۲۲۷



کستوره
(Mocnus
Moschiferus)
ص ۱۵۴

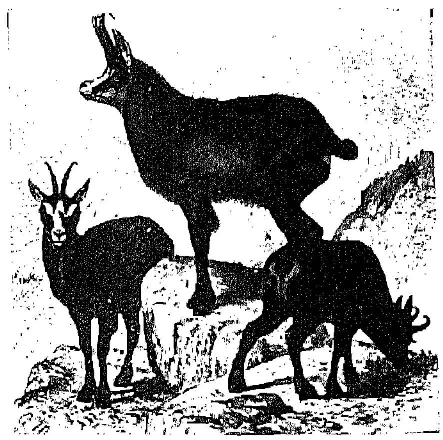




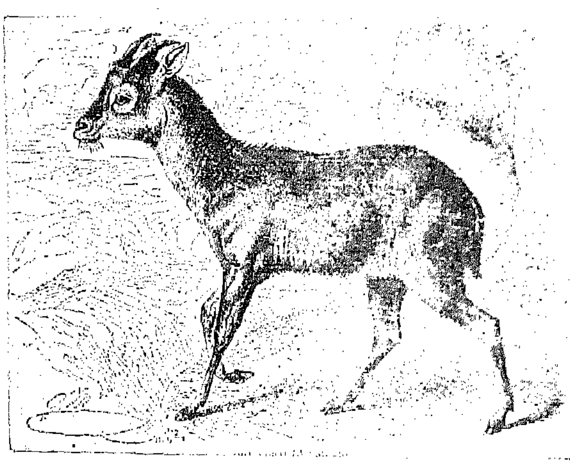




نو
(Catophlepas Gnu)
ص ۲۷۲



شیمائے
(Rupicapra Tragus)
ص ۲۷۳



گورال
(Nemorhaedus Gooral)
ص ۲۷۶



ثاهر
(Hemitragus jemlahicus) ص ٢٧٧



مارخور
(Capra Megaceros)
ص ٢٧٨



[illegible]
(Capra Ibex)
ص ٢٨٠



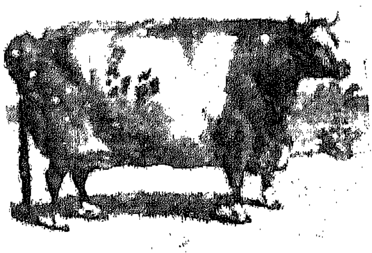
امریکہ کا بسن
(Bison Americanus)
ص ۲۸۸



بسن
(The Biso)
ص ۲۸۸



[illegible]
(The Musk Ox) ص ١٩٥



[illegible]



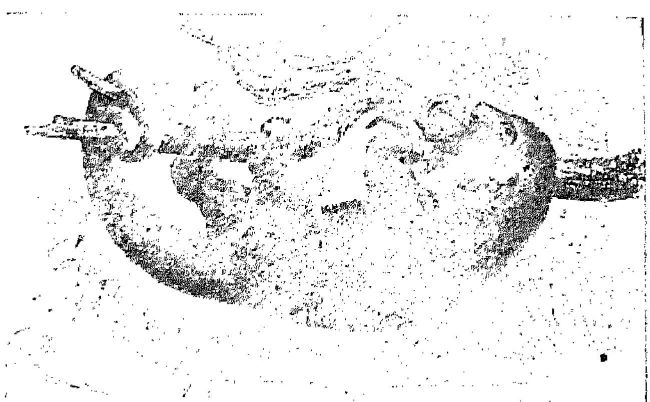
[illegible]
ص ١٩٦



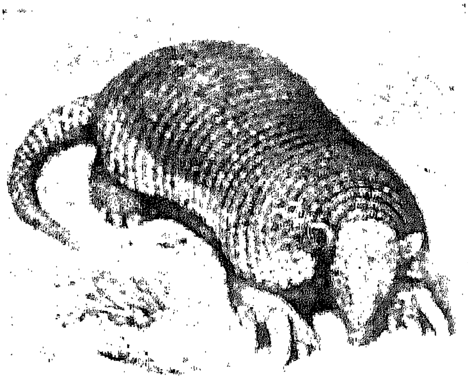
گیال
(Gavaeus Frontalis)
ص ۳۰۲



سلاتهه
(Bradipodidae)
ص ۳۱۱



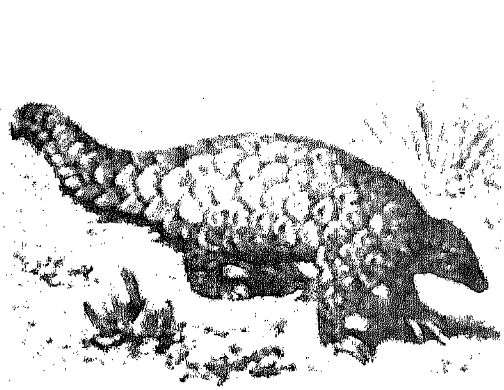
دو انگلی والے
سلاتهه (Cholo-
pus Didac-
tylus) ص ۳۱۲



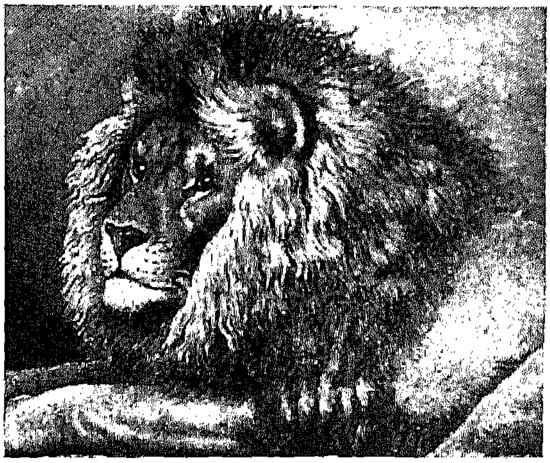
آرماديلو
(Dasypus or Armadillo)
ص ۳۱۲



(Myrmecophaga jubata) ص ۳۱۲



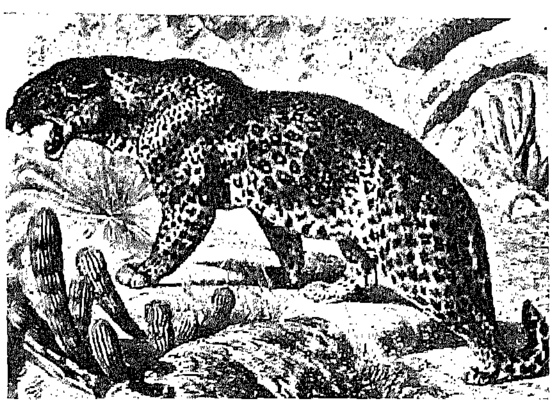
(Manis Pentadactyla)
ص [illegible]



شهر ببر
(Felis Leo)
ص ٣٢٦



باگوه
(Felis Tigris)
ص ٣٢٣



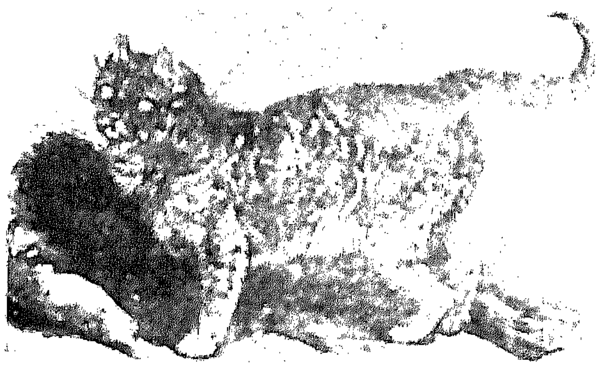
تیلدوا
(Felis Pardus)
ص ٣٥٥



[illegible]
(Felis Diardii)
[illegible]



[illegible]
(Felis Uncia)
[illegible]



[illegible]
Felis
[illegible]
[illegible]



مصر کی بلی
Egyptian
(Cat) ص ۳۷۰



جنگلی بلی
(Felis Catus)
ص ۳۷۳

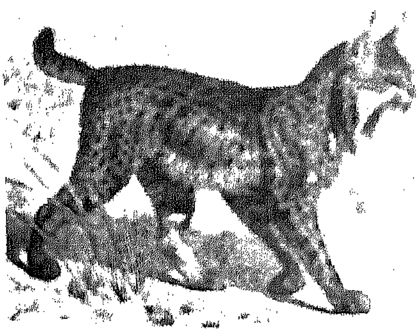


تیندوا بلی
(Felis
Bengalensis)
ص ۳۷۴



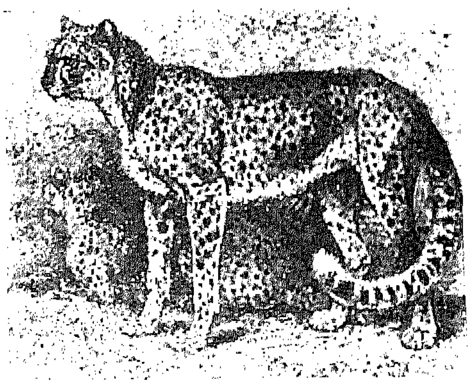
(Felis
Viverrina
ص ۲۷۵







سیاه گوش
(Caracal)
ص ۳۷۷



چیتا
(Felis Jubata)
ص ۳۷۹



پیوما
(F. Concolor)
ص ۳۸۶



[illegible]
(Newfoundland Dog)
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

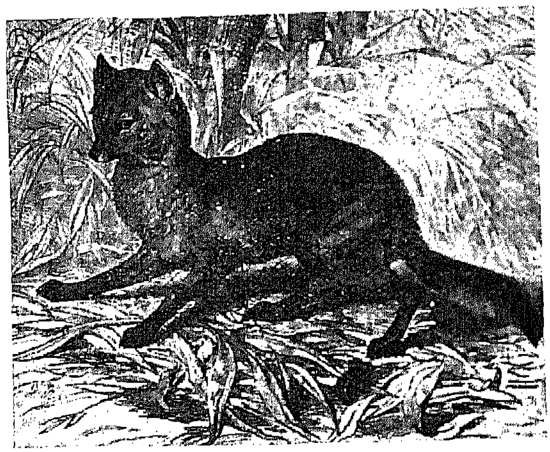




[illegible]
(Fox-hound)
[illegible]



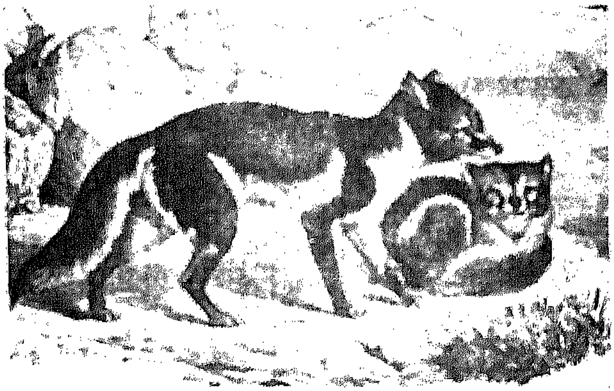
بل ڈاگ
(The Bull Dog)
ص ۳۰۹



سیار یا گیدڑ
(Canis Aureus)
ص ۳۱۳



بھیڑیا
(The Wolf)
ص ۳۱۷



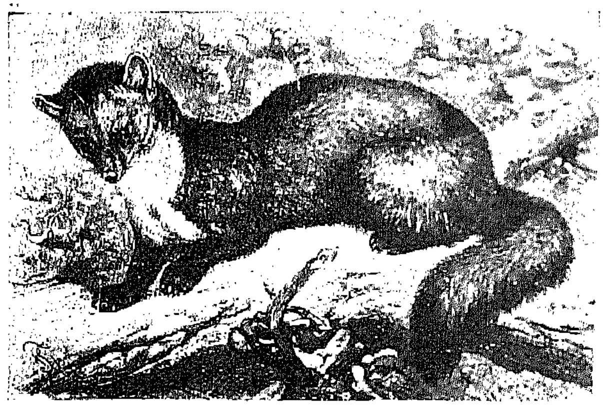
برف کی لومڑی
گرمی میں
(Arctic Fox in
summer dress)
ص ۳۲۸



[illegible]



[illegible]
Arctic Fox in winter
[illegible]
[illegible]



مارٹن
(The Marten)
ص ۲۳۴



ارمن
(Mustella ermine)
ص ۲۳۸



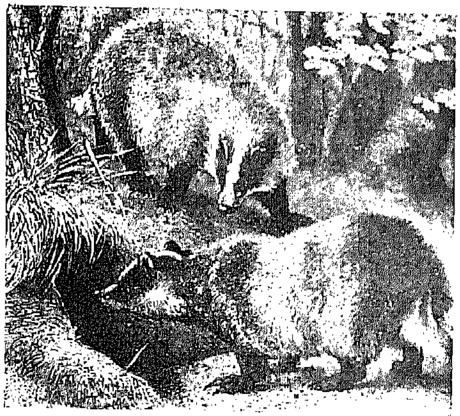
فیریٹ
(The Ferret)
ص ۲۳۹



The Weasel



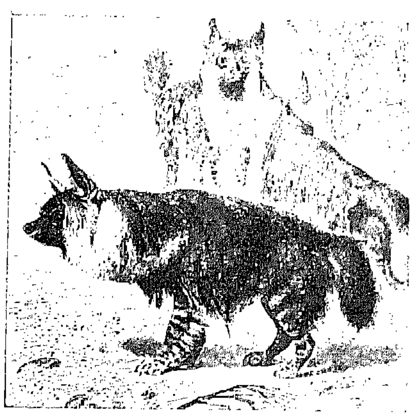




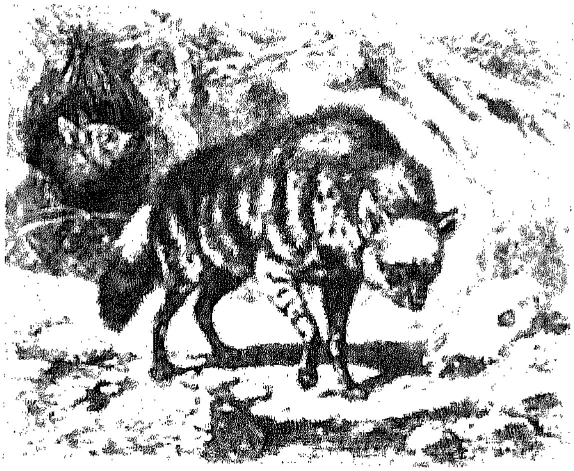
بجو
(The Badger)
ص ۳۳۷



اود بلاؤ
(The Otter)
ص ۳۵۲



لکڑبگھا
(The Hyæna)
ص ۳۵۸



(The Aard Wolf)
ص ٣٤٣



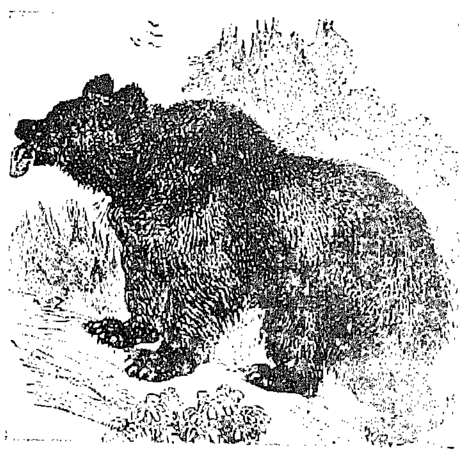




مصر کا نیولا
(Herpestes Ichneumon)
ص ۳۷۳



ہند کا کالا بھالو
(Ursus Labiatus)
ص ۳۷۸

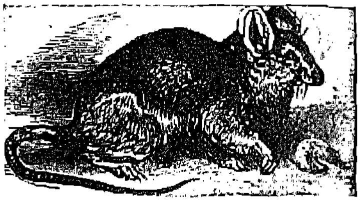


بھورا بھالو
(Ursus Arctos)
ص ۳۸۵



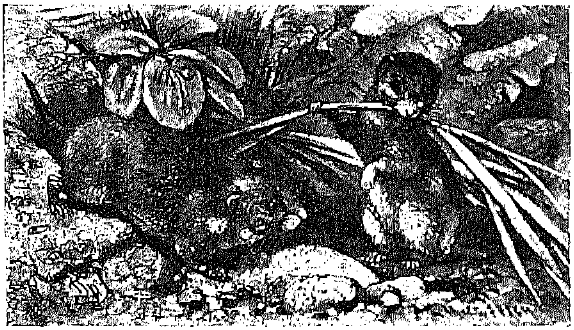


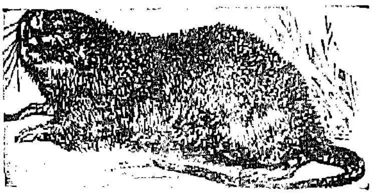




گھریلو چھوٹا چوہا
(Mus Musculus)
ص ۵۰۵

کھیت کا وول
(Arvicola Arvalis)
ص ۵۰۹

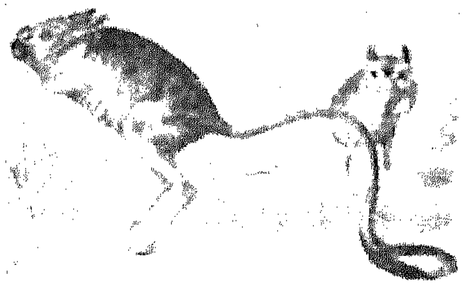




پانی کا وول
(Arvicola Amphibius)
ص ۵۰۸

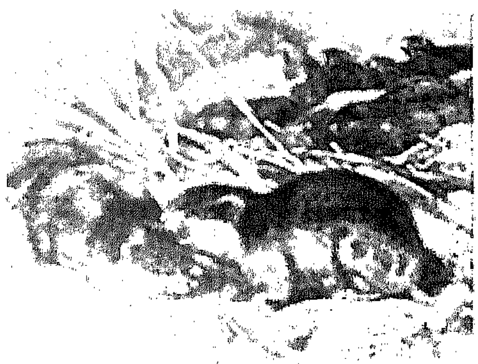
ہیمسٹر
(Cricetus Frumentarius)
ص ۵۱۰

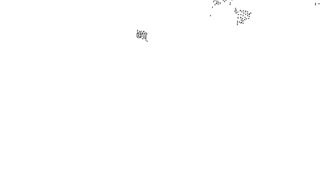


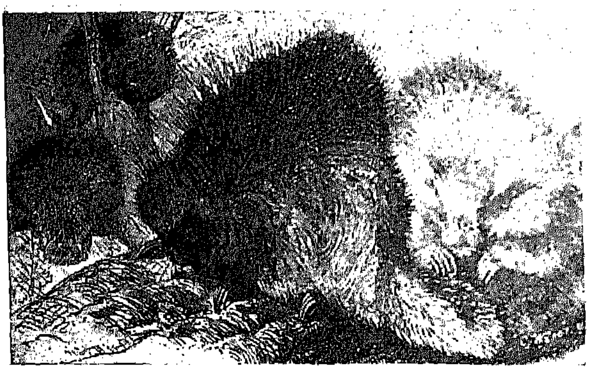


(Gerbillus)

ص ٥١٣







کناڈا کی ساھی
(Erethizon
Dorsatus)
ص ۵۱۹



آرک ٹامس
(Arctomys)
ص ۵۲۱



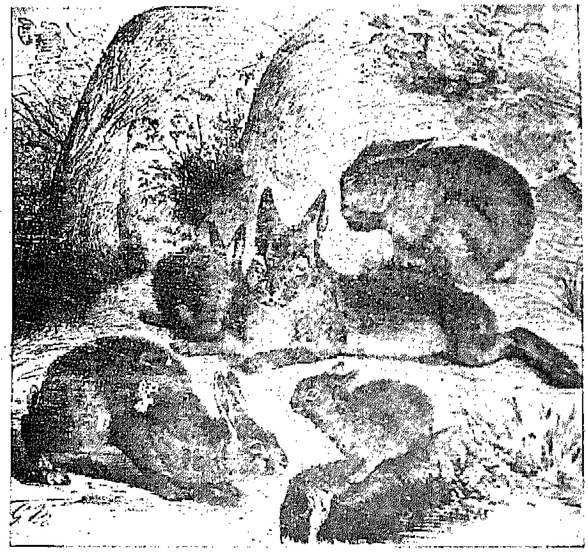
[illegible]
(Pteromys)
ص ٥٢٢



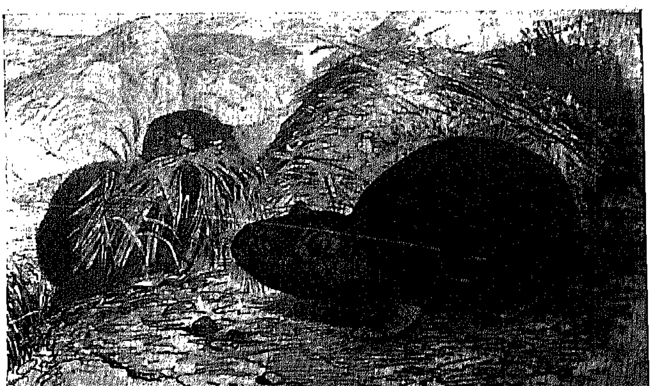
[illegible]
(P. Petaurista)
ص ٥٢٧



[illegible]
(Lepus)
ص ٥٢٩



ریبٹ
(The Rabbit)
ص ۵۳۲



لیگومس
(Legomys
Roylei)
ص ۵۳۴









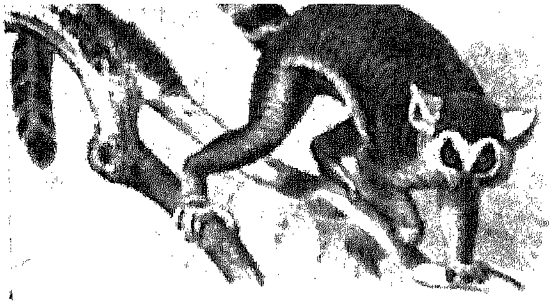
چمگادڑ
(Cheiroptera)
ص ۵۵۷



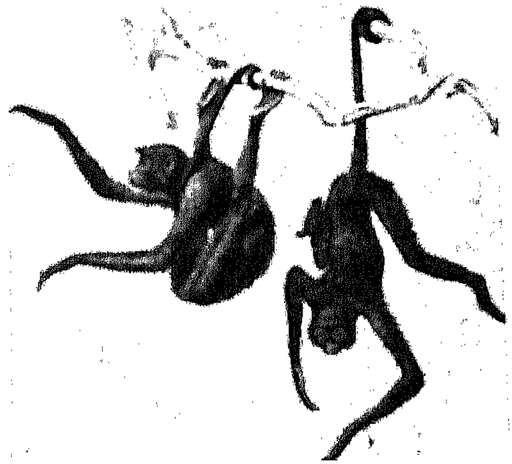
اُڑنے والی لومڑی
(The Flying Fox)
ص ۵۶۱



آئی آئی
(The Aye-Aye)
ص ۵۷۰



مارموست
(Marmoset)
ص ۵۷۳



[illegible]
(Ateles)
ص ۵۷۵



[illegible]
([illegible])
ص [illegible]



معمولی بھبون
(C. Babouin)
ص ۵۸۱



گبن
(Hylobates)
ص ۵۸۶





اِنڈکس

	٣٣	١١٨	